

الحلّ الصّوری

ترجمہ و شرح اردو

المختصر للقدری

اعراب ترجمہ ترتیب

مولانا نعیم احمد

استاذ جامعہ خیر المدارس ملتان

تشریحی افادات

حضرت مولانا عبد الحفیظ صاحب

مکتبہ امت اسلامیہ

قادیانی ہسپتال روڈ ملتان پاکستان فون: ۳۵۳۹۹۵۰

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ (القرآن)

الحل الضروی

ترجمہ و شرح اردو

المختصر القدوری

ترجمہ و تالیف

مولانا نعیم احمد صاحب

(مدرسہ جامعہ خیر المدارس ملتان)

تقریباً ۱۹۱۳ء

حضرت مولانا عبدالحفیظ صاحب

ناشر

مکتبہ امدادیہ ملتان، پاکستان

جملہ حقوق ترجمہ و کتابت محفوظ ہیں

نام کتاب : الحکل الضروری: (ترجمہ و شرح اردو فقہوری)

ترجمہ و اعراب و ترتیب : مولانا نعیم احمد صاحب مدرسہ جامعہ اسلامیہ دارالعلوم

تشریحی افادات : حضرت مولانا عبدالحفیظ صاحب

کمپوزر : حافظ محمد نعمان حائکہ (Mobile No. 0303-6560074)

ناشر : مکتبہ امدادیہ فی بی ہستانت روڈ مٹان

(Phone No. 061-544965)



مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار لاہور

مکتبہ العلم، اردو بازار لاہور

کتب خانہ رشیدیہ، ریلوے بازار اردو پبلشرز

© حق محفوظ ہے۔ اس کتاب کی کاپی کی کوئی بھی اجازت نہیں ہے۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہے۔
تذکرہ نویسین: اگر کچھ نوٹس ہیں ان کو لکھا جائے۔ (بعض الحرج، فی الدارین ... (۱۰۰۰))

فہرست مضامین ”الحل الضروری“ شرح اردو قدوری

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۷۵	روایتی شروعات	۱۱	اولیٰ پر مزاج
۲۶	مطلب حسب	۳	مقدمہ
۳	کتاب الطہارات	۲	توضیح مختصہ
۲۲	توضیح مختصہ	۱۲	مقدمہ کی تفصیل
۲۶	مقدمہ مختصہ	۱۳	مقدمہ کے بارے میں قرآن و حکم
۳	مقدمہ کے بارے میں قرآن و حکم	۱۴	مقدمہ کی تاریخ
۲۴	توضیح مختصہ	۱۵	مقدمہ کی ضرورت
۲۴	توضیح مختصہ	۱۶	توضیح مختصہ
۲۴	توضیح مختصہ	۱۷	توضیح مختصہ
۲۴	توضیح مختصہ	۱۸	توضیح مختصہ
۲۴	توضیح مختصہ	۱۹	توضیح مختصہ
۲۴	توضیح مختصہ	۲۰	توضیح مختصہ
۲۴	توضیح مختصہ	۲۱	توضیح مختصہ
۲۴	توضیح مختصہ	۲۲	توضیح مختصہ
۲۴	توضیح مختصہ	۲۳	توضیح مختصہ
۲۴	توضیح مختصہ	۲۴	توضیح مختصہ
۲۴	توضیح مختصہ	۲۵	توضیح مختصہ
۲۴	توضیح مختصہ	۲۶	توضیح مختصہ
۲۴	توضیح مختصہ	۲۷	توضیح مختصہ
۲۴	توضیح مختصہ	۲۸	توضیح مختصہ
۲۴	توضیح مختصہ	۲۹	توضیح مختصہ
۲۴	توضیح مختصہ	۳۰	توضیح مختصہ
۲۴	توضیح مختصہ	۳۱	توضیح مختصہ
۲۴	توضیح مختصہ	۳۲	توضیح مختصہ
۲۴	توضیح مختصہ	۳۳	توضیح مختصہ
۲۴	توضیح مختصہ	۳۴	توضیح مختصہ
۲۴	توضیح مختصہ	۳۵	توضیح مختصہ
۲۴	توضیح مختصہ	۳۶	توضیح مختصہ
۲۴	توضیح مختصہ	۳۷	توضیح مختصہ
۲۴	توضیح مختصہ	۳۸	توضیح مختصہ
۲۴	توضیح مختصہ	۳۹	توضیح مختصہ
۲۴	توضیح مختصہ	۴۰	توضیح مختصہ

۱۳۹	نماز میں وضو کی بات کا بیان	۸۱	ادکام خمس کا بیان
۱۴۱	نماز کو قاسم کرنے والی چیز کا بیان	۸۴	طہر قلیل کا ذکر
۱۴۳	پارہ منسلے اور من کا حکم	۸۶	استحاضہ کے نمون کا بیان
۱۴۳	باب قنہ والغازات	۸۷	استحاضہ والی عورت اور معذوروں کے حکام
۱۴۵	ان اوقات کا ذکر جن میں نماز مکروہ ہے	۸۸	نہاں کا ذکر
۱۴۷	باب الوضو	۹۰	باب الاتیماس
۱۵۱	باب بصرہ والیسرہ	۹۲	تیسرے مسئلہ کا ذکر
۱۵۵	باب صلوات الاربعین	۹۵	احتمال کا ذکر
۱۵۹	باب سجود اقل و کثر	۹۷	کتاب الصلوۃ
۱۶۲	باب صلوات و تسبیح	۹۸	الوقت نماز کا بیان
۱۶۷	باب صلوات و کعبہ	۱۰۳	نماز کے مستحب اوقات کا ذکر
۱۶۸	شریحہ ہندو کی تفصیل کا ذکر	۱۰۵	باب الاذان
۱۷۳	باب صلوات و اندیجی	۱۰۸	نماز کی ان شرطوں کا ذکر جو نماز پر مقدمہ ہو کر پڑھنی ہیں
۱۷۹	باب صلوات و الکسوف	۱۰۹	نماز کی شرائط کی تفصیل
۱۸۱	باب صلوات و استقارہ	۱۱۳	باب بعد الصلوۃ
۱۸۳	باب قیام شہر رمضان	۱۱۴	نماز کے فرائض کا ذکر
۱۸۴	باب صلوات و انوف	۱۲۳	جبری اور مری نمازوں کا ذکر
۱۸۷	باب ایضہ	۱۲۴	نماز روز کا ذکر
۱۸۹	سیت کو شہادت دینے کا بیان	۱۲۹	امام کے پیچھے قرائت
۱۹۱	مراد و حجت کے حق کا ذکر	۱۳۰	باب الجناحہ
۱۹۳	جہاد کی نماز کا طریقہ کیا ہے؟	۱۳۲	دو لوگوں جنہیں نام پڑھا کر دیا ہے
۱۹۵	باب التصدید	۱۳۳	اتھاروں کی جماعت کرنے کا حکم
۱۹۸	باب صلوات فی العید	۱۳۴	صلوات کی ترتیب اور رکعات کا بیان

۲۴۰	تلمیذ کا ذکر	۲۰۰	کتاب الزکوۃ
۲۴۱	اہرام پانہ بننے والے کے لئے صنوبر بیجوں کا بیان	۲۰۲	باب زکوۃ الاصل
۲۴۳	حرم کھانا پیے مباح امور	۲۰۴	باب صدقۃ الفجر
۲۴۴	طوافِ قدوم کا ذکر	۲۰۵	باب صدقۃ الفتن
۲۴۶	کوہ صفا و مروہ کے بیچ میں کسی کا ذکر	۲۰۶	باب زکوۃ النخل
۲۴۸	غزوہ کے وقت کا ذکر	۲۱۰	باب زکوۃ الفصد
۲۵۰	مزدلفہ میں خیمہ بنانے اور رہی کا ذکر	۲۱۱	باب زکوۃ الذهب
۲۵۲	طوافِ زیارت کا ذکر	۲۱۲	باب زکوۃ العروض
۲۵۳	تین ہجرتوں کی رہی کا ذکر	۲۱۳	باب زکوۃ الارز و الخمار
۲۵۴	طوافِ حد کا ذکر	۲۱۶	باب من یجز ذبح الصدقۃ من الذبح
۲۵۵	قرآن کا تفسیل کا ذکر	۲۱۹	باب صدقۃ الفطر
۲۵۷	باب التبع	۲۲۲	کتاب الصوم
۲۶۲	باب التہلیل	۲۲۳	عامہ دیکھنے کے احکام
۲۶۳	ایکس جہالت کہ جن میں فطرت کی یا صدقہ کا وجہ ہو	۲۲۵	راز و تہذیبی وال چیزوں کا بیان
۲۶۴	بچہ کو نہ مرنے والی مادہ کا ذکر کرنے والی چیزوں کا بیان	۲۲۵	تقوا کے اسباب کا بیان
۲۶۵	وہ جنہاں جن کے اعط صدقہ اور ہجرتی یا وجہ ہے	۲۲۶	تقوا و کفارہ واجب کرنے والی چیزوں کا بیان
۲۶۸	فلانی کی جہالت کا ذکر	۲۲۸	وہ جو فرض میں مگر روزہ نہ کھانا جائے
۲۶۹	وہ جو روزہ میں کھانے سے محرم پر کچھ واجب نہیں ہوتا	۲۳۰	روزہ سے متعلق متفرق مسئلے
۲۷۰	ذکار کے احکام کا ذکر	۲۳۳	باب الامکان
۲۷۲	باب الاحصاء	۲۳۶	کتاب الحج
۲۷۳	باب الفرائض	۲۳۷	حج کی شرطوں کا ذکر
۲۷۵	باب التمدد	۲۳۹	احرام کے مہینہ توں کا ذکر
۲۷۹	کتاب التہجد	۲۳۹	احرام کی کیفیت کا ذکر

۳۳۳	کتاب الحجر	۲۸۵	تبع کے تحت ریشہ نے وہی لڑتے واصل ہونے والی اشیاء
۳۳۴	تصرفات قوی سے باز رکھنے کا بیان	۲۸۷	باب خیار مضر
۳۳۴	مخیرین کے تصرفات سے متعلق احکام	۲۹۰	باب خیار الریضہ
۳۳۷	بائع ہونے کی مدت کا ذکر	۲۹۳	باب خیار معیوب
۳۳۸	تکلف سے قرضہ دے کے احکام	۲۹۶	باب بیع الفاسد
۳۳۱	کتاب القمار	۳۰۱	کس کو بیع کا بیان
۳۳۳	اشتہاد اور اشتہاء کے مرادف معنی	۳۰۲	باب الاطلاق
۳۳۹	مرض الموت میں بیع کے قرائن کا ذکر	۳۰۳	باب المراءضہ والتوابع
۳۵۲	کتاب الإجارة	۳۰۶	باب الریاء
۳۵۳	علم حاصل کے تحت طریقے	۳۰۷	ریا کی ملت کی پوری تحقیق
۳۵۶	اوپر مضرک اور ادیر غاص کا تفصیلی ذکر	۳۰۹	نکاح الی اور وزن الی اور نے کا معیار
۳۵۸	اجرت کے مستحق ہونے کا بیان	۳۱۰	ریا کے بارے میں تفصیل اور بیع احکام
۳۵۹	اجرت کسی ایک شرط پر مستحق کرنے کا ذکر	۳۱۲	باب المسم
۳۶۰	مکان کو کرایہ پر لینے کے احکام	۳۱۳	اشیاء جن میں مسلم درست ہے اور جن میں نہیں
۳۶۱	وہ اشیاء جن کی اجرت حاصل کرنا جائز ہے یا جائز نہیں	۳۱۳	بیع مسلم کی شرائط کا بیان
۳۶۳	وہ اشیاں جن میں کا عہد راجح یا محییٰ ہے اور نہ کارہست ہے	۳۱۷	باب المصرف
۳۶۶	کتاب الشفعة	۳۱۹	بیع صرف کے احکام کا تفصیلی ذکر
۳۶۷	شفع کی تعریف اور شفیع میں رعایت ترتیب	۳۲۳	کتاب الرهن
۳۷۰	حق شفیع ثابت ہونے والی اور نہ ثابت ہونے والی چیزوں کا بیان	۳۲۳	رهن شدہ چیز کے ضمان کا ذکر
۳۷۲	شفع کے غرض سے این بھڑانے کے حق کا ذکر	۳۲۵	جن اشیاء کا رهن نہ لکھنا درست ہے اور جن کا درست نہیں
۳۷۳	شفع کی باطل ہونے والی صورتوں کو نہ باطل ہونے والی صورتوں کا بیان	۳۲۸	رهن نہ لگی ہوئی چیز میں تصرف کا ذکر
۳۷۵	شفع اور غریہ اور کے درمیان بسطہ فیقت اختلاف کا ذکر	۳۲۹	مربوط حق میں ضمانت پیدا کرنے اور دوسروں کے ذمہ موقوف کی حیثیت
۳۷۵		۳۳۰	مربوط چیز میں ضمانت کے احکام

۳۲۲	مشترک قرض میں صلح کا ذکر	۳۷۶	کئی حق شفعہ رکھنے والوں میں تقسیم کا ذکر
۳۲۳	خارج کرنے سے متعلق مسائل کا ذکر	۳۷۸	شفعہ سے متعلق ثقیف مسائل
۳۲۴	کتاب العیة	۳۷۹	حق شفعہ ساقط کرنے کی تدبیریں کا ذکر
۳۲۵	مہر کے لوٹانے کا ذکر	۳۸۱	کتاب الشركة
۳۲۶	کتاب الوقف	۳۸۳	شرکت مفادہ کا بیان
۳۲۷	کتاب الفیض	۳۸۵	شرکت ضمان کا بیان
۳۲۸	کتاب الودیعة	۳۸۶	شرکت منافع کا بیان
۳۲۹	کتاب المغاربة	۳۸۷	شرکت وجوہ کا بیان
۳۳۰	عادیہ کے مفصل احکام	۳۸۸	شرکت قاسدہ کا بیان
۳۳۱	کتاب المقيط	۳۸۹	کتاب المضاربة
۳۳۲	کتاب القطة	۳۹۰	کتاب الوكالة
۳۳۳	کتاب الخشني	۳۹۱	ایک شخص کے دو ذکیل مقرر ہونے کا ذکر
۳۳۴	کتاب المفقود	۳۹۲	وکالت کو ختم کرنے والی باتیں
۳۳۵	کتاب التباقي	۳۹۳	وہ کام جن کی خرید و فروخت کے لیے مقرر کردہ ذکیل
۳۳۶	کتاب احياء الموات	۳۹۴	کرہائیت ہے
۳۳۷	کوئی پیشینہ لکھ کر عزم کا ذکر	۳۹۵	کتاب الكفالة
۳۳۸	کتاب المانعون	۳۹۶	جان کا کفیل ہونا اور کفالت بالفسخ کے احکام
۳۳۹	کتاب المزارة	۳۹۷	کتاب الموالة
۳۴۰	قاسدہ پر وصیت کا ذکر	۳۹۸	کتاب الصلح
۳۴۱	کتاب المساقاة	۳۹۹	احکام صلح مع اسلحتہ ذبح الاغفار کا بیان
۳۴۲	کتاب المتكاف	۴۰۰	جن امور پر صلح درست ہے اور جن پر درست نہیں
۳۴۳	شرعی عمرات	۴۰۱	قرض سے مصالحت کا ذکر

۵۲۲	تلباء کے کفار کا ذکر	۴۷۳	ادام کی حالت میں نکاح کا ذکر
۵۲۵	کتاب النہان	۴۷۳	کھول دی اور شیبہ کے احکام کا بیان
۵۲۸	کتاب العدة	۴۷۶	نکاح کے اولیا کا ذکر
۵۳۰	انفال کی سرت وغیرہ کا ذکر	۴۷۷	کفارات (مسادات) کا ذکر
۵۳۲	خاتمہ کے انفال پر مروت کے مہل کا ذکر	۴۷۸	مہر کا ذکر
۵۳۳	نسب ثابت ہونے کا بیان	۴۸۱	جمہر و سقنہ نکاح کا ذکر
۵۳۶	مہل کی زیادہ اور کم حد کا ذکر	۴۸۲	فضولی کے نکاح کر دینے وغیرہ کا حکم
۵۳۷	کتاب المہقات	۴۸۳	مہر شری وغیرہ کا ذکر
۵۴۰	یہ یوں۔ تہنقہ کے کچھ اور احکام	۴۸۴	نکاح سے متعلق کچھ اور مسائل
۵۴۱	بچوں کے نکاح کا ذکر	۴۸۹	نکاح کلار کا ذکر
۵۴۲	بچہ کی پرورش کے مستحقین کا ذکر	۴۹۰	یہ یوں کی نوبت کے احکام کا بیان
۵۴۳	نقہ کے کچھ اور احکام کا بیان	۴۹۱	کتاب الرضاع
۵۴۶	کتاب العتاق	۴۹۳	مفصل رضاعت کے احکام کا بیان
۵۴۸	غلام کے جعل سے کسے آزاد کرانے کا ذکر	۴۹۶	کتاب الطلاق
۵۵۰	باب مقدم	۴۹۸	طلاق صریح کا ذکر
۵۵۱	باب تاخیر	۵۰۲	طلاق شرط پر مطلق کرانے کا بیان
۵۵۳	کتاب المکاتب	۵۰۷	غیر بدخلوں کی طلاق کا ذکر
۵۵۷	معاہدہ کثرت سے مکاتب کے مہر دینے کا ذکر	۵۰۹	باب المرد
۵۵۹	مہر وغیرہ کے مکاتب پر دینے کا ذکر	۵۱۱	علامہ کا ذکر
۵۶۱	کتاب الولاء	۵۱۳	کتاب الایلاء
۵۶۳	وزیر و مال سے متعلق تفصیلی احکام	۵۱۶	کتاب الخلع
۵۶۴	کتاب الجنایات	۵۱۹	کتاب الظہار

۶۰۱	چوری کے باعث ہاتھ کاٹنے جانے اور کانٹے جانے کا بیان	۵۶۶	تھامس لے جانے والے اور تھامس سے نہی ہو کر کا ذکر
۶۰۲	حزنی قدر سے تفصیل	۵۶۸	مکاتب اور مریوں ملام کے قتل پر احکام تھامس
۶۰۲	ہاتھ وغیرہ کاٹنے کا ذکر	۵۶۹	بجز جان کے دوسری چیزوں میں تھامس
۶۰۳	چوری سے متعلق کچھ اور احکام	۵۷۱	حزب احکامات تھامس
۶۰۵	واکرنی سے متعلق احکام	۵۷۲	کتاب الذبائح
۶۰۶	کتاب الاضریع	۵۷۶	زخموں کی عقیق قسوں میں دیت کی تفصیل
۶۰۷	روا شیا و جن کو چھاپا مائل ہے	۵۷۷	تلمیح و عصارے سے متعلق متفرق احکام
۶۰۹	کتاب الصيد والذبايح	۵۷۹	مقل کرنے والے اور کتبہ والوں پر خون بہا کے وجوب کی عقیق
۶۱۲	علائ اور حرام ہونے کی تفصیل	۵۸۰	چور جانے کے کچھ پریشان کا حکم
۶۱۳	ذبح کے صحیح طریقہ کا بیان	۵۸۰	غلام سے مراد ہونے والی جنایات کا ذکر
۶۱۵	علائ اور حرام جانوروں کی تفصیل	۵۸۳	گرنے والی دیوار وغیرہ کے احکام کا بیان
۶۱۷	کتاب الاضحية	۵۸۴	ہیٹ کے کچھ کھانا کرنے کے حکم کا بیان
۶۱۹	کتاب الايمان	۵۸۴	باب التماس
۶۲۲	قسم کے کفارہ اور اس سے متعلق مسائل	۵۸۷	کتاب المعامل
۶۲۳	گھر میں داخل ہونے وغیرہ کے حکم کا ذکر	۵۸۹	کتاب الحدود
۶۲۶	کھانے پینے کی چیزوں پر طہ کا ذکر	۵۹۱	بہم افرار گواہی سے رجوع کا ذکر
۶۳۰	دلت و زمانہ پر طہ کرنے کا ذکر	۵۹۵	باب حد الشرب
۶۳۲	کتاب الدعوى	۵۹۶	باب حد القذف
۶۳۳	دعویٰ کے طریقہ کی تفصیل	۵۹۸	تقریر کے بارے میں تفصیلی حکم
۶۳۳	دعویٰ طبع سے طعن لے جانے والے امور کا بیان	۵۹۹	کتاب المسرقة وقطاع الطريق
۶۳۵	در اشخاص کے کیا کیے شے پر دعویٰ ہونے کا ذکر	۵۹۹	چوری کی سرکاریا بیان

۶۷۸	کتاب السیر	۶۳۰	دعویٰ کے برقرار نہ رہنے کا ذکر
۶۸۲	کافروں سے مصالحت کا ذکر	۶۳۲	احف اور عرق کھلے کا ذکر
۶۸۳	مشرکین کا لہجہ و لہجہ کرنے کا ذکر	۶۳۳	ہاتھ ملنے کا ذکر
۶۸۵	کافروں کے غلبہ ہونے کا ذکر	۶۳۵	شریروں کی عمر میں سے حق تعالیٰ کا ذکر
۶۸۷	مالِ بیعت کے ہموار اراکام	۶۳۶	اہل ہادہ اور مسلمانانِ کفر کے درمیان اختلاف کا ذکر
۶۸۸	مالِ بیعت تحیم کرنے کا ذکر	۶۳۷	گھر کے اسباب میں میان بیوی کے باہم اختلاف کا ذکر
۶۸۹	امین حاصل کر کے اور اسلام میں آنے والے جہلی	۶۳۸	نسب کے دو گنے کا ذکر
	کا حکم	۶۳۹	کتاب الشهادات
۶۹۰	اراضی مغربی و خراسانی کا ذکر	۶۴۰	شہدوں کی نامگزین تعداد کا ذکر
۶۹۳	نہر کے بارے میں تفصیل	۶۴۳	قاتل قاتل شہادت اور قاتل قبول شہادت کا ذکر
۶۹۶	نہر کا اسام سے نکل جانے والوں سے حلقہ کا حکم	۶۵۵	کواچہرے سے حق اور باطل ہونے کا ذکر
۶۹۸	نہر کے مسیبن کے خلاف بیعت کرنے والوں کے حکام	۶۵۷	شہادت علی شہادت کا ذکر
۶۹۸	کتاب الحظر والاباحہ	۶۵۸	باب اربعون من الشہادۃ
۷۰۳	غزوہ کے رکھنے اور فتح و غزوہ کا ذکر	۶۶۱	کتاب آداب القاضي
۷۰۳	کتاب الوصایا	۶۶۶	کتابات منی علی اقامتی کا ذکر
۷۱۳	کتاب الفرائض	۶۶۸	عمر مقرر کرنے کا ذکر
۷۱۷	باب العیبات	۶۶۸	کتاب القسمۃ
۷۱۸	کتاب الحجب	۶۷۰	تقسیم ہونے والی فتنوں اور تقسیم نہ ہونے والی فتنوں کا بیان
۷۱۹	باب الزاد	۶۷۳	تقسیم کے طریقہ و غیرہ کا ذکر
۷۲۱	باب زکوٰۃ امارام	۶۷۵	کتاب الاکراه
۷۲۳	باب حساب القراض		

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

عرض مترجم

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على رسوله محمد وآله واصحابه اجمعين. اما بعد:

محترم قارئین کرام! علم فقہ تاجو نچا اور فیشن علم ہے کہ فقیر احمد ریٹ کے بعد جی علوم میں اور کوئی علم اس کے برابر نہیں۔ کیونکہ اللہ پاک نے خلق کے لئے علم کو تمام ممالک میں سے ایک برکت ضرور عطا فرمایا ہے۔ اہل علم اس سے بہتر اور بڑی ہے۔ فلو لا شر من کل فرقہ منهم طائفة لیغفھوا لہی الدین ولینذروا قومہم ان یرجعوا الیہم لعلہم یحذرون (توبہ) پھر آپ ﷺ نے علم فقہ کو خیر اور فضا کو کیا فرمایا۔ اس لئے کہ ہم فقہ میں نہیں اور معمولی بہاؤ میں مل جاتا ہے جو کہ غیر فقہ کی اصلی ضرورت ہے۔ پھر فقہی کتب کے مستند مستون میں جو جامعیت اور اہم و اہل حق "فقہ فقہ قدری" کو منجانب اللہ عطا ہوا اس سے اہل علم بخوبی واقف ہیں۔ قدری کی جہان عربی شروعات بہت سی ہیں وہاں اردو شروعات بھی کافی نکلی گئی ہیں۔ لیکن بعض اردو شروعات میں ترجمہ اتالیقی ہے کہ مضمون واضح نہیں ہوتا اور بعض شروع میں ترجمہ اتالیقی اور وہ ہے کہ اس میں نوعی ترکیب کا لحاظ نہیں رکھا گیا۔ انہی میں سے وہ نظر رکھ کر اس لئے اس کا وہاں میں اس ترجمہ کرنے کی حق و مفاد و خوشی ملی ہے کہ یہ ترجمہ علی باقی مضمون بھی اس کے ساتھ ساتھ نوعی ترکیب بھی ملحوظ ہے۔ کیونکہ ترجمہ نوعی ترکیب کے مطابق کرنا مہتمدی طلباء کے لئے ضروری ہے۔ اور پھر عربی کے مہتمدی طلباء کے لئے ترجمہ کے ساتھ ساتھ عربی زبان میں تشریح کی بھی شدید ضرورت ہوتی ہے۔ اس شدید احتیاج کے پیش نظر ترجمہ کے ساتھ ساتھ عربی و اردو کے ساتھ ساتھ عربی کے الفاظ کو فقیر غیر راج کر یا کیا ہے تاکہ طلباء اس سے ملنا۔ قدری نفاذ کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ اس فقیر کی کوتاہیت سے معاف فرمائے اور خصوصیت کے ساتھ طلباء کے واسطے زیادہ فائدہ بخشے۔ آمین۔

ہونا، نیز لوگوں کو اسے سمجھا کر مروجہ عالی پر فائدہ ہو، ہے اور آخرت میں، وہ ان لوگوں میں سے ہوگا جسے حق شہادت ماسک ہوگا، غرض کی تعمیر میں بھی نرسکتے ہیں کہ یہ کامنا شرعی احکام کے مطابق قرأت عمل و عبارت کا مصلوب ہے۔

ماخذ فقہ:

علم فقہ کا اقدار بنیادی اصول یہ ہیں (۱) کرب اللہ (۲) سنت رسول اللہ (۳) اجماع (۴) قیاس۔ علماء دین اور فقہ مجتہدین نے شرعی مسائل کی تحقیق اور احکام شریعہ کے استنباط میں چوبی حق پرستی و کائنات سے کوم لے کر کتاب اللہ، سنت رسول اللہ و اجماع، من یخیر کی روشنی میں قیاس یعنی سنا چاروں کی بنیاد پر اصول و قواعد مرتب کئے۔

فقہ کے بارے میں شرعی حکم:

رسول خدا ﷺ فرمایا کہ ہے: "من عرف الله به عبداً عطفه فی الدین" اسناد صحابی میں کے ساتھ ہے کہ اور فرمایا ہے: "استدین کا علم روزین کی فائدہ دیتا ہے۔" دین کا علم جو بالفاظ دیگر طہارت کی آویسوں کا پانچ اہم اصولوں میں شمار کرتا ہے۔ یہی ہے کہ علم فقہ کی طرف خاص اشتداد کر کے، بہت سی طویل و مختصر جتنی قرأت کتابیں بھی تھیں، علم فقہ کا حصول فرض میں کے دوسرے میں بھی داخل ہے اور فرضی غیہ کے بھی۔ اس قدر وسیع معلومات کا حصول ان کی مردم ضرورت رہتی ہے یہ (خاص میں) دین سے زیادہ کمال حصول انسانی سے دوسرے لوگوں کو نہ پہنچے یہ فرضی کمالیہ قرار دیا گیا، علم فقہ کی ساری غرضوں یعنی نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج و عمرہ کے مطوعات اور ان میں عبارت یہ مائزہ احتیاج میں داخل ہے۔ حرام و حلال میں، حیا کی خواہش اور حرام سے حفاظت کے پیش نظر، حر کے لئے لازم ہے کہ وہ حق و حرام کے درمیان سے واقف ہو، سامنے تصاب مسائل ذکر و درج سے درکار کرنے والا کائنات طاق کے مسائل سے، کا وہی۔

عظمت فقہ:

ارشاد باری تعالیٰ ہے: "وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا" (آپ کے لئے حکمت کی تعمیر میں مختلف معانی بیان کئے گئے ہیں۔ فقیر عمر حید میں جو کہ ہر قولی معنی میں جمع کئے ہیں، تقریباً تیسرا ہیں۔ ان حکم سے مراد قرآن، کسی جا طریقی، کہیں فوہ صادق، کہیں معنی، کہیں فقہ فی الدین اور کہیں س۔ کہہ۔ وہ ہیں۔ نہ ہی وہ، ان میں جو میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیے کہ شیطان نے لئے، عابدوں کے مقابلہ میں ایک نیت بھری ہوئی ہے۔ اس لئے، غیر اس کی گمراہی قبول نہیں کرتا اور اس کے عاودہ لوگوں کو راہ راست دکھاتا اور کسی گمراہی کی شکایت نہ کرے لوگوں کو اس کے شر سے بچاتا ہے۔ علماء دین اور فقہاء و راہ میں فرضی یہ ہے کہ راہ کی عبارت تو بصیرت کے بغیر ہوا کرتی ہے، اس لئے شیطان بہ بہت بہت نمل ہوتی ہے کہ اسے راہ سے ہٹا دے اور فکاک و شبہات کا این جہاں بچائے کہ اس نے اس سے نکلنا دشوار ہو جائے۔ اس کے برعکس فقہ بصیرت اور مسائل سے آگاہ ہونے کی خاطر اکثر و بیشتر عمری سے محفوظ رہتا ہے اور شیطان کے نکر اثر کے چال میں نہیں پھرتا۔

حضرت امام شافعی کا ارشاد ہے کہ علم تو دراصل وہ ہیں۔ ان میں سے ایک تو علم فقہ ہے کہ اس طرح کے غیر اہم شرع سے ان میں رہتی ہے۔ یہ صاب کا علم انسانی حکمت کی بنیاد اس پر ہے۔ حضرت امام شافعی نے اس ارشاد کا فقہاء دراصل یہ بتایا ہے کہ ان دو کا حاصل کرت

آنکریں ہے اور ہر ایک کے واسطے ان کا درجہ واجب ہے۔ ان کے لئے دوسرے مہم و ادب نے دلچسپی نہیں۔ اگر انہیں حاصل کیا ہے تو ہم یہ دلچسپی نہیں کرنا چاہتے کہ ان کی دلچسپی اور اس کی ضرورت نہیں۔

خیر انگریزوں میں تفرقہ کا درجہ۔

سب سے بڑا کام رضی اللہ عنہما کے لیے ہے۔ صحابہؓ کی ایک اہمیت تو دینی چیزوں میں عبادت کے منظر اور دنیاویات میں شمول رہی تھی۔ گو کہ یہاں ان کا دوا عالج بھی تھا۔ ان کا حال میں حضرت ابو بکر صدیقؓ کی اور حضرت عائشہؓ کی بھی اہمیت رہی ہے۔ دوسری بات، حضرت رسولؐ کی تھی جو ان کے ساتھ رہے، ان کا کام کام اللہ اور اللہ کے لیے تھی۔ یعنی میں ساتھ آنا ہے اور دوا دینا ہے اسی میں صرف فرق ہے۔ ان کے لیے طور پر حضرت علیؓ، حضرت ابی بن کعبؓ، حضرت ابی سعیدؓ، حضرت انسؓ، حضرت زیدؓ، حضرت جابرؓ رضی اللہ عنہما وغیرہ۔

۱- تعیین کارخانه:

عید سعید و جہاں یہ عید حاصل ہے کہ دورِ حال اے مصطفیٰؐ کو اور لکھتے ہیں کہ وہ جس کے منبع علوم نبوت ہوئے وہ نبی اکرمؐ حاصل ہے۔ غلامِ راشد بنی ہیں۔ نے نہیں کیا، انفرادی اور عالمی سلسلہ سراسر کفر و بدعت ہے۔ اور یہاں مصطفیٰؐ والی امیر المومنین حضرت علیؓ کو اساتید و سب سے اعلیٰ مقامات کے کہ کچھ عمر بھوکا، رونا و دھنسا، باپ، اور صحابہؓ ہیں تو یہ شوم مذہبیت کا کمر کھڑا ہے۔ گناہ جہنمی کا اور جسی اس کے لئے مشہور ہے یہ فقہ و سب سے دور رہا جس میں ہم فقہ و حدیث کے مروج تھے۔ یہ وہ فقہ ہے جس میں قرآن مفرما تھے۔

اعلیٰ کے عہدِ غلامی مبارک فرماتے ہیں کہ تمہی اس سلسلہ میں یہ عاقبت فتنی ہو گا۔ فرماتے ہیں کہ جب تک یہ حضرت محمدؐ اور اہل کے یہ مسئلہ حل نہ ہو جائے گا میں اس سے باز رہے گا۔ میں کسی عیسائی کا مذہب نہ کرتا۔

مرآت اقصیٰ

پہنچیں اللہ، سات فقہاء، جو فقہ کے نام سے معروف ہیں ان کے لئے اسے کوئی یہ نہیں۔ (حضرت قاسم بن محمد بن ابی نضر صدیقؒ)۔ (۱) حضرت ملک بن زید بن یزیدؒ، (۲) حضرت سالم بن عبد اللہ بن عمرؒ، (۳) حضرت عمرو بن زید بن، (۴) اس (۵) حضرت سید بن موسیٰؒ (۶) حضرت میران بن سیدؒ (۷) حضرت محمد بن ابی عبد اللہ بن عبد اللہ بن سیدؒ۔

فقہ حنفی کا ولایت کا شرف:

[illegible]

۱۰۴

(۳) مجتہدین فی المسائل: یہ حضرات اس سائنس میں اہتمام کے کام چیتے ہیں جن کے بارے میں کوئی مستحقِ اہدیت صاحبِ علم بیان نہ کرے۔ یہ حضرات ان مسائل پر بھی علمی و تحقیقی کام کرتے ہیں جن کے بارے میں کوئی صاحبِ علم بیان نہ کرے۔ ان حضرات کی علمی و تحقیقی کاموں کی طرف سے علمِ اسلامی میں جو نئی باتیں سامنے آتی ہیں، ان کو ان حضرات ہی کو ملتا ہے۔ ان حضرات کی علمی و تحقیقی کاموں کی طرف سے علمِ اسلامی میں جو نئی باتیں سامنے آتی ہیں، ان کو ان حضرات ہی کو ملتا ہے۔

[illegible]

(ج) صاحب الزمان (ع) و ان الله اني نور صاحب الزمان في كواكب و ان الله اني نور صاحب الزمان في كواكب و ان الله اني نور صاحب الزمان في كواكب

(۲) ”حاج مہتمم“ جاسم بھارتی کوئی ضعیف ذوالکسالت نہیں تھا۔ وہ کامیاب مذہبی و سماجی رہنما اور سیاست دان تھے۔ ان کے دور کے لوگوں کو یہ پتہ چلا کہ مسلمانوں میں اتحاد و تعاون کی ضرورت ہے۔ مسلمانوں کو ایک متحدہ جہت سے سامنے لانا ہے۔ ان کی ضرورت کی کوئی چیز نہیں ہے۔ ان کے لیے سب سے زیادہ اہم چیز یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو ایک متحدہ جہت سے سامنے لائیں۔

(۲) طبعی مقصد میں یہ مصروفیت اور انکار، ان کوں میں سے جس پر کمال دیکھیں اور انکی قومی مصروفیتوں میں انہیں زیادہ سے زیادہ حصہ دے میں کریں۔ ان کے لئے قومی نقل کرتے ہیں۔ ان احزاب کے مصروفیتوں کو اس طرح سے جس میں انہیں حصہ دے دیتے ہیں۔

کتب و مسائل کے حقیقات:

میر کی افواہیات کی تقسیم میں شکیقہ نہ رہی تھی۔ ان میں عربیہ اولیٰ میں اس نظام کا ایک کچھ تھا ہے۔ ان کی دوسری دوسری میں
اصول بیان ہے۔ جس سے مراد حضرت امام غزالی کی چھ کتابوں میں ذکر کردہ مسائل ہیں جو کتاب لغز الہادیہ سے معلوم ہیں۔ چوتھی تفسیر
ہوئی ہے۔ اس کی دوسری تفسیر نے اوقات میں ہوئی۔ ان کے کتابوں میں عربیہ اولیٰ میں اس مسئلہ کا ذکر کیا
جو امام ابن عربی نے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے۔ اس کتاب کا مقدمہ ہے۔ کتابوں میں

(۱۱) اہم مسئلہ کیا ہے۔ اس سے مراد اپنے مسائل ہیں جو انہیں تئیں سے قائم کرنا ہے۔ ان کے لیے چھ کتابوں کے مطالعہ میں مدد ملے گی۔ مثلاً ریاضات، طہارت، اور حجاب، اور کتابت میں مسجود میں

[illegible]

— ۱۲۰ —

انہی علم کی عزت افزائی

اسلاف کا طریقہ رہا ہے اور ان کی اختراعات کے ہوتے ہوئے بھی اہل علم کی تدویریں بنائیں گے جو سہولت دیتے ہوئے جگہ جگہ اول سے ان کی عزت افزائی فرماتے اور ان کے نکالی جانے کا اعتراف کرتے تھے۔ قفقاز کا علاقہ اور عرب اور اردن کی تمام صحرائیں اور ان کے درمیان بھی مسافر کے ایک وسیع رشتہ رہے لیکن اس نے باوجود ان تدویریوں کے ساتھ عزت و تکریم کا باوجود طرماٹے تھے۔

فقہ میں علامہ قدس سرہی کا مقدم:

نقد میں ان کا اقتدار اس نے بخوبی معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ اقباء کے چاروں ہی طبقہ میں بغض و نفرت کا بیج بکھیر رہے تھے۔

لحامیہ اصحاب الترجیح من العقول کئی الحسن القدوری وصاحب الہدایۃ وشیخہم تعضیل بعض الطوائف علی بعض آخر بقولہ عند اولیٰ، هذا اصح واولیٰ هذا اولیٰ نقلتہم وخذ ارفق الناس لآخر کتابا ثم فی اصحاب الترجیح کاتبہ (۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰) (۱۰۱) (۱۰۲) (۱۰۳) (۱۰۴) (۱۰۵) (۱۰۶) (۱۰۷) (۱۰۸) (۱۰۹) (۱۱۰) (۱۱۱) (۱۱۲) (۱۱۳) (۱۱۴) (۱۱۵) (۱۱۶) (۱۱۷) (۱۱۸) (۱۱۹) (۱۲۰) (۱۲۱) (۱۲۲) (۱۲۳) (۱۲۴) (۱۲۵) (۱۲۶) (۱۲۷) (۱۲۸) (۱۲۹) (۱۳۰) (۱۳۱) (۱۳۲) (۱۳۳) (۱۳۴) (۱۳۵) (۱۳۶) (۱۳۷) (۱۳۸) (۱۳۹) (۱۴۰) (۱۴۱) (۱۴۲) (۱۴۳) (۱۴۴) (۱۴۵) (۱۴۶) (۱۴۷) (۱۴۸) (۱۴۹) (۱۵۰) (۱۵۱) (۱۵۲) (۱۵۳) (۱۵۴) (۱۵۵) (۱۵۶) (۱۵۷) (۱۵۸) (۱۵۹) (۱۶۰) (۱۶۱) (۱۶۲) (۱۶۳) (۱۶۴) (۱۶۵) (۱۶۶) (۱۶۷) (۱۶۸) (۱۶۹) (۱۷۰) (۱۷۱) (۱۷۲) (۱۷۳) (۱۷۴) (۱۷۵) (۱۷۶) (۱۷۷) (۱۷۸) (۱۷۹) (۱۸۰) (۱۸۱) (۱۸۲) (۱۸۳) (۱۸۴) (۱۸۵) (۱۸۶) (۱۸۷) (۱۸۸) (۱۸۹) (۱۹۰) (۱۹۱) (۱۹۲) (۱۹۳) (۱۹۴) (۱۹۵) (۱۹۶) (۱۹۷) (۱۹۸) (۱۹۹) (۲۰۰) (۲۰۱) (۲۰۲) (۲۰۳) (۲۰۴) (۲۰۵) (۲۰۶) (۲۰۷) (۲۰۸) (۲۰۹) (۲۱۰) (۲۱۱) (۲۱۲) (۲۱۳) (۲۱۴) (۲۱۵) (۲۱۶) (۲۱۷) (۲۱۸) (۲۱۹) (۲۲۰) (۲۲۱) (۲۲۲) (۲۲۳) (۲۲۴) (۲۲۵) (۲۲۶) (۲۲۷) (۲۲۸) (۲۲۹) (۲۳۰) (۲۳۱) (۲۳۲) (۲۳۳) (۲۳۴) (۲۳۵) (۲۳۶) (۲۳۷) (۲۳۸) (۲۳۹) (۲۴۰) (۲۴۱) (۲۴۲) (۲۴۳) (۲۴۴) (۲۴۵) (۲۴۶) (۲۴۷) (۲۴۸) (۲۴۹) (۲۵۰) (۲۵۱) (۲۵۲) (۲۵۳) (۲۵۴) (۲۵۵) (۲۵۶) (۲۵۷) (۲۵۸) (۲۵۹) (۲۶۰) (۲۶۱) (۲۶۲) (۲۶۳) (۲۶۴) (۲۶۵) (۲۶۶) (۲۶۷) (۲۶۸) (۲۶۹) (۲۷۰) (۲۷۱) (۲۷۲) (۲۷۳) (۲۷۴) (۲۷۵) (۲۷۶) (۲۷۷) (۲۷۸) (۲۷۹) (۲۸۰) (۲۸۱) (۲۸۲) (۲۸۳) (۲۸۴) (۲۸۵) (۲۸۶) (۲۸۷) (۲۸۸) (۲۸۹) (۲۹۰) (۲۹۱) (۲۹۲) (۲۹۳) (۲۹۴) (۲۹۵) (۲۹۶) (۲۹۷) (۲۹۸) (۲۹۹) (۳۰۰) (۳۰۱) (۳۰۲) (۳۰۳) (۳۰۴) (۳۰۵) (۳۰۶) (۳۰۷) (۳۰۸) (۳۰۹) (۳۱۰) (۳۱۱) (۳۱۲) (۳۱۳) (۳۱۴) (۳۱۵) (۳۱۶) (۳۱۷) (۳۱۸) (۳۱۹) (۳۲۰) (۳۲۱) (۳۲۲) (۳۲۳) (۳۲۴) (۳۲۵) (۳۲۶) (۳۲۷) (۳۲۸) (۳۲۹) (۳۳۰) (۳۳۱) (۳۳۲) (۳۳۳) (۳۳۴) (۳۳۵) (۳۳۶) (۳۳۷) (۳۳۸) (۳۳۹) (۳۴۰) (۳۴۱) (۳۴۲) (۳۴۳) (۳۴۴) (۳۴۵) (۳۴۶) (۳۴۷) (۳۴۸) (۳۴۹) (۳۵۰) (۳۵۱) (۳۵۲) (۳۵۳) (۳۵۴) (۳۵۵) (۳۵۶) (۳۵۷) (۳۵۸) (۳۵۹) (۳۶۰) (۳۶۱) (۳۶۲) (۳۶۳) (۳۶۴) (۳۶۵) (۳۶۶) (۳۶۷) (۳۶۸) (۳۶۹) (۳۷۰) (۳۷۱) (۳۷۲) (۳۷۳) (۳۷۴) (۳۷۵) (۳۷۶) (۳۷۷) (۳۷۸) (۳۷۹) (۳۸۰) (۳۸۱) (۳۸۲) (۳۸۳) (۳۸۴) (۳۸۵) (۳۸۶) (۳۸۷) (۳۸۸) (۳۸۹) (۳۹۰) (۳۹۱) (۳۹۲) (۳۹۳) (۳۹۴) (۳۹۵) (۳۹۶) (۳۹۷) (۳۹۸) (۳۹۹) (۴۰۰) (۴۰۱) (۴۰۲) (۴۰۳) (۴۰۴) (۴۰۵) (۴۰۶) (۴۰۷) (۴۰۸) (۴۰۹) (۴۱۰) (۴۱۱) (۴۱۲) (۴۱۳) (۴۱۴) (۴۱۵) (۴۱۶) (۴۱۷) (۴۱۸) (۴۱۹) (۴۲۰) (۴۲۱) (۴۲۲) (۴۲۳) (۴۲۴) (۴۲۵) (۴۲۶) (۴۲۷) (۴۲۸) (۴۲۹) (۴۳۰) (۴۳۱) (۴۳۲) (۴۳۳) (۴۳۴) (۴۳۵) (۴۳۶) (۴۳۷) (۴۳۸) (۴۳۹) (۴۴۰) (۴۴۱) (۴۴۲) (۴۴۳) (۴۴۴) (۴۴۵) (۴۴۶) (۴۴۷) (۴۴۸) (۴۴۹) (۴۵۰) (۴۵۱) (۴۵۲) (۴۵۳) (۴۵۴) (۴۵۵) (۴۵۶) (۴۵۷) (۴۵۸) (۴۵۹) (۴۶۰) (۴۶۱) (۴۶۲) (۴۶۳) (۴۶۴) (۴۶۵) (۴۶۶) (۴۶۷) (۴۶۸) (۴۶۹) (۴۷۰) (۴۷۱) (۴۷۲) (۴۷۳) (۴۷۴) (۴۷۵) (۴۷۶) (۴۷۷) (۴۷۸) (۴۷۹) (۴۸۰) (۴۸۱) (۴۸۲) (۴۸۳) (۴۸۴) (۴۸۵) (۴۸۶) (۴۸۷) (۴۸۸) (۴۸۹) (۴۹۰) (۴۹۱) (۴۹۲) (۴۹۳) (۴۹۴) (۴۹۵) (۴۹۶) (۴۹۷) (۴۹۸) (۴۹۹) (۵۰۰) (۵۰۱) (۵۰۲) (۵۰۳) (۵۰۴) (۵۰۵) (۵۰۶) (۵۰۷) (۵۰۸) (۵۰۹) (۵۱۰) (۵۱۱) (۵۱۲) (۵۱۳) (۵۱۴) (۵۱۵) (۵۱۶) (۵۱۷) (۵۱۸) (۵۱۹) (۵۲۰) (۵۲۱) (۵۲۲) (۵۲۳) (۵۲۴) (۵۲۵) (۵۲۶) (۵۲۷) (۵۲۸) (۵۲

تَنْفِیْثَات:

علامہ قدوسی کی متعدد رئیس القلمہ تصانیف ہیں ان میں سے بعض کے نام یہ ہیں (۱) کتاب فقہیہ اس کتاب میں علامہ نے مسائل، اہل کے ساتھ دیوانہ، نے ہے۔ (۲) مسائل الخلاف میں کتاب میں علامہ نے فطری اور انسانی کے کئی بے غرضی یہ بیان فرمایا کہ حضرت امام ابوحنیفہ اور اصحاب بعضی کے درمیان فرقی افتاد کیا ہے۔ (۳) تجرید بیہ علامہ قدوسی کی بڑی جلیبی قیمت تصنیف ہے۔ اس کی کئی کاپیات جمع ہیں ان میں سے علامہ نے احکام، خواص، کجہ درمیان، مسائل مختلف، نے ہیں جو بڑی حقیقت و نظریہ اعلیٰ اور عالم نہایت و تجرید کی ہے۔

مختصر التذوین کا مقام :

یہ انتہائی قدیم اور معتبر روایتی ہے۔ اس میں علامہ نے بڑی عقلی، ریاضی اور جدید دینی سے کھینچ کر لائیں جہان گر اور مظاہر
تعالیٰ کی ساری محبت فرمائی ہے اس کا مطلب ہے مستند اور جدید طریقہ سائنس کے سب سے بڑا ثبوت ہے کہ کائنات کا تالیف سے ہے کراچی کے
دارالعلوم امامیہ، مفتی محمد کونہ میں اس کی قبولیت کا اعلان اس سے ہو سکتا ہے کہ صاحب ”مفسر الخواص“ ایمان فرماتے ہیں کہ
نیکو کہ کو حفظ کرنے والے کے لئے ضروری ہے۔ یہ تھا کہ دینی ہے

شریاء اور سنیاء میں اختلاف طرہ اور ہی کہ یہ اقدار بیان کرتے ہیں کہ یہ مختصر القدر اور ان کی مختصیفات سے فراغت کے بعد کچھ بے گئے
مخبریت کے لئے اور یہ کتاب ان کے جائزہ میں ہے۔ عارف سے فراغت کے بعد انہوں نے بارہویہ و فی مشہورہ کی کہ کتاب میں جو انہیں
میں ایک ایک ایسا لفظ تعالیٰ اس سے عظیم فرماتے۔ اس نے بعد انہوں نے کتاب کا ایک ایک لفظ و آیت و آقا و اول تا آخر کو اس کتاب میں
ماہی ایچ چھپیں، انہیں چھپانے کا مقصد یہ تھا کہ اسے ملازم کی بڑی کراہی میں مورا چاہئے۔

مختصر القدوری کے مسامحات:

- (۱) "قدوری" میں ہے اقل العشر لثلاثة ايام الخ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بغیر (قدوری) کی کمر سے کہ مدت میں دن اور تین رات ہے۔ حالانکہ یہ درست نہیں، بلکہ اگر کسی نے تین دن تین رات کے تین دن اور دو رات تو اس سے کہ مدت میں دن اور دو رات ہے۔ حالانکہ یہ درست نہیں، بلکہ اگر کسی نے تین دن تین رات کے تین دن اور دو رات تو اس سے کہ مدت میں دن اور دو رات ہے۔
- (۲) "اسی طرح قدوری میں ہے: "لم يجر فيه الا الماء" قدوری کے بعض نسخے ایسے ہیں کہ جن میں اس کے بعد "او الماء" لفظ بھی اضافہ ہے۔ یہ منافقہ ابو یوسفؒ کے قول کے مطابق خود مستحکم ہے۔ لیکن اس کے قول کی رو سے نہیں، اس لئے کہ چالی امام احمد کے قول کے مطابق نہیں ہے۔
- (۳) قدوری میں ہے: "اذا فسد الغنم على طهاره بالغ" قدوری کے بعض نسخوں میں ایسا بھی ہے کہ اس کے بعد کمالاً تین دن تین رات ہے۔ بلکہ صحیح درست ہونے کے لئے یہ نہ نہیں کہ روزے پہنچنے سے طہارت کا کلام ہو۔ بلکہ دراصل قدوری یہ ہے کہ بوقت حد طہارت کا کلام ہو، حتیٰ کہ کوئی شخص صرف پاؤں دھو کر وضو نہ کرے اور اس کے بعد وضو نہیں کرے۔ یہ بخیرہ۔ یہ وضو جائز تو اس کے وضو کا کلام ہے۔ حد کمال تین راتوں کے، کیونکہ بوقت روزے پہنچنے کے وضو ناقص ہونے کے باوجود اس کا صحیح نہ رات ہوگا۔
- (۴) قدوری میں ہے: "ويغسل الجميع كل شيء بمقتضى الوجوه الخ۔" وقیہ وغیرہ میں بھی اسی طرح بیان کیا گیا ہے کہ ہر اس چیز سے تیمم نہ جاتا ہے جس سے وضو ہوتا ہے۔ لیکن شرح نقایہ وغیرہ میں یہ ہے کہ تیمم ہر اس چیز سے نہ لگتا جس سے کمالاً نہ جاتا ہے۔ چاہے یہ اصل وضو یا غسل۔ شرح نقایہ کا قول اچھا ہے۔ بعد یہ کہ نہ کہ جس وقت وضو کا ہوا کہ ہے اور بعض اوقات غسل کا ہوتا ہے۔ لہذا تیمم وضو کا ہونے کی صورت میں بغیر وضو پانی مایا ہونے پر ٹوٹ جاتا ہے گا اور تیمم غسل کا ہونے کی صورت میں وہ ٹوٹتا ہے بغیر غسل پانی میرے تیمم نہ ہونے کا۔ اس اعتبار سے یہ بھی درست نہ رہا کہ تیمم کو روزے والی برہہ چیز ہے جس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔
- (۵) قدوری میں ہے: "لا يجوز الا بالمراب والمومن خاصة بالغ"۔ قدوری کے اکثر نسخوں میں عبارت اسی طرح ہے مگر صاحب جوہر "والمومن" بیان نہیں فرماتے "ان کان یحییٰ نہ کہ نای بہر معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے کہ حضرت امام ابو یوسفؒ پہلے تو مئی کے ساتھ ریت سے تیمم درست ہونے کے قائل تھے لیکن بعد میں امام ابو یوسفؒ نے اپنے اس قول سے رجوع کرتے ہوئے کہا کہ تیمم غسل مئی کے ساتھ درست ہے۔
- (۶) غام قدوری فرماتے ہیں "وقفت الامامة وسطح الغ" "الامامة" میں مؤنث کی تازیادہ ہے اس لئے کہ لفظ امام کا جہاں تک تعلق ہے اس سے اطلاق نہ کہ مؤنث دونوں پر ہوتا ہے۔
- (۷) علامہ قدوری فرماتے ہیں: "حلی علی خسرہ الی ثلاثة ايام الخ۔" یعنی تین دن کے بعد تین روز تک قبر پر زبرد ہو سکتے ہیں۔ تین دن کی یہ بعض فقہاء کے قول کے مطابق ہے لیکن زیادہ کچھ قول کے مطابق تین دن کی تعمین نہیں، بلکہ جس وقت تک یہ عین غالب ہو کہ بہت چھوٹی یعنی نہ زیادہ نہ ہو سکتے ہیں، کیونکہ موسم بہار میں لوگوں کے اعتبار سے اس میں فرق ہو سکتا ہے۔

ہوتی ہے اس کے بغیر نہیں۔ اور قدوری کے بعض نسخوں میں عبارت اس طرح ہے: "و یقع الطلاق بالكتاب اذا كان نوبت والطلاق" یعنی اگر کسی نے اپنی بہنوئی کو ہزار و فیروزہ طلاق لکھ کر کہا کہ یہ اس نے بیعت طلاق لکھا ہے تو اس کی بیوی بطلان ہو جائے گی۔ اور واقعہ یہ ہوگی۔ (۱۵) قدوری میں ہے: "ولا یحل له الانساعاق بھا حتی یؤدی بھا لھا الخ" اس عبارت سے اس طرف اشارہ مقصود ہے کہ شواہد قاضی نے حکم طلاق میں نہ صرف اپنا ہرگز اس کے باوجود غصب کرنے والے کے واسطے یہ طلاق نہ ہوگا کہ وہ غصب کر دے جو چیز سے نفع اٹھانے والے نہیں کی ادائیگی کے بعد اس کے واسطے نفع اٹھانا درست ہے بلکہ اس قسم طلاق نہیں رہے جو طلاق میں اس کی صراحت موجود ہے کہ قاضی کے حکم طلاق کے بعد غصب کرنے والے کے واسطے یہ حال ہے کہ وہ اس چیز سے نفع اٹھائے۔

(۱۶) قدوری میں ہے: "و یستحب المصداة لكل مظنة الا لمظنة واحدة وهي التي عطفها قل الدخول ولم یسم لھا مھراً الخ" علامہ مختار فرماتے ہیں کہ طلاق کی پادشہیں ہیں:

(۱) ایسی مظنہ جس سے ہمسری نہ کی گئی ہو اور نہ اس کے ہمسر کی تمین ہو چکی ہو۔ اس کے واسطے تہہ (قیس اور محلی) پیادہ (دینا ضروری ہے۔)

(۲) ایسی مظنہ جس سے ہم سہری ہوئی ہو اور اس کے ہمسر کی تمین ہو چکی ہو اسے مہر شہہ یا جائے تہہ و عروہ اختیار میں داخل ہوگا۔

(۳) ایسی مظنہ جس سے ہمسری ہو چکی ہو مگر ہمسر کی تمین نہ ہوئی ہو اسے بھی مستحب ہے کہ شہہ یا جائے۔

(۴) ایسی مظنہ جس سے ہمسری نہ ہوئی ہو مگر ہمسر کی تمین ہو چکی ہو۔ مہر مہر کتاب (علامہ قدوری) کی عبارت سے اس کی نشان دہی ہوتی ہے کہ اسے بھی مستحب ہے، اگرچہ یہاں اختیار اختیار میں داخل ہے۔ مگر صحیحہ، مسعود و غیرہ و دیگر متعجب یہ تہہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اسے مستحب یا تہہ واجب ہے اور نہ ازواج اختیار میں داخل۔

(۵) قدوری میں ہے "حتی یصلح او یصدق الخ" اور اس کے بعض نسخوں کے اندر "فتصح" بھی آیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ عورت کے خاوند کی تصدیق کرنے کی صورت میں اس پر مدعا خاذا ہوگا لیکن یہاں لفظ "وحد" درست نہیں اس لئے کہ مدعا خاذا تو ایک سو کے اعتراف پر بھی نہیں رہتا تو کسی تصدیق کی صورت میں کیسے خاذا ہوگا۔

(۱۸) قدوری میں ہے "واذا جاءت به شھام مستین من یوم لفرقة لم یثبت نسب الخ" علامہ قدوری کو اس جگہ سوچنا آیا ہے اس لئے کہ اگر بری کتابوں میں موجود ہے کہ بچہ کی پیدائش وصال میں ہونے پر ممکنہ و طلاق و ہنہ سے ثابت نسب ہوگا تو یہ ظاہر ہے کہ مدت حمل دو برس ہے۔

(۱۹) قدوری میں ہے "فان جامع النی ظھر منها فی خلان الشھر لیلۃ واحدة او تھلاً نائب استأنف الخ" عبارت میں عھدا کی لگائی گئی قید احترازی قرار دی ہوگی بلکہ اتفاق قرار دی جائے گی حتیٰ بقصد یہ ہرگز نہیں کہ نسب میں تھہر ہمسری کو نکار دینے میں ضرور ماں ہے اور بہو اس کی حرج نہیں۔

قبضاتی وغیرہ نے اسی طرح بیان فرمایا ہے اور کتب فرائض و مستند کتابوں پر اختلاف و مبالغہ و غیرہ میں وضاحت ہے کہ عروہ اور مہر اور نزل کا حکم یکساں ہے اور اس سے حکم میں کوئی فرق نہ پڑے گا۔

مذہبن کے ساتھ مخصوص، اولیٰ، عوامیہ بھی فرماتے ہیں کہ جن باتوں پر مشرک مخصوص ہے کہ یہ لفظ اللہ ہی کے لئے بولا جاتا ہے اور معنی اس میں خیر ہے اور ہم کمال میں کے برعکس ہے۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ

تمام قہر بھی اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام پہلوؤں کا پالنے والا ہے اور ہم انعام دار بنے والوں کا ہے

الْحَمْدُ لِلَّهِ معنی ہر تعریف۔ کہ وہ شخص کی اختیاری خوبیاں پر نہ تو ان کا پر کرنے کے آتے ہیں۔ چاہے یہ بڑا بلند تخت ہو۔ اس کے علاوہ یہ اللہ کا نام ہے۔ اس پرانے میں بھی ممکن ہے معنی وہاں سے حقیقت پر باری تعالیٰ کے حاضر شخص ہے اور اسے عہد بھی ممکن ہے۔ یعنی انہی جو درجات و صفات پر باری تعالیٰ نے فرو کر دیے ہیں اور شرفاتی کے واسطے بھی ہو ممکن ہے، یعنی سرور بھی جس اللہ کے ساتھ خاص ہیں، چاہے وہ ایک شخص ہوں یا وہ لفظ کے ساتھ۔ ایک شکل صاحب کثافت نے اختیار فرمائی ہے اس لئے کہ صدر ہوں پر آنے والے لام اصل پر اسے نہیں ہوتا ہے اور ممکن وہ صاحب جمع نے اختیار فرمائی ہے اس لئے اصول میں یہ جی مستطیع ہے کہ عہد ہر حال استغراق پر مقدم ہو کر آتا ہے۔ جمہور فقہاء کے نزدیک ممکن سوم پر بند ہے وہ۔ ہر حال میں ہر دور میں ہر جگہ مخصوص ہوا کرتا ہے۔

اعترض اعلیٰ: سورہ صفت کی شان دعا ہی ہوتی ہے اور لفظ "اللہ" سے ذات کی اور ذات قدرتی طور پر صفت سے پہلے آکر تہی بہ ہذا ان کا بیان بھی پہلے ہونا چاہئے تھا۔

جواب: سورہ پہلے لانا جس کے اہتمام کے باعث ہے کہ یہ موقع ہر کام موقع ہے اور بافت موقع کے متعلق کی روایت ہی کو کہتے ہیں۔

اعترض اعلیٰ: طرف پہلے لانے سے انخاص کا لفظ حاصل ہوتا ہے۔

جواب: صاحب کثافت اور دوسرے محققین و محدث نہتے ہیں کہ ائمہ سے یہ بھی تخصیص کی شان دعا ہی ہوتی ہے۔

لفظ اللہ باری تعالیٰ کا اسم ہے۔ یہ دراصل "اللہ" تھا۔ تاہم لفظی معبود کے معنی میں۔ مثلاً کتاب مکتوب کے معنی میں۔

حمد کی اقسام: حمد اور تہنیر کے نزدیک ہم تین قسموں پر مشتمل ہے: (۱) معنی، (۲) حالی، (۳) قولی۔ قرنی ہمارے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کی زبان سے اہل ذات عالی کی دو شان فرمائی وہ انہیں الفاظ سے انبی زبان میں ہر باری تعالیٰ کی جائے اور فعلی ہمارے کہتے ہیں کہ یہ نبی اعمال اللہ تعالیٰ کی رہنمائی کے واسطے کہتے جو کہیں۔ اس لئے حمد باری تعالیٰ کی جس طریقہ سے انسان پر بواسطہ زبان ہر دوری ہے اسی طریقہ سے ہر ہر شخص اور ہر حال سے اس کی حمد آکر رہے۔ ہر حمد عالی اسے کہتے ہیں کہ جو بواسطہ قلب و روح ہے، مثلاً و ظہری، ربانی کے ساتھ انصاف اور اس کے مانگے میں دخل نہا۔

ذات اعظم: ہم صاحب مصنفیٰ فرماتے ہیں کہ "رب" کا لفظ اور حقیقت توحید کے معنی میں آتا ہے یعنی اسی شے کی آیت آجینا اس طریقہ سے پرورش کر کے جو اللہ ایک ہوتی ہے، لہذا باری تعالیٰ رب کا ذات ہیں کہ تھے وجود و حیات کے ساتھ اسباب کے ساتھ پرورش فرماتے ہیں۔ ظاہری پرورش بواسطہ صفت، باطنی کی بواسطہ رحمت، مذہب کے نفوس کی بواسطہ احکام شرع، مثلاً توں کے دلوں کی بواسطہ آداب عریقہ، اور گہریں کی بواسطہ انوار حقیقت کرتے ہیں۔ لہذا "رب" کا لفظ صدر جو قائل ہے کہ وہ بھی استعمال ہوتا ہے اور جس وقت یہ مطلق آئے تو باری تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہوگا، لہذا بصورت اضافت دوسروں کے لئے بھی اس کا استعمال ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر: اِیْنَ اِلٰہِیْ رَبِّکَ، رَبِّ الْمَوْتِ، رَبِّ الْقُرْآنِ۔

حاکم کا اعتقاد طاعت سے ۱۲ روز ناقص۔ اس کا استعمال برائے آمد ہوٹا ہے۔ مثال کے طور پر ختم کیوں کہ ساری کائنات
ہمارے واسے دوزخ کی نکلان دای ہوتی ہے۔ اس واسطے ہے۔ نہ کہ یہاں ہے۔ حضرت وہب فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے ہزار عالم
ہمارے ہمارے میں ایک عالم بری سے موسوم ہے۔

وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُولِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

اور درود و سلام اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی اول اور آپ کے تمام اصحاب پر نازل ہوا
وَالصَّلَاةُ اللہ کی جانب صلوٰۃ کی نسبت اگر دوزخیت کے معنی میں اور فرشتوں کی جانب ہونا استغفار کے معنی میں اور تائین
کی جانب ہونے پر ذرا کے معنی میں آتا ہے۔ یعنی ایک طرح رست، استغفار و دعا کو غرض صلوٰۃ کہہ دیجئے ہیں تو صلوٰۃ میں تعظیم کے معنی میں
اشتراک ہے۔ غلام یہ کہ صلوٰۃ میں، مقارن صلوٰۃ میں، یعنی اشتراک ہے، نقلی اشتراک ہے۔ لہذا یہ ہمارا کہ "اِنَّ اللہَ وَفَلَکَہُ یَضَلُوْنَ
غُلٰمِ النِّبٰی" پر کیا جائے اللہ پر اشتراک اس کے اندر ایک مشترک لفظ واحد استعاش کے ساتھ دینی میں نیا گیا ہے وہ دینی دربار صلہ پر
قدوری کے موصوفہ صلوٰۃ و سلام دونوں کے بیان کی جگہ یہ ہے کہ ذکر کردہ آیت میں ان کے لئے ارشاد ہوا ہے۔

وَمَنْ شَرَّ لِّغُلٰمِیْہِمْ جَعَلَہُمْ شُرَکَآءَ فِیْ دِیْنِہِمْ

جو آپ: غلام کے درود سے پہلے اللہ کے گھروں یعنی "اَللّٰہُ اَکْبَرُ" میں سلام کیا۔ صحابہ کرام نے اسی واسطے خدا سے
انفس میں غرض کیا تھا کہ میں آپ ﷺ پر سلام کا طریقہ معلوم ہو گیا آپ پر درود کی طرح یہ ہیں۔

صاحب درود ایمان فرماتے ہیں کہ دعا و ہادی سے آنحضرت ﷺ کو صلوٰۃ و سلام کا کلام اذکار و عزائم حضرت آدم علیہ السلام
کے لئے ملائے کہ حکم مجھ سے چھ گیا ہے۔ اس لئے کہ اس اعزاز میں وقت، ربانی حق کی کوئی شرکت ہے۔ اسی کے برعکس حضرت آدم علیہ
السلام کے لئے اللہ تعالیٰ نے محض ملائکہ کو حکم بھرا دیا۔

معقودہ رسول اکرم ﷺ کا ذاتی عہد ہے۔ علامہ ابن العربی کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ایک ہزار ناموں کی طرح آنحضرت
ﷺ کے توصیفی ناموں کی تعداد بھی ایک ہزار ہے اور ان میں اناہ کرامی میں زیادہ معروف و افضل وہ نام ہیں، یعنی محمد اور احمہ لفظ محمد کے بارے
میں صاحب مغربا تحریر فرماتے ہیں کہ اس کے معنی خصال محمودہ کے مجموعہ کے آتے ہیں: رح، انجی، خیر، باری، برہ، قوت، تہجداری

مصنف، دین، لائق، علامہ باہتمام نکلی کے واسطے سے حافظ عمری فرماتے ہیں کہ بحرین لوگوں کے پہلے رسول اکرم ﷺ کا
نام محمد رکھا گیا اور ان میں سے مال باپ پر یہ دلیل کتاب آپ کا نام گرامی بنا کر کیا نام رکھا دیا۔

عسار ابن حنیفہ: نہایت معروف کتاب "مقام العارف" میں ان تین کے نام بیان فرما: ع، یمنی (۱) محمد بن عمران بن ربیع،
(۲) محمد بن سفیان بن عاصم، (۳) محمد بن اعجم۔

حافظ ابن سید الناس "یمنی" میں فرماتے ہیں کہ حق جل شانہ نے عرب اور عجم کے دونوں اور زبانوں پر ان ہی نام رکھا ہی کہ کسی کو
خود نام نہ رکھنے کا خیال ہی نہ آوے وہ جسے قریش نے محبوب ہو کر محمد المصطفیٰ سے یہ سوال کیا کہ آپ نے یہ نام کیوں تجویز کیا جو آپ
کی قوم میں کسی نے نہیں رکھا لیکن ولادت با سعادت سے کچھ روز پہلے لوگوں نے جب علامہ اور ابو بکر کی رہائی پر بنا کر مقرر کیا ایک خبر ﷺ
محمد اور احمد کے نام سے پیدا ہونے والے حیرت و حیرتوں نے اسی امید پر اپنی یاد دلاؤ نام محمد رکھا۔ تفصیل کے لئے دیکھئے فتح الباری ص ۶۴۰ ج ۱۔

[illegible]

الامام بروہان اللہ فرمودہ گمراہ ہے۔ یعنی ہمیں اس کی قدر اور جانے مارنا اورانی ہے۔ ”تمہی خلاصک للذین ساءلوا۔“
ترجمہ: اے اہل اخلاق! اس شخص کے قبور سے ۲۵ ہے کہ وہ اس میں ذکر و توبہ مضمون کی توبہ کی توبہ کرتا ہے۔ اس کے ہی واسطہ مراد کے
ابھی آئے ہیں۔ اور ان میں کا ہوا الحلاق اس اورانی پر بھی ۲۵ ہے جس کے واسطہ مراد میں توبہ کی توبہ کرتا ہے۔ واسطہ مراد کا کائنات
دوسرے نے لکھے اس میں ۲۵ ہے۔

تنبیہ: "مقلدین" کی اصطلاح میں غلام امام مقلق ہو گئے یا سورت میں اس سے تصورِ فکر کو یہاں رد کیا جاتا ہے، اور فقہاء حنفیہ کی اصطلاح میں جب غلام امام مقلق ہو جا تا ہے اسے - حضرت امام حنفیہؒ قرار دیتے ہیں۔

ابو الحسن مخمّر باقدوری کے اکثر، بیشتر نسخوں میں یہی کیفیت ملتی ہے۔ خصوصاً مدنی کی تصانیب اور تفسیر قرآن، مشکوٰۃ وغیرہ میں غلامہ کی نسبت اور انجمنیں جاننا کی ہے اور یہی درست ہے۔

علامہ ابن ماجہ نے غالی "زم نفعی" ص ۳۲ پر تحریر فرماتے ہیں "هو احمد بن محمد بن احمد ابو الحسن البغدادي القموصي" علامہ ابن ماجہ کے (ابن ماجہ) نے کہا کہ میں ابو نعیم بن حاتم سے اس سے معلوم ہوتا ہے۔



کتاب الطہارۃ

یہ کتاب یحییٰ کے احکام کے بیان میں ہے

الغوی تحقیق:

یہ مقدمہ مذکور کی خبر واضح ہوتی ہے۔ لیکن یہ کتاب الطہارۃ (یہ کتاب الطہارۃ ہے)

کتاب: لغت کے اعتبار سے کتاب مصدر ہے جمع کے معنی میں۔ جسے کتباً ہے۔ "کتابت الحیل ای جمعہا" (میں نے نیات جمع کئے) اس میں چونکہ حرف کھینچنے کے ہیں اس لئے کتاب کہا گیا۔ پھر اس کا اطلاق کتاب لکھے ہوئے پر ہونے لگا۔ سنا اور سنا، باقی ہے: "ولک الکتاب لا یست یلہ" کتاب کا معنی اس کی اصطلاح میں اس کی یہ اطلاق ہوتا ہے جن کی تعمیر مستقیم ہو اور بہت سی انواع پر مشتمل ہوں یا نہ ہوں۔ یہ کتاب لغت سے متعلق ہے جس میں لغت کے لغات کے حوالے سے بحث کی جاتی ہے اور انصاف کی روشنی میں (۱) عبارات، (۲) مقالات اور (۳) احادیث سے چلے یا ان کے لئے چاہئے۔ عبارات میں سب سے افضل قرار ہے کیونکہ سزاوارکون ملام کا مشورہ ہے اس لئے مصنف نے اسے، دینی خبروں پر مقدم کیا اور شریعت (الغیر) کا ذکر مشورہ کرنے کے لئے جانے پر موقوف ہے اور ان کی اہم شریعتوں میں خبر دست دہانی ہے۔ طہارت کا اطلاق، نعم، غسل اور غیر سب پر ہوتا ہے۔ اس نام پر کتاب الطہارۃ کو کتاب الصلوٰۃ پر مقدم کیا ہے۔

توضیح و تشریح:

طہارت کی بہت سی قسمیں ہیں۔ در طہارت دو کی تفصیل دہن کی ہوتی ہے۔ مثلاً کپڑے کی، بدن کی پاکی، مکان کی پاکی۔ اور صحت سے صحت (مومن اور صحت کی پاکی) اور صحت سے صحت (پروا کی پاکی) کے درمیان کی، اور مٹی کے اور چھائی کی۔ یہاں طہارت لفظ صحت کے لئے لایا گیا ہے کہ طہارت صحت ہے اور صحت نہ ختم ہوتی ہے۔ اس قول کا خلاصہ یہ ہے کہ صحت کی مٹی کے ہر ہر گھر صحت پر ہے۔

اعتراض: اگر کوئی یہ کہے کہ ہم اسے ختم نہیں کرتے کہ صحت کا ختم ہونا نہیں آتی مگر اگر ختم کیا جائے تو اس کا قول صحیح ہے۔ واحد عن تلامذہ و رواۃ ہی مجلس واحد و یزید یہ ہے کہ مصدر میں دو اعتبار ہیں۔ ان میں سے ایک کا اعتبار واحد علی ماہیت کے طور پر ہے جس کا مصدر کا ختم ہونا نہیں آتا۔ دوسرے یہ کہ مصدر کا اعتبار کیا جائے۔ اس اعتبار سے اس کی جمع ۱۲ صحت ہے۔ اس طرح یہ شکل کہ مصدر کا ختم ہونا نہیں آتا ختم ہو جاتا ہے۔ کیونکہ یہ جامع ہے جو مادی نعموں اور احوال کو شامل ہوتا ہے۔ لہذا لغت کے اعتبار سے نہیں۔ ان الی حدیث نے "فعلک المسافر علی مثل المسافر" میں صحت کی ہے کہ مصدر اشخاص پر نہیں بلکہ ماہیت پر دلالت کرتا ہے۔

سبب کتاب نے: کتاب الطہارۃ "کہہ کر اس حرب نشر" در طہارۃ کہ کتاب کے تحت وہ چیزیں ہیں باب جو احوال پر مشتمل ہے فعل جو طہارۃ پر مشتمل ہے۔

تھارو: کیونکہ اسم میں ہے جن واسطے کتاب الخبارہ کرنا کافی ہے۔ اور صاحب جواد کی طرح کتاب اخبارات سننے کی ضرورت نہیں بلکہ جیسا کہ اور میں نے کہا تھا مغرور باغی و رجا و رافضی ہے۔

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسُوا بِوُجُوْهِكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ
وَأَرْجُلَكُمْ بِمَاءٍ مُّسْتَقِيمٍ ۖ فَاتَّخِذُوا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيكُمْ وَأُخُوْصَافِكُمْ بِرِجَالِكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَآذَرُونَ
إِنِ اتَّخَذْتُمُ الرِّجَالَ ذُرَىٰ فَحَسْبُ الْكُفْرِ ۚ إِنَّكُمْ لَأَنبَئُونَ ۚ

انگوی تحقیق:

﴿وَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا﴾ یعنی: جب تم نماز کے لئے کھڑے ہوئے نماز اور تہجد اور رخصت ہو۔

لاَعْبِلُوا، غَسِي غَسْلًا وَغَسَلًا کے معنی پانی کے ذریعہ میل دھو کر نئے بنائے گئے ہیں۔

تلاش: عین کے سرہ کے ساتھ ۔ تھمڑا ہونے کی چیز ۔

و حوافكم: مجموعہ: یعنی چہرہ۔ بديکم: جمع: ہاتھ۔ العرائق: جمع سرائق: کہانی۔

[illegible]

تشریح و توضیح:

قال اللہ تعالیٰ طہارت و وضو میں پر مشتمل ہے۔ طہارت، غرضی، یعنی وضو اور طہارت کبریٰ، یعنی غسل۔ صاحب کتاب نے وضو کا ذکر غسل سے پہلے فرمایا، اس کا وجہ یہ ہے کہ وضو کے بارے میں آج ہمارا ماحول حضرت بزرگسایہ علیہ السلام کی تعبیر میں پہلے وضو ہے۔ علاوہ ازیں غسل کے تعلق میں وضو کی ضرورت فریاد ہوا کرتی ہے۔ اور علامہ قدوسی نے اصولی روایت کی خاطر وضو کا ذکر آخراً تحت ہمارے ذکر سے فرمایا۔ پھر ہاتھ، مریجہ، کیونکہ اصل پہلے آیا کرتی ہے اس واسطے پہلے آئے۔ اگرچہ یہ ان فرامی، پھر وضو کے فرض ہونے کے بعد اس پر ترجیح فرمایا۔ نعمت ہمارے کہ اس طرح کی آفہ اشیاء، بیان فرم، کیسا شان میں سے ہر ایک ٹھنی ہے: (۱) اور طہارت میں غرضی وضو اور غسل، (۲) اور پاک کرنے والی چیزیں، یعنی پانی، روٹی۔ (۳) اور گھم جینی دھوا اور سج۔ (۴) جن سے غسل یا وضو واجب ہو یعنی جنات اور وضو، (۵) اور صیاح، یعنی سفر اور مرض۔ (۶) اور نجس یعنی غسل اور وضو کے وجوب کی دلیل۔ (۷) اور اذان، نماز کے بعد، نماز کے بعد اس سے بشری ضرورت کی جانب اشارہ ہے۔ نہایت کہ اس سے ہم عصر کی کتاب اشارہ ہے۔ (۸) اور دو اقسام یعنی نماز کے بعد اس سے پاک اور نیت کی تکمیل۔

تفہیم: اگر شرط کے پائے جانے کا یقین ظن غالب ہو تو ہر 'اذا' افعال کرتے ہیں۔ لیکن وجہ ہے کہ رسو کے بارے میں "اذا" استعمال ہوا اور اس سے اس حرف اشارہ ہے کہ قضا کا چہنچہ ممکن ہے وہ اس اور مراد میں داخل ہے اور اگر شرط کے پائے جانے کا یقین نہ ہو اور اس کے پائے جانے یا نہ جانے میں شبہ ہو تو وہاں "اذا" مستعمل ہوتا ہے۔ اسی بنا پر سلسلہ جنابت "ہو" استعمال ہوا۔ جس سے ادھر اشارہ مقصود ہے کہ اس کا پایا یا یا قائم ہے اور اس کا کسبہ غرضاً مورد میں ہے۔

مطابق ۳۰۷ ہے

زَسَنَ الظُّلُمَاتِ غَسَلَ الْيَدَيْنِ قَلْبًا قَلْبًا إِذَا اسْتَبَقْتُ الْمُنَظَّرَاتِ مِنْ تَوْبَةٍ
اور جہوں کی شیں دلوں ہاتھ شین وہ دھوا ہے یقین میں ان کو ڈالے سے پہلے جب دھو کر نکال اپنی نیت سے بیدار ہو

نقوی تحقیق:

سنی: سنت کی جمع و تکرار طریقہ۔ ادخال: داخلہ۔ الانوار: اپنی کابین۔ استعطف: ہانکا۔

نوم: نیند۔ راحی: نوج و مزاح (بہت سارے لہجہ)

شرح و توضیح:

وسن: انظر وہ سنی، یعنی سنت نقوی تہارت کا اطلاق مطلق طریقہ پر ہے۔ چاہے یہ شخص ہو یا غیر شخص۔ رسول
اللہ ﷺ کا رشتہ گرامی ہے کہ جس نے اپنا طریقہ بنیاد کیا تو اس کا ثواب اور اس پر عمل کرنے والے کا ثواب قیامت تک ملتا رہے گا اور
جس نے یہ طریقہ بد دیا تو اس کو اس کا گناہ اور اس پر عمل کرنے والے کا گناہ قیامت تک ملتا رہے گا۔ شریعت نبی، سلطان میں سنت اور
طریقہ کیا جاتا ہے کہ جس کو رسول اللہ ﷺ نے عبادت کے معیار پر پیش کیا ہو۔ ایسا بھی کبھی استراک یا ہو۔ یہ عبادت کی بنیاد پر اور دھریہ
نقل کیا کہ جس پر بطور عادت عبادت فرمائی ہو۔ مثلاً دائیں جانب کا خیال کرنا کا گناہ و احتساب ہے۔

مارسہ: وہی وضو غسل کے فرض و کر کرنے کے بعد شیں پہن کر کے اس جانب اشارہ فرما رہے ہیں کہ وضو غسل دونوں میں
واجب کوئی چیز نہیں۔ اگر نہ تو فرض کے بعد سے بیان کرتے اور پھر سنتوں کا ذکر کرتے۔ اور کوئی وجہ برعکاس سنت زیادہ تو کی جاتا ہے۔
پھر صلاب کتاب سے سخن مبنی حدیث صحیح استعمال فرمایا۔ نہ دیکھئے کہ سنت علم اور عقل دونوں تہارت تک ہے۔ نہ کائنات اصولی و فہمی اور عقلی
ایک دوسری آیت ہے۔ ان سنتوں کو رکھ کر ان کی جگہ پر ایک تہا۔ مثلاً نہ یہ جو سنت کا تہا وہاں بھی ایک ہے کہ ایک سنت و ان کا تہا
دوسری کو اس کا یا تو ان کو کا ثواب ملے گا۔ اس کے برعکس ان کا ان وضو میں۔ کیوں نہ اس کو تہا و ثواب ہی نہ ملے گا۔

عسل اللہیں: وضو کی بہت ہی سنیں ہیں۔ (۱) تہا وضو میں نہ کچھ تک۔ انوں ہاتھ تہا سرچہ دھونا اس لئے کہ ہاتھ پاک
کرنے والا ہے۔ ہائی کا تہا اس کی تہا سے کیا جائے۔ حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میرے
کوئی شخص چند سے بیدار ہو تو ہاتھ دین میں: سنے سے قبل انہیں دھو لے کیوں کہ تم میں سے کوئی یہ نہیں جانتا کہ رات میں اس کام تہا کہاں
رہا۔ طہارت دہی نے اس میں حدیث کے مطابق چند سے بیدار ہونے کی روایت گائی ہے اور اسل احزابی میں لکھا تھا ہے۔ اس لئے
کہ یہ ہاتھ کا دھونا چند سے بیدار ہونے کے ساتھ خصوصاً نہیں بلکہ ہر دو شخص جو دھو کر اس کے واسطے نہ ہوں۔ اس لئے کہ ہر دو ہاتھ
ﷺ وضو میں دست مبارک پیسے محمد مائید کا تہا کہ پھر عقل ہے بعض کے نزدیک یہ ہاتھ دھونا مستحب۔ جس شخص مسلمان ہوا اور بعض
استیاء کے بعد کہتے ہیں کہ صلاب بخیر نے تو کیا اکثر فقہاء یہ نقل کیا ہے کہ انوں صورتوں میں مسنون ہے۔ تو کسی حال اس کی بھی فرماتے
ہیں۔ واضح رہے کہ ہر دفعہ اس کے تو کسی ہیں کہ چند سے بیدار ہو تو ان کا شب میں ہر بیان میں تو علم کیاں ہے۔ نہ کہ حضرت امام احمد کے نزدیک
دن میں چند سے بیدار ہونے پر مستحب ہے اور رات میں چند سے بیدار ہونے پر واجب کا حکم ہے۔

ذکر کہ وہ نہ صلاحت میں مروی ہے۔ البتہ بخدی شریف کی روایت میں شین سرچہ دھونے کا ذکر نہیں۔ اور انوار انسانی کا ذکر اطلاق

ہے کہ اگر آپ بارہ گنا سے دو گنا غلطی کے باوجود بھی کوئی کمی محسوس ہو، ضرورت کی بنا پر تو غم نہ منگیں، اور نہ تردد ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ اگر محنت خالی ہو تو گناہ سے دور نہ ہوگی۔ اور ”خلاصہ“ میں یہ بات لکھا کہ آپ سے کوئی بارہ گناہ پروردگار بدست ہے۔

[illegible]

تعلیم: وضو کی جمعیتوں نے والے اعلاء کا ایک بہت مرتبہ ہونے پر غرض اور دیکھنا سنوں اور تین بار جو کامل تین وضو ہے۔ تعلیم کیا۔
 اور کئی بار سنوں جیسے کیا باروں کی تعداد ہے چنانچہ اور غرض ہے اس نے تین بار کو ہے۔ کئی ایک کھاف کے نزدیک تین بار ہونے پر غرض ہے۔
 وضو کے مستحبات:

[illegible][illegible]

وہم سوغب۔ سبک قول نے مطابق سرت ہر کا یکہ مرتبہ مسحت ہوا کہ وہ ہے تو ہمارے تہذیب کے نزدیک مغلنی انتخاب

علامہ قدس سرہ نے ذکر کردہ اصطلاح کے مطابق اسے مستحب فرما دیا ہے جس مگر یہ بھی اختلافات مسنون ہے۔ حضرت امام اہلک اس کے فرض ہونے کے قائل ہیں۔ ان کا استدلال حضرت عمر کا یاثر ہے کہ انہوں نے آپ کے غصے کو منکر کرتے ہوئے دیکھا اور اس کے پاؤں میں باطن کے بندہ خشکی اور گرمی تھی تو حضرت عمر نے اعادہ وضو کا حکم فرمایا۔

اختلاف کا استدلال "مواظا" میں حضرت ابن عمرؓ کی یہ روایت ہے کہ حضرت میراث بن مرث نے وضو کیا تو چہرہ اور ہاتھ دھوئے اور کعبہ کا کیا، پھر مسجد میں داخل ہوئے ہوتے چنواؤں گیا تو آپ نے موزوں پر سنا فرمایا اس سے تو آبی کا فرض نہ ہوا طہارت ہوتا ہے۔ شرعاً مہذب میں علامہ نوویؒ نے اس کو کون صحیح قرار دیا ہے۔

ومسح انوالہ۔ گردن کے مسح کو بھی مستحبات وضو میں شمار کیا گیا ہے۔ صاحب جیسا کہتے ہیں کہ گردن کے مسح کے بارے میں امام عمرؓ نے تو اگرچہ اپنی کتاب میں کچھ بیان نہیں فرمایا مگر حضرت امام ابوحنیفہؒ نے گردن کے مسح کو مسنون قرار دیا ہے۔ اکثر فقہاء کا راجح قول یہی ہے۔ فقہ ابو بکر میں مسح سے مسنون قرار نہیں دیتے۔ علامہ کی ایک جماعت اس کی قائل ہیں۔ خلاصہ میں علامہ عام گردن کے مسح کو واجب قرار دیتے ہیں۔ فقہ اہل بصرہ میں لکھا ہے کہ ستر قبہ دونوں ہاتھوں کی پشت سے کرنا بعد از انتخاب ہے اور وطن کے مسح کو بدعت شمار کرتے ہیں۔ حضرت وکیل بن عمرؓ کی روایت میں صراحت ہے کہ خطرت سے خطرت کے گردن کے مسح کی ہر ایک۔

تشمیہ: عام طور پر متون میں مستحبات وضو کے ذیل میں نماز اور مسح و تہ کا بیان ملتا ہے۔ مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ وضو کے مستحبات محض یہ ہیں۔ تو یہاں ابصار کے مصنف نے ان کی تعداد پندرہ لکھی ہے اور صاحب درختار نے ان پر آٹھ کا اضافہ فرمایا اور خطاوی نے مزید چھ دہرہ کرائے ہیں۔ اس طرح مستحبات کی مجموعی تعداد بیس ہو گئی۔

وَالْمَعَانِي الْمَافِضَةُ بِالْوُضُوءِ كُلُّ مَا خَرَجَ مِنَ السُّبُحَانِ

اور وضو کو توڑنے والی چیزیں ہر وہ چیز ہے جو پیشاب یا نالت کی مدد سے نکلے

لفظی تحقیق:

المعانی۔ معانی کا مصدر ہے مگر معنواً انشاء فلسفوی کی اصطلاح سے اعتبار کرتے ہوئے لفظ "معلیٰ" کے استعمال سے بچتے ہیں۔ یا اس کا سبب یہ ہے کہ حدیث کی پیروی تصدود ہوتی ہے۔ حدیث شریف میں "لا یحل دم امرء مسلم الا باحد فلت معان" آیا ہے۔

المافضة۔ ماضی کا ماضی بقیہ سے مشتق ہے۔ یعنی توڑنے والی اشیاء۔ اختلاف فقہوں کی جانب ہونے پر ان کے اجزاء مرکزہ کو الگ کر دیا تصدود ہوا کرتا ہے اور بہانہ معانی اضافت کی صورت میں مثلاً بقیہ عہد وغیرہ تو اس سے تصدود یہ ہوتا ہے کہ اس کے ذریعہ جس کا تہ کا ارادہ کیا گیا تصدود باقی نہ رہا۔ مثلاً بقیہ وضو کی صورت میں کا تہ وضو یعنی نماز کا ارادہ سے ہونا باقی نہ رہا۔

سبیلین۔ مقصود پیشاب یا نالت کا راستہ ہے۔

وضو کو توڑنے والی چیزیں

تشریح و توضیح:

والمعانی۔ صاحب کتاب وضو کے فرائض مسئلوں اور مستحبات سے خارج ہو کر اب وضو کو توڑنے والی چیزیں بیان کر رہے ہیں۔ وضو توڑنے والی چیزیں جن میں جسم کی ہیں: (۱) جسم سے نکلنے والی چیزیں، (۲) جسم میں بچنے والی اشیاء، (۳) انسانی حرکات۔ جملی جسم کی ان شکلیں

کی بنا پر نہ پہلے کی صورت میں بھی وضو پانی نہ رہے گا۔

واللہ اعلم۔ مزید جاننے سے بھی وضو ٹھیک رہتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جسے نہ ہو جائے یا کبیر کا قدر پیش آ گیا ہو یا منی کے بغیر نہ ہوگی یا فتنی نکل گئی تو اسے وضو کے واسطے ہت کر اور سر کو وضو کر کے نماز پڑھنی چاہئے۔ حضرت امام شافعیؒ کے نزدیک قبروں میں فیروز السہیلین سے وضو نہیں فرماتا۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اسے وضو نہ کرنا ہے۔ خود اور نہ بھکر کو بھوکا ہو۔ نہ بھرنی حدیث بتائی گئی ہے کہ اسے بوجھلکھ دینا اور نہ ناگھن نہ ہو۔ صاحب غایب فرماتے ہیں درست قول کے مطابق مزید جرح سے اسے کہنا چاہئے جسے وہ کئے پر قادر نہ ہو۔ اور بعض کے نزدیک اسے کہتے ہیں کہ اس کے ہوتے ہوئے کھٹکھٹکھٹکھٹ نہ ہو۔

تنبیہ: تے کی پانچ قسمیں ہیں: (۱) الم کی تے۔ (۲) بد کی تے۔ (۳) مغز کی تے۔ (۴) خون کی تے۔ (۵) کھانے کی تے۔ تے پانی کھانے یا بعد وضو کی ہونے کی صورت میں نہ بھکر کو وضو اس سے وضو نہ جانے کو اور نہ پانی رہے گا۔ الم کی تے کے متعلق امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اگرچہ نہ بھکر کیوں نہ ہو اس سے وضو نہ کرنے کا۔ امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ اگر نہ بھکر ہو تو وضو نہ جانے گا۔ مگر فقہاء کا یہ اختلاف اسی صورت میں ہے کہ اس کے قطع وعدہ سے ہو۔ اور اگر اس کا قطع وعدہ سے ہو تو کسی کے نزدیک بھی اس سے وضو نہ کرنے کا۔ خوب رہنمائی کے لئے مزید بھکر ہونے کی صورت میں وضو نہ جانے کا۔ امام محمدؒ کے نزدیک بہت سے دالے خون کی تے میں یہ شرط ہے کہ نہ بھکر ہو۔ امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک یہ قید نہیں ہے۔

فائدہ: اگر تے تھوڑی ہوا درج کرنے پر اس کی مقدار نہ بھرتے کے بقدر ہوتا امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اشتداد مجلس کا اعتبار ہے کہ اگر ایک مجلس میں ہوتا تو اس سے وضو نہ جانے کا۔ اور نہ نہ ہونے کا۔ تو یہ چار شکلیں ہو سکتی ہیں: (۱) اشتداد مجلس اور اشتداد عثمان (مثل) تو اس میں بالاتفاق جمع کریں گے۔ (۲) مجلس اور عثمان ایک الگ الگ ہوں تو بالاتفاق جمع نہیں کریں گے۔ (۳) بھکر محمد و ابو یوسفؒ ایک الگ الگ ہوں تو ایک جمع کریں گے۔ اور امام محمدؒ کے نزدیک جمع نہیں کریں گے۔ (۴) مجلس مختلف ہوا اور بھی ایک امام محمدؒ کے نزدیک جمع کریں گے اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک جمع نہیں کریں گے۔

وَالنُّوْمُ مُصْطَحِفًا قَوْ عُنْكُنَا قَوْ مُسْتَبِيدًا اِنِّیْ مَنِّیْ قَوْ اَنْزِلْ لِنَسْفُ غَنَةً وَالْعَلَّةُ عَلٰی الْعَقْلِ بِالْاَعْمَاءِ وَ

اور نماز کے کمال یا بھکر کا کرایا بھی چھ گنا ہے۔ اسے کہ اگر اس (مسئلہ) کو بھرتے تو یہ کہ جائے اور مستحب عقل ہوا ہوگی یا جو سے اور

الْمُتَوَنُّونَ وَالْفَقِہَةُ ہِیْ کُلُّ صَلَوةٍ ذَاتِ رُکُوعٍ وَ سُجُودٍ

یعنی اور بھکر ہوا اور نماز میں فقہہ (یعنی بھکر کرنا)

فقہی تحقیق:

مصطفیٰ: کرنا سے۔ مستفید: ایک کا کرنا۔ اعلاء: بے ہوشی۔ انہوں میں۔ فقہہ: ضرور سے ہونا۔

تشریح و توضیح:

والنوم: تہذیب اور عقلی میں مذکور حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص کرنا سے ۷ سے آس پر وضو واجب ہے۔ کیوں کر سونے کی وجہ سے بیدار نہ ہو پڑ جائے ہیں۔ اور باقی کی روایت کے الفاظ اس روایت کے قریب قریب ہیں۔ اس باب میں دوسری احادیث ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر دو نیزہ جس میں اعضا ڈھلے پڑ جاتے ہوں ناقص ہوں۔ یہ وہ وضو ہے کہ اگرچہ نماز تہذیب ہوئے کے مظاہر

وگمان پر ہے۔ ہر نیند میں ہر وقت ناخوش ہوگی جس میں جزو میلے پڑ جاتے ہیں۔ اس جگہ صاحب کتاب ان چیزوں کا ذکر فرما رہے ہیں جو باعتبار عجم و مذکورہ کرنے قابل ہیں۔ سوئے کی حالت کی خود کوکل قیود ہے: (۱) بھونکی کرکٹ سے سونا۔ (۲) ٹپک گئے ہوئے سونا۔ (۳) چار روزہ سونا۔ (۴) ایک سُرینا کے سہارے سونا۔ (۵) پاؤں پھیلائے ہوئے سونا۔ (۶) پیٹھے ہوئے سونا۔ (۷) جنگ کر سونا۔ (۸) پھول سونا۔ (۹) کتے کی جھت پر سونا۔ (۱۰) بھلے ہارلی سونا۔ (۱۱) بھالت قیام سونا۔ (۱۲) بھلوت رکھ سونا۔ (۱۳) بھلوت عید سونا۔ سُرینا کے سہارے یا ٹپک لگا کر سوئے یا کرکٹ سے سوئے میں وضو ٹپک جائے گا۔ اس لئے کہ اس طریقہ سے سوئے پر جزو میلے پڑ جاتے ہیں۔ وَالْعَلَّةُ عَلَى الْعَقْلِ بِالْأَعْمَادِ۔ وادنیٰ کرکڑ ہونے کے باعث باری ہی کی ایک قسم ہے۔ اس میں عقل ختم نہیں ہوتی بلکہ مستور ہو جاتی ہے۔ اس کے برعکس جنوں و پاگل پن میں عقل زائل ہو جاتی ہے۔ ان دونوں کا عجم اعتباراً اور قدرت کے کوفت ہونے میں نیند کا سا ہے بلکہ اس سے بھی سخت ہے۔ کیونکہ سوئے والا بیدار ہو کر ہوشیار ہو جاتا ہے۔ اس کے برعکس و ہوش اور بھونکی ہوشیار نہ ہوگا۔ وَالْقَهْقَرَاءُ۔ ناقص بالغ نماز پڑھنے والے کی نماز میں قیود سے اس کا وضو ٹپک جائے گا ہے خواہ یہ قہر سلام پھیرنے کے وقت ہی کہیں نہ ہو۔ اسی نکل صلوۃ فکات و کج و موجود کی قیود سے فقہ جہاں تک اس میں قہر سے وضو ٹپک لگتا ہے قہر میں ناقص ہے قیاس تو وضو کا نہ لگتا ہے۔ اس کی وجہ سے کوئی پاک چیز نہیں لگتی۔ اسی بنا پر تمام مالک، امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ اس سے ناخوش وضو نہیں لگاتے لیکن قہر کا ناخوش وضو ہونا چھوٹا ہے کہ امامی مرفوع روایت سے ثابت ہے اس وجہ سے اصناف قیاس سے احتراز فرماتے ہیں۔ (لیکن اس کے باوجود فقہ اصناف پر ہی کیا جاتا ہے کہ اصناف حدیث کے متعلق قیاس پر عمل کرتے ہیں۔ اہل للعجب!)

طبرانی میں حضرت یحییٰ بن اسماعیل سے روایت ہے کہ اس اور ان کے رسول اللہ ﷺ استغفر ہے جو ایک شخص آ کر مسجد کے گوشے میں گر گیا۔ اس کی بھارت میں کچھ شخص تھا بہت سے لوگ صاحب نماز قیاس پڑھنے کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بیٹے وہاں شخص دوسرا اور نماز دونوں جوئے۔ دوسرے شخص، محمد بن ابی اور ابیہاؤ نے اسی طرح روایت کی ہے۔

بہت سے قصوں پر مشتمل ہے: (۱) قہر۔ اسی قدر زور سے تہ کا کچھ علاوہ آس پاس کے دوسرے لوگوں تک اس کی آواز نہ لگتی جاتی۔ (۲) ٹپک۔ ایسی قسم جس سے خود سے اور دوسروں تک آواز نہ پہنچے۔ اس سے نماز باطل ہو جائے گی مگر اسونٹے لگے گا۔ (۳) قہر۔ ایسی قسم جس سے شخص نانت کھلے ہیں اور آواز نکلتا ہو۔ اس سے وضو ٹپک ہے اور نماز باطل ہوتی ہے۔

وَقَرَحَ الْفُجْزُ الْكُتْمَةَ وَالْإِسْتِشَاقَ وَغَسَلَ سَعْرَ الْبَدَنِ وَسَنَّ الْفُجْزُ أَنْ يَتَدَا الْفُجْزُ
اور غسل کے (مخبر کی کرنا تاکہ میں پانی ڈالنا اور چوسے بدن کو دھوئے ہے اور غسل کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ غسل کرنے والا
بِفُجْزٍ يَدِيهِ وَقَرَحِهِ وَتَرْبِيلِ الْفُجْزَةِ إِنْ تَكَثَّرَ عَلَى نَفْسِهِ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ وَضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ أَلَا
اپنے دونوں اترہ اور قرحہ کو دھوئے ہے اترہ کرے اور نہایت دور کرے اگر اس کے بدن پر ہو مگر نہ جیسا وضو کرے مگر
وَجَلْبِهِ ثُمَّ يَلْبِصُ الْفُجْزَ غَالِيًّ وَدَائِمٍ زِي غَالِيًّ سَابِقٍ يَدِيهِ فَلَا ثُمَّ يَتَضَعُ عَنْ ذَلِكَ الْتَمَكْنَ فَيُغَسِّلُ وَجَلْبَهُ
پاؤں (دھوئے) پھر اپنے سر اور چوسے بدن پر پانی بہائے پھر اس جگہ سے ہٹ کر اپنے پاؤں دھوئے

لغوی حقیقتیں: دزبل: زائل و صاف کرے۔ دجلہ: خشک و جل: پاؤں۔ ہنقشی: ہٹ کر ہٹا دے

تشریح و توضیح: فرغ غسل اور اس کی سنتوں کا بیان

و فرغ غسل: غسل کے متعلق احیاء و سنن وادویش آتی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں وضو کا بیان

فعل سے پہلے فرمایا۔ ارشاد ہوا ہے۔ "یا ایہا النبی! اموا! اذا قمتم الی الصلوۃ فاعسلوا وحوکم وایدیکم الی السرائل وبعوہ و یوفوکم وارحلکم الی الکعبین۔ وان کنتم حسنا طاهرین" علامہ قدوسی نے ان کے مطابق پہلے وضو کے متعلق بیان فرمایا۔ "نہیں اندر نہ باجائیت کے غسل میں فرش کی تعداد نہیں ہے۔ (۱) کئی کرا، (۲) تاک میں پانی پڑا (۳)۔ (۴) سارے بدن کو الیہ ہر جہہ کی طرف ناف میں پانی ریلا۔ حضرت امام شافعی کے نزدیک سنت ہیں۔ اس بات تصاف کی رعایت کرتے ہوئے صاحب کتاب نے تراش غسل کی ایک صفحہ صحت فرمائی۔

تنبیہ: اسلاف سے نزاع کی گئی کہ اگر آب میں پانی دینا وضو میں مستحسن ہے اور غسل کے بعد یہ فرضی ہیں۔ ان دونوں کے اوسان فرقی کو سبب یہ ہے کہ وضو کے متعلق ارشاد ہوا ہے "فاعسلوا وحوکم" ترجمہ: "تے کپا جاتا ہے جس کے بعد وضو پائی جاوے۔ اور اگر آب کے اندر کے بعد جس کو وضو کا نہ پایا جائے۔ اس واسطے وضو میں ان کے وضو کو فرض قرار نہیں، بلکہ اگر کے بغیر غسل کے سند میں ارشاد ہے: "وان کنتم حسنا طاهرین" یا ارشاد سہلہ کے بعد ہے۔ جس میں نہ وضو ہوئے جائیں۔ اس لیے ان کے وضو کو واجب قرار دیا گیا۔ کیونکہ اگر آب میں نہ غسل کرے بعد اس کے وضو کو وضو یا سکا ہے۔ جس میں غسل میں ان کے وضو کو واجب کیا جائے گا۔

نہ وضو وضو، نماز کا سادہ ضروری گناہی واجب ارشاد وضو ہے کہ غایب اور ابیہ کے مطابق وضو کرتے ہوئے سر کا سر بھی نہڑ جائے۔ اور ہونڈ کی ایک روایت حضرت حسن سے نہڑنے کی بھی نقل ہے کہ نہڑنے کے بعد سر نہڑنے کی صورت میں سر کا سر نہڑ جائے گا۔ دلی سے کافر کا نہڑنا نہڑنا۔ لیکن میں قول کے مطابق وضو میں بھی نہڑنے کا۔ یہی نقلی حدیث خاص اور وضو میں ہی طرح ہے۔

الاعسل وجلبہ اس صورت میں یا شفا ہے جبکہ پانی کے ببار کے مقام پر بقاء ہونا ہے جیسے کہ اگر انہیں حضرت یونس وغیرہ کا وضو کی روایت میں حضرت سے لیکن اگر وضو کرنے والا غلط یا کسی چیز وغیرہ پر بیٹھ ہو تو پہلے ہی وضو سے دور اس صورت میں ہونا ضروری ہے تاخیر کی احتیاج نہیں۔

الاعسل وجلبہ سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ غسل کے بعد وضو کا مادہ نہڑنا کا وضو کا وضو کہ اگر انہیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ترقی الیہا ہے جس روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ غسل نہڑنا کے بعد وضو کا وضو فرماتے تھے۔

ولیس علی شراؤ ان تنقص طہارتها فی الغسل اذا بلغ الماء الاضیال اصبی الشفر اور غسل میں۔ عورت پر مینہ صوبوں کا ٹھکانا ضروری نہیں بلکہ پانی بالوں کی جڑوں تک پہنچ جائے غوی تحقیق:

صفائر: صنفیرہ کی طرح: گوند سے ہوتا ہے۔ اس صفو: گوند کا ہونا، ٹاہنا اور۔ اصول: منہ کی جڑ، دروازہ عفران کے مقابل ہو۔ دو توالیہ میں پرکھی علم الیہ کی بنیاد ہوتی ہے۔

تشریح موضح:

ولیس علی الصرافۃ: دو عورت میں سے ہاں گوند لگے ہوں۔ درست قول کے مطابق غسل میں اس پر پانی کھول کر جڑوں تک پانی پہنچانا لازم نہیں کہ اس میں شافیت ہے۔ ان کے برعکس اس میں کوئی مشقت نہیں کہ اگر کسی کے بالوں کے درمیان پانی پہنچا

جاء۔ ترمذی شریف میں اور کچھ نہیں ہے۔ اس میں سے بابت میں نے غرض بافت اہل سنت کے رسول کریم ﷺ میں اس کی تفسیر سے
 اپنے صاحبزادے کے لئے اہل سنت کے لئے اس میں سے بابت میں نے غرض بافت اہل سنت کے رسول کریم ﷺ میں اس کی تفسیر سے
 سے باقی اہل سنت کے لئے اس میں سے بابت میں نے غرض بافت اہل سنت کے رسول کریم ﷺ میں اس کی تفسیر سے

بہرہ روم کے لئے اس میں سے بابت میں نے غرض بافت اہل سنت کے رسول کریم ﷺ میں اس کی تفسیر سے
 حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہے کہ
 رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہے کہ

غرض کی ذکر و تفسیر

غرض کی ذکر و تفسیر میں اس میں سے بابت میں نے غرض بافت اہل سنت کے رسول کریم ﷺ میں اس کی تفسیر سے
 غرض کی ذکر و تفسیر میں اس میں سے بابت میں نے غرض بافت اہل سنت کے رسول کریم ﷺ میں اس کی تفسیر سے
 غرض کی ذکر و تفسیر میں اس میں سے بابت میں نے غرض بافت اہل سنت کے رسول کریم ﷺ میں اس کی تفسیر سے
 غرض کی ذکر و تفسیر میں اس میں سے بابت میں نے غرض بافت اہل سنت کے رسول کریم ﷺ میں اس کی تفسیر سے

غرض کی ذکر و تفسیر میں اس میں سے بابت میں نے غرض بافت اہل سنت کے رسول کریم ﷺ میں اس کی تفسیر سے
 غرض کی ذکر و تفسیر میں اس میں سے بابت میں نے غرض بافت اہل سنت کے رسول کریم ﷺ میں اس کی تفسیر سے
 غرض کی ذکر و تفسیر میں اس میں سے بابت میں نے غرض بافت اہل سنت کے رسول کریم ﷺ میں اس کی تفسیر سے
 غرض کی ذکر و تفسیر میں اس میں سے بابت میں نے غرض بافت اہل سنت کے رسول کریم ﷺ میں اس کی تفسیر سے

والمعاني الموجبة لغير انوار المعنى على وجه الذوق والشهوة من التواضع والفرقة
 والفرقة الخ

والفرقة الخ

آخر ذکر و تفسیر

والمعاني الموجبة لغير انوار المعنى على وجه الذوق والشهوة من التواضع والفرقة
 والفرقة الخ

انسانی اس کی تامل کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ان چیزوں سے وجہ غسل کا مطلب یہ ہو کر نہیں کہ ان کے ہونے سے باعث غسل واجب ہوتا ہے یعنی ان کا شمار وہاں وجہ غسل میں نہیں ہوتا۔ غسل کے واجب ہونے کے وہاں بات ہیں۔ لہذا صریح کہ انشاء و غیرہ کا اثر وجہ وجہات کے اسباب میں ہے اور وجہات کے باعث غسل واجب ہوتا ہے۔ لہذا ان امور کو علت کی علت اسباب اسباب کہا جائے گا۔

غسل کے وجہات کا ذکر

القول العنی: غسل کے اسباب میں سے ٹی کا شہادت ذکر کیا جی ہے۔ یعنی خواہ مرد کی ہو یا عورت کی ہو۔ اس میں دونوں میں سے کسی ایک کی شخصیت نہیں۔ نہ شرعی فرماتے ہیں کسی خواہش کی وجہ سے غسل واجب ہوگا کیونکہ مسلم میں حضرت ام سلمہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ عورت یا نبی انیسوۃ اس پر غسل واجب ہوگا۔

انہی کے دو ایک آیت کریمہ۔ "ان منکم من جنتہا نقوروا" کے حکم میں جن راضی ہے اور ان کے وقت جنابت مع انیسوۃ غرض مٹی کا ہونا یا نہ ہونا۔ لہذا غسل جنابت کی حالت میں واجب ہوگا اور جنابت میں انیسوۃ بھی لگنے پر جنابت ہوگی اور ذکر کر دہ حدیث اپنے عموم پر محمول نہ ہوگی اور نہ ہی کہ ذیل میں مذکور اور وہی کہ آجائے کی حالت میں ان کے نکلنے پر کوئی بھی غسل کو واجب نہیں کرتا بلکہ اس سے مخصوص ایسی مراد ہے وہاں سے ہر مرد اور عورت کی تا یہ نفی ہے۔ یعنی مع انیسوۃ نہ نکلنے کی مراد۔ علاوہ انہی میں سے بھی ممکن ہے کہ حضرت امین مہار و رضی اللہ عنہ کی رائے کے واقعی "الماء من النساء" بعض احتیاط کے ساتھ کہ ان میں سے عجم کا زود و دم میں۔ انہوں نے بعد مشورہ ہو کر یہ حکم دیا ہے۔ چنانچہ جن وضع روایات سے عجم منع موعود ہے۔ اور ان کے بعد حضرت امین بن ابی سب سے روایت ہے کہ الماء بالعمامہ کی فصاحت و رعایت آئے از اسلام میں بھی۔

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انور نے حضرت عائشہ نے الماء بالعمامہ کے اعتبار سے بلا انزال بمسحی پر غسل واجب نہ ہونے کا حکم فرمایا اور پھر عجم میں فرمایا۔

امام اہل سنتین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فقہ ترمذی کے بعد انور رسول اللہ ﷺ نے بنا انزال بمسحی پر غسل فرمایا اور دوسرے لوگوں کو بھی ان کا حکم دیا۔

علی وجہ الذوق: میں سمجھتا ہوں کہ اوپر یہاں ذکر فرماتے ہیں کہ اس میں عورت کی مٹی داخل نہیں ہونے کے لئے کہ اس حدیث میں موعود جناب عورت کی مٹی میں رافعی نہیں دیکھا اور وہ رافعی حدیث ترمذی سے شرم کا کی جانب جاتی ہے۔ لہذا شاید اس کا جواب دینے والے "منعہ اعلیٰ" میں فرماتے ہیں کہ رافعی عام طور پر شدی مستعمل ہوتا ہے لیکن اس حدیث میں سے مٹی میں ازہم استعمال ہو ہے اور یہ کہ عورت کی مٹی کا غرض وہ نہیں ہوتا بلکہ بعض حضرات کو اس تعریف سے اتفاق نہیں۔ نہ نہ متشدد بلکہ جامع مانے نہیں اور بعض دوسری ترمذیوں میں یہ قریب لایا ہے کہ عورت کی مٹی کا غرض مٹی کو ذکر ہوتا ہے۔ یہاں کہ بات ہے کہ کشادگی مقام کے باعث یہ ممکن نہ ہو۔ قادی کے حروف شاد کی کے انوار میں آیت کریمہ۔ "تخلی منہ" دافنی کو دلیل میں پیش کرتے ہوئے کہا کہ آیت میں عورت کی مٹی کی جانب بھی دافنی کا احتساب ہے نہ صاحب دافنی اسے تکلیف پر محمول کر لے ہیں۔ "السعاہ" میں یہ مسئلہ بہت تفصیل کے ساتھ موعود کی کھدائی کے

پانی کے پاک ہونے کی دلیل ہے۔ نیز رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ پانی پاک ہے، اسے کوئی شے ہلکا نہیں کرتی۔ سمندر کے بد سے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ پانی پاک ہے۔ اسے کوئی شے ہلکا نہیں کرتی۔ سمندر کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ اس کا پانی پاک ہے، اس کا مینہ (پھل) طاف ہے۔ یہ روایت الوداد اور ترمذی وغیرہ میں ہے۔

اشکال۔ طہرہ قدوسی تحریر۔ چشمہ، سمندر اور ادنیٰ کے پانی ماء السعید (بارش) سے الگ و غبار ہے جس سے چشمہ اور شام، پانی ہے: "التم لم یکن الله منزل من السماء ماء فسلکہ فابیع فی الارض" (زالا) آیت کریمہ سے یہ چلنے کے سارے پانیوں کا زوال و حقیقت آسان ہے ۲۰۔

جواب۔ ذکر کردہ پانیوں کی جو قسمیں بھی تھیں وہ طہارۃ حقیقت میں طہارۃ ظاہری کی مثال ہے۔ جنہا یا شفاں درست نہیں۔

معنا مختصر من الشجر الخ۔ ایسا پانی جو کسی درخت سے حاصل کیا گیا ہو یا کسی چمن سے نچر کر نکلا گیا ہو یا جو حصّہ پر سب کے ناز، کسی ماں سے منسوب ہو یا کسی سے اس لئے کہ یہ مطلق پانی کے درجے میں داخل نہیں۔ مختصر قبول کے معنی ہے کہ چھوٹا پانی شے نچر کر نکلا گیا ہو یا منسوب ہو یا کسی سے تو وہ ایک کیا ہو اس کے ایک نوع کا قدرتی پانی ہونے اور مصنوعی طریقہ پانے بغیر نکلنے کی بنا پر اس سے وضو درست ہوگا۔ منسوب ہونے کی وضاحت فرماتے ہیں اور اسی طرح جو اسے ابو یوسف میں یہ مسئلہ تھا ہے۔ ہاں نیز کاف کی حیثیت وغیرہ معتبر تحقیق کنندگان سے یہ چنانچہ کہ اس سے بھی وضو درست نہیں۔ جو نکتہ ہونے کی کوئی شرح میں ملاحظہ کیا گیا اور قاپ کے شارح حاصرتانی کے نزدیک بھی یہی قول معتبر ہے اور اسی طرح شرح کلاب میں بھی یہی نقل کیا ہے۔

ولا یعداء غلب علیہ عیوہ۔ اور اس پانی سے وضو جائز ہے جس کی طبیعت (یعنی رقت و سلیقہ) دوسری چیز کے غلبہ آنے کی وجہ سے زائل ہو گئی ہو۔ مثلاً مشروب اور سرکہ وغیرہ کہ ان پر عرف کے اعتبار سے پانی کا اعتبار نہیں ہوتا۔ غلبہ غیر کی قید لگانے کا سبب یہ ہے کہ اگر پانی غالب اور دوسری چیز مغلوب ہو تو اس سے وضو درست نہ ہوگا۔ لہذا اس بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے۔

تعمیم۔ پانی پر اگر دوسری چیز غالب آگئی اور پانی مغلوب ہو یا تو اس سے وضو درست نہ ہوگا۔ لہذا اس بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے کہ اوصاف کے لحاظ سے غلبہ کا اعتبار کیا جائے گا یا اثرات کے لحاظ سے۔ صاحب دلیہ قریب میں فرماتے ہیں کہ غلبہ کا لحاظ جزو اعتبار ہوگا اور درست یہی ہے۔ امام مذہب کے متعلق فتویٰ طہریہ میں لکھا ہے کہ دو رنگ کو مستتر قرار دیتے ہیں اور امام ابو یوسف کے نزدیک اعتبار اجزاء ہوگا۔ علامہ قدوسی کے کام سے اس طرف اشارہ ملتا ہے کہ لحاظ اوصاف کا ہوگا مگر زیادہ صحیح قول کے مطابق اوصاف کا نہیں بلکہ اجزاء کا ہوگا۔ لہذا پانی میں گھلے ہوئے دانے کے چال اور آدھی سے کم ہونے کی صورت میں اس سے وضو درست ہوگا۔ اگر آدھی یا آدھی سے زیادہ ہونے پر وضو درست نہ ہوگا۔ امام محمد اوصاف کو مستتر قرار دیتے ہیں کہ اگر گھلے ہوئے دانے کے باعث پانی کے متبوں یا دو حصّہ بدل گئے تو اس سے وضو درست نہ ہوگا۔ اور صرف ایک حصّہ کے بدلنے پر وضو درست ہوگا۔ ان دونوں قولوں کے درمیان مطابقت کی شکل یہ ہے کہ اگر گھلے ہوئے دانے میں سے پانی کی قسم سے ہو۔ مثلاً کے خود پر زور پانی کو شفاں جزو اطلاق کو مستتر قرار دیں گے، جیسے کہ امام ابو یوسف فرماتے ہیں۔ اور پانی کی قسم سے نہ ہونے کی صورت میں مثال کے طور پر روہ ہو تو قاپ باعتبار اوصاف معتبر ہوگا۔ جیسے کہ امام محمد کے نزدیک ہے۔ علامہ قدوسی نے امام محمد کے قول کو لیا ہے۔

فائدہ۔ اس پر سب فقہاء کا اتفاق ہے کہ مطلق پانی سے وضو صحیح رہتا ہے اور مطلق پانی کے علاوہ سے وضو درست نہیں۔ یہ کہ پانی کا

قول کے مطابق ضرور ست ہوگا لیکن ہمیں اور ایچ فرماتے ہیں کہ اگر پانی کو رنگین ہونا چھٹی میں اٹھانے سے رکھا دیا جاتا ہو تو اس سے دھوکر
تو جائز نہ ہوگا، البتہ پانی کنارہ ست ہوگا۔ نہایت میں نقل کیا گیا ہے فقہاء کسی تکیر کے بغیر اس طرح کے پانی سے مسلسل دھو کر رہے ہیں جسے
ہت جگر کے موسم میں پتہ تالاب یا حوض کے پانی کے اوصاف ملاؤ کو حقیقت دیتے ہیں۔ بلکہ ثقت و سیلان پانی کا پانی رہنے کی صورت میں
عام ٹھانڈی بھی اس کے صورت ہوئے کی جانب اشارہ فرماتے ہیں۔

واللہ اعلم الذي یخلف بہ: اور ایسا پانی جس میں اشکین گھاس میں مٹی اور اس سے دھو کر تادرس ہے۔ اس واسطے کہ تھوڑی
مقدار ان چیزوں کے پانی میں مخلوط ہو جائے کی کوئی اہمیت اور کوئی وزن نہیں۔

علامہ ازہری اس طریقہ کی معمولی چیزوں سے احتراز بھی دشار ہے۔ حضرت امام شافعی کے نزدیک حضرت وغیرہ اس طرح کی
اشیاء کی آبیروں سے جنہیں زمین کی جنس سے شائع نہیں کیا جاتا، دھو کر تادرس نہیں۔ اس لئے کہ انھیں مطلق نہیں کہتے بلکہ متعین کہتے ہیں۔
چنانچہ آپ دھو کر وغیرہ کہا جاتا ہے۔

اس کا جواب یہ دیا گیا کہ آپ زعفران کو بھی مطلقاً پانی ہی کہا جاتا ہے اور کھجا جاتا ہے۔ وہ گیا اضافت کا معیار تو نہیں اضافت
کے باعث اس کو معتبر نہیں کہتے، بلکہ اس کی اضافت ٹھیک اسی طرح ہے جس طرح کنویر یا در چشکی جانب ہوتی ہے اور کہا جاتا ہے۔ کنویر کا
پانی تو اس اضافت کی بناء پر پانی کو معتبر نہیں کہا جاتا۔

وکل ماء دائم اذا وقعت: وہ پانی جو رہا ہو اور اس میں نجاست گر گئی ہو تو اس سے دھو کر تادرس ہو گا چاہے اس کی مقدار
کم ہو یا زیادہ ہو۔ البتہ اگر اس کا تھک لبا اور اس کا تھک جزا ہو اور چلو سے پانی لئے وقت زمین نظر نہ آئے تو اس کا حکم جاری پانی کا سا ہوگا اور اس
سے دھو کر تادرس ہوگا۔

رسول اگر مہینے نے پانی کی نجاست سے حفظ کا خوف نہ یا ہے۔ ارشاد ہوا کہ تم میں سے کوئی شخص ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب
نہ کرے۔ یہ روایت ابو داؤد وغیرہ میں ہے۔ یہاں استدلال یہ کیا گیا کہ نجاست کے غسل سے حتیٰ کہ اگر پیشاب بھی کیا جائے تو پانی کے
اوصاف ثلاثہ میں کوئی خاص تغیر نہیں ہوتا: اس کے باوجود آنحضرتؐ نے اس میں غسلی نجاست کی ممانعت فرمائی۔ جس امر پانی کی صورت
بھی نجاست کی وجہ سے ناپاک نہیں ہوتا تو پھر آنحضور ﷺ کی ممانعت کا کیا فائدہ تصور پذیر ہوا۔ اور جس وقت تک کوئی درہل اس سے
خلاف نہیں نہ ہوئی کے صیغہ سے حرمت ہی ثابت ہوگی اور اس سے نیز یہی ممانعت پر اس واسطے عمل نہیں کیا جا سکتا کہ اس کے دئے پانی کی قید
کے زید جاری پانی کا حکم اس سے باطل ہوگا۔ بلکہ اگر حرمت مشعورہ ہوئی تو جاری اور غیر جاری دونوں پانی یکساں ہو جاتے اور دائم
کی قید بھی ہے فائدہ ہوتی، بلکہ شارع کے کلام میں اس طرح کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی۔ عداوہ اور ہی رسول اللہ ﷺ کا ہر شایہ ہے کہ جب تم
میں سے کوئی نیند سے بیدار ہو تو تم میں سے کچھ دھوئے غسل برتن میں نہ ڈالے۔ یہی جب صرف نجاست کے احتمال کی بناء پر پانی میں تھک
ڈالنے کی ممانعت کر دینی تھی تو واقفاتی میں مگر نہ پتہ پانی اور نہ دلی ناپاک ہو جائے گا۔

اشکال: دونوں روایات میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد شکل ممانعت ہے۔ مگر علامہ تہذیبی نے اسے اصرار کیا ہے۔

جواب: کہتہ ہوا متخبرہ کے نزدیک کسی چیز کی ممانعت سے مشعورہ اس کی ضد اور خلاف کا ٹھکانہ ہونا کرتا ہے۔

علامہ ازہری ٹھہرے ہوئے پانی کا نوہر ذکر کردہ حکم تمام اختلافات ہے۔ اس آیت کے نزدیک اگر نجاست کے باعث پانی کے

آنان کی ٹوٹ لگاتے ہیں کہ ان کے قلعہ ان سے پانی جاری رہا اور ان کے نزدیک کھاروق بھی ہے مگر مصائب انہیں ہر جہ سے سراج نے ان کے معادن نہ بننے کی شکر کو سمجھ کر رو پائے۔ تو اس حد انوں کا قلعہ کی تصحیح پائی گئی۔

والغدير العظیم: ایسا دھن ۱۶۱۶ء تک اس کی ایک جانب کو، لے سے دوسری جانب نہ لے۔ ہمارا کارٹر وہاں تک نہ پہنچے۔ ایک کتاب با حوض میں کوئی نہایت کڑی کہ اس کی ایک جانب سے پتھر کر لینا درست ہوگا۔ اس لئے کہ ایک جانب کی حرکت سے دوسری جانب کا متحرک نہ ہو گا اس کی عملی طاقت ہے کہ نجاست کا اثر دوسری جانب نہ پہنچے گا۔ ہر یہ ہے کہ اثر حرکت نجاست کے مقابلہ میں تیز سے پہنچا ہے۔ پھر امام بوصیف اور امام جوہر کے نزدیک فصل کے باعث جو حرارت ہوگی اس کا اعتبار ہوگا اور امام محمد کی ایک روایت کی رو سے محکم با تھ کہ دوسری راہت کے لحاظ سے وضو کی وجہ سے جو حرکت ہوگی اس کا اعتبار ہوگا۔ پہلے قول کا موجب ہے کہ حوض کی احتیاج بمقابلہ وضو برائے فصل زیادہ ہو کر رہی ہے۔ بعض فقہاء انہوں کی سہولت کی خاطر نہی اس کا اعتبار اس باتھ جڑ و دودہ وہ قرار دیتے ہیں اور مثنی قول میں ہے۔ ہمارا گمان کی حد یہ قرار دیتے ہیں کہ چلے سے پانی لیے وقت زمین نظر نہ لے۔

حار الوضوء من السحاب الاخر: صاحب چاہی کہ وضاحت کے مطابق اس عبارت سے اس طرف اشارہ مقصود ہے کہ نجاست گرنے کا نہ ہو جائے گا، چاہے یہ نجاست نظر نہ والی ہو یا نظر نہ آنے والی ہو۔ عراق کے قیام نہ کر گئی مصائب ورائے وغیرہ کے نزدیک نہ ہو بلکہ اگر نجاست چوں نہ ہو جائے گا۔ لایاک نہ ہوگی۔ اس مقام اسی قول کو سمجھ کر قرار دیتے ہیں۔ کلام میں فتوے کے واسطے اس قول کو زیادہ رائج قرار دیا ہے۔ متفقہ کی عبارت بھی اس قول کی مؤید ہے۔ فقہائے شافعی ہمارے نزدیک نجاست اگر نظر نہ آنے والی ہو تو نجاست گرنے کی جگہ وضو کا درست ہے۔ ہمارا نظر نہ والی ہو تو وضو درست نہ ہوگا۔ اسی قول کو صاحب سراج ابو بانی نے زیادہ ترجیح قرار دیتے ہیں۔ علامہ ابو جریج کی رائے کے مطابق اسی طرف غائب کا اعتبار ہوگا کہ نجاست پانی میں مل گئی ہے یا نہیں۔

وموت لم یسقط ما یسقط: ایسا جانور کہ جس کے اندر بیٹے والا خون موجود نہ ہو پانی اس کی موت سے پانی ناپاک نہ ہوگا۔ مثلاً جھگھر بھی وغیرہ۔ علامہ محلی کے کہنے کے مطابق امام شافعی کے قول میں سے ایک قول اختلاف کا سبب دور بہرہ شافعی ہی کو مستتر قرار دیتے ہیں۔ دوسرے قول کے مطابق پانی کی ناپائی کا حکم ہوگا۔ یعنی کھانی نے اسی قول کو رد کر دیا ہے۔ ان تک کا مسئلہ۔ رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد ہے: آپ نے حضرت سلمان سے فرمایا کہ اے سلمان! اے اے بیٹے کی اشیاء میں بلا خون والے جانور کے مر جانے سے اس نے کا کھنا حلال اس سے وضو کا درست ہے۔ اور پانی ایسے جانور کے ان میں مرے سے ناپاک ہوتا ہے جس میں بیٹے والا خون ہو۔ اور اگر ذکر کردہ جانوروں میں خون (بیٹے والا) نہیں ہو تو امام شافعی کا مسئلہ یہ ہے کہ حرام دونے کے واسطے یہ لازم نہیں کہ وہ چیز ناپاک ہو۔ جیسے کو کوئٹہ مٹی وغیرہ کا کھانا جائز نہیں۔ حالانکہ ان کے جسم دونے کی بنیاد ان کا احترام نہیں کر کے باعث ان کو ناپاک قرار دیا جائے۔

اشکال: ذکر کردہ حدیث کے ایک۔ اسی بیٹے کا خون مدی و دار نقیہ اور عبد اللہ بن عبد العزیز بن قراہ دیتے ہیں۔ جواب: ابن امام اور محدثی فرماتے ہیں کہ جرہ بن الولید ایسا پائے کے شخص ہیں کہ ان سے ارزائی ہو گئی۔ انہما مبارک اور ابن عیینہ جیسے ممتاز علامہ وایت کرتے ہیں جو ان کے محدث ہونے کی دلیل ہے۔ لہذا یہ قاضی شام نہیں۔

وموت ما یسقط فی العباد: پانی میں زندگی گزارنے والے جانور مثلاً بچھل، میٹک اور ککڑ وغیرہ ان کے پانی میں مرنے پر پانی ناپاک نہ ہوگا۔ امام شافعی کے نزدیک جھگھر بھی۔ کے اور جانوروں کے پانی میں مرنے پر پانی ناپاک ہو جائے گا۔

وَالْمَاءُ الْمُسْتَعْمَلُ لَا يَتَغَيَّرُ بِاسْتِحْلَاقِهِ فِي طَهَارَةِ الْأَعْدَابِ وَالْمَاءُ الْمُسْتَعْمَلُ كُلُّ مَاءٍ أَزِيلَ

اور ماستعمل اس کا استعمال احداث کی طہارت میں ہر چیز میں اور شہل پانی پر اور پانی ہے جس سے کوئی ناپاک دور کی گئی ہو

بہ حدیث اوستعمل فی النجس علی وجہ القربۃ

اے یہ من قدرت الہی کے طور پر استعمال کیا گئے ہو

مستعمل پانی کا ذکر

تشریح توضیح:

وَالْمَاءُ الْمُسْتَعْمَلُ: مستعمل پانی کے بارے میں چار باتیں بحث کی گئی: (۱) اور پیر استعمال۔ (۲) استعمال کے وقت کا ثبوت۔ (۳) اس پانی کا مفت۔ (۴) اس پانی کا حکم۔ پہلی بات کی وضاحت یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک قربت (عبادت) کی نسبت بالآخر حدیث کے لئے استعمال کرنے سے پانی مستعمل ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اگر بے وضو شخص بدلتا بھی وضو کرے تو پانی مستعمل ہو جائے گا اور اگر بے وضو شخص رجب وضو (جازد) وضو کرے تب بھی پانی مستعمل ہو جائے گا اور امام محمد کے نزدیک غسل جب عبادت سے پانی مستعمل ہوگا۔ امام زفرؒ کہتے ہیں کہ غسل ذرا حدیث سے پانی مستعمل ہو جائے گا خواہ جب قربت ہو یا نہ ہو۔ دوسری بات کی وضاحت اس طرح ہے کہ فقہاء اس پر متفق ہیں کہ جس وقت تک پانی عضو سے الگ نہ ہو اس وقت تک اسے مستعمل نہ کہیں گے۔ البتہ فقہاء کی رائے اس میں مختلف ہے کہ عضو سے الگ ہونے کے بعد اسے مستعمل کہیں گے یا نہیں۔ تو فقہاء ابوحنیفہ کے نزدیک پانی جس وقت تک عضو سے الگ ہونے کے بعد کہیں نہ جاتا ہے اسے مستعمل نہ کہیں گے۔ اس سے قطع نظر کہ وہ برتن ہو یا زمین یا وضو کرنے والے کی اٹھلی۔ چنانچہ امام غزالی، امام ابو یوسف، امام محمد اور سفیان ثوری کا مسلک نیز صدر الشریعہ اور صاحب کفر کا راجح قول ہے۔ اور ظہیر الدین مرغینانی نے اسی قول کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔ صاحب خلاصہ کا پسند یہ قول بھی ممکن ہے مگر درست قول کے مطابق عضو سے علیحدگی کے ساتھ ہی پانی مستعمل ہوتا ہے۔ ظہیرؒ اور یحیٰٰ وغیرہ میں بھی صریح ہے۔ تیسری بات کے متعلق تحقیقی امر یہ ہے کہ حسن بن داؤد کی روایت کے مطابق امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک یہ نفس معطل ہے۔ امام ابو یوسفؒ کی روایت کے مطابق یہ نجاست خفیہ اور امام محمدؒ کی روایت کے اعتبار سے یہ طہارہ شمار ہوتا ہے مگر اس میں شک کرنے کی صلاحیت نہیں ہے فقہاء اور صاحب امام محمدؒ کو بھی قرار دیتے ہیں۔ شرح جامع صغیر میں خواجہ الاسلام فرماتے ہیں کہ ہم اسی کو راجح قرار دیتے ہیں۔ کتب امام محمدؒ میں عموماً اسی طرح ذکر کیا گیا ہے۔ صاحب معیظ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ کا یہ قول مشہور ہے۔ البتہ کتب میں معنی یہ بھی قول ہے۔ چنانچہ بات کی تشریح اس طرح ہے۔ امام محمدؒ کے مسلک اور امام ابوحنیفہؒ کی ایک روایت کے مطابق یہ پانی خود عابرہ پاک ہے لیکن اس میں دوسرے کو پاک کرنے کی صلاحیت نہیں۔ لہذا اس سے دوبارہ غسل یا وضو کا درست نہ ہوگا۔ البتہ نجاست خفیہ اس سے زائل کر سکتے ہیں۔ البتہ حکم جسے ہم کہہ رہے ہیں کہ پاک کرنے کی صلاحیت نہیں۔ اور امام شافعی اور امام احمدؒ کا ایک قول اسی حکم کا ہے۔ امام زفرؒ اور امام شافعی کے ایک قول کے مطابق یا وضو کرنے والے کا مستعمل پانی خود بھی پاک ہے۔ دوسری بات میں پاک کرنے کی صلاحیت بھی ہے اور بے وضو شخص کا مستعمل پانی خود نہ ہو بلکہ لیکن اس میں دوسری چیز کو پاک کرنے کی صلاحیت نہ ہوگی۔ علامہ نووی کے نزدیک امام شافعی کا یہ قول درست ہے۔ البتہ قول امام مالکؒ امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کا یہ ہے کہ وہ خود بھی پاک ہے اور دوسری بات میں پاک کرنے کی صلاحیت بھی ہے اور اس کا سبب یہ ہے کہ وضو واجب صلیہ ہو۔ لہذا وہ اس کے معنی میں ہوگا۔ بارہ پاک کرنے والی۔ شے۔ اس کے جواب میں کہ جاتا ہے کہ جب تک پانی دوسری اشیا کو پاک کرنے والا ہے۔ مگر اس کا سبب یہ نہیں کہ ظہور سے مراد ظہیر ہے بلکہ وہ اس کا پاک کرنا۔ البتہ مبارک میں ملتا

آیات: جبر کی جمع: خواص۔ ملتان، جگہ کی جمع: شہر۔ اس کی جمع: دیہات۔ آئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی جمع: اول۔

تشریح و توضیح:

وعدہ دلدادہ: یمن و جنوبی مقدونیا کے لیے کی صورت میں اس قدر روپے کا ڈول مجتہد ہو گا کہ سینا ڈول جس ۱۵۰۰ استعمال عمر شہرہاں میں ہوا کرتا ہے اور کسی کنوین کا ڈول مقرر نہ ہونے کی نقل میں ہوا مقرر ہو گا جس میں ایک صانع پائی جاتا ہو۔ اور صانع سے کم زائد والے ڈول کا حساب ایک صانع ۱۰ لے ڈول سے کریں گے۔ لہذا اگر بہت بڑے ڈول کے میں ایک چالیں زولوں سے مساوی ہونے پر مقرر ایک ڈول نکال دینا کافی ہو جائے گا کہ اس طرح بقدر واجب پائی نکالیں گے۔ پھر زولوں کی مقدار میں بھی اگر کوئی ڈول بھرے ہوئے ہوں تو لاکھتہ حکم اشکال کے اعتبار سے اسے کافی قرار دیں گے۔

وہی کان السیر معیا لا یزح الق۔ اگر کنوئیں کے چند درہے ہونے کی وجہ سے پورا پانی نکال جائے تو اس وقت موجود پانی ہی نکالنے کو کافی قرار دیں گے۔ اور موجود پانی کی مقدار کے بارے میں چھ قول متقول ہیں: (۱) کنوئیں کے حال سے، واقعہ لوگوں کے قول کا اعتبار ہوگا نیز وہ پانی کے نکالنے کے بعد یہ کہتے ہیں کہ کنوئیں میں پانی کی مقدار اس سے زیادہ تھی۔ (۲) اس طرح کے دو۔ ویسے کنوئیں میں عامہ یہ نہیں پانی کے بارے میں یہودی بصیرت و واقعیت ہوا اور ان جن مقدار پانی کی نکالنے کے بعد یہ کہتے ہیں کہ اس سے زیادہ پانی کی مقدار تھی اسے مستقر قرار دیں۔ محمد امام ابوحنیفہ سے یہ دونوں طریقے مروی ہیں۔ صاحب چارہ دوسرے قول کو مشابہہ دو سوؤں کے شمار صالح قرار دیتے ہیں اور بخاری میں اس کا اضافی بیان متفق ہے۔ (۳) کنوئیں کے قریب گڑھا کوہ کنوئیں سے پانی نکالتے اور بھرتے ہیں۔ (۴) کنوئیں کے اندر پانی و انیس اور پانی کی پیمائش کر کے نشان لگھویں۔ اس کے بعد کنوئیں سے پانی ڈال نکالے جائیں اور دوبارہ پانی ڈال کر پانی خشک کا اندازہ کیا جائے۔ اسی طرح اندازہ سے وہی ڈالیں۔ امام ابو یوسف سے ان دونوں طریقوں کو نقل کیا گیا ہے۔ (۵) دوسرے تین سوؤں تک نکال دیں۔ (۶) از حاتی سوؤں سے تین سوؤں تک نکال دیں۔ تخمینہ کے یہ قول امام محمد سے متقول ہیں۔ درکنار میں لکھا ہے کہ کجاست کے باعث مفتی بہ امام محمد کا قول ہے۔

وَأَنذَرْتُكُمْ فِي لَيْلِ الْبَيْتِ لَأَأْتِيَنَّكُمْ أَوْ عَذَابًا أَلِيمًا وَلَا تَقْرَأُونَ مَنَى وَقَفْتُ وَمَنَى نَصَحْتُ
اور جب کوئی محسوس ہوا کہ آج رات کو آپ کا گھر آجائے گا یہ نہ جانتے تھے کہ آپ کو یہ خبر پہلے پہل چلائی تھی کہ وہ
وَلَمْ تَسْمَعْ أَغَاذِرًا صَلَوَاتُ يَوْمٍ وَثِيلَةٍ إِذَا كَانُوا مُؤْمِنِينَ بِهَا وَغَسَلُوا خَلْ حَتَّى أَصَابَهُ مَا وَهَبُوا انْتَعَبَتْ
تو آپ کی رات کی غلابی آگاہی، ایک دن کی آگاہی تھی کہ آپ کو آج رات کو آپ کا گھر آجائے گا یہ نہ جانتے تھے کہ آپ کو یہ خبر پہلے پہل چلائی تھی کہ وہ
أَوْ تَغَسَّحَتْ أَغَاذِرًا صَلَوَاتُ يَوْمٍ وَثِيلَةٍ إِذَا كَانُوا مُؤْمِنِينَ بِهَا وَغَسَلُوا خَلْ حَتَّى أَصَابَهُ مَا وَهَبُوا انْتَعَبَتْ
یہ پتہ کیا ہے تو عام صاحب سے قول میں تین دن رات کی لڑائی ہوئی کہ
أَنزَلَ يُؤْمِنُ وَمَعَهُمَا اللَّهُ تَعَالَى نَسْ عَلَيْهِمْ إِعْلَافَةُ شَيْءٍ حَتَّى يَتَحَقَّقُوا مَنَى وَقَفْتُ
امام ابو یوسف اور امام محمد فرماتے ہیں کہ ان پر کسی چیز کا اندوہ ضروری نہیں ہے جب تک یہ تحقیق نہ کر لیں کہ کب گواہ ہے

تشریح و توضیح:

اگر کنویں میں چنے یا غنیمت کھن ہو اور عمر بڑھنے سے غریب پر پڑے ہو کہ وہ کسی وقت مرے اور دھو پھوٹی چمٹا نہ ہو تو ایک

روز و شب پہلے سے کونسا پاک قرار دیا جائے گا اور پھر لئے پہلے کی صورت میں من روز و شب پہلے سے سوئیں کو پاک تسلیم کیا جائے گا اور اس روز کو طہارت میں جس قدر روزیں اس کو ہیں کے پانی سے غسل یہ دھو کر کے پڑھی ہوں تو ان تمام کا روزہ ہم ہرگز۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ کہی فرماتے ہیں۔ صاحبین کے نزدیک جس وقت تک بغیر طہارت کے کلمہ نہ کہے جائے اور کس وقت اگر۔ ہمارا وقت تک کسی چیز کا روزہ لازم نہ ہوگا۔ جو یہ ہے کہ سارا سابق کا مہربانی کو تقبی طور پر پاک سمجھتے ہوئے ہے تو "یعنی لا یزول بالشک" کے کلمہ کے مطابق یہ یقین اس گمان و شک کی وجہ سے ختم نہ ہوگا۔ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک کسی شے کے سبب حقیقی کے پوشیدہ ہونے پر اسے سبب خارجی پر حمل کرتے ہوئے اس کے مطابق حکم ہوگا۔ اس قدر جانور کے مرنے کے حقیقی جب کا اگرچہ طہر نہیں مگر پانی میں نہ جاتا اس کے مرنے کا طہر سبب بننا گیا۔ پس اس کی صورت کا احتساب اس کی جانب ہوگا۔ رہا یہ کہ ایک روز و شب یا من روز و شب کی قید کیاں لگائی گئی تو اس کا سبب یہ ہے کہ اس کے پھر لئے اور نہ پہلے سے فرقی وقت میں گرنے کا اندازہ ہوتا ہے۔ ان واسطے ایک روز و شب کی مقدار حقیقی کی گئی۔ اور پھر ان واسطے روزہ اٹھنے کو رہنے کی طاقت ہے۔ پس اس کی ادنی مدت میں دن رات تک تسلیم کی گئی۔ مثلاً اگر کوئی بہت نماز پڑھے بغیر حق کر دی گئی تو اس کی قبر پر جس دن کے نماز پر حصار سے ہے اس کے بعد نہیں۔ کہو غایہ انبیاء منہر الخاقی میں امام ابوحنیفہؒ کے قول کا وہ طرہ امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ کے قول کا سبب لکھا ہے۔ امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ کے قول کو "قوله لا یزول بالشک" میں روئے قرار دیا گیا مگر قاسم بن قسطلی نے اسے کتب میں اس کے خلاف ہونے اور امام ابوحنیفہؒ کے قول کی دلیل راہ ہونے کی بنا پر صاحبین کے قول کو رد فرمایا۔ جہاں۔ طہارہ مہربانی مد علی صلاۃ میں امام ابوحنیفہؒ کے قول پر اور ان کے ساتھ امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ کے قول پر فتویٰ دیا کرتے تھے۔

و غسلا کل شیء باصابہ ملوھا: یہ تمہیں اس صورت میں ہے جبکہ غسل یا وضو صرف اس کے واسطے کرنا کی خاطر کرنا یا کسی نے کی بنیاد حقیقی کے انزال کی خاطر پانی استعمال کرے۔ اور اگر حدیث کے نتیجے میں کرے یا وضو کرے یا بنیاد سے کچھ اور نہ تو بالاتفاق سب کے نزدیک امام لازم نہ ہوگا۔

واللہ ابو یوسف و محمد: پیچھے امام ابو یوسفؒ کو امام ابوحنیفہؒ کے قول سے اتفاق عامرہ انہوں نے ایک بار ایک برادر کو کہا کہ تمہاری چونچ میں مردار چڑھا تھا۔ وہ تو میرے لئے روزہ تو وہ ہوا چوچ سے چھوٹ کر سوئیں میں جا پڑا اس کے بعد امام ابو یوسفؒ نے امام محمدؒ کے قول سے اتفاق کر لیا۔

وَسُوْرٌ لَا فِیْہِیْ وَنَا یُوْکَلُ لِنَعْمَہُ خَلَجٌ وَ سُوْرٌ الْخَلْبِ وَالْخَنْزِیْرِ وَبِیْنَاعِ الْبُہْلِیْمِ نَحْشٌ اور آتی کا اور ان کے ہونے کا مجرمہ پاک ہے جن کا گوشت کھانے سے اور کئے، خنزیر اور دونوں کا مجرمہ پاک ہے وَسُوْرٌ الْفُہْرِہِ وَالْخَاخِیۃِ الْمَعْلُوۃِ وَ بِنَاعِ الْخُوْزِ وَنَا یُسْکَنُ بِی الْبُیُوْتِ مِثْلُ الْحِیۃِ وَالْفَاوِہِ مَکْرُوۃٌ اور فی کوچہ گرد مرغی اور شکاری پرندوں اور ان جانوروں کا مجرمہ جو گھروں میں رہتے ہیں جیسے سانپ اور بچہ کمرہ سے

لغوی تحقیق:

سباع: سبع کی طرح ہر قسم کی چار پائی مخلوق ہے۔ البہائم: کسی کی تلخ تہذیب۔ البیہمۃ: ہر وہ شخص جس میں عقل نہ ہو۔ الخلیفہ: خلیفہ۔ طہور: طہور کی صفت۔ ہر وہ اس کی چار پائی ہے۔

ام نہ مرتبہ فرمائی تھی۔ مصلح لوگ اس اشیا کا سبب اختلاف صحابہؓ قرار دیتے ہیں۔ اس لئے کہ حضرت ابن عمرؓ کی روایت سے مذکور ہے کہ جس خورد کا گوشت نہ ہو اور حضرت ابن عباسؓ کی روایت سے پاک گوشت معصوم ہو رہا ہے۔ شیخ فخر اسلام غازیہ اور کثرت کے یہ دونوں اقوالی حرب نہیں، کیونکہ حکم حرم و حلال کے جہاز فی صورت میں حرام کو ترجیح پہلی ہے۔ لہذا وہاں میں پہلی کی طہارت اور مردہ طہارت میں اختلاف سبب اختلاف نہیں۔ مثلاً کسی نے ایک برتن کے متعلق اس کے ناپاک ہونے اور دوسرے نے پاک ہونے کی خبر دی تو کسی کا غسل میں دلوں نہروں کا درجہ برابر ہے اور اعتبار اصل کا ہوا کرتا ہے۔ اس سبب سے یہاں بھی اسی طریق ہونا چاہیے۔ سبب اختلاف مثالی ہے کہ یہ خورد اکثر گھروں کے دروازوں میں داخل ہوتے جاتے ہیں اور انہیں کوئی دوسری بات پانی نکالتے ہیں۔ اور سبب اعتباری حکم نجاست ساتھ نہ جاتا ہے۔ جس طرح کسی کو پانی اور چوبے کے متعلق حکم ہے۔ البتہ گوشت کے متعلق نہ روایت کو درجہ اولیٰ اور چوبے سے متعلق اعتباری ہے کہ ہے۔ ایسی اگر اعتباری کا حکم نئے خوردوں میں کی طرح ان میں نہ ہوتا تب تو غیر کسی اشغال کے متعلق نجاست میں لگا دیا جاتا اور یہاں ایک اعتبار سے اعتباری سے اور ایک لگاؤ سے نہیں اور طہارت و نجاست کے سبب ازیر ہیں۔ جس دلوں کو رات کو کر کے اصل کی جانب رجوع کی اعتباری دینی اور اس کا منہ بھر دیا۔ میں۔ غبارت اور نجاست اور اب تو اس میں ایک سے دوسرے کو کوئی نہیں چاہا جاتا۔ اس واسطے معاملہ مذکور ہو گیا۔ یہ دونوں میں متکون کے سلسلہ میں روایتی ملتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ خورد اس طرح کے پانی سے طہر ہونے میں شرط ہے کہ اس پانی سے طہر ہونے پر دوسرے پانی میں گھل کر دیکر بشرط مشغولیت بھی پاک کرنے والا ہونا چاہئے تو جبکہ یہ صورت نہیں۔ اور ایہ کہ اس کے پاک کرنے والا ہونے کے متعلق یہ ہے۔ اس لئے کہ اگر کسی شخص نے گدھے سے جس خورد کو پانی سے سر کا کھج کر لیا اور اس نے بعد سے متعلق پانی دیا تو اس پر سبب تک نہ مرتبہ ہے۔ اس کے پاک ہونے میں شرط ہر طرح ضروری ہوا۔

وہاں بھی واضح۔ وضو کرنے والے کو اگر کسی خورد کو پانی سے ملا دے تو وہ خود اور تمام دلوں کے اس وجہ سے معتبر ہو جاتا ہے۔ مقدمہ کہ۔ ہر آدمی دفر کے زائچہ انہیں معتبر قرار دے گا۔ میں نے اس میں پانی کا استعمال ضروری ہے۔ تو یہ عقل پانی کے مشابہ ہونے دیکر فقہاء اختلاف کے لئے یہ ان دونوں میں سے طہر ایک ہونے کی بنا پر دونوں کا اجتماع مفید نہ ہو گا کہ اگر تہیہ نہ دے دی ہوگی۔

باب التیمم

باب تیمم کے مسائل کے بیان میں

تشریح اور تفسیر

باب التیمم۔ تیمم کے لغوی معنی ہونے کی بنا پر صاحب کتاب رضو نے بیان سے لرافت کے بعد اب تیمم کے نام میں ذکر فرما رہے ہیں۔ کیونکہ قائم مقام کامر تہ اصل کے بعد ہوا کرتا ہے۔ اس کے علاوہ اس میں علامہ اللہ کی بشارت بھی ہے۔ کیونکہ قرآن کریم میں ازل وضو اور بھر فصل لہ اس کے بعد تیمم کے متعلق بیان فرمایا گیا۔ لہذا رائے الفت تیمم کے معنی مطلقاً اس کے اتنے ہیں۔ شرباً تقرب کی نیت سے پاک پانی وغیرہ سے میرے اور وہاں ہاتھوں کے سر کا تیمم ہے۔ اور بلا تہیہ سب نے نزدیک تیمم کی بھی تعریف کی تھی۔ رہے اس کے زمانہ اور شرائط و محرمات کا ذکر آئندہ تفصیل کے ساتھ آ رہا ہے۔ سبب تک۔ یہاں بات معلوم ہو چکی ہے کہ تیمم کے نام سے

مرض میں اضافہ کا قوی اندیشہ ہو یا جتنی کہ یہ قوی خطرہ ہو کہ اگر اس نے غسل کیا تو دوسری کی ثنوت سے سر جائے گا۔ چہرہ جائے گا تو دونوں صورتوں میں اسے پاک کئی سے حجم کرنا درست ہے۔ جسد شہر پانی ہے۔ "علم لحدو اماء" جب ہوا صلیبا طیبہ (پاکیم کو پانی نہ ملے تو تم پاک زمین سے حجم کر لیں گے) رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ کئی سلطان کے لئے اصولی طہارت کا ذریعہ ہے۔ خواہوں برس بھی پانی میں نہرت ہو۔

وہو مسافر الخ۔ ایک اشکال: آیت کریمہ "وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ خَلَفُوا وَتَرَكُوا وَابْنِائِهِمْ" میں اللہ تعالیٰ کے مرتبین کا ذکر مسافر سے پہلے کیا ہے علامہ قدس نے اس کے برعکس کیوں بیان فرمایا؟ جبکہ مردوں کے چھو کر قرآن شریف کی تحریج کے مطابق ذکر کرتے ہیں۔ جواب: یا اس بنا پر کہ مرتب کے مقابل میں مسافر کے بیان کی اہمیت زیادہ ہے اس لئے کہ مسافر نماز کا موقع ہوتا رہتا ہے اور آیت کریمہ میں مرتب کے ذکر کو پہلے لانے کا جب یہ ہے کہ وہ دھستے کے بیان کے واسطے دلی ہوئی اور دھست کی مشرعت بندوں کے واسطے مخصوص رحمت ہے اور رحمت خصوصاً کا زیادہ مستحق مرتب ہے۔

او حارج العصور الخ۔ اس پر ظہریت کے باعث نصب یا ہے۔ اصل عبارت "مواظبی حارج العصور" ہے۔ مگر چون شہر ہونے میں تعمیر سے قوم تجارت کے واسطے اور اوقات دھست کے واسطے۔ علامہ قدس نے اس سے یہ ظاہر فرمایا ہے کہ اندرون شہر ہونے سے جن صورتوں کے سوا پانی میں نہرت ہونے پر حجم درست نہیں اور وہ استثنائی تھیں۔ صورتیں یہ ہیں۔ لہذا جہاں اور نماز عیدین کے وقت ہونے کا خطرہ ہو یا یہ کہ جتنی کہ شہر ہر روز کے باعث بنا رہا جائے گا وہ شہر ہو۔ اگرچہ شہر طہارت کہتے ہیں کہ اندرون شہر ہوتا ہے۔ جو بھی پانی میں نہرت ہونے پر حجم درست ہے۔ مگر درست یہاں تو ہے۔

نحو العمل الخ۔ قدس نے قرآن کریم میں حجم کی شرط پانی کے نہ ملنے کو تو نہیں دیا۔ بلکہ غسل میں نہرت ہونے کو شرط قرار دیا جس کے معیار کے بارے میں اکثر ائمہ و بیشتر علماء ایک مسئلہ کی مسافت جہنم فرماتے ہیں۔ بعض فقہاء نے اتنی مسافت کو مستحضر قرار دیا ہے کہ جہاں تک اندرون کی آواز نہ سنی جاسکے اور بعض کے نزدیک اتنی مسافت مستتر ہے کہ کچھ کہیں تک آواز نہ پہنچ سکے اور بعض فرماتے ہیں کہ جس جانب سفر ہو وہاں سے واپس کی مسافت ۵۰ لازم ہے اور بعض کے نزدیک ہر جانب واپس کی مسافت ہو۔ حضرت امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ اگر پانی میں نہرت مسافت پر ہو کہ اس کی تلاش میں کاواں اور سفر کمرہا چکی گا۔ جو اصل جو کچھ اس دور میں کے باعث جن دنوں کے ضرر کا خطرہ ہو تو یہ مسافت بھر بھی جانے کی اور حجم کرنا اس صورت میں درست ہو گا۔ صاحب ذخیرہ اس قول کو بہت عمدہ قرار دیتے ہیں۔ حضرت امام دہلوی فرماتے ہیں کہ نماز جانے دینے کے ضرر کی صورت میں بھی حجم کرنا درست ہے، خواہ پانی ایک مسئلہ کی مسافت سے کم ہو کیوں نہ ہو۔ مگر جب دہلی "مذہب خوفاً من الغلو" فرماتا کہ نام نہر کے اس قول کی تردید فرمادے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ اس شکل میں قصور کوئی کام کر جب وہ خود ہے اسے مفرد قرار دے کر اجازت حجم نہ دی گئی۔

۱) وہ مباح الخ۔ بیماری میں مرض کی حقائق ہیں: (۱) مہر میں کے لئے پانی کا استعمال ضرور۔ اس پر مثال کے طور پر جو بیمار یا بچہ میں مبتلا ہو۔ ایسے مہر میں کے لئے باقاعدہ سب کے نزدیک حجم درست ہے۔ (۲) ایسا مہر میں کہ اس کے لئے پانی تو ضرور اس میں نہر لگائی ہو۔ لے حرکت تھاں اور وہ مثلاً استوں میں جگہاں مہر میں بارش کے مرض میں مبتلا تھیں۔ اس شکل میں اس کے معائنات ہونے پر بالاحاق سب کے نزدیک حجم درست ہے اور معائنات میں ہونے کی شکل میں بھی امام یوسف کے نزدیک حجم درست ہے خواہ یہ معائنات اس کے تحت افراد ہوں، مثلاً اولاد یا خادم وغیرہ۔ امام ابو یوسف و امام محمد کے نزدیک معائنات میں ہونے کی صورت میں حجم درست نہیں مگر محمد میں اوجہ ہے کہ اسے اہم و مہر میں ہونا بالاحاق سب کے نزدیک حجم اس کے لئے جائز نہیں۔ (۳) بیمار کا مہر میں نہرت نہ ہو وہ خود ممکن

ابو ہریرہؓ کی اس حدیث کے ذریعہ جو اس شخص میں نقص تھا، وہ ضعیفہ کے قول پر تپا جس کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں وقت سے دو گونہ رہا ہوں۔ کسی ایک چیز پر تھوڑے سے عمل نہ ہو اس وقت تک لازمی نہ رہے۔ یہ دیکھنے کے نزدیک لازم ہے۔ وہ لوگوں کی مشابہت اختیار کرتے ہوئے نماز پنج ضرور قارئین نے کے بعد لازم ہوئے۔ امام احمد کے قول میں اس بار، میں اظہار ہے۔ یہ موزیلا لفظ کی وجہ سے اس کا مطلب امام ابو حنیفہؒ کے یہاں نہیں اور اس کے مطابق امام ابو حنیفہؒ کے یہاں بھی۔

اشدد مرقسہ۔ اور از حکایتی اولیہ دے نزدیک معمولی مرض و شکایات کی صورت میں بھی بخیر و صحت بے خطر عمدہ احوال مختلف بیماری کے باعث بخیر و صحت نہیں لکھ کر صحت کی صورت میں اس کے علاوہ کہ ان کے اندر اور ہر دم شافی کے نزدیک کچھ خاص صورت میں جانے کہ یہ حالت دے یا کسی قسم کے تھکے ہونے کا اندیشہ ہو مگر تو ان کے صحت پر کسی تعلق نہیں۔ اس کی زیادہ تر ہی ہر امراض و اس میں ان طریق کی تھکے نہیں۔

[illegible]

وَالصِّبْغَ حَصْبَانًا يَصْبِغُ بِهِ أَهْلُ الْبَيْتِ وَخَلْقَهُ وَنَافِلًا أُخْرَىٰ يُدْنِيهِ إِلَى الْغَيْرِ فَقِيلَ
 وَرَجَعُوا إِلَىٰ مَا فِي بَيْتِهِمْ مِنْ شَأْنِهِمْ فَتَمَثَّلُوا لَمْ يُحَسِّنْ إِلَّا ابْنُ زَيْدٍ وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحًا فَأَرَادَ اللَّهُ بِالنَّبِئِينَ أَنْ يُبَيِّنُوا لِقَوْلِهِ خَلَقَ مَا يَشَاءُ عَلَىٰ مَا يَفْتَرُونَ (١٠٠) فَتَمَثَّلُوا لَمْ يُحَسِّنْ إِلَّا ابْنُ زَيْدٍ وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحًا فَأَرَادَ اللَّهُ بِالنَّبِئِينَ أَنْ يُبَيِّنُوا لِقَوْلِهِ خَلَقَ مَا يَشَاءُ عَلَىٰ مَا يَفْتَرُونَ (١٠٠)

[illegible]

کے واسطے تک تحیم کرے، اہل بیتیں تابع فراکش شمار ہوں گی۔ اس کا سبب یہ ہے کہ وہ تحیم کو طہارت ضروری قرار دیتے ہیں اور وہ فرسوں کے واسطے اس کی احتیاج نہیں۔ علامہ اذیر حضرت امین ہمام سے مروی ہے کہ مسنون یہ ہے کہ ایک تحیم سے ایک سے زیادہ نماز نہ پڑھی جائے۔ وہ نقلی اور طہرائی میں یہ روایت ہے کہ اہل بیت تحیم کو طہارت حلقہ قرار دیتے ہیں، لہذا تحیم کا عمل وضو کا سادہ کارہا ہے۔ یہ حدیث جان کی جاتی ہے کہ پاکہ بنی مسلمان کے ہونے کے بعد میں ہے چاہے وہ اس میں پانی یا نہ ہو۔ اور اگر گروہ حضرت امین ہمام کی روایت اور اعتبار سے عمل نکلا ہے۔ ایک تو اس کی سند میں ایک راوی حسن بن نادر، حضرت شہب احمدی، شیبانی، دہقان، و ابن ابی عمیر اور ابن یحییٰ، جرجانی، دماقی، رحمہم اللہ وغیرہ انہیں ضعیف اور متروک قرار دیتے ہیں۔ اس واسطے یہ روایت قابل استدلال نہیں۔ وہ یہ کہ اس میں بعض شخص اشت کا ذکر ہے۔

للمصحيح المتعقب في المصنوع. جواز کی تردید ہونے کے نظروں صورت میں تحیم نہ درست کے لئے بھی تحیم درست ہے۔ یہ ہے کہ نہ رجائا نہ علی تھا و نہیں۔ لیکن یہ وہی جواز اور نہ ہونے ہے کہ خود روئی ہو کیوں کہ نماز کو اسے کا حق حاصل ہے اس سے واسطے نماز نافذ ہوتے ہوگی اور وضو میں مشغولی کی بنا پر نماز عہد مجھنے کا فطرہ واجب بھی تحیم درست ہے کہ اس کی بھی نشانیں ہوتی مگر یہ درست نہیں کہ جتنی نماز، اور جسکی نماز جو ہے کا اندیشہ تحیم کرے۔ اس واسطے کہ جسکی نماز کا بدل حکم موجود ہے۔ جتنی نماز کی قہر ہو سکتی ہے۔

وَالْمَصَافِرُ إِذَا نَبَسُوا الْمَاءَ فِي وَحْلِهِ فَتَشْمُ وَضَلُّوا ثُمَّ ذَكَرُوا الْمَاءَ فِي الْوَقْتِ لَمْ يُعَدِّ صَلَواتُهُ عِدًّا أَبَدًا
اور سفر پر چلنے والے اپنے سالن میں رکھ کر بھول جائے اور تحیم کر کے نماز پڑھے پھر جتنے کے بعد پانی یاد آجائے تو غرض میں کے نزدیک نماز کو نہ بولے
تَحِيْفَةً وَمُعْجِلَةً وَقَالَ أَبُو يُوسُفَ يَعْنِي عَلَى الْمُتَحِيْمِ إِذَا لَمْ يَغْتَسِبْ عَلَى ظَهْرِهِ أَنْ يَقْرُبَهُ
اور امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ کھانے اور تحیم کرنے والے پر ضروری نہیں کہ وہ پانی حائل کرے جب کہ قریب میں پانی نہ لے کر آئے کہ پانی گمان
مَاءَ أَنْ يُلْطَبَ الْمَاءَ وَأَنْ يُلْطَبَ عَلَى ظَهْرِهِ أَنْ يَحْتَاطَ أَنْ يَتَحَيَّزَ أَنْ يَتَحَيَّزَ حَتَّى يَغْتَسِبَ وَ إِنْ
بہر اور اگر پانی گمان میں یہ ہو کہ یہ پانی ہے تو اس کے لئے تحیم کرنا جائز نہیں جب تک کہ اسے حائل نہ کرے اور اگر
مکان منع زلقہ مَاءَ ظَنَّنَا مِنْهُ قَبْلَ أَنْ يَتَحَيَّزَ فَإِنْ مَنَعَهُ مِنْهُ تَحِيْمٌ وَضَلُّوا
اس سے ممانعت کے پس پانی ہو تو اس سے مانع لے کر نہ لے کر آئے نہ اس سے نہ اس سے تو تحیم کر کے نماز پڑھے

تشریح و توضیح

مسافر یہ بھول جائے کہ اس کے سالن میں پانی بھی ہے اور پھر تحیم کر کے نماز پڑھے چکے کے بعد یاد آجائے تو اس صورت میں امام ابو یوسف اور امام شافعی ہیں کہ نماز دوبارہ نہ پڑھے اس واسطے کہ اس وقت تک پانی یاد نہ ہو اور اس کا طم نہ ہو اسے پانی پر قہر قرار نہیں دیا جاسکتا۔ اور پانی کے نہ لے کر آئے کا مفہیم یہ ہے کہ اس پر قہر ہو۔ ماسا ابو یوسف اور امام شافعی نماز کو اسے کا حکم فرماتے ہیں اس لئے کہ پانی کی موجودگی میں تحیم درست نہیں ہو سکتا۔

خاندانہ: عاصدہ امینی اس جگہ کہ خود بیان فرمادے ہیں۔ ایک قیہ مسافری ہے۔ ”جامع صغیر“ میں اس قیہ کا تفسیر دیکھیں بلکہ اس میں بعض کے لئے بھی حکم ہے اور بھول جائے۔ شرع فرما اسلام میں بھی ممانع ہے۔ یہ ہو سکتا ہے کہ اس کے اعتبار سے یہ رائے مسافرین حکم ہو کر غیر مسافر کو بھی اسی زہر میں شمار کر لیا گیا ہو۔ یا غالب اور اکثر کے اعتبار سے یہ قیہ کافی تھی کہ ماسطور پر مسافر کے ساتھ ہی پانی ہوتا ہے۔

دوسری قید بھرنے کی ہے۔ اس واسطے کہ مسافر اگر پانی کے قہم ہو جائے کاٹن یا ٹک کر تھوڑے ٹھم کرے تو بڑا عاقب سب کے نزدیک غماز نہ ہوا ہے گا۔ قہم ہی قہم اسباب کی ہے۔ اس لئے کہ پانی کی منگ کر دین میں لگی ہوئی ہوئے یا پست پر یا سامنے ہوئے پر بھولے سے قہم کر کے نماز پڑھ لیا یا بالفاظی درست نہیں۔ ہنسی قید وقت کے اندر پانی کا یا آؤ ۲۔ اس واسطے کہ نماز کے دوران پاؤں پر نماز قہم کرتے ہوئے اسے ٹوٹا لازم ہوگا۔

وَبَيْسَ عَلَى الصَّبْحِ إِذَا لَمْ يَغْلِبِ الْخَبْرُ۔ اگر نماز پڑھنے والے کو کھن غالب ہو کر پانی اس جگہ ہوگا تو اس کے لئے نماز کھن پانی حلال نہ کرے گا۔ قہم کرنا درست نہیں اور کھن غالب نہ ہونے پر پانی کی سختی لازم نہیں۔ کھن و عبادہ وغیرہ میں چار سو گز کی مسافت تک جمعہ کا حکم ہے اور طہ کی کھن کے قہم کے مطابق قہم و نماز۔ یہ قہم میں اتنی مسافت تک پہنچے کہ نماز پڑھ کر یا کھن قرار دیا گیا ہے کہ جس میں نہ تو اس کا ضرر ہو اور نہ رہنا کو اختیار کی تکلیف ہو۔

وَأَنَّ كُنْ مَعَ رَفِيقِهِ عَاءَ الْخَبْرِ۔ اس کے رفیق کے پاس پانی موجود ہونے پر امام ابو یوسفؒ مانگنے کا واجب قرار دیتے ہیں اور وہ قہم دینے کی صورت میں قہم کر لے۔ علامہ عینی حوالہ تجرید فرماتے ہیں کہ امام ابو یوسفؒ راہِ محمدؐ رفیق سے پانی مانگنے کو واجب قرار نہیں دیتے۔ حسن بن زیاد اور امام شافعیؒ بھی یہی کہتے ہیں۔ اس لئے کہ غیرت اور قہم کے لئے معمولی شے کا طلب کرنا گناہ ہوتا ہے۔ یہ وہی قہم ہے کہ قہم سے مانگنے کا وجوب بھی اس صورت میں ہے کہ کسی کے دینے کا کھن غالب ہو اور طلب کرنا واجب نہ ہوگا۔

بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْخَفَيْنِ

باب موزوں پر مسح کے احکام کے بیان میں

بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْخَفَيْنِ۔ علامہ قدوریؒ نے قہم کے بیان سے قہم نماز کے مسطح علی الخفین کے احکام بیان کر دیے ہیں۔ کیونکہ دونوں میں طہارت بذریعہ مسح ہے۔ موزوں پر مسح کے احکام قہم کے بعد دونوں کی ایک ہی حاجت کی وجہ سے ذکر کیے گئے۔ کیونکہ دونوں میں سے ہر ایک اپنی جگہ واجب و قائم مقدم بدل ہے اور کچھ شرائط کے ساتھ مفید ہے اور کیونکہ تحریر کا ثبوت قرآن کریم اور صحیح کا ثبوت سنت سے ہے نیز قہم کا ذکر صحیح سے مقدم کیا گیا۔

موزوں پر مسح واجب محمدیؐ کی خصوصیات میں سے ہے اور اس کے مشروعا ہونے کا ثبوت سنت سے ہے۔ سنت کا اتفاق قول و عمل دونوں پر ہوتا ہے۔ مسطح علی الخفین کی روایت باوجود کثرت حدیث و آثار کا بھی صحیح ہے۔ علامہ سیوطیؒ نے اپنے رسائل "الآثار المفيدة" میں الاختیار المعوضہ "میں مسح علی الخفین سے متعلق امر و نہی ذکر کیا ہے اور اس سے حدیث و آثار کی قطعاً دعوت ہوتی ہے۔ مہموذ میں ہے: حضرت امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ جس شخص نے ایک دن کی رات میں مسح علی الخفین کے بعد ایک کھن پڑھا تو اس میں اس کی رحمت میں کسی طرح کا شک شبہ نہ آیا میں اس حالت تک مسح علی الخفین کا قائل ہی نہیں ہوں۔

حضرت امام احمدؒ سے نقل کیا گیا کہ میرے قلب میں موزوں پر مسح کے سلسلہ میں قہم و زہر بھی ٹھک و شبہ نہیں۔ اس لئے کہ اس سلسلہ میں چالیس صحابہ کرام کی روایات موجود ہیں۔ حضرت حسنؒ کے حوالہ سے واقع میں نقل کیا گیا کہ ستر بدلی صحابہ کرام کو میں نے دیکھا

اور نچلے حصہ پر مس فرمایا۔ مشورہ کا فائدہ یہ ہے کہ اگر وہ ہاتھ اور پاؤں پر مس کرے تو اس سے اس حدیث کی قطعیت کی ہے۔ صحابہ کرام سے کثرت روایات مروی ہیں کہ آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام نے سوزہ کے بالائی حصہ کے مس پر استنسا فرمایا۔

حضرت علی کا ارشاد ہے کہ اگر دین رائے کی بنیاد پر ہوتا تو سوزہ کے نچلے حصہ پر مس بالائی حصہ کے مس سے زیادہ بھتر تھا۔ مگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو صرف بالائی حصہ پر مس کرتے دیکھا۔ ابو داؤد وغیرہ میں یہ روایت موجود ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر نچلے حصہ پر انہی یا اپنے لی پر مس کیا اور سوزہ کے بالائی حصہ کو چھوڑ دیا تو مس جائز نہ ہوگا۔ ”دور“ میں اس کی صراحت ہے۔

وَلَا يَجُوزُ الْمَسْحُ عَلَى خَبَثٍ فِيهِ خَرَقٌ كَثِيرٌ يُشْبِهُ بِنْتُ لَقُوقٍ لَقِبَتْ أَصَابِعَ الْوَحْلِي وَإِنْ كَانَ خَرَقٌ أَيْ سَوْسے پر جائز نہیں جس میں آبی زیادہ بھن ہو کہ اس سے پاؤں کی جھنجھکیاں کے بقدر غائب ہوتا ہو اور اگر (بھن) اس سے نکلے من ذلک جناز وَلَا يَجُوزُ الْمَسْحُ عَلَى الْخُفَيْنِ لَمْ يَنْزُحْ عَنْهُ الْغُسْلُ وَنَقَضَ الْمَسْحُ كَمُ بَوَقَ جَائِزٌ ہے اور اس آبی کے لئے سوزوں پر مس کرنا جائز نہیں جس پر غسل واجب ہے اور مس کا ناقض الوضوء وَنَقَضَ الْكُفَا نَزْعُ الْخَبَثِ وَنَقَضَ الْمَلَبُ قَابَا مُنْصِتِ الْفُتْلَةُ نَزْعُ خَبَثِهِ وہ چیز جو آبی سے ہو جو کوئی نہ دیتی ہے اور جس کا سوزہ کا ٹکڑا اور دست کا ٹکڑا (بھن) ہوتا ہو دیتا ہے جس کو جب سے مگر جائے تو سوزہ سے نکال کر وَغَسَلَ وَخَبَثِهِ وَصَلَّى وَزَيَّنَ عَلَيْهِ إِعَادَةُ بَقِيَّةِ الْوُضُوءِ

پاؤں پر مس کرنے اور نماز پڑھ لے کر اس پر پانی نہ کرنا اور ضروری نہیں

فقہی تحقیق:

خرق: سوراخ، کٹھاکی، بھن، بیخ خرقہ۔ معنی: گزر جانا، ہمارا کرنا۔

تخریق و توضع:

وَلَا يَجُوزُ الْمَسْحُ: اس طرح کے سوزے پر مس درست نہ ہوگا جو اس قدر پھٹا ہوا ہو کہ اس میں چوڑی تین چھوٹی انگلیاں گھر آئیں۔ البتہ سوزہ اس سے کم پھٹا ہوا ہو تو مس درست ہوگا۔ امام شافعی اور امام زفرؒ فرماتے ہیں کہ سوزہ خواہ کم ہی پھٹا ہو کیوں نہ ہو اس پر مس درست نہ ہوگا۔ وجہ یہ ہے کہ کوئی صورت میں جب ظاہر ہوئے والا دھویا جائے تو باقی ماندہ کو بھی دھویا جاتا ہے۔ احتالہ کے نزدیک سوزے عام طور پر مشابہ طریقہ سے چمکے ہوئے ہوتے ہیں اور ان کے نکالنے میں حرج کا روم ہوگا اور صورت حرج شرعی طور پر اس کی کٹھاؤں سے نہ ہاں میں مسوفاً الاسلام سے معقول ہے کہ بھن کے سلسلہ میں پاؤں کی تین انگلیوں کا سوزہ کے بارے میں بات چلے تین انگلیوں کا استنسا کیا جائے گا۔

لَعْنٌ وَجِبَ عَلَيْهِ الْعَج: ایسا شخص جس پر عس کا وجوب ہو اس کے واسطے بھی یہ جائز نہیں کہ وہ مس کرے۔ اس لئے کہ اس پر لعن، تردی و نفی اور غیر وہی عنوان میں رسالے سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ ہمیں سفر میں تین روز و شب سوزے سے نکالنے کا حکم فرماتے تھے مگر یہ کہ بنا بہ لائق ہو مگر وہی اور لیکن بندہ یا پانچ و شب کے باعث انہیں نہ نکالیں۔ علاوہ ازیں کیونکہ اگر وہ دے عادت بار بار نہیں ہو کر تھی اس واسطے سوزے نکال دینے میں کسی حرج کا روم بھی نہیں ہوتا۔

وَمَعْنَى الْعِدَّةِ الْعَج: جب مس کی مدت پوری ہو جائے تو مس پر غرور نہ رہے گا۔ تو مدت پوری ہونے پر یہ چاہئے کہ سوزے نکالے جائیں اور یہ دھو کر نماز پڑھی جائے، البتہ وضو کا اعادہ لازم نہیں۔ حضرت امام شافعیؒ کا ارشاد کہ حکم فرماتے ہیں مگر یہ حکم پانی نکلنے کی صورت

میں ہے اور اگر پانی نہ میسر ہو تو پھر بھی دھونے کی احتیاج نہیں۔ حتیٰ کہ اگر نماز چھٹے کی حالت میں سج کی مدت مکمل ہو جائے، مثال کے طور پر کوئی شخص بادلوں سے پہنچے اور پھر وقت طہرانے سے قبل لاٹھیاں بھاڑ دے اور دوسرے دن ایسی وقت جبکہ اسے حدیث میں آیتا شامل نماز ہو جائے پھر اسے یاد آئے کہ یہ وقت سج کے مکمل ہونے کا وقت ہے اور پانی میسر نہ ہوا تو زیادہ گنجائش کے مطابق اسے نماز پوری کر لی جائے۔ ملائی کاغذی خال، میز، چوبہ وغیرہ میں ای طرح ہے، البتہ بعض فقہاء اس کی نماز کا سدوئے کا حکم فرماتے ہیں اور ای کاوشہ بعض قرادیا گیا ہے۔ تمیز اور آرد قدوری میں اس کی مبراہت ہے۔

وَمِنْ ابْتَدَأَ الْمَسْحَ وَهُوَ مُقِيمٌ فَسَافِرٌ قَلِيلٌ نِمَامٌ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ مَسْحٌ نِمَامٌ فَلَاخِظٌ يَكَامٌ وَلَيْلَتُهَا وَمِنْ وَرُكْبَةٍ لَمْ يَنْتَمِمْ اَوْ سَجَّ شُرُوعًا كَمَا يَحْرُكُ اَيَّ دَنَ رَاتٍ قَامَ يَوْمًا سَے پہلے مسافر ہو گیا تو وہ مکمل تین دن رات سج کرے اور ابْتَدَأَ الْمَسْحَ وَهُوَ مُتَلَوٍّ لَمْ يَكُنْ اَقَامَ فَمِنْ كَانِ مَسْحٌ يَوْمًا وَلَيْلَةً اَوْ اَشْخَرُ فَرَمَحَ نَزَعَ خَفِيْهُ وَاِنْ اَوْرُكِي سَے مسافر ہوتے ہوئے سج شروع کیا پھر میٹھ کر آیا تو اگر وہ ایک دن رات بااں سے زیادہ تک سج کر چکا ہے تو محضے نکالنا اسے لازم ہے

كَانَ اَغْلَ مِنْهُ مَسْحٌ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ

اور اگر اس سے کم آیا تو ایک دن رات کی مدت چوٹی کرے

تشریح و توضیح:

وہو مفہم مسافر الخ۔ جو شخص سفر کا آغاز نہیں ہوتے ہوئے کرے اور پھر ایک روز و شب کی مدت کے اختتام سے قبل سفر کا آغاز کر دے تو اس کے لئے دوست ہے کہ تین روز و شب کی مدت سج پوری کر لے۔ اس کا یہ مقصد ہرگز نہیں کہ تیسرے سے تین روز و شب پورے کرے بلکہ مدت سج آغاز کر کے کثافت سے شمار ہوگی۔ حضرت امام شافعی اسے درست قرار نہیں دیتے۔ احناف کا مسئلہ ایک تو یہ ہے کہ مسج کی حدیث مطلق ہے۔ وہ یہ کہ جن احکام کا مطلق وقت سے ہوتا ہے ان میں ضابطہ یہ ہے کہ اگر وقت معتبر ہو۔ مثال کے طور پر مسافر صلوٰۃ کو اگر کسی نے نماز کے آخر وقت میں آغاز سفر کیا تو وہ فرض نماز بجائے چار روزہ پڑھے گا۔ اور آخر وقت میں میٹھ ہونے کے بجائے دو رکعات کے چار پڑھے گا۔ ایسے ہی اگر آخر وقت میں نا بالغ حد بلوغ کو پہنچ جائے تو کسی کا فرضے اس قدر قبول کر لیا تو ان پر نماز کا وجوب ہوگا۔ مسج کے مسئلہ کا مطلق وقت سے ہونے کی بنا پر اس میں بھی آخری وقت معتبر ہوگا۔

فی گھڑ: علامہ قدوسی "وہو مفہم" فرمے کہ مسج میں حاجت کا امت کی قیہ لازم ہے، کیونکہ اگر وہ اس میں نماز سے پہلے کہ وہ میٹھ ہو اور پھر حدیث میں آئے سے قبل سفر کی ابتداء کر دے تو محتاط طور پر اس میں بھی نا مہتممی کی اس سے قطعاً نہیں۔ مدت سفر اور مدت اقامت کا باہم تداخل ہوگا۔ علامہ ازہر طہرانہ قدوسی نے "فعل نمام یوم ولیلۃ" کی قید بھی لگائی ہے۔ اس لئے کہ اگر اقامت کی مدت کی تحمیل کے بعد سفر کی ابتداء کرے تو اس میں مطلقہ طور پر سب کے نزدیک مدت سفر کے امت کا امت میں عدم تداخل کا حکم ہوگا۔ وجہ یہ ہے کہ اس وقت پاؤں پر حد کا اثر ہو چکا ہے اور روزات میں حدت کرنے کی طاقت نہیں۔ تو ازہر طہرانہ پر حدت کے ازہر کی نہ طریقہ روزا سے نکال کر جوئے ہوئے اور حدت پیش آنے کے بعد مسافر کے میٹھ ہونے یا میٹھ کے مسافر ہونے کی صورت میں حضرت امام شافعی کی رائے ایک ہے اور احناف سے متصل نہیں۔

وہو مسافر لم یقام الخ۔ سفر شروع کرنے کے بعد اگر کوئی شخص پھر میٹھ بن جائے تو یہ یکبہیں گئے کہ اس نے مسج کی

الحل المصغر الفج. نفی کے بارے میں اور امور تحقیق (تجسس) کے لائق ہیں۔ یعنی کے ثریٰ معنی (۲) یا شہادت کے لیے کافی (۳) یعنی کارکن (۴) رکت (۵) مضطرب (۶) مقدار (۷) ثبوت (۸) زمانہ (۹) اس کا حکم۔ اعتبار الفت معنی بغض یا ان کے آپا کر کے ہیں کیا جاتا ہے "عاصمت المرأة حبیبة" (عمر کا جانا خون ہو گیا یا خال الفت جھل جھل عورتوں کی کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ موزنہ چاندنی، ابھی آئے اور وہ بھی اس تعریف میں داخل ہیں۔ علم الکائنات کی تحقیق کی رو سے دشمنی، گھڑی، بکواس، خرگوش، کرمیض، آہ کرتا ہے۔ جھل کو بال عرب اور بے غلام، شاعر اور ملک وغیرہ سے بھی تعبیر کرتے ہیں۔

صاحب "نزهة الخیر" غریب اعتبار سے جھل کی تعریف کرتے ہیں "جھل عورت ہے نرم سے آنے والا خون جو نرم میں ہوں منہ پر اس مائت نہائی ہونے کے باوجود جھل عام طور پر مذکر ہی مستقل ہے۔ لفظ جھل کی نسبت جھل کی کیا ہے کہ اس کے نرم سے جھل ہر طرح کا خون آتا ہے اور "رحم امروہ الفحل کے درجہ میں سے جس کے درجہ رک، زخم اور بطور گھبریبہ والا خون نکال سکے۔ اور جھل کی تعریف "امروہ امروہ رحم امراة مسلمة من امروہ" میں مسلمہ یعنی مذکر کی قید سے نفی نکل گیا اس لئے کہ نفاس وانی عورت کا حکم ہر یوسف کا سا ہے۔ جھل رحم نکلا، زخم ہونے کے باعث نکلے، اس لئے خون سے بھی اعتبار ہوئی اور منہ کی قید کے درجہ نور برسی کی عورت کے نہیں آئے والا خون نکل گیا۔ زخم جھل کی تعریف سے خارج ہے اور وہ شخص کی تعریف میں داخل ہے۔ ظاہر ہے کہ نفی وہ خون نکلا آتا ہے جو تند رس اور بال عورت کے رحم سے بہتا ہے۔ جھل عورت فرماتے ہیں کہ جھل اس طرح کے خون پر جھل آئے والی کیفیت، فاسم ہے تو اس صورت میں جھل کی تعریف اس طرح کی جائے گی کہ وہ ایک شرمی رکھتے کا نام ہے جو یہ انکس کے بغیر دم نہ نکلے والے خون پر جھل آتی ہے اور اس کی بنا پر عورت کے لئے بعض اور شرم کی سماعت ہو جاتی ہے۔ رحم سے خون نہ آنے کو رکھ کر کیا جائے گا اور شرط یہ ہوگی کہ اس خون سے قبل لمبے کے چند روز چور سے ہوں بخلاف یہ خون نہیں روز سے کم آئے وہی مقدار کی ہے تو اس میں کمی زیادتی ہوتی رہتی ہے۔ اور وقت نور برسی کی عمر کے بعد ہے۔ اور ثبوت و حکم کا آئے خون کے آنے سے ہوگا۔

الحل المصغر. ان فقہ فرماتے ہیں کہ مدت بعض کم از کم تین روز و شب ہیں اور بعد از تنہید تک ہیں نفی اسی خون پر ہے۔ امام شافعی و امام احمد بن حنبل سے کہ مدت یک دن رات قرار دیتے ہیں۔ امام مالک کے نزدیک کم مدت کی کوئی تحدید نہیں۔ اور زیادہ سے زیادہ مدت اس دن ہے۔ اور امام شافعی زیادہ سے زیادہ مدت چندہ دن قرار دیتے ہیں۔ امام شافعی کا اصل دروس اللہ علیہ السلام کا یہ ارشاد ہے کہ عورت کو بوجہ شادی شدہ اور بوجہ شادی شدہ اس کا جھل کی کم سے کم مدت تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس روز ہیں۔ یہ روایت غیر الی اور دار قطن میں موجود ہے۔ حضرت عطاء وغیرہ نے بعض ایسی عورتوں کے واقعات بیان کیے ہیں جنہوں نے آٹھ مہینے تین روز سے کم آئے وہ دن روز سے زیادہ آئے گویا ان کا ہے۔ علامہ حنفی کہتے ہیں کہ اس طرح کی جھل عورتوں کے اعتبار سے کوشی مقدار کی زیادتی جائز نہیں۔

وَمَا تَزَاوُ الْعَرَّةُ مِنَ الْخَمْرَةِ وَالْخَمْرَةِ وَالْخَمْرَةِ فِي الْبَاءِ الْخَمْرَةِ فَهُوَ خَمْرٌ خَمْرٌ تَوْرَى الْبَاءُ خَمْرًا اور عورت جو سرخ و زرد اور نیلا خون نہیں آئے تو اس میں دیکھو تو اس میں دیکھو کہ وہ خالص سفید رنگ دیکھو

نفی تحقیق:

واجب تو ہوتا ہے مگر حرج کے غرض اس سے قدم ہونے کا حکم ہے اس مسئلہ میں درحقیقت فقہی اصول کی مختلف رائیں ہیں کہ حائضہ، پاکی اور بچہ کے حق میں ثبوت احکام ہوتا ہے یا نہیں ہوتا۔ البتہ زیادہ بھٹی ثابت ہونے کو اختیار کرتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ ہر شخص میں حقوق کے واجب ہونے کی صلاصیت ہے۔ اسی بناء پر بلا حاشی اس کی زمین میں وجوب مشرورانہ ہوگا۔ امام شافعی اس پر وجوب نہ کوۃ فابھی عکس فرماتے ہیں۔ ہر قدر دور کی کلام کی بنیاد بھی یہی ہے۔ حج پر کوئی کہتے ہیں کہ ایک مدت تک ہمارا راستے ایسا کے مطابق رہی مگر پھر یہ راستے ترک کر کے ہم واجب کی راہ سے ہو گئی۔

ویمحرم علیہا المصوم الخ۔ جنس روزے کو رکھنے والا ہے مگر بعد میں روزوں کی قضاء واجب ہے۔ اور نماز کی واجب نہیں۔ حضرت معاذ عدویہ نے ام ابو سہیل حضرت عہدہ سے روایت کیا کہ حائضہ عورت کے روزوں کی قضاء اور نماز کی قضاء نہ کرنے کا جب کیا ہے؟ حضرت عائشہ نے فرمایا۔ جو مرد یہ ہے؟ عادیہ نے حضرت معاذ سے عرض کیا میں بلکہ میرا مقصد جو پوچھنا ہے۔ تو فرمایا کہ میں بھی یہ حکم ہوا تھا کہ روزوں کی قضاء کریں نہ رکھیں۔ علاوہ ازیں روزے تو پورے سن میں ایک ماہ کے ہوتے ہیں۔ تو اگر ماہ حائضہ ممکن اس روزے نہ رکھ سکے تب بھی وہ گیارہ ماہ میں سولت کے ساتھ رکھ سکتی ہے۔ ہر ماہ ایک رکھ لے تب بھی یہ پورے سال میں گنیں گے۔ اس کے برعکس ہر ماہ سن سال کی نمازوں کی تعداد پچاس ہوتی ہے اور پچیس فی ماہ کے حساب سے پورے سال کی نمازوں کی تعداد چھ سو ہوتی ہے۔ اسی طریقہ سے مردوں کی یہ نعمت عورتوں کو کوئی کے لگے لگے لگ لگ نمازیں پڑھنی ہوں گی اور یہ صورت آیت کریمہ "وما یبدلہ لیجعل عبیکم من حرج" کے بھی خلاف ہوتی ہے۔

ولا تدخل المسجد۔ یعنی حالت جنس مسجد میں جانا محرم نہ خند کے لئے منوع ہے۔ بڑا اور زور اتنی بلکہ روایت میں ہے کہ مسجد میں اور حائضہ کے لئے عدالت نہیں اور علاقہ میں ہی صرف اشارہ ہے کہ داخلہ مطلقاً منوع ہے خواہ قیام کے طور پر ہو یا سجدت گذرا جائے اور تمام مسجدوں کا حکم برابر ہے۔ امام شافعی کے نزدیک مرد و عورت اس کے خلاف حجت ہے۔

ولا تطوف بالبيت۔ اور طواف بھی منوع ہے خواہ فرض ہو جسے طواف زیارت یا طواف میں سے کہ طواف مسجد حرام میں ہو گا اور مسجد میں نہ خند کے داخل کی ضمانت نہ ہوتی ہے۔

وَلَا يَتَّبِعُا زَوْجَهَا وَلَا يَخُوزُ لِبَاطِنِ وَلَا يُحِبُّ قِرَاءَةَ الْقُرْآنِ وَلَا يَخُوزُ لِلْمُحَدَّثِ
اور اس کے پاس کسی کا شوہر نہ لے اور حائضہ اور بھی کے لئے قرآن پڑھنا جائز نہیں اور بے وضو کے لئے
مَنْ لِّلْمُضْطَّهِفِ الْإِنِّ يَأْخُذُ بِغِلَابِهِ

قرآن کو چھو جائز نہیں بلکہ اس کو خلاف کے ساتھ پھرے

تشریح و توضیح:

ولا یتبعھا زوجھا الخ: حضرت امام ابو حنیفہ، حضرت امام ابو یوسف، حضرت امام شافعی اور حضرت امام مالک فرماتے ہیں کہ حائضہ سے ناف سے لے کر گھٹے تک کے حصہ سے مرد کو کاندھ اٹھا بھی درست نہیں اور ٹیلو ہادی قائل ہے "ولا یقر بوضوئہ حتی یظہروا" (اور ان سے قربت میں کیا کہ جب تک کہ وہ پاک نہ ہو جوں ہی) حضرت امام محمد فرماتے ہیں کہ شریک و چھوڑ کر حائضہ عورت کا پانی جسم شوہر پر حرام نہ ہوگا۔ اس وقت سے وہاں بارے میں صحابہ کرام کے کدر یافت کرنے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب فرمایا تھا کہ ہمسری کے علاوہ اس کے ساتھ ہر چیزیں حلال ہیں۔ امام ابو حنیفہ اور امام محمد کا استدلال حضرت عبداللہ بن مسعود کی یہ روایت ہے کہ انہوں

کے ساتھ "تم بجزو حید" فرما کر اس جانب اشارہ فرما رہے ہیں کہ وقت گزارنے کے واسطے سے حاضر لے لے کر علم طہارت غسل عین مہسٹری ہے نہ کہ جتنی ملاوت تہرؤن۔ طہارتی میں اسی طرح ہے اور صلوٰۃ کے ساتھ "سبحی لہ" کی تہد کے ساتھ اس شکل سے بستانب تصور ہے جبکہ جن کا خون صلوٰۃ وقت کے وقت کے اندر منقطع ہو رہا ہو۔ دلیل کے طور پر صلوٰۃ یعنی اس شکل میں تا وقتیکہ غسل نہ کر لے یا غار علم کا وقت نہ گزر جائے مہسٹری درست نہ ہوگی۔ چرچہ کر رہا وہ قسم جس میں غسل کے بعد نہ گزرے اس وقت کا وقت باطل ہے۔ لیکن اگر غسل کا خون تین دھرت سے زیادہ گرمائی کی عادت سے کم میں رہا ہو تو تا وقتیکہ اس کے غسل عادت کے دن نہ گزرے اس وقت تک عادت سے مہسٹری درست ہے اور غسل بھی نہیں نہ کر لے۔ اس واسطے کہ برطانیہ عادت میں اس کے غسل کے جانے کا طہا غالب ہے۔ پس اعتبار ازکب میں ہی ہے۔

وقت صلوٰۃ کا صلہ۔ وقت سے بعد اس کا آخری حصہ بعد از غسل دہر ہے۔ اس سے اوپر حصہ مہسٹریوں میں واسطے کہ اس کا حاصل اس کے بعد وجوب نماز ہے اور اس پر نماز کا وجوب خرواں وقت پر ہو گا نہ کہ نماز پر۔

وان الفطیہ اگر جنس کا خون غسل میں دن کی مدت گزارنے پر قسم ہو تو عورت کے غسل کرنے سے قبل بھی اس سے مہسٹری درست ہے۔ اس واسطے کہ غسل میں دن سے زیادہ نہیں آتا۔ البتہ اس کے غسل کے بغیر مہسٹری غائبہ اس اعتبار سے عورت دوم زفر اور حضرت ابراہیم ثانی فرماتے ہیں کہ اس کے بغیر اس سے مہسٹری ہونا جائز نہیں۔

عشر ایاام الفیہ اس میں دم بعد کے سختی میں ہے۔ یعنی دن دن گزارنے کے بعد۔

تفسیر: جواب جنس مہسٹری طہاں چھٹے دوسرے صحت تر و کفر سب ہے اور آدھی وار کا سلام سے نکل جاتا ہے۔ صاحب ثانی قدر اور صاحب موطا وغیرہ نے اس میں صراحت فرمائی ہے۔ اور حرم جاتے ہوئے مہسٹری تری تو اس پر توجہ و استفادہ ضروری ہے اور صاحب اعتبار ہے کہ ایک اور دوا یا صلوٰۃ کرے یعنی کسی غریب و مستحق کو دیکھ دے۔

وَالطَّهْرُ لَا يَحْتَطُّ بَيْنَ التَّحْنِثِ بَيْنَ مَذَّةِ الْغَيْضِ لَمْ يَكُنْ كَالْمَاءِ وَالطَّهْرُ عَيْنُ عَيْنٍ بَرَاءً وَلَا غَيْرُهُ وَلَا يَحْتَطُّهُ

اور پاؤں جب درخیزوں کے درمیان حال ہو تو وہ چھوٹی خون کی خرابی ہے اور پاؤں کی مدت عورتوں میں اور زیادہ کہ کوئی حد نہیں

تقریر و توضیح: طہر متخلل (در میان پاکی) کا ذکر

وَالطَّهْرُ وَالْمَحْلُ الْمَخِ۔ ایسی پاکی مرد و عورتوں کے نکاح میں آجائے اس کا حکم مسلسل خون آئے کا سا ہو گا اور غسل کی مدت میں اسے غسل اور غسل کی مدت میں اسے نکاح ہی شمار کریں گے۔ طہر کی اہل مدت پندرہ دن ہیں۔ جس پر صاحب کمال و جہد رب کے مطابق صاب کا خالق ہے۔ ہواؤں فرماتے ہیں کہ میرے خلیاں کے مطابق اس بارے میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں۔ عالم یقینی فرماتے ہیں کہ حضرت امام شافعی اور حضرت ثوری بھی یہی کہتے ہیں۔ علامہ نووی نے اس بارے میں حضرت امام مالک، حضرت احمدی و حضرت امام احمد کے اختلاف کو بیان کیا ہے جو ممکن ہے کہ یہ سب صحاح و اتفاق کہنے والوں کا فہم یہ ہو کہ صلوٰۃ کو تمام اور تا صلیب عظم کے درمیان اس سلسلہ میں کسی غریب کا فہم وہ نہیں۔ اس طہر پاؤں کی اکثر مدت تو اس کی نہ کوئی حد ہے اور نہ نہیں۔ تمام عمر بھی اس کی مدت ہو سکتی ہے۔ البتہ اگر کسی عورت کو بیش خون آتا ہے اور اس کی کوئی عادت مقرر ہوگی ہو تو اس شکل میں اس کی عادت کے اعتبار سے حد یہ کر لی گئی ہے۔

مدت طہر اور صاحب شرح اوقایہ۔ صاحب شرح و قای فرماتے ہیں کہ طہر کی مدت پندرہ دن ہیں اور زیادہ مدت کی کوئی حد یہ نہیں۔ البتہ معاف۔ مدت طہر اس کی عادت کے مطابق ہوگی اس لئے کہ طہر کی اکثر مدت اس کے حق میں یہی نہیں ہے۔ بلکہ طہر کی مدت

کے اندر اختلاف ہے اور زیادہ صحیح قول کے مطابق چودہواں ایک گزری کم ہے۔ کیونکہ عادتاً غیر حاملہ کے طہر کی مدت حاملہ کی مدت طہر سے کم ہوا کرتی ہے اور جنس کی کم سے مدت چودہواں ہے۔ جس غیر حاملہ کی مدت طہر ایک ساعت کم چودہواں ہوگی۔ اس کی شکل یہ ہے کہ ایک عورت کو پہلی مرتبہ چھٹی آیا اور وہ دن تک آیا اور چودہواں پاک رہی۔ پھر رہنا سے خون آتا تو اس کی مدت تین ساعت کم انھیں ماہ ہوگی کیونکہ تین جنس کا ایک مہینہ ہوا اور فی طہر چھ ماہ کے حساب سے تین ساعت کم اٹھارہ ماہ ہوئے اور چرخہ جنس جسے کم مدت یعنی تین روز سے کم ہوا اور کم مدت یعنی دس روز سے زیادہ ہو یا نفاس کی اکثر مدت یعنی چالیس دن سے کم ہو یعنی مقررہ عادت معلوم ہو اور یہ خون دس روز سے زیادہ جاسے نفاس کی مقررہ مدت معلوم ہو اور چالیس روز سے زیادہ دن آئے یعنی جبکہ جنس کی عادت متعین ہو اور نہ سات دن فرغ کرنے میں یا خون بارہ دن دیکھتے تو پنج روز سات دن کے بعد کے استحاضہ شمار ہوں گے۔ اور مثلاً اس کی عادت نفاس تین دن تھی اور خون اسے چھاس دن آیا تو تیس دن کے بعد میں دن استحاضہ کے قرار دینے چاہئیں گے۔ یہ حکم عقائد کا ہے۔

قائد: طہر تکفل کے سلسلہ میں امام ابوحنیفہؒ سے حسب ذیل چار روایات مروی ہیں:

(۱) امام ابوحنیفہؒ سے حضرت امام ابو یوسفؒ روایت کرتے ہیں کہ اگر ناکھس طہر کو دونوں جانب سے خون نے خیمہ دکھا ہوتا چاہے یہ ایک دن ہو ایک دن سے زیادہ۔ نیز دس روز کے اندر ہو یا اس سے باہر، ہر صورت اس طہر تکفل کو حیض قرار دیا جائے گا۔ اگر عورت ہمدرد اور اسے حیض آیا ابھی شروع ہوا تو چودہ دن تک حیض کے شمار کریں گے اور ہمدرد ہونے کی صورت میں عادت کے دنوں کو حیض قرار دیا جائے گا۔

(۲) امام صاحبؒ سے امام محمدؒ کی روایت کے مطابق اگر دس روز یا اس سے کم حیض کے اندر وہ دنوں خون غیرے ہوئے ہوں تو دس روز غیر کے شمار ہوں گے۔ اس سے قطع نظر کہ عورت ہمدرد نہ ہو یا دوستانہ ہو، پہلی اور دوسری تاریخ میں خون آیا ہو اور تیس تاریخ یا ساتویں تاریخ تک طہر رہے پھر آخری تاریخ کو خون آئے تو پہلی شکل میں دس روز اور دوسری شکل میں آٹھ دن حیض کے شمار ہوں گے۔

(۳) حضرت امام ابوحنیفہؒ سے حضرت ابن المبارکؒ کی روایت کے مطابق اگر کردہ بغیثت کے ساتھ ساتھ یہ ضروری ہے کہ عمومی اعتبار سے دونوں جانب کے دنوں کا نصاب حیض کے کوئی نصاب تک پہنچ جائے، یعنی کم از کم تین روز یا چار پہلی اور دوسری تاریخ کو خون ہونے اور چھ دن طہر کی ناکھاس میں سے کسی کو بھی حیض قرار دینا ہی ہے۔ اور اگر یہ ہو کہ ابتدا میں کچھ اور دوسری کو خون آئے اور پھر دوسری کو آجائے تو یہ تمام دن حیض شمار ہوں گے۔

(۴) حضرت امام ابوحنیفہؒ سے حضرت حسن بن زبیرؒ کی روایت کے مطابق ایسا طہر جو تین دن یا اس سے زیادہ کا ہو اسے ماضی قرار دیں گے اور تین دن سے کم ہونے پر یہ دن بھی امامؒ حیض میں شمار ہوں گے۔

(۵) امامؒ قول سوم کی شرائط کے ساتھ ساتھ یہ شرط بھی لگاتے ہیں کہ سچ کے طہر کی مدت دونوں طرف سے امامؒ حیض کی مدت کے بقدر ہو یا اس سے کم ہو۔

تاج الشریعہ شرح: چونکہ اس طہر کی جامع اہل مثال بیان فرماتے ہیں جو پانچوں اقوال کو ملائی ہو، جیسے کہ پہلی تاریخ میں خون آئے پھر چودہ دن طہر کے گزرے، اس کے بعد مہو بیوی دن خون آئے ماس کے بعد ایک دن خون اور آٹھ دن طہر کے ماس کے بعد ایک دن خون سات دن طہر کے بعد دو دن خون تین دن طہر کے۔ اس کے بعد ایک دن خون تین دن طہر ہو، پھر ایک دن خون دو دن طہر اور ایک دن خون۔ یہ محرفی طور پر بیضا لیس (۲۵) دن ہو گئے۔

دوسرا جو شے کہے تو اس کے مطابق اس کے اندر پہلے مشرور چیز برابری یعنی سمات دان و اسطرح میں سے ایک ہون تو ہی ممکن نہ ہو۔
طریقہ انبیا و مہذوبوں پر کرتا، اور سہرئی مدت یعنی قراروں پر کرتے تھے۔ یعنی جو توحیدی دہائی و آیتانی طریقے سے ہوا اور خلاصہ معنی طہری پر ہو کر۔
اور امام سحر کے روایت کی رو سے پہلے سے طہری سے جو دور و زمانہ ہوا اس دور میں میں اہل دوافرغوں نے تمام بیضیں شہریوں کے لئے اور ان السیوانہ
کی روایت کہ وہ سمات دان صبر میں کے شروع میں ایک دور اور بعد کے دوران فرغوں میں اہل کر کے جمعی طور پر دس دن امام جعفری شہریوں
کے اور امام سحر کے سلسلہ کے تحت دوافرغوں میں فرغ۔ جس سے کہ چھٹوں نے۔ جس سے زیادہ صحیح تو اس کے مطابق جو امام جعفری شہریوں کے
اور میں میں زیادہ کی روایت کی پہلی و چھٹی اخیر کے مطابق امام جعفری شہریوں کے۔

[illegible]

انبرعاف، عظیم، بیت بارش، الموحطی، بمسحوق، پیرت، روم، زمان۔

تشریح و توضیح: استحضار کے خون کا بیان

و قد الامام حافظه هو عاشره الخ. جس طرح نگاہی کہ ہے نماز درود بخیر پیش کشی نہ کرے، انہیں ہر کسی کی طرح تباہی و فساد کا شکار ہو گا۔

وَاذَا دَنَا لَكُمُ الْفَيْعُ أَتَرَكْتُمْ نَوْمَكُمْ؟ شمس دس روز سے زیادہ روزہ گزارا تھا اس صورت کی بطن کی حالت یہ تھی کہ ہر روز کوئی صبر نہ تھا اس کی قدر و قیمت کے مطابق وہ شخص شرمیلوں کی مرضی سے زیادہ صبر کرتا تھا اور ان کے ساتھ شرمیلوں کے ساتھ ساتھ اس کے کہ نہ تھے۔

وان ابتغى الفلاح. مقررہ طریقہ کو اپنیجئے اور باغ دانے کے ساتھ غی عورت سے مستنصر ہو جائے تو اس صورت میں سر باداں کی
 مہرے بغیر دس تین شاہ کی اور بقیہ استغفار کلام کے کا کہیں دایں جزاوار ہے۔ درود بخیر کی مدت سے بیضیا بخشن ہے۔

فقائدہ: عموماً یہ کہ نہیں حال ہے: (۱) سیدنا: یعنی کسی عجز و جس: اویس کی بدولہ: بھی ہوگی ہو: (۲) غنا: دو مرتبہ: بعض کے

مقتضی اس کی تکرار عادت اور پھر یاد قسموں پر مشتمل ہے۔ ایک تو وہ جس کی مستقل ایک مقرر عادت ہو اور اس کے مطابق جنسی آواز اور دوسری وہ جس کی عادت بدلتی رہتی ہو۔ خطہ پہلی میں چون خون آتا اور کبھی سات روز، اگر سبوتا کے جنسی کی مدت دس دن سے زیادہ گئی تو مستحق طہر ہے۔ اگر کسی کے ذرا بیش کے شمار میں آئے اور پتی استخوانہ تر اور دلیبا نکلا۔ اور مقررہ عادت والی کا خون آئے اس روز سے زیادہ جائے تو اختلاف خطہ طہر پر سبکی۔ رت کے کونے کا حکم لگاتے ہیں۔ مثلاً عادت میں چون خون آئے کی قسمی اور اس مرتبہ زیادہ دن آگئے تو چون بیش کے شمار پانچ دن استغناء کے قرار دیے جائیں گے۔ اور جنس میں دن میں طہر ہو جائے پر مستحق طہر یہ دن دن بیش میں شمار ہوگا۔ اس سے قطع نظر کہ یہ عادت متعادہ، مختلفہ یا مستبدہ اور یہ خیال کیا جائے گا کہ اس مرتبہ عادت میں کبیر ہو گیا۔

وَالْمُسْتَحَاضَةُ زَمَنٌ بِمَسْئِلِ الْيَوْمِ وَاللَّيْلِ وَالْخَوَاجِ الْبَيْضِ كَالْيَوْمِ الْيَوْمِ
اور مستحاضہ اور وہ جس کو ہر وقت پیشاب آتا رہتا ہو یا راتی کبیر ہو یا نہ ختمے والا رزم ہو تو یہ لفظ
يَوْمٌ نَحْنُ مَعْلُومٌ بِذَلِكَ الْيَوْمِ فِي الْوَقْتِ حَاضَةً مِنْ الْفَرَاغِ وَالْأَوَّلِ
پر نماز کے وقت معلوم کریں اور اس رزم سے وقت کے اندر فرض اور کل نماز سے ہو جائیں زمین
فَإِذَا خَرَجَ الْوَقْتُ نَظَلَ وَهُوَ ظُهُمُ زَكَاةٍ عَلَيْهِمْ بِشَيْئَاتِ الْوَقْتِ بِفُلُوفِ أُخْرَى
اور جب وقت نکل جائے تو ان کا رزم باطل ہو جائے گا اور ان پر دوسری نماز کے لئے قمر و فہرہ کرنا لازم ہوگا
لغوی تحقیق:

سلسلہ البولی: ایسا فرض جس میں برابر پیشاب آتا رہتا ہے اور اس میں پیشاب رونے کی قوت ختم ہو جاتی ہے۔ البیضا
الذاتہ ہمیشہ رہنے والی کبیر۔ لاہرقاء، رزم کا زہر بہتا رہتا۔ استغناء: وہ چیز جس سے نہ۔

تشریح و توضیح: استحاضہ والی عورت اور معذروں کے احکام

وَالْمُسْتَحَاضَةُ الْخ. دوسری قسم کے زیرِ فرض آتا رہتا ہو یا انھیں سے برابر پیشاب آتا رہتا ہو۔ یادہ جسے مسلسل کبیر آتی ہو اور مستقل اس مرض میں مبتلا ہو یا ایسا کہ وہ کہ ہر وقت رزم اور بتا ہو تو ان تمام معذروں کے واسطے یہ حکم ہے کہ ہر نماز کے لئے بارہ رگوں کر کے فرض و کل جہتی جا میں نماز کریں۔ اس وقت نماز کے اندر پڑھ لیں۔ امام شافعی کے نزدیک ہر فرض نماز کے واسطے ننگ سے وضو کرے۔ اس واسطے کہ اگر وہ رگوں میں رزمیت ہے کہ مستحاضہ والی عورت ہر نماز کے واسطے چار بار وضو کرے۔ بارہوی میں مستحاضہ کے واسطے وضو چار بار ہے۔ احتیاج فرض کے باعث ہے۔ کچھ فرض نماز سے فراغت کے بعد طہارت پر قرار دیتی ہے۔ اختلاف کا مسئلہ رسول اللہ ﷺ کا بارشاد ہے کہ استحاضہ میں جنابوں سے نہ چاہئے کہ ہر نماز کے واسطے وضو کرے۔ دراصل روئے اولی کا مشہور بھی یہی ہے۔ اس لئے کہ اس کے بعد رزم و کبیر: "ہے۔ مثال کے طور پر کہتے ہیں: "تجب لک فصولہ العصر" تو اس سے معلوم وقت مصر ہو کر تا ہے۔ علاوہ ان میں سہولت کی خاطر قائم مقام اہل حق کا بنا دیا گیا۔ پس نماز ختم بھی ایسی ہونا چاہئے۔ ہر وقت نماز ختم ہو جانے کی صورت میں ان معذروں کا وضو بھی پانی نہ کرے گا۔ اور دوسری نماز کی خاطر چار بار وضو کی ضرورت ہوگی۔ امام ابوحنیفہ اور امام محمد بھی فرماتے ہیں۔ امام زفر فرماتے ہیں کہ مکمل وقت کے داخل ہونے سے وضو باقی نہ رہے گا۔ امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ وقت کے خروٹ اور دوسری دونوں سے وضو نہ جائے گا۔ اس اختلاف قائم کا اثر اس معذور شخص کے کل میں مرتب ہوگا جو فجر کے طلوع ہونے کے بعد وضو کرے۔ اس کے بعد سورج طلوع ہو جائے

کہ اس شکل میں امام ابوحنیفہؒ اور امام یوسفؒ کے نزدیک خروجِ وقت کے باعث وضو نہ کرنے کا تقبیح ہوگا اور امام زفرؒ کے نزدیک وضو نہ کرنے کا تقبیح نہ ہوگا اس لئے کہ وقت زوال کا دخول نہیں ہوا۔ ایسی ہی دو شخصیات جس نے طلوعِ آفتاب کے بعد وضو کیا ہو تو امام ابوحنیفہؒ و امام یوسفؒ کے نزدیک اسے اسی وضو سے کہہ کر طہرینِ حلال و درست ہے اور زوالِ آفتاب سے اس کا وضو نہ کرنے کا حکم۔ لہذا کہ یہاں وقت آیا ہے وقت نکلا نہیں۔ اور امام ابو یوسفؒ اور امام زفرؒ کے نزدیک زوالِ آفتاب کے باعث اس کا وضو قی نہ ہے بلکہ امام زفرؒ یہ دلیل پیش فرماتے ہیں کہ طہارت کے معانی باتوں کی موجودگی میں استہارہ طہارت نکلا ہوا بھی لغزش کی احتیاج کے باعث ہے اور کوئی بار وقت اس قدر میں گمراہ ہو جائے جس سے حذر کے باوجود طہارت معتبر مان لی جاتی اور وقت نہ آنے سے قی کوئی احتیاج نہیں تو طہارت بھی معتبر نہ ہوگی۔ اہم وجوہِ سنت کے نزدیک ضرورت کی تہمیدِ وقت کے ساتھ سے ٹپڑ دھارت کے نکلنے اور آنے سے وضو نہ کرنے کا حکم۔

وَالنَّفَاسُ هُوَ الدَّمُ الْمَخْرُجُ غَلِيظٌ أَسْفَلَ الْوَلَدَةِ وَالذَّمُّ الَّذِي تَرَاهُ الْأَعْيَالُ وَمَا تَرَاهُ الْقُرَاقُ
اور خالص وہ خون ہے جو پیدائش کے بعد نکلے اور جو خون حملہ موت دیکھے یا کوئی موت
فِي بَدَنِ خَلْدٍ وَلِلْإِنْسَانِ قُلُّ خُرُوجِ الدَّمِ اسْتِخَاصَةً وَظَلُّ النَّفَاسِ لَا حَدَّ لَهُ وَكَثْرَتُهُ أَزْمَعُونَ يَوْمَ
وِلايَتِ كَيْفَ مَقْتِ بَچہ پیدائش سے پہلے دیکھے تو وہ استخارہ ہے اور نفاس کی کم حرکت کی کوئی حد نہیں اور اس کی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس
وَمَا زَادَ غَلِيظَ ذَلِكَ فَهُوَ اسْتِخَاصَةٌ وَأَمَّا تَحَاوُزُ الدَّمِ عَلَى الْأَرْتَعِينَ فَقَدْ تَكَاثَرَتْ هَذِهِ الْقُرَاقُ
وہ جس روز جو اس سے زیادہ ہو وہ استخارہ ہے اور جب خون چالیس روز سے بعد جائے اور اس سے قبل اس حرکت کے بچہ
وَلَدَتْ قُلُّ دِيكَ وَلَهَا عِلَّةٌ فِي النَّفَاسِ زِدْتُ إِلَى إِتِمَامِ غَاذِيهَا وَإِنْ لَمْ تَكُنْ فَهِيَ عِلَّةٌ قِيَاسُهَا أَنْ يَفُوتَ يَوْمَهَا
ہو گیا ہے اور اس کے لئے نفاس میں اس مدت مقرر ہے کہ عین غلظت کی طرف زیادہ ہو گا اور اگر اس کی مقدار مالت نہ ہو تو اس کا نفاس چالیس روز میں

تشریح و توضیح نفاس کا ذکر

والفاس هو الدم البع، نوی پیر پیر انونے کے بعد آنے والا خون جاتا ہے اس لئے کہ فاس خون، تو "خروج النفس" سے نیا گیا ہے جس کے حقیقی خون پاچہ کا لفظا یا اس کا اخذ "منفس الدم" ہے، جس کے معنی قرم کے خون، مجھے کے ہیں۔ اگر منفس والی صورت کو دور الی جس پاؤں پر یہ کچر کی پیدائش سے قبل خون رکھا دے تو اسے استواء آبادی نے گا۔ اس سے قطع نظر کہ وہ صمد ہو یا نہ ہو، وہ دم نہ بنی، اسے منفس نہ قرار دیتے ہیں اور زیادہ صحیح قول ان کے مفہام کے مطابق یہی ہے۔ انہوں نے اسے فاس پر قیاس کیا ہے۔ اس معنی کے تہار سے کہ انہوں کا خروج قرم سے علیا ہوتا ہے۔ اسلاف یہ دلیل دیتے ہیں کہ اس کے مطابق حمل کے باعث قرم کا یہ کھانہ نہیں رہتا وہ نہ ہو یا کھاتا ہے اور فاس کا خون اس وقت آتا ہے جب یہ پیر پیر انونے کی بنا پر قرم کا نہ مل جاتا ہے۔

[illegible]

عاشق کی یہ امید ہے کہ ہمارے پاس جو آپ پڑے گئے دوسرا کپڑا لے کر آئیں جس میں بھی کسی خوب آجانی اور خون اس پر لگ جاتا تو تھوک لگا کر بڑھ کر ناخن کھرتے رہتے۔

وَإِذَا أَضَابَتْ الْحُفَّ نَجَاسَةً لَهَا جِرْمٌ فَحَقَّتْ لِنَفْسِكَ بِالْأَرْضِ خِلَافٌ الصَّلَاةُ فِيهِ
اور جب سوزے کو جسم اور نجاست لگ جوتے اور رنگ ہو جوتے تو اس کو زمین سے رگڑ دے تو اس میں لگا جائے۔
وَالْعَنِىُّ نَجَسٌ يَجِبُ غَسْلُهُ وَظُهُ لَإِذَا جَفَّ عَلَى الْقُوبِ أَهْرَافُهُ فِيهِ الْكُرْكُ وَالنَّجَاسَةُ إِذَا
اور انہی پاک ہے اس کے ترکہ کو دھونا واجب ہے اور جب (مٹی) پڑے پر رنگ ہو جائے تو اسے لے کر دھو کافی ہے اور نجاست جب
أَضَابَتْ الْجِرْمَ أَوْ السَّيْفَ الْكَفَى بِغَسْلِهِمَا زَانِ أَضَابَتْ الْأَرْضَ نَجَاسَةً فَحَقَّتْ بِالنَّجَسِ
اچھے یا کھور کو لگ جائے تو ان کو پانی میں دھو دیا کافی ہے اور اگر نجاست زمین کو لگ جائے اور وہ چمک چمک ہو جائے
وَذَهَبَ أَكْرَهًا خِلَافٌ الصَّلَاةُ غَلَى مَكَانَهَا وَلَا يَقُولُ التَّيْمُمُ فِيهَا
اور ان کا نشت نہ ہوتا ہے تو اس جگہ نماز جائز ہے (لیکن) اس سے بھی گھر کرنا ہو کر خیر
افقوی تحقیق:

جام: جس کے کمرے کے ساتھ زلہ اور جسمیاد۔ دلکدہ رگڑا مالہ۔ رطوبت: ٹپل۔ مسح: پونچھنا۔ اصاب: لگا۔

شرح و توضیح:

وَإِذَا أَضَابَتْ الْحُفَّ نَجَاسَةً لَهَا جِرْمٌ فَحَقَّتْ لِنَفْسِكَ بِالْأَرْضِ خِلَافٌ الصَّلَاةُ فِيهِ
جاسے پر سوز زمین سے رگڑ دے تو گڑاں سے بھی سوز و آغوش پاک شمار ہوگا۔ اور زلہ اور دھونا کی صورت میں اسے دھونا واجب ہوگا۔ نام
محمدؐ کرتے ہیں نجاست خواہ زلہ ہو یا غیر زلہ اور دونوں صورتوں میں دھونا واجب ہے۔ اس لئے کہ نجاست سوز و دھونا کی صورت میں اور دونوں اس
کے سوکتے سے دور ہوگی اور نہ رگڑے۔ اہم اور حقیقت وہاں ہو چسٹ کا استدلال الہوداؤ وغیرہ کی یہ ذہن ہے کہ اگر سوزوں پر نجاست لگ
گئی ہو تو نہیں چاہیے کہ زمین پر رگڑ دیں کہ زمین کا نہیں پاک کر دے گی۔

وَالْعَنِىُّ نَجَسٌ طبع۔ عندا اختلاف مٹی نہیں ہے۔ ٹپلی اڑنے کی صورت میں اسے دھونا واجب ہے۔ اور سوگی ہو تو یہ بھی کافی
ہے کہ اسے طرح دیا جائے۔ اس لئے کہ صحیح مسلم میں ہم لوگوں میں حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کے کپڑوں پر مٹی تر
ہونے پر دھو دیتی اور سوگی ہونے پر کھرجا دیتی تھی۔ شوافع کے نزدیک مٹی پاک ہے۔ اس لئے کہ روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے مٹی
کے بارے میں یہ چھائی کہ تو ارشاد ہوا کہ مٹی کی کار پر رش اور تھوک کے مانند ہے اور اسے اڑھکا دیا تو جھڑے سے پونچھ دیا کافی ہوگا لیکن
عسقی اس کے بارے میں فرماتے ہیں یہ عرف نہیں بلکہ حضرت ابن عباسؓ پر موقوف ہے۔ اور عروفا ان میں بھی ایسے تھے کہ حضرت عمرؓ حضرت
عائشہؓ حضرت جابرؓ ابن عمرؓ اور حضرت ابوہریرہؓ رضی اللہ عنہم اور دیگر صحابہؓ سے سڑے کے ساتھ مٹی کے دھونے کے حکم سے متعلق روایات
ہیں۔ اور اٹھنی اور مٹی میں دھرتی، نشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے کپڑے سے مٹی اس کے ترکہ کو لے کر صورت میں دھو دیتی تھی
اور حکم دے کی شکل میں رگڑ دیتی تھی۔

او السیف الکفی طبع۔ یعنی تھوڑا اور آئینہ پر مٹی کوئی نجاست اڑ پونچھ دی جائے تو پاک قرار دینے جائیں گے۔ اس لئے کہ

ہے۔ بعض سے پاک ہونے کا اور بعض سے بچاؤ ہونے کا دعویٰ ہو رہا ہے۔ اور امام ابو حنیفہ رحمہ کے لئے جو بچاؤ ہے وہاں قرار دینے پر۔
اور امام ابو یوسف رحمہ کے مسئلہ کا کھانا ہے کہ کئی نجاست کھانہ میں داخل ہو، اس لئے کہ کسی پانی دنیا کی کسی مہینہ کے اندر
نہیں ہے۔ امام شافعی رحمہ کی یہ کہ نہ کئی ہے۔ حالانکہ امام ابو یوسف رحمہ بھی مہینہ کو بچاؤ سے لفظ قرار دیتے ہیں اور ان کے نزدیک مہینہ
بچاؤ سے خفیہ میں داخل نہیں۔

کمالہ و انول الخ۔ نجاست مطلق میں جو کچھ شمار کیا گیا ہے اس سے قصور انسان یا جانور کا، اور ان سے جو بچے والا ہو، اس
سے جن جنوں کو مستثنیٰ کیا گیا ہے ان کی تعداد میں دلیل بارہ سے (۱) شیعہ کا خون، (۲) شیعہ و ابو حنیفہ، (۳) کچھ، (۴) بول، (۵) مٹی،
(۶) مٹی و رشت، (۷) اڑھل کا خون، (۸) کھل کا خون، (۹) کچھ کا خون، (۱۰) پیسہ کا خون، (۱۱) جوں کا خون، (۱۲) مٹی کا خون۔ اور
جو شاپ سے اس آبی اور ان جانوروں کا جو شاپ مراد ہے جن کا گوشت کھنکھایا جاتا ہے ان سے بچاؤ نہیں ہے اور چھکا ہوا کا استعمال ہے،
اس لئے کہ بچاؤ کا پیشہ پاس قرار دیا گیا ہے اور بچہ سے بچاؤ ہے۔ بہت اشارہ ہے۔ فقہی پر قول یہی ہے۔

مقدار الدرہم و معاوند الخ۔ نجاست مطلق میں ایک درہم کی مقدار معاف ہے۔ اس بارے میں بعض نے قاضی کا طریقہ
درہم یعنی ۳۰، یا شکر و صغیر قرار دیا ہے اور بعض نے پانی یا شکر یا صغیر قرار دیا ہے۔ فقہ و لغوی دونوں کے دربان اس طرح مطابقت کرتے ہیں
کہ جو شاپ کے، نہ صرف مہینہ نجاست سے روک، جسم کے پھیلاؤ یا مقدار پھیلی کی گہرائی کا اعتبار ہوگا اور پانیات کے، نہ کچھ کا نجاست کے اندر
اور نہ درہم صغیر ہوگا۔ صواب مانا گئے کہ جس میں کھانا یا داراں نہ لگائی گئی اور اس قدر قرار دیتے ہیں۔ صاحب جامعہ، روئے بھی ہی و کفار اور بچہ
ہیں و ملحق اور ملحق نہ لگائی گئی قرار ہے۔

حازت المصنوعۃ مع الخ۔ جو زکوٰۃ کے معنی ہیں۔ نماز باطل قرار دیا گیا ہے کہ اس سے بچاؤ اور فرض سے بچاؤ اندر ہو جائے گا۔
البت نماز نماز استحرک کی اور باقی اور باقی نہ مست و زکوٰۃ یا ضروری ہے، یہ سب کھنکھائی کا زکوٰۃ ہے، مگر چکا ہوا اس سے بچاؤ کی خاطر یہ ہمارے
ہے کہ نماز زکوٰۃ ہے۔ خطراتی میں مرنے ہے۔

وای احصاء نجاستہ مصنف الخ۔ امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ اگر نجاست احصاء کی نہیں صحاح میں اولیٰ قوۃ نجاست کھنکھ
ہو جاتی ہے۔ مثال کے طور پر جو کچھ نجاست سے قوت کے پیشاب کا پاک ہونا معلوم ہوتا ہے اور وہ مہینہ حدیث "بسنظر خذوا من
الرجل" (پیشاب سے احتیاط کرنا) سے اس کے بھی ہونے کی نشان دہی ہوتی ہے۔ نیز اگر نجاست کھنکھ مثال کے طور پر اس جانور کا
پیشاب لگے جو اسے کھانے کا گوشت ہے، جو بچہ ہو چکا ہو پڑے سے نماز کا ہوا معاف ہے کہ اس کے کھانے ہونے پر نماز ہو جائے گی
بہر حال اگر امام نے قصور سے بچاؤ ہے کہ ان کے گوشت کو امام قرار نہ دیا گیا ہو اور امام ابو حنیفہ رحمہ، امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک کھنکھ
نجاست کھنکھ میں داخل اور کھانا، امام ابو حنیفہ رحمہ اس کے گوشت کو کھانا کہ اس کے سامان بہاؤ سے اس کے کھانے کی بنا پر ہے، و گوشت
پاک ہونے کے باعث نہیں۔

عائتہ مطلق و مع الخ۔ بعض امام کے اندر تو بچاؤ نہیں کھنکھ میں قرار دیا گیا ہے مثال کے طور پر جو کھانے
کے کھانے کھنکھ میں دیا گیا تھا، کھانے کا طریقہ سے نجاست کھنکھ میں بچاؤ نہیں کھنکھ کے بچہ میں قرار دیا گیا۔ یہ امام کے بچہ سے
بچاؤ سے بچاؤ کے کھنکھ کا تھا۔ اس کا کھنکھ نجاست لگے ہو۔ کھنکھ کے بچہ کھانے کا اعتبار ساتھ اس کے متعلق فقہاء کا اختلاف ہے۔
ان تمام طریقوں کو ہم دیکھ رہے ہیں اور بعض فقہاء اور بعض نے قول کیا۔

وَنُظِّهَرُ النَّجَاسَةَ الَّتِي يَجِبُ عَلَيْهَا غُلَى وَجْهَيْنِ فَمَا كَانَ لَهُ غَيْرَ مَرْبُوءَةٍ فَظَهَرَ زُفْهُهَا
اور جس نجاست کو روز ضروری ہے اس سے پاک حاصل کرنا وہ طرح ہے جس کو (نجاست) جو جسے نظر آنی ہو اس کی پانی اس سے میں
زُفْهُهَا وَلَا أَنْ يَغْلِي مِنْ نَزْهِهَا مَا يَشُقُّ إِذْلَاقَهَا وَمَا لَيْسَ لَهُ غَيْرُ مَرْبُوءَةٍ فَظَهَرَ زُفْهُهَا
کا زائل ہو جاتا ہے البتہ کہ ایسا نشان روز مجہول نہیں کا ازالہ مشکل ہو گا اور (نجاست) جو جسے نظر آنی ہو تو اس کی پانی

أَنْ يَغْلِي غُلَى غُلَى خِزْنِ الْغَائِبِلِ إِنَّهُ فَدَهُ ظَهَرَ

اکا حوائج کے کہ جو غلے لے کر غائب گمان ہو جائے کہ وہ پاک ہو گیا ہے

تشریح و توضیح:

غُلَى وَجْهَيْنِ الخ۔ نجاست دو قسموں پر مشتمل ہے۔ ایک دکھائی دینے والی اور دوسری دکھائی نہ دینے والی۔ اول میں مقام
نجاست کے پاک ہونے کی صورت یہ ہے کہ بصریہ و باطنی رنگیں کھلی جائے۔ البتہ اس نجاست کا انکار و نشان برقرار رہا کہ اسے دور کرنا
مشکل ہو سرج میں داخل اور شرعاً عملی و روزمرہ ہے۔ دوسری صورت میں متاجر نجاست کی پانی سے قرار و انکسار سے اس قدر دھوئیں کہ خود
دھونے والے کو اس کے پاک ہو جانے کا ظن غالب ہو جائے اور یہ عین یاد دہو ہے اس لئے کہ تین بار دھو لینے سے عین غالب کا حصول
ہو جاتا ہے۔ تو حسب ظاہر ہی پانی کا قائم مقام قرار دیا گیا۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ ہر بار نذر جائے اور شے مجرمانہ جائے جس کے مشابہ کے خود پر
لحاف و غیرہ تین بار اس طرح دھوئے سے کہ نظر سے بچتا نہ ہو جائیں پاک ہو جائے گا۔

عین مرفیۃ الخ۔ صاحب قایۃ البیان کہتے ہیں کہ نظر آنے والی نجاست سے مراد ایسی نجاست ہے جو سوکھ جانے کے بعد دکھائی
دے۔ مثلاً پاخانہ غیر بد اور نجاست سوکھنے کے بعد دکھائی نہ دے وہ نظر نہ آنے والی شے ہوگی۔

ظہر زُفْهُهَا الخ۔ غلبہ الخ۔ اس میں اس جانب اشارہ ہے کہ اگر ایک ہی بار دھوئے کے باعث عین نجاست دور ہو جائے تو
تکرار و ضروری نہ ہوگا اور اگر تین بار دھوئے پر بھی عین نجاست دور نہ ہوئی ہو تو مزید دھوئے واجب قرار دیا جائے گا۔ حتیٰ کہ عین نجاست باقی
نہ رہے اس لئے کہ دکھائی دینے والی نجاست سے فصل تقصیر اس کا زائل نہ ہونے۔ مجرمانہ و باطنی کے بعد پر یہ صوفیہ نہیں۔ محیط اور
مراجیہ میں اسی طرح ہے۔

امام علیؑ کی اور غیرہ پر حضرت کے نزدیک اگر تین بار دھوئے کی بنا پر نجاست دور ہوگئی ہو تو دور اور دھو لینا چاہئے۔ اس لئے کہ اس
وقت اس کی حیثیت نظر نہ آنے والی نجاست کی ہو جاتی ہے۔ بعض فقہاء فرماتے ہیں کہ زائل عین ہو جائے تب بھی تین بار دھوئیں۔ فتح
صریفؒ فرماتے ہیں ظاہر قول کے مطابق تین بار دھوئے پر عین نجاست اور بوزاں دور ہونے کی صورت میں مقام نجاست پاک قرار دیا جائے
گا اور محض دو ہزار دینے پر اسے زائل کر دیں مگر اس کی احتیاج تک کہ تین بار سے زیادہ دھو دیا جائے۔

عاشق از الفہم الخ۔ مشقت کے معنی یہ ہیں کہ پانی کے ساتھ ساتھ صابون وغیرہ کے استعمالی کی احتیاج ہو یا یہ کہ گرم پانی کی
ضرورت پڑے۔ فردی و ابو داؤد میں روایت ہے کہ حضرت خولہ بنت اخیوتؓ نے رسول اللہ ﷺ سے غسل کے بارے میں پوچھا تو
ارشاد ہوا پانی سے دھو۔ وہ بولیں اے اللہ کے رسولی! دھوئے پر اس کا نشان وائل نہیں ہے۔ ارشاد ہوا افسانہ کہ جس سے حضرت عائشہؓ کی
دہریت سے پانی کے ساتھ بڑا اور اشہد کے استعمال کا یہ چلن ہے وہ محض بطور احتیاط ہے۔

وَأَسْتَجَاءُ مَنْ يَجْعَلُ فِيهِ الْحَجَرَ وَالْمَرْوَةَ وَمَقَامَ مَفَافِهِمَا يَضَعُهُ حَتَّى يَنْقُطَ وَلَيْسَ
 فِيهِ عَذَّةٌ مُنْتَوْنٌ وَرَحْمَتُهُ بِالْغَنَاءِ أَفْضَلُ وَإِنْ تَعَلَّوْا زَيْتَ النَّجَاسَةِ تَغْتَرِبُ عَنْهَا لَمْ يَجْزُ فِيهِ إِلَّا الْمَاءُ
 كَرَدَهِ وَإِنْ اسْتَجَاءَ مَنْ كَوَّنَ فِيهِ مَدَسُونًا فَحَسْبُ أَوْ سَيْئًا مِنْهُ أَوْ سَيْئًا مِنْهُ أَوْ سَيْئًا مِنْهُ أَوْ سَيْئًا مِنْهُ
 أَوْ سَيْئًا مِنْهُ أَوْ سَيْئًا مِنْهُ أَوْ سَيْئًا مِنْهُ أَوْ سَيْئًا مِنْهُ أَوْ سَيْئًا مِنْهُ أَوْ سَيْئًا مِنْهُ أَوْ سَيْئًا مِنْهُ

ایسے وہاں چڑھی جائے اور بڑی، لہو کاٹے اور ہاتھ سے ہتھکڑے

تقریبی تحقیق:

الاستجداء: پاخانہ اور پیشاب کے راستہ سے نکلنے والی نجاست کو تمام سے صاف کرنا، خواہ بواسطہ پانی ہو یا بواسطہ شیء وغیرہ۔ الحجر: پتھر، مرجع الحجارہ اور حجارہ اور الحجر: کہلہا جاسے "اہل الحجر والعصر" یعنی نجاست کے رہنے والے لوگ۔ روٹ: لپٹ۔ شیء: اداوت۔

استنجہ کا ذکر

تشریح و توضیح:

والاستجداء سنة بجزي الملح. عامہ قدوسی نے احکام استجداء وضو کے ذیل میں ذکر نہیں فرمائے۔ بلکہ امام محمد کی پیروی کرتے ہوئے اس باب میں بیان فرما رہے ہیں۔ کیونکہ استجداء سے تصدق حقیقی نجاست کو زائل کرنا ہوتا ہے اور وضو کی سنتوں کا شروع ہونا نجاست طہیرہ کو دور کرنے کی خاطر ہوتا ہے۔ حدیث مذکور فرماتے ہیں کہ استجداء سنتوں ہے۔ اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس پر اجماع فرمایا۔ "اس" میں استجداء کو معنیٰ سو کہہ قرار دیا گیا یعنی اگر کوئی اسے ترک کر دے تب بھی نماز ہو جائے گی۔ حضرت امام شافعی استجداء کو واجب قرار دیتے ہیں۔ بعض حضرات کے نزدیک نہ مطلقاً استجداء واجب ہے اور نہ سنتوں، بلکہ بعض اوقات استجداء فرض، بعض اوقات واجب، بعض اوقات سنتوں اور بعض وقت بدعت ہوتا ہے۔ لہذا نجاست مقدہ اور ہم سے زیادہ گلی ہوئی ہونے کی صورت میں استجداء نہ فرض ہوگا اور مقدار اور ہم ہونے کی صورت میں واجب اور اس سے بھی کم ہونے کی شکل میں سنتوں ہوگا اور پیشاب کے بعد استجداء بذریعہ پانی واجب اور استجداء میں داخل ہے اور غسل خروج درجہ وغیرہ کے بعد استجداء بدعت میں داخل ہے۔

يجوز فيه الحجر والعصر الملح. استجداء میں اسیے اور پتھر کے استعمال کا کافی فراہم کیا گیا ہے یا انکی شے کا استعمال کافی قرار دیا گیا جو ان کے کلام مقام شمار ہوتی ہو یعنی غوطہ پاک ہو اور لالہ نجاست کرنے والی ہو، نیز وہ جس قیمت نہ ہو۔ مثلاً مٹی اور کینو وغیرہ۔ صاحب جوہر فرماتے ہیں کہ یہ کلمہ خارج ہونے والی نجاست کے معاد ہونے کی صورت میں ہوگا اور وہ خون یا پھل ہو تو بجز پانی کے کسی اور چیز کا استعمال کافی سمجھنا ہوگا۔ البتہ کسی کی صورت میں پتھر بھی کفایت کرے گا۔ نیز اگر پاخانہ کا استجداء ہو تو اس میں پتھر صرف اس صورت میں کافی قرار دیا جائے گا جبکہ وہ سکوٹا ہو اور استجداء کرنے والا اعتقاد حاجت کے مقام سے کھڑا نہ ہو اور نہ یہ ضروری ہوگا کہ پانی ہی استعمال کرے اس واسطے کہ اگر گڑا چلے۔ یہ استجداء نہ کیا اور یوں ہی کھڑا ہو گیا تو پاخانہ خارج ہے۔ بڑھ کر دوسرے مقام پر لگ جائے گا۔ ورنہ اگر پاخانہ سکوٹا یا ٹھنڈا چلے کے استعمال سے وہ مائل نہ ہو سکے گا۔ لہذا پانی کا استعمال لالہ نجاست کی خاطر ضروری ہو جائے گا۔

فائدہ: چھروں کے استعمال اور پانی کے بعد مزید صفائی و نظافت کی خاطر پانی سے پاک کر لینا مستحب ہے۔ اہل صحیحہ، اسی طریقہ کرتے تھے اور ان کے طرز عمل پر اللہ تعالیٰ نے پسند فرمائی کا اظہار فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب الصلوٰۃ

یہ کتاب نماز کے احکام کے بیان میں ہے

کتاب الفصل: شرح مسودہ اور ذریعہ صلوٰۃ متین ذکر طہارت سے شروع ہو کر آپ مسائل، احکام صلوٰۃ کی ابتدا کرتے ہیں۔ نماز ایک ایسی تکلیف اور عبادت ہے کہ یہ رسولوں میں سے ہر رسول کی شریعت میں موجود ہے۔ خاص طور پر معاشرہ اسلامی قریب دراز ہے۔ لیکن وہ ہے کہ قرآن کریم میں جہاں لوگوں کو دعوت اسلام دی گئی اور اس نماز کے قیام کی تہنیتی تاکید فرمائی تھی کہ، عبادت میں اسے اسلام دکنہ کے درمیان امتیازی علامت قرار دیا گیا ہے اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اگر آپ نماز اور نماز اسلام سے نکل جاتا ہے۔ اسی بنا پر امام باقرؑ فرماتے ہیں کہ قصہ تارک نماز مرتبہ ہوتا ہے اور اس کا قتل ضروری ہو جاتا ہے۔ ایذا جانتے فرماتے ہیں کہ ایسا شخص جو نماز کا انکار کرتا ہو مرتد ہے۔۔۔ ہو تو ردائے اسلام۔۔۔ جس کا اہل بیت علیہ السلام سے قطع ضرر ہو جاتا ہے

صلوٰۃ کا حقیقی دراصل "صلی" سے ہے جس کے معنی شہید و گواہی کو ملے۔ یہ آپؐ پر یہ عبادت کرنے کے آتے ہیں۔ نماز کا سبب اسلام میں اہم ترین عبادت میں شمار ہوتی ہے اور مسودہ کا مسودہ سبب کہ جس سے کس کس کے یہ شخص کی رو کا میاں اور ہوتی ہیں اور حضرت انسؓ میں داخل ہیں۔ علامہ ابن ابی اس کے معنی "خدا اور درست کے معنی آتے ہیں۔ ارشاد باری ہے "وَلَوْ كُنْتَ غَنِيًّا عَنْ صَلَاتِكَ لَمَا لَمْ تَكُنْ يَتْلُو صَلَاتِكَ" یہاں صلوٰۃ درست کے معنی میں ہے۔ اور ارشاد باری ہے "وَمَنْ عَصَيْتُمْ مِنْ صَلَاتِكُمْ سَكَنَ لَهُ" یہاں صلوٰۃ بمعنی دعا ہے۔ ایسی صلوٰۃ بمعنی دعا بھی آتا ہے۔ حنن ارشاد باری تعالیٰ ہے "إِنَّ اللَّهَ وَغُلَامًا مِّنْ بَنِي آدَمَ عَلٰى نَفْسِهِ" اس میں صلوٰۃ دعا کے معنی میں ہے۔ اور ارشاد باری ہے "وَلَا تَجْعَلُوا صَلَاتَكُمْ" اس میں صلوٰۃ سے مراد دعوت ہے۔ نماز کے بعد نماز خود وقت پر قرار دینا دعا کے باعث اسے صلوٰۃ کہا جاتا ہے۔

علامہ حنفیؒ فرماتے ہیں کہ شروع نماز کو صلوٰۃ کہنے کا سبب یہ ہے کہ یہ مشق پر دعا ہو کر آتی ہے اور اگر وہی وقت اسے درست قرار دیتے ہیں۔ ثبوت نماز تفصیل فقہیہ قرآن و احادیث و اجماع سے ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے: إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَّا تَوْفُرًا۔ صلوٰۃ قرآن کا جہان احکام آیت کریمہ "حافظوا علی الصلوات والصلوة الوسطیٰ" سے ثابت ہے۔ حدیث شریف میں ارشاد ہے "نبی الاسلام علی خمس" اسلام سنی بنیاد پنج چیزوں پر ہے۔ نماز ارشاد ہے "واقم الصلوٰۃ طرفی الفجر وولعائ من لیل ان العیسات یذہبن الحسنات ذلک ذکوی، قلہ انکر ہی۔"

مسند احمد در ترمذی میں حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ صلوا خمسکم و صوموا منہرکم و اتوا رکوعہ و اطیعوا أمرکم و تملکوا حلقہ ربکمہ (پانچوں نمازیں جو حوا اور رمضان کے روزے رکھو اور اپنے مالوں کی نذر دے اور اگر امام جب تمہیں حکم کیا جائے تو اس کی اطاعت کرو تاہم پروردگار کی جنت میں داخل ہونے کے امتیازی تفسیر آیت کریمہ لخصبہ ان اللہ حبیب عسکون و حبیب تصحون سے ہوتی ہے۔

فانکرو: یہاں بعد اسطرح یہ عبادت شروع ہوتی ہے اور نماز میں قبلہ کا واسطہ ہے۔ جس نماز اصل دھم کے لحاظ سے ایمان کی شارح ہوتی ہے،

فرمائی۔ حال کے مور پر مسمیٰ نہ رہیں غروب تک ہمیشہ ہونے کے اور جو دس میں تاخیر نہیں فرمائی۔ اس کا جواب یہ بھی دے سکتے ہیں کہ امام شافعیؒ نفس سے استدلال فرماتے ہیں اور احنافؒ قول سے، تو قول نفس پر مستند ہوتا ہے۔

اشکال: اوپر ذکر کردہ قول استدلال پر بخاری اور ابوالفتحؒ کا حکم فرماتے ہیں کہ سے راوی محمد بن یحییٰؒ تو نکولہ امش ابو صرار سے مرفوعاً راویہ کرتے ہیں اور ہمیں کے یہ کہ اوپر کیڑے ہمیں سے واسطے حضرت جابرؓ سے واسطہ روایت کی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ابن قطانؒ راوی ابو جریؒ کے قول کے مطابق زلیٰ تو محمد بن یحییٰؒ کا شمار تھا علماء میں ہے۔ دوسرے یہ کہ ہو سکتا ہے حضرت ہمیشہ نے یہ روایت حضرت جابرؓ سے مرفوعاً مبنیٰ بوزارہ صرار سے مرفوعاً اسی طریق سے یہ حدیث و طریق سے روایت کی گئی کہ راوی میں حکام بنی تھا جس میں۔

وہو ابی یحییٰ الفدی الحج۔ حضرت امام احمدؒ کے نزدیک متفق۔ تہ مراد ظاہر ہے۔ یہ کہی رو سے یہ حدیث ہے۔ جس کا تھمہ دوسری کے بعد دیا ہے، لہذا علیہ کی غروب ہو کر پہلی آئے تھے انت مغرب رہے گا اور غار مہر درست نہ ہوگی۔ صحابہ کرام میں سے حضرت ابوہریرہؓ، حضرت عائشہؓ، حضرت معاذؓ، حضرت انسؓ اور حضرت عبداللہ بن زیدؓ انہوں نے تسلیم۔ ممکن بھی فرماتے ہیں۔ حضرت ابوہریرہؓ، حضرت انسؓ، ابی موسیٰؓ، رضی اللہ عنہما سے ایک اسی طرح کی روایت ہے۔ علاوہ انہی حضرت زیدؓ، حضرت اوزاعیؓ، حضرت عروہؓ، حضرت عمر بن عبدالمطلبؓ اور حضرت ابنہؓ کہ حضرت محمد بن یحییٰؒ اور حضرت ابوالفتحؒ فرماتے ہیں۔ اس وقت میں سے فرمودہ زلیٰ مذکور بھی بھی کہتے ہیں۔ اسی بنا پر ہماری کہتے ہیں کہ لفظ شفق یہ علی کے لئے زیادہ موزوں ہے، کیونکہ شفق کے معنی سہرا پائی، وقت قسب۔ کہہ ہیں۔ کہا جاتا ہے اخذ فی جہہ منقطعہ (اس پر مجھے ترس آیا) شفق سے مراد باقی ہونے کے دل کی سب زلیٰ ہیں۔

(۱) ابوہریرہؓ شریف میں روایت ہے کہ حضرت جبرئیلؑ نے آ کر فرمایا کہ واقعہ نماز عشاء افق پر پہنچا آج کے بعد ہے۔ یہ روایت صحیح ابن حبان میں بھی موجود ہے۔ (۲) انسؓ، (۳) ابوہریرہؓ اور مسند احمد میں حضرت عمران بن ہریرہؓ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز عشاء تیسری تاریخ کے پانچ چھپ جانے پر پڑھتے تھے۔ (۴) حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز مغرب میں دور غرات کی تلاوت فرمائی۔ یہ بات خیال ہے کہ اگر کوئی سورہ مسنونہ قرات کی روایت کرتے ہوئے چڑھی جائے تو اس کا اہتمام سفیدی تک ہوگا۔ (۵) روایت اسلم شریف میں ہے کہ نماز غروب کا وقت وہ شفق کے قاسب نہ آئے تک ہے کہ اس سے بھی پویش کا ثبوت ہے۔ اس لئے کہ وہ چالیس تہ کے لئے ۱۱ جا رہے ہیں۔ (۶) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے آنحضرتؐ سے دریافت کیا کہ نماز عشاء کس وقت پر میں؟ تو ارشاد ہو کہ جب افق پر پہنچا آجائے۔

مما وہ یوسف اور امام احمدؒ متفق سے یعنی امر (سہری) امر، یعنی میں یعنی اس کی طرف سے جو سورج چھپنے کے بعد بجایا مغرب ہو کر رہی ہے صحابہ کرام میں سے حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت ابن مسعودؓ، حضرت ابن عمرؓ، حضرت ثمالہ بن اوسؓ اور حضرت عبادہ بن صامتؓ رضی اللہ عنہم بھی فرماتے ہیں اور حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت ابی عقیبہؓ رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح کی روایت ہے۔ حضرت امام، کتب حضرت امام شافعیؒ، حضرت امام احمدؒ بھی بھی کہتے ہیں۔ ابن قتیبہؒ میں سے مشہور تھوکی بھی۔ تھیل اور جو ہری کا روغ بھی ہے۔ ابویہ کہتے ہیں کہ اصل عرب شفق سے امر مرئی جیتے ہیں۔ شران مجھو غروب میں منقول ہے کہ حضرت امام احمدؒ نے اسی کی جانب رجوع فرمایا تھا۔ ان حضرات کا استدلال حضرت ابن عمرؓ کی یہ روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اشفق احمر" (شفق سرخی ہے) یہ روایت وار فطن میں موجود ہے جو حسن میں ہے مرفوعاً کے یہ متوفیہ میں ان کے ہے۔ یعنی اس لئے کہ انہیں لکھتے ہیں کہ یہ روایت حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت ابوہریرہؓ، حضرت ابن مسعودؓ، حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت ثمالہ بن اوسؓ رضی اللہ عنہم سے روایت کی گئی نہیں رسول اللہ ﷺ

میں یہ بات کہیں۔ عہدہ خود بھی نہیں دیکھی فرماتے ہیں۔ "صاحبِ دہلی اور "کویا" امام ابو حنیفہؒ کے قول کو مستند نہ یہ قرار دیتے ہیں اور صاحبِ قریبہ نے فقہ سے سراسر نفی کو نہ بد شمار کیا ہے مگر شیخ النجاشیؒ کہتے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ کا قول ہی کیجئے جو ہر اسی پر پڑتی دیکھا گیا ہے۔ "فتح القدیر" میں صاحبِ ابنِ حاتمؒ بھی امام ابو حنیفہؒ کے قول کو راجح قرار دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ شیخ سے سراسر نفی لینا امام ابو حنیفہؒ سے روایت ثابت ہے اور ابنِ ادرائے۔ مائل کو اس وجہ سے کہ یہ امام ابو حنیفہؒ کی ظاہر اور اپنے مکتبہ فاضل شک کے دوسرے ہے کہ۔ روایت محمد بن فضال بن یونس کا کہ آخر وقتِ معرب کا افتاء غالب ہو جانے تک ہے اور اہلِ کاتب ہو اسٹیدی کے اختتام پر ہو گا۔ شیخ کے تہجد علامہ قاسم بن قحطربہؒ "صحیح القدوری" میں امام ابو حنیفہؒ کے قول ہی کو راجح قرار دیتے ہیں اور اسی کے بارے میں واضح فرماتے ہیں۔ "نور فاضلہ" کے قول کے مطابق امام ابو حنیفہؒ ہی کے قول کو اپنانا میں بہرہ وادارہ احتیاط کا پیلو ہے۔

خاندان کا امامہ شامی نے رسم لغتی میں ایک ضابطہ بیان فرمایا کہ عبادات میں مطلقاً امام ابوحنیفہ کے قول پر ہونی چاہیے، بشرطیکہ درج ذیل روایت کی بات کے مقابلہ میں صحیح نہ لگتی ہو۔ اس ضابطہ کے رُستے بھی امام ابوحنیفہ کے قول شیعہ کے بارے میں راز قرار دیا جاتا ہے۔

اولول وقت البعث اذا غاب الشفق واخر وقتها ما بين يطالع الفجر الثاني اول وقت وحب الوتر بعد
المرثا والليل حته من مبعث غائب هو باس مراد في آخر حته (ان وقت حب) سبب عدم كمال طلع هو وجود ركايل اوقات مشددة
البعداء واخير وقتها ما بين يطالع الفجر

بعد ہے اور اس کا آخری وقت (اس وقت تک ہے) جب تک فجر طلوع نہ ہو۔

تشریح و توضیح: وقت نماز عشاء کا ذکر

اول وقت العشاء الاكبر الفلح عشاء الاكبر یعنی نہایت بڑا عشاء ہے اور مستحب وقت تہائی رات تک اور اگر بہت وقت آدمی رات تک اور آدھی کا وقت تک نہ سوتی کے طوطی تک برقرار رہتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے آنحضرت نے ارشاد فرمایا کہ اگر میری نسبت پر متعلق نہ ہو تو تم میں انہیں نماز مشاء نہ پڑھاؤ رات تک سوئے نہ کھائے۔ اور ایک روایت میں نصیب کے الفاظ ہیں۔ یہ روایت قدسی، ابن ماجہ، ابوداؤد اور بزرگ وغیرہ میں ہے۔ جب پوچھا کہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام شافعی نے آخری وقت عشاء و تہائی تک منقول ہے۔ مگر کچھ قول کے مطابق اس سلسلہ میں فقہاء کے دو مسائل کوئی اختلاف نہیں۔ عابری بھی بخلاف طبع امام کا یہ وہ سب ذکر فرماتے ہیں کہ ان کا قدیم قول اور ایک روایت امام احمد کی نزدستہ معہ تہائی رات عشاء نصیب شیب تک ہے اور قول امام مالک اور دوسری روایت امام حنفی کے قول چھ پندرہ کی نز سے مشاء کا مکہ و قرین وقت ایک تہائی شب تک ہے اور چاروں علماء صحاح و سنن میں ایک ہے۔ شرح ماہیہ میں علامہ سمرقانی نے اس پر جہاں نقل کرتے ہیں۔

اول وقت الوعیہ الخ. امام ابو یوسف و امام محمد فرماتے ہیں: روز کا ابتدائی وقت جد عشاء ہووے آخری طلوع صبح صادق تک ہے۔ نماز روزانہ اور ہر اعتقادہ جائے کا اطمینان ہووے تو وقت تک نہ کر کے اس کو شب قرار دیتے۔ حدیث شریف میں ہے تو اپنی رات کی آخری نماز پڑھاؤ۔ یہ حدیث بخاری و مسلم میں موجود ہے۔ اب حدیث میں ہے کہ کثرت و خیرات میں نہ ٹھنکے کا نام بیشہ ہوگا، سے رات کے ازالہ حصہ میں نماز روزانہ یعنی چاہئے اور جو خیرات میں ٹھنکے کا خواہی حند ہو تو رات کے آخر میں پڑھاؤ اور اس میں تراویح نہ ہوں گے۔ یہ روایت مسلم شریف، ابن ماجہ، احمد میں موجود ہے۔

امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ عشاء اور تہجدوں کا یکساں وقت ہے یعنی غروبِ شمس سے طلوعِ صبح صادق تک مگر جب ترتیب کے باعث در عشاء سے پہلے پڑھنا درست نہیں۔ مگر سب کو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک در واجب ہے۔ امام ابو یوسفؒ، امام محمدؒ اور اکثر علماء و مفسرین کو سنت قرار دیتے ہیں۔ اس اختلافِ فقہاء کا نتیجہ ایسا نہیں نکلیں کہ حق میں مائے آئے گا کہ جس نے سب کو نماز عشاء بغیر وضو کے پڑھ لی اور تہجد وضو کے پڑھے اور اسی کے بعد نماز عشاء بغیر وضو کے پڑھنا یا تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک عشاء در واجب نہ ہوگا اور امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ کے نزدیک عشاء واجب ہوگا۔ لیکن بحولِ جانے کے باعث ترتیب مانتا ہو جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ نے عشاء کو واجب قرار دیا ہے۔ اس وجہ سے ہر مفسر و مفسرین اسلام میں لکھا ہے کہ جان و جہد کر عشاء سے قبل پڑھنے پر سخت طور پر اصرار واجب ہوگا۔ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک تو اس واسطے کہ واجب ترتیب کے ترک پر دوبارہ پڑھنی پڑنی ہے اور امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ کو سنت شمار کرنے کے باوجود تابع عشاء قرار دیتے ہیں۔ اس وجہ سے وہ کسی صورت میں مقدم نہ ہوگا۔ لیکن کہ اس نے نماز در حق شرع کر دی تھی لہذا اعتقاد کا لازم ہوگا۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں دو اوقات غزواتِ جنگ نہ دلائی ہیں بلکہ اہل ذکر فرماتے ہیں: "وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفِي النَّهَارِ وَزُلْفَا مِنَ اللَّيْلِ" طرفی النہار سے تصور نماز عصر و فجر ہے۔ و زلفا من اللیل سے تصور نماز مغرب و عشاء ہے۔ اور ارشاد ہے: "اقم الصلوة لعلک التمتنع" اس سے تصور نماز عصر ہے۔

وَيَسْتَجِيبُ الْإِسْفَالَ بِالْفَجْرِ وَالْأَوَّلَ بِالطُّهْرِ فِي الصُّبْحِ وَتَقْبِلُهَا فِي الشَّاءِ وَتَاخِرُ الْعَصْرِ
اور نماز فجر سب سے پہلا اور نماز طہر و کبریٰ میں صبح سے پہلا اور اسی کو پہلا میں اول وقت میں ہر سالہ صبح و عصر کے اخیر میں ہر ایک نماز کو کہ
عَالَمٌ تَقْبِلُ الشَّمْسُ وَتَضَعُ الْفَجْرَ وَتَاخِرُ الْمَشَاءَ إِلَى قَدْ قُلْتُ ثَلَاثًا وَتَسْتَجِبُ فِي الْوُجُو
اور عصر کو جلدی پڑھنا اور عشاء کو پہلی رات سے پہلے تک مؤخر کرنا مستحب ہے اور میں نے ذکر کو آخری رات تک مؤخر کرنا مستحب ہے
لَيْسَ بِأَثَرِ صَلَاةِ اللَّيْلِ أَنْ يُؤَخَّرَ الْوُجُو إِلَى آخِرِ اللَّيْلِ وَإِنْ لَمْ يَنْقَلِبْ بِالْأَنْبَاءِ أَوْ تَزْ قُلْتُ الْوُجُو
اس شخص کے لئے جس کو نماز فجر کا شوق ہو اور اگر اسے بچا نہ ہو تو وہ سنے سے پہلے ہی در پڑے
لغات کی وضاحت:

الاسفار: روشن ہونا۔ اسفل الوجہ: چہرہ خوبصورت و نورانی۔ الصیف: گرمی کا موسم۔ المشرق: سردی کا موسم۔ یقین: بخیر و سہولت۔ اختیار: جاننا۔ اوقرت: نماز در عشاء۔

تشریح و توضیح: نماز کے مستحب اوقات کا ذکر

اس سے قبل جو اوقات غزوات کے لئے دو جہاز صلوٰۃ کے تھے۔ اس جگہ وہ اوقات بیان کئے جا رہے ہیں جن میں نماز پڑھنا جائز و مستحب میں داخل ہے۔ علامہ ترمذی کہتے ہیں کہ فجر کی نماز اسلام میں پڑھنا مستحب ہے اور اس کا معیار یہ قرار دیا گیا کہ قوال متصل کے ساتھ نماز فجر پڑھتے ہوئے اگر کسی جائز نماز کا سہا ہو گئی تو آداب کے لئے سے پہلے تک مسنون قراءت کے ساتھ دوبارہ نماز پڑھی جائے۔ متصل رسول اکرم ﷺ کا ایسا اور ترمذی و دیگر میں مروی یہ ارشاد ہے کہ "المسفر بالبصر فانه اعظم للاجر" (نماز فجر اسلام میں پڑھا کر کہ پڑھنا واجب ہے) حضرت عامر شافعیؒ (اندلسی) میں پڑھنے کو مستحب قرار دیتے ہیں لیکن ان کے نزدیک ہر نماز میں مستحب یہ ہے کہ اذان و اقامت میں پڑھی جائے۔ ان کا متصل ترمذی و دیگر میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی یہ روایت ہے کہ

انہی سے تہذیب و تمدن کی بنیاد پڑی ہے۔ ان کا جو آپ یہ بات کہہ دلت اس خیر وقت کے اعتبار سے بڑا اچھا و نیکو کام ہے۔
آج کل کے مکتب و ملت کے نام و فرائض و احکامات کو ثابت ہے

والا بعد از انشاء اللہ۔ مکتبہ کی کمی کی کمی سے تہذیب و تمدن کی بنیاد پڑی ہے۔ ان کا جو آپ یہ بات کہہ دلت اس خیر وقت کے اعتبار سے بڑا اچھا و نیکو کام ہے۔
آج کل کے مکتب و ملت کے نام و فرائض و احکامات کو ثابت ہے

حضرت امیر المومنین علیؓ کی تعلیم کا مستند ہے اور آپ نے جو کچھ فرمایا ہے اس سے سب کو رہنمائی ملتی ہے۔
حضرت امیر المومنین علیؓ کی تعلیم کا مستند ہے اور آپ نے جو کچھ فرمایا ہے اس سے سب کو رہنمائی ملتی ہے۔

حضرت امیر المومنین علیؓ کی تعلیم کا مستند ہے اور آپ نے جو کچھ فرمایا ہے اس سے سب کو رہنمائی ملتی ہے۔
حضرت امیر المومنین علیؓ کی تعلیم کا مستند ہے اور آپ نے جو کچھ فرمایا ہے اس سے سب کو رہنمائی ملتی ہے۔

حضرت امیر المومنین علیؓ کی تعلیم کا مستند ہے اور آپ نے جو کچھ فرمایا ہے اس سے سب کو رہنمائی ملتی ہے۔
حضرت امیر المومنین علیؓ کی تعلیم کا مستند ہے اور آپ نے جو کچھ فرمایا ہے اس سے سب کو رہنمائی ملتی ہے۔

حضرت امیر المومنین علیؓ کی تعلیم کا مستند ہے اور آپ نے جو کچھ فرمایا ہے اس سے سب کو رہنمائی ملتی ہے۔
حضرت امیر المومنین علیؓ کی تعلیم کا مستند ہے اور آپ نے جو کچھ فرمایا ہے اس سے سب کو رہنمائی ملتی ہے۔

حضرت امیر المومنین علیؓ کی تعلیم کا مستند ہے اور آپ نے جو کچھ فرمایا ہے اس سے سب کو رہنمائی ملتی ہے۔
حضرت امیر المومنین علیؓ کی تعلیم کا مستند ہے اور آپ نے جو کچھ فرمایا ہے اس سے سب کو رہنمائی ملتی ہے۔

حضرت امیر المومنین علیؓ کی تعلیم کا مستند ہے اور آپ نے جو کچھ فرمایا ہے اس سے سب کو رہنمائی ملتی ہے۔
حضرت امیر المومنین علیؓ کی تعلیم کا مستند ہے اور آپ نے جو کچھ فرمایا ہے اس سے سب کو رہنمائی ملتی ہے۔

حضرت امیر المومنین علیؓ کی تعلیم کا مستند ہے اور آپ نے جو کچھ فرمایا ہے اس سے سب کو رہنمائی ملتی ہے۔
حضرت امیر المومنین علیؓ کی تعلیم کا مستند ہے اور آپ نے جو کچھ فرمایا ہے اس سے سب کو رہنمائی ملتی ہے۔

اسی لیے سنا لی اور ملو کی دھیر دھیر سنو گے۔

پانچون ناز و اور جو کے واسطے امان کو مستعد ہو کر دُعا راہ یا کیا یا بعض حضرات اس کے بموجب کے تاکل ہیں۔ اس لئے کہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد و کرامی "قَالَ اللَّهُ تَعَالَى" "مَنْ كَانَ مِنْكُمْ رَجُلٌ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ فَإِنِّي أُعْطِيهِ كَأَنَّهُ يَأْخُذُ بِلِصَّةِ يَدِي فَذَرَيْتُهُ يَنْتَهِزُ عَنِّي"۔ مگر صاحب لہر فرماتے ہیں کہ دونوں قول ایک دوسرے کے قریب قریب ہیں۔ اسی لئے کہ مسند ہو کر وہی ولایت کے درجہ میں ہوتی ہے۔ اس سخی کے اعتبار سے کہ اس کے ترک سے منکام لازم آتا ہے۔ حضرت زہد فرماتے ہیں کہ اسرائیل تیرا امان کہو نے پر مقرر ہو چکا تھا تو ان کے ساتھ قتال ہوتا ہے۔ ارم ابویوسف کے نزدیک وہ اس قائل ہیں کہ ان کے بار آور قید کیا جاتا ہے۔

ولا یرجع فیہ عندہ مخالف اذان سے نہ آجائیں گے۔ حضرت ابراہیمؑ نے اسے مسنون فرماتے ہیں۔ ترائی کی شکل یہ ہے کہ شراعت میں آہستہ آہستہ کے بعد پھر وہ سے ملے۔ ان کا مسئلہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوہریرہؓ اور دوسری اللہ عزوجل کی کیفیت سے اذان کی تعلیم فرمائی اور مخالف کا مسئلہ حضرت بلالؓ کی اذان ہے، کیونکہ حضرت بلالؓ فرما اور حضرت میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے جاتے تھے اذان کے اذان دینے سے تھے حضرت ابیہریرہؓ اور رسول اللہ عزوجل کی روایت سے بھی نکلیا کرت ہے۔

وَيُؤَذِّنُ فِي أَذَانِ الْفَجْرِ بَعْدَ الْفَلَاحِ الْفَلُوحَةُ خَيْرٌ مِنَ الْوُجُوهِ مُؤَذِّنٌ وَالْإِقَامَةُ مِثْلُ الْأَذَانِ
اور اذان فجر کی پہلی القضا کے بعد الفلوحۃ خیر من الوجوہ اور غیر لغوی کی طرف سے
الَا اَنَّهُ يُؤَذِّنُ فِيهَا نَفْذَ عَمَلٍ عَلَى الْفَلَاحِ قَدْ قَامَتِ الْمَضْلُوعَةُ مُؤَذِّنٌ وَيُفْرَسُ فِي الْأَذَانِ وَ
قَالَ يَوْمَ كُنَّا فِي عَمَلِ الْقَضَاءِ كَيْفَ بَعْدَ قَدَامَتِ الْمَضْلُوعَةُ وَبَارَكَ اللَّهُ لَهُمْ وَبَارَكَ اللَّهُ لَهُمْ وَبَارَكَ اللَّهُ لَهُمْ
يُخْلَعُونَ فِي الْأَقَامَةِ وَيَسْتَقْبِلُونَ بِهَا الْقُلَّةَ فَإِذَا نَفَعَ إِلَى الْفَلَاحِ وَالْفَلَاحِ خَيْرٌ مِنْهَا وَنَفَعَ تَبَسُّؤًا
غَيْرَ جَدِيٍّ جَدِيٍّ كَيْفَ بَعْدَ قَدَامَتِ الْمَضْلُوعَةُ وَبَارَكَ اللَّهُ لَهُمْ وَبَارَكَ اللَّهُ لَهُمْ وَبَارَكَ اللَّهُ لَهُمْ
شِمَالًا وَيُؤَذِّنُ بِالْقَضَاءِ وَيُفْرَسُ فَإِنْ خَافَتِ الْمَضْلُوعَةُ أَنْ يُلَاقِيَهَا الْقُلَّةُ وَالْقَامُ وَتَكُنْ مُتَحَرِّقًا فِي
بِأَمْرِ جَابِ بَحْرَتِ الْوَقَاتِ لَمْ يَكُنْ لَهَا وَبَارَكَ اللَّهُ لَهُمْ وَبَارَكَ اللَّهُ لَهُمْ وَبَارَكَ اللَّهُ لَهُمْ وَبَارَكَ اللَّهُ لَهُمْ
الْقَضَاءُ أَنْ خَافَ أَذَّنَ وَاقَامَ وَإِنْ خَافَ الْقَضَاءُ عَلَى الْإِقَامَةِ وَيُسْمَعُ أَنْ يُؤَذِّنَ وَيُفْرَسُ عَلَى طَهْرٍ
تجارت ہے اگر چاہے اذان وغیرہ دیوں گے اور اگر چاہے صرف حیرت استقامت کرے اور اذان وغیرہ باقی پڑھتی ہیں
فَإِنْ أَقَامَ عَلَى غَيْرِ وَصِيٍّ عَزَّ وَبَكَرُهُ أَنْ يَكُنْ عَلَى غَيْرِ وَصِيٍّ عَزَّ وَبَكَرُهُ أَنْ يَكُنْ عَلَى غَيْرِ وَصِيٍّ
میں کر لیاں یا نہ ہو کسی کو جانتے ہیں اور تجلیہ برا ہو کر آیا اور تاہم کی حدت میں اذان کہنا شروع ہے اور اذان
بَعْلُوهَا قَبْلَ دُخُولِهَا إِلَيْنَا الْفَجْرِ عِنْدَ أَبِي مُوسَى

میں نذر کے لئے دقت سے پہلے دیکھ جائے سوائے قرنی نماز کے ۴۰۰۰۰۰۰ کے نزدیک

نجات کی وضاحت:

الفلاح، روزی کا سوالیہ کہا جاتا ہے جسے علی الفلاح یعنی کامیابی اور نجات کے راستہ کی طرف آدھ حول ضرور کہو۔

تحریر: پھر جاتا۔ جنب: تاپانی کی حالت۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ عظیم و عظیم ہیں۔ اور یہ صحابی کی روایت میں اذان و اقامت راتوں کا ذکر موجود ہے۔ حضرت امام باکبک اور حضرت امام شافعی اقامت کو کافی قرار دیتے ہیں۔ ان کا مسئلہ "سلم شریف" میں حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے جس کے اندر بعض اقامت کو ذکر کیا گیا ہے۔ اس کا جواب یہ دیا گیا کہ رات کی حدیث نے اذان کا ذکر بالکل ترک کر دیا ہے، نہ درنگ و اقامت مجھے جس ذکر اذان ہے۔ لہذا اذان و اقامت میں اذان کا بھی ذکر ہے آپ نے اس پر عمل کیا اور نماز پابند ہو گئے۔

اذان لا یلغی۔ اگر کسی نماز میں اتنا ہوئی ہوا تو اذان، اقامت، دعویٰ کی جائیں اور یا بعض اقامت کہل جائے اس لئے کہ اذان کا مقصد قارئین کو اطلاع کرنا ہوتا ہے اور یہاں سب کے موجود ہونے کی وجہ سے اس کی احتیاج نہیں رہی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمودہ: "اب میں رسول اللہ ﷺ کی چار نمازیں تھیں۔ ہر نماز میں آپ نے حضرت بلالؓ کو اذان و اقامت کہنے کا حکم فرمایا۔ اس کے بعد آپ نے پہلے نماز تلکرمی، ابھر بعد تکبیر عصری، پھر فجر کی، حضرت بلالؓ سے اس طرح کی روایت بھی ہے کہ اول نماز کے بعد بلالؓ کو اذان کے واسطے یہ ضروری ہے کہ اقامت کی جائے اور فقہاء فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ اسی کے قائل ہیں۔ حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت کی صراحت فرماتے ہیں۔

ولا یلغی فی الصلوۃ قبل دعویٰ و قضا الخ۔ امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک یہ جائز نہیں کہ وقت سے پہلے اذان کی جائے۔ اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلالؓ سے فرمایا: "سے بلال! اس وقت تک اذان نہ دے جب تک فجر (مکمل صادق) آجائے نہ آجائے۔ حالہ نماز میں اور ان کے خریف۔" حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت بلالؓ نے فجر سے قبل اذان دی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تین بار پکار دو کہ "غیراً فی فی" امام ابو یوسفؒ اذان کے اخیر میں اذان فجر کو درست قرار دیتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ دیا گیا کہ یہ اذان تہجد کے اسے بھی نماز فجر کے لئے نہیں۔

بَابُ شُرُوطِ الصَّلَاةِ الْبَتَى تَتَقَدَّمُهَا

باب شروط نماز کے بیان میں جو نماز پر مقدم ہوتی ہیں

نائب شرط الصلوة کی دو شکلیں ہیں۔ یعنی یا تو وہ اصل ماییت تھیں جو اس سے خارج ہوں گی۔ اور ظاہر ماییت خارج ہونے کی صورت میں اسے کہیں گے۔ مثلاً رکوع و سجود وغیرہ۔ اور خارج ہونے کی جگہ میں بھی دو قسموں پر مشتمل ہوگی۔ یعنی یا تو وہ اس کے اندر و اثر انداز ہوگی۔ مثال کے طور پر طہارت کی خاطر طہار اور پانی کے اندر و اثر انداز نہ ہوگی۔ یا بہرہ دو قسموں پر مشتمل ہوگی۔ یعنی یا تو وہ کسی حد تک اس تک موصول تھیں جوگی۔ مثال کے طور پر وقت کہ جس کی تعمیر سبب۔ ان کی بات ہے یا وہ موصول نہ ہوگی۔ اس کے بعد ہر دو قسموں پر مشتمل ہے یا تو اس کے دو شرطے انحصار ہوگا۔ ای کو شرط کہا جاتا ہے۔ مثلاً وضو اس پر ہے کہ انحصار نہ ہوگا۔ اسی کا نام طہارت ہے۔ مثال کے طور پر اذان، اذان الحاق میں ہی طریق ہے۔ شرط دو حقیقت صدر ہے یعنی کسی شخص کو نہ کر لیں جو شرط آتی ہے اور شرط دار اس کے ساتھ اس کے معنی طہارت کے آتے ہیں۔ مع اثر دار آتی ہے۔ اثر دار بالی ہے "لقد جاء امر طہا" رو گیا شرط کا لفظ تو وہ راسل جمع ہے "شرطہ" کی اور شرطہ کے معنی پختہ ہونے کا واسطہ ادب کے آتے ہیں۔ ذکر کردہ تفصیل کے مطابق دو چیزوں کا کام ہوا۔

دو پہلوؤں کے بغیر گزارا درست نہیں ہوتا۔ یہ روایت اگرچہ شریف میں موجود ہے۔ اور زندگی میں وہی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ تو نہیں فرماتے۔
والعورة الع۔ شرف مراد کے ستر کی حد ناف کے نیچے سے گھنے تک قرار دی گئی۔ یعنی اندر خلاء گھنے کو ستر میں داخل قرار دیتے ہیں۔ اور ناف کو ستر سے خارج ٹھہرتے ہیں۔ اس لئے کہ سوا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مرد کے واسطے ناف ٹھنوں کا ہر پانی حصہ عورت ہے۔ اور دوسری روایت کی۔ دس گھنے تک عورت (داخل ستر) ہے۔ اس سے ناف کے داخل ستر ہونے کا پتہ چلا۔ وہ گھنے کا معادہ اناث الیٰ یعنی مع قرار دیتے ہیں۔ تاکہ دوسری روایت میں آ۔ خدا سے لفظ حق پر عمل ہو۔ ستر اور اس۔ کہ ساتھ ہی روایت: جو عمل ہو۔ ستر جس میں گھنے کو ستر میں داخل قرار دیا گیا ہے۔ حضرت امام شافعی و حضرت امام احمد بن حنبل اور گھنے کو ستر سے خارج قرار دیتے ہیں۔ حضرت امام مالک اور امام احمد کی ایک روایت کے مطابق عورت کھن شرم کا اور مقصود ہے۔ اور دوسری روایت کے اعتبار سے امام احمد کے نزدیک اللہ دونوں نماز کا نہ سمجھتا بھی شراب ہے۔

وبعد العورة الع۔ آزاد عورت کا سر راجان، چہرہ اور پٹیلیوں کے ستر میں؛ قس ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "ولا یصلین وجہہن الا ما ظہر عنہا" (الآیۃ) اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے امام انہما میں حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت عبداللہ ابن عمرو، حضرت عبداللہ ابن عباس، رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ "الا ما ظہر عنہا" میں عورت کے چہرہ اور پٹیلیوں (داخل قرار دی گئی ہیں۔ جب ظاہر ہے کہ عورت عورت ہے نہ مرد عورت کی ماہر پران کے کھلے بننے کی بھدوت ہے۔ نیز، اسی پر قیاس کرتے ہوئے قد میں کوئی سختی قرار دیتے ہیں۔
وَمَا كَانَ عَوْرَةُ مِنَ الرِّجْلِ فَهُوَ عَوْرَةُ مِنَ الْأُضْعَى وَظَهْرُهَا عَوْرَةُ وَمَا صَوِي ذَلِكَ مِنْ (ابن کثیر کا) نو حصہ عورت ہے، وہ داخلی عورت ہے اور اس کا عین اور پشت (داخل ستر) ہے۔ اور باقی حصہ عورت اس کا کمرہ اور ہڈیوں کا ہے اور عورت بغورۃ و من لثم یجذبہا فی فیروز بہ الشخصۃ ضلیٰ مقظا و لم یعد ستر میں ہے اور جو شخص اس کی چیز نہ دیکھے جس سے نجاست کو دور کرے۔ خود نجاست کے ساتھ قرار دے جو لے اور بھرنا نہ کہوئے (یعنی اشیاء)

تشریح و توضیح:

وَمَا كَانَ عَوْرَةُ مِنَ الرِّجْلِ الع۔ مرد کے جتنے حصہ ستر میں داخل قرار دیا گیا ہے اسے ہی باندی کے حصہ جسم بہ ستر قرار کیا گیا۔ بہت باندی کے عین اور پیٹہ کو بھی ستر میں داخل کیا۔ باقی باندی کے اور حصہ بدن ستر میں شمار نہیں کئے گئے۔ یہ حکم بزرگ کی باندی کے لئے ہے۔ چاہے وہ ام ولد ہو یا سکا چہرہ اور بدن۔ امام ابوحنیفہ مستعدا کو بھی مکاح کی طرح قرار دیتے ہیں۔ یعنی عورت صغیرہ بنت ابی حنیفہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت اسی حال میں تھی کہ وہ پاؤں پر دوڑ رہی تھی۔ حضرت عمرؓ نے اس کے ہارے میں پوچھا تو بتایا گیا کہ آپ کی اولاد میں یہ بھان کی باندی ہے۔ تو حضرت عمرؓ نے حضرت حصہ سے کہلا یا اس کا کیا سبب ہے کہ تم نے اسے ہار باندی پر اور نہ کرنا؟ اور عورت کی طرح بنا دیا۔ میں نے اسے آزاد عورت سمجھتے ہوئے وہ آزاد کیا تھا کہ اسے ستر والی۔ اگر وہ کراہی باندی یا آزاد عورت کی طرح (وضیۃ قطع) میں نہ بناؤ۔ باندی کے پینہ اور پیٹہ کو ستر میں داخل قرار دینے کا سبب یہ ہے کہ یہ انسان شرم کا کے ذمے سے ہیں اور اس کی اصل یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے اپنی البیہ کو کھرتے میں سے کسی عورت کے عین یا پیٹہ کے ساتھ تلبیہ دی تو وہ تلبیہ کرنے والا ٹھہرے گا۔
ومن لثم بعد ما یصل الع۔ اگر صرف جس کیلئے جو ہو ہو کوئی ایسی چیز موجود نہ ہو جس سے پاک کر سکتے ہو کسی کی وہ شکلیں ہوں گی (۱) کپڑے کا یہ شمالی یہ شمالی سے زیادہ پاک ہوگا۔ اگر اتار دیا۔ عورت چاہئے کہ اس کی ناپاک کپڑے سے اس کے ہاتھ دھو کر

پر سب کے نزدیک اس کے لئے درست مذہب کا کہ وہ رہنما رہا ہے۔ اگر پڑھے گا تو نماز درست نہ ہوگی۔ جدید ہے سچے بھائی کپڑا رکھ کر پڑھے کے کام مقام نہ رہا ہے تو یہ سمجھا جائے گا کہ سارا کپڑا پاک ہے اور پاک کپڑا ترک کر کے برہنہ نماز چھوڑا درست نہیں اور اگر دوسری شکل ہو یعنی پرتقالی سے کم پاک ہو تو امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ اسے یہ حق حاصل ہے خواہ رہنما رہا ہے خواہ نا پاک کپڑا سے میں۔ بجز یہ ہے کہ پاک کپڑے میں نماز پڑھے۔ اس لئے کہ جہاں تک ستر کے ٹکڑے اور نجاست کے ہونے کا تعلق ہے جس میں رانوں کی نجاست درست ہونے میں رکاوٹ ہیں۔ مگر ٹکڑوں کی حیثیت مساوی ہے۔ امام محمدؒ فرماتے ہیں اسے یہ حق حاصل نہیں بلکہ اس فعل میں بھی اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ وہی پاک کپڑے میں نماز پڑھے۔ امام مالکؒ بھی یہی فرماتے ہیں اور امام شافعیؒ کے دو قولوں میں سے ایک قول ہی اسی طرح کا ہے۔ ان کے دوسرے قول کے مطابق وہ رہنما رہا ہے۔ امام شافعیؒ کے ظاہر مذہب میں دوسرے قول کی مطابقت ہے۔ حضرت امام محمدؒ کو مسئلہ یہ ہے کہ پاک کپڑے میں نماز پڑھے پھر اصل ایک فرض یعنی پاکی کے ترک کا ثبوت ہونا ہے یا وہ رہنما رہا ہے جس کی صورت میں ایک سے زیادہ فرضوں کی ترک کا مرتب ہوتا ہے لہذا نہیں کپڑے میں نماز پڑھنا نسبتاً ایسا ہے۔

وَمَنْ لَمْ يَجِدْ ثَوْبًا صَافِيًا غَوَّابًا فَاجْعَلْهُ بِزُيْمِي بِالْمُخَوَّجِ وَالْمُخَوَّجُ قَلْبِي فَاجْعَلْهُ خَيْرًا وَ
 اور جو کچھ نہ پائے تو نجاست پر نماز پڑھے اشارے سے روئے اور کچھ کرے اور اگر اس نے کھڑے ہو کر نماز پڑھی جب تک نکلتے نہ جائے کہ اور
 الْأَوَّلُ الْفَضْلُ وَيُؤَيِّدُ لِلْمُخَوَّجِ الَّذِي يَدْخُلُ فِيهَا يَشِدُّ لِيُفْلَحَ لِنَبِيهَا وَتَنْتِ الْغُورِيَّةُ بِغَضَلِ
 پہلی صورت افضل ہے اور اس نذرانی میں کو پڑھنا چاہتا ہے اس طرح نیت کرے کہ اس کے اور قریر کے درمیان کسی عمل سے نکل نہ کرے
 تشریح و توضیح:

وَمَنْ لَمْ يَجِدْ ثَوْبًا صَافِيًا یعنی جس کے پاس سرے سے کپڑا ہی موجود نہ ہو تو اسے یہ چاہئے کہ پہلے بیٹھے نماز پڑھے اور کوئی عذر صرف اشارہ سے کرے۔ رہا بیٹھے کا طریقہ تو بعض کے نزدیک سیاق و سباق پر بیٹھے جس طرح نماز میں بیٹھا کرتا ہے اور بعض کے نزدیک اس طرح بیٹھے کہ ہاتھوں پر تکیہ کی جانب ہوں اور شرمگاہ پر ہاتھ رکھے مگر اس شکل اول ہے کہ اس کے اندر ستر بھی لپیٹا ہو۔ دوسری جانب جو احتیاطی پہلو بھی ہے کہ پاؤں تہ نہ نہ ہوں، بجز بیٹھے کہ نماز پڑھنے میں قسم ہے خواہ وہ ایسا یا نہ ہو۔ نیز یہ گھر میں پڑھے یا جنگل میں پڑھے۔ بیٹھے بیٹھے نماز پڑھنے کا مسئلہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت انسؓ کی یہ روایت ہے کہ کچھ صحابہؓ علم دینی کا طریقہ کسی میں بیٹھ گئے۔ کبھی ٹوٹی تو یہ لوگ وہاں سے بہت دور آئے اور انہوں نے اسی حالت میں بیٹھے بیٹھے اشارہ کے ساتھ نماز پڑھی۔ علامہ سبکیؒ کے قول کے مطابق اس کے مقابلہ میں ان لوگوں کے خلاف کوئی اثر روایت نہیں کیا گیا۔ حضرت ابن عباسؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ حضرت عمرؓ حضرت قتادہؓ حضرت اوزاعیؓ اور حضرت امام حنفیؒ فرماتے ہیں۔ البتہ اگر کوئی عاصبت برائی کپڑا نہ ہونے کی صورت میں نماز پڑھے تو بجز مگر خلاف افضل ہے۔

وَيُؤَيِّدُ لِلْمُخَوَّجِ الَّذِي يَدْخُلُ فِيهَا اَيْضًا نماز درست ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ نیت کرے۔ لیکن احمدؒ اور غیرہ فرماتے ہیں کہ وہی پر مسلمانی کا اقرار ہے۔ صرف کتب "دوق" میں اسی طرح ہے علامہ عراقیؒ ہندیؒ فتنیؒ کی شرح میں اس پر ارشاد ربانی "وَمَا نَعْبُدُ إِلَّا لَكَ يَا اللَّهُ مُخَوَّجِينَ لَكَ الْعَبِيدُ" سے استدلال فرماتے ہیں۔ لیکن بعض نے اس سے اتفاق نہیں کیا۔ اس لئے کہ بظاہر یہاں عبادت سے تو یہ قصور ہے۔ وہ یہ ہے کہ مصلوۃ و زکوۃ اس کے بعد ہی پر موقوف ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد "انما الاعمال بالنيات" کے ذریعہ منہج ہوا ہے اور بعض دوسرے حضرات استدلال کرتے ہیں۔ علامہ ابن قیمؒ مصریؒ اس استدلال کے رد میں

فرماتے ہیں، اہل اصول نے جان فرمایا کہ اس روایت کے غیر واحد ہونے کے باعث اگر علی اللہ لالہ واقعی الثبوت ہونے کی بناء پر اس سے اعتقاد بہ سنت ہو تو اعتدال کیا جاسکتا ہے مگر فرض پر استدلال درست نہیں۔ علیٰ اطمینان نیکم کے جواب میں فرماتے ہیں کہ ان کے اس اعتراض کو درست نہیں کہا جاسکتا۔ اس لئے کہ یہ حدیث مشکوٰۃ اور مختلف طور پر صحیح ہے۔ پس اس میں یہ مشکوک ضرور ہو سکتی ہے کہ اس کے اندر تصور و ثواب ہے محنت سے اس میں تعرض نہیں کیا گیا۔ بلکہ وہی میں اسی طرح ہے۔ نیت کے معنی یہ ہیں کہ نماز پڑھنے والا کسی طور پر یہ چاہتا ہو کہ وہ کوئی نماز ادا کر دے۔ اس نماز کے تراویح، سنت و نفل ہونے کی صورت میں تو یہ بھی کافی ہے کہ مطلق نیت کر لے اور فرض کی صورت میں یہ تاثر ہے کہ فرض کی تعمین کرے۔ مثلاً ظہر کی فرض نماز ہے یا فجر وغیرہ کی۔ بحریت میں اس کا ٹکڑا رکھا جائے کہ نیت اور تعمیر قریہ کے درمیان کوئی عمل حاصل نہ ہے اور دونوں کے درمیان اتصال ہو۔ ظاہر اور کرم کے مطابق بعد قریہ نیت معتبر نہیں۔ لہٰذا کرئی بعد قریہ بھی نیت کو درست قرار دیتے ہیں اور بعض ائمہ امام اور بعض کرام اور بعض کرام سے منہجہ جائے تک نیت کے جواز کے اس میں ہیں لیکن زیادتی یہ کہ قول ہے۔

وَيَسْتَقْبِلُ الْقِبْلَةَ إِلَّا أَنْ يَكُونُ غَائِبًا فَيُصَلِّيَ إِلَىٰ أَيْ جِهَةٍ فَخِذَ فَإِنْ ائْتَمَّ بِهَا فَلَا إِعَادَةَ
اور قبلہ رخ ہو جائے کہ اس کو ذر ہو تو جس جہت کی طرف قادر ہو نماز پڑھ لے پس اگر اس پر قبلہ مشبہ ہو جائے اور
لَمْ يَسْجُدْ مِنْهُ مِنْ مُسْتَقْبِلِهَا فَجَاهُهَا وَهِيَ لَهَا مِنْ غَيْرِهَا فَلَا إِعَادَةَ
وہاں کوئی جہا نہیں (یعنی) نہ ہو جس سے چھوٹے تو اپنے دل میں غور کر کے نماز پڑھ لے مگر اگر نماز پڑھ چکے کے بعد معلوم ہو تو اس پر اعادہ
غلبہ وان غلبم ذلک وهو فی الضلوة استندوا بآلی القبلۃ ونسئ غلبنا
نہیں ہے اور اگر اسے یہ معلوم ہو جائے اس جہاں میں کہ وہ نماز میں ہو تو قبلہ کی طرف مگر جائے اور (باقی نماز کی) اس پر غا کرے
تشریح وقت و صبح:

وَيَسْتَقْبِلُ الْقِبْلَةَ إِلَّا أَنْ يَكُونُ غَائِبًا الخ۔ صحیح نماز کی ایک شرط قبلہ رخ ہونا بھی ہے۔ ارشاد باری ہے: "فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ
شطرہ" (تو تم سب لوگ جہاں کہیں بھی ہو اپنے چہرہ کو کسی (مسجد حرام) کی طرف کیا کرو، علماء و اہل رسول اللہ ﷺ نے ایک جلدی
جلدی نماز پڑھنے والے سے ارشاد فرمایا کہ تو نماز کی خاطر اٹھے تو عمدہ طریقہ سے وضو کر اس کے بعد قبلہ کی جانب مت کر کے ٹھیکر کہ۔ یہ
روایت مسلم شریف میں موجود ہے۔ اس کے باوجود کوئی یہ نہ کہل نہ کرے کہ عبادت اللہ تعالیٰ کے لئے ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے واسطے کوئی
جہت اور کوئی سمت متعین نہیں، مگر کہہ دیکھنا کہ یہ جانب رخ کرنے کی احتیاج کس بناء پر۔ اس کا جواب یہ دیا گیا کہ ہر ملک و قوم و آدمی کا وہی میدان
اور رجحان طبع ہو گا کہ ہے اور اس کا تقاضا یہ ہو گا کہ ہے کہ وہ اس جانب متوجہ ہو۔ شرعاً عبادت اللہ تعالیٰ کی ضرورت کر لے والے کو اور دوسروں سے
امتیاز ملاحظہ کرنے کی خاطر اس کے لئے یہ جہت متعین فرمادی گئی، یا یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ اس طریقہ سے جب سے کوئی زمانہ کا اور وہ کیا گیا، اسی
جے کہ عاقبت بالغ شخص جس کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے واسطے متعین جہت محال ہے اور اس کا تقاضا یہ ضرورت یہ ہے کہ وہ نماز کے اندر کسی
شخصوں کی جانب رخ نہ کرے۔ اسے اللہ تعالیٰ نے ایسے کام کا حکم فرمایا جو جملہ جہات انسانی کے خلاف ہے تاکہ جو بات مکمل جائے کہ وہ مکمل حکم کرتا
ہے یا نہیں۔ بہر صورت قبلہ رخ ہونا واجب ہے۔ چاہے یہ حقیقتاً ہو جیسے باشندگان مکہ کرم کے واسطے صبح کی جانب رخ ضروری ہے
چاہے درمیان میں وہ اور وغیرہ مائل بن رہی ہو یا نہ بن رہی ہو یا نہ ہو۔ مثلاً کعبہ کرم سے دور رہنے والوں کے واسطے صبح کی جانب رخ کرنا
ہے۔ جس پر علماء اہل السہارک، "احقر ما خلق" "وہ ذر و ذری" "تو رشتہ منافی اور احاف" سب سے سخی فرمایا ہے۔ علامہ ترمذی، حضرت عمر، حضرت علی

لئے امام کو نہیں جھڑتے مگر یہی ائمہ صحابہ کی روایت جوت ہے۔

وہیقت فی الکلیۃ الخ۔ اے اہل قوت! تیری رُکعت کے رکوع سے پہلے یہ حدیث رسول اللہ ﷺ کے فضل سے ثابت ہے۔ سنیوں نے کہا اور ابن ماجہ میں اس کی سرایت ہے۔ صاحب شرح لاشد فرماتے ہیں کہ اس بارے میں امام شافعی سے کسی طرف کی مروایت نہیں ہے۔ اصحاب شافعی کے دو میان اس سلسلہ میں اختلاف ہے۔ بعض رکوع سے پہلے کے قائل ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ رکوع کے بعد پڑھے۔ مگر صاحب شافعی کے مخالفین رکوع کے بعد دست ہے۔ امام احمد سے دونوں صورتوں کا جواز نقل کیا گیا ہے۔ امام شافعی کو مستدل اور روایت ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وتر کے اخیر میں قوت پڑھی۔ یہ روایت زہدی، نسائی، ابوداؤد وغیرہ میں ہے۔ امام ابو حنیفہ کا مستدل یہ روایت بخیر میں (۱) حضرت ابی بن کعبؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر تہیہ رکعت سے کرتے تھے۔ دیکھی رکعت میں صبح اسم۔ دوسری میں قل یا ایہا الکافرون۔ تیسری میں قل ھو اللہ پڑھے اور کہیں نقلی احادیث پڑھا کرتے تھے۔ یہ روایت ابن ماجہ اور نسائی میں ہے۔ (۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر کے اندر وتر سے قوت پڑھی۔ یہ روایت ابن ابی شیبہ وغیرہ میں حضرت ابن مسعودؓ سے ہے۔ (۳) بخاری شریف میں حضرت حاکم الاحولؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت انسؓ سے وتر کی قوت کے بارے میں پوچھا تو فرمایا ہاں۔ میں نے پوچھا رکوع سے پہلے یا رکوع کے بعد۔ فرمایا رکوع سے پہلے۔ میں نے کہا فلاں نے مجھ کو بتایا کہ آپ نے فرمایا ہے کہ رکوع کے بعد۔ فرمایا اس نے غلط اطلاع دی۔ اس لئے کہ رکوع کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ایک سجدہ قوت پڑھی تھی۔ روایت امام شافعی کا یہ استدلال کہ وہ لفظ "آخر" سے رکوع کے بعد قوت پڑا لے دے ہیں تو اس کا جواب یہ دیا گیا کہ ہر سجدے کے نصف سے زیادہ ہونے پر "آخر" کا اطلاق ہوتا ہے۔ جس تیسری رکعت کے رکوع سے قوت پڑھی جس سے مروی حدیث درست ہے۔

فی جمیع السجد۔ مجبور فرماتے ہیں وتر کے اندر قوت پڑھی جائے گی۔ اور شافعی کے نزدیک فیض رمضان شریف سے آخری نصف میں۔ اختلاف کا مستدل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسنؓ کو جب قوت کی تعلیم دی تو امر شا فرمایا کہ اسے اپنے وتر میں شامل کرادو اس میں رمضان شریف کے آخری نصف کی کس قید نہیں۔ شافعی کا مستدل یہ ہے کہ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروقؓ نے لوگوں کو حضرت علیؓ کی کعبہ کی اقتداء میں اکٹھا کیا تو انہوں نے جس دن تک نماز پڑھاں اور محض آخری نصف میں قوت پڑھی۔ یہ روایت ابوداؤد شریف میں ہے۔ علاوہ ان میں ابن عدی نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان شریف کے آخری نصف میں قوت پڑھا کرتے تھے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ علامہ کوئی خلاصہ میں اس وقت طرقت کے کضعیف فرمادے۔ پتے ہیں۔

فالمعروف: صحیح قول کے مطابق اندرون وتر قوت حمد تک پڑھو جو جب ہے۔ حتیٰ کہ اگر کوئی پڑھنا بھول جائے تو اس پر تہجد، سورۃ بقرہ، سورۃ شافع صحیح قرار دے دیں۔ ہر قوت جہاز پڑھی جائے اس پر اڑھائی تک کے اندر اس سرانجام سے کوئی اور پڑھ لیا۔ جو یہ ہے کہ قوت و حمد سے بعد عاقلاً کامر ہوا۔ سنوں ہے۔ رہا مغز و قاس کے بارے میں سر سے شمال ہی نہیں کہ وہ وتر پڑھے تھا۔ روایت امام حسنؓ کی صورت میں وہ وتر پڑھے یا نہ پڑھا۔ اس میں فقہاء کی رائیں مختلف ہیں۔ وہ انھیں کہہ اور محمد بن یونس کا رخمان امام کے سرانجام سے کسی جانب ہے۔ صاحب مسودہ کا اختیار کردہ قول بھی یہی ہے۔ اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کا رخشا گرامی ہے کہ "مہرین ذکر وہ ہے جو پشید ہو۔" بعض فقہاء رجحان دینے کے قائل ہیں۔

وہیقرأ فی کل رکعتہ۔ وتر کی ہر رکعت کے اندر سورۃ فاتحہ اور اس کے علاوہ کوئی سورۃ پڑھے۔ اس لئے کہ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کی جا چکی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر کی رکعت اپنی میں صبح اسم۔ دوسری رکعت میں قل یا

وادی ما بجزی الخ الحمد للہ نماز فرض قراءت کی امام ابو حنیفہ کے نزدیک کم سے کم مقدار ایک آیت قرار دی گئی، لہذا وہ آیت پھرتی ہو یا نہ ہو۔ امام ابو یوسف و امام محمد رحمہما سے کم تین آیت یا ایک بڑی آیت و فرض قرار دیتے ہیں۔ اس لئے کہ اس سے کم قراءت کرنے پر وہ قراءت کشیدہ ٹکارتا ہوا۔ امام ابو حنیفہ (الحافظ) اما یسیر من القرآن (الآیۃ) سے استدلال فرماتے ہیں۔ صاحب بیان فرماتے ہیں کہ اندر دہا نماز قراءت پانچ حصوں پر مشتمل ہے: (۱) بقدر فرض قراءۃ۔ امام ابو حنیفہ کی یہ مقدار ایک مکمل آیت قرار دیتے ہیں۔ پھر اس کے بعد ہر دو حصوں پر مشتمل ہونے کی صورت میں مکمل کے صواب "تم اہم" "تود" سے ہے اور بعض ایک کلمہ مثلاً خذھا منا یا محمد ایک حرف مثلاً فی۔ حق ہونے کی صورت میں انشاء کے دو مسلمان اختلاف ہے اور زیادہ صحیح قول جائز نہ دینے کا ہے۔ (۲) واجب قراءت۔ یعنی سورۃ فاتحہ، کسی ایک سورۃ کی قراءت۔ (۳) مسنون قراءت۔ نماز فجر و ظہر میں سورۃ بقرہ کے سورہ ہر دو حصوں تک کی سورۃوں میں سے قراءت۔ جنہیں طحاوی متصل کہا ہے ۲ ہے۔ نماز عصر و عشاء میں سورہ بقرہ، سورہ تکوین تک قراءت، انہیں اوامہ متصل کہتے ہیں۔ اور نماز مغرب میں سورہ الزلزلہ سے آخر قرآن تک قراءت۔ یہ تمام متصل ہوتی ہیں۔ (۴) قراءت مستحبہ۔ وہ ہے کہ ہر کسی کے بعد ہر دو حصوں میں سے آیت سے پہلے یا آیت تک قراءت اور بعد میں بھی آیت سے جس سے سورۃ فاتحہ کے سوا قراءت۔ (۵) مکمل قراءت۔ مکمل قراءت یہ ہے کہ کھن سورۃ فاتحہ یا مع الفاتحہ ایک آیت یا دو آیت چکی جائے یا پھر سورۃ فاتحہ کے کسی سورۃ کی تلاوت کی جائے یا مستحب اولیٰ میں ایک سورۃ چلی جائے اور پھر بعد میں کسی سورۃ سے اور دلی سورۃ پڑھے۔ یعنی قاری قاریہ۔ "نور ہد" میں یہی طریقہ ہے۔

وَلَا يَفْرَأُ الْمُؤْمِنُ خَلْفَ الْأَعْمَامِ وَزَيْنُ أَرَاذِلَهُمْ خَلْفَ فِي صَلَوةٍ غَيْرِهِ يَتَخَذُ الْإِنْفِ بَيْنَيْنِ
اور مقتدی امام کے پیچھے قراءت نہ کرے اور جو شخص کسی کے پیچھے نماز پڑھا جائے تو وہ دو چیزوں کا حجاب ہے

بَيْنَةُ الصَّلَاةِ وَبَيْنَةُ الْغَنَائِبَةِ

یعنی نماز کی حیثیت اور اتقاء کی حیثیت کا

امام کے پیچھے قراءت

تشریح و توضیح:

وَلَا يَفْرَأُ الْمُؤْمِنُ خَلْفَ الْأَعْمَامِ الخ۔ مقتدی کو چاہئے کہ امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھے اور نہ کوئی دوسری سورۃ۔ اس سے قطع نظر کہ یہ نماز جو ایسا ہو۔ اگر صحابہ کرام نیز حضرت عمرہ بن العاص، حضرت ابن مسعود، حضرت زبیری، حضرت جعی، حضرت نفی، حضرت سعید بن جبیر، حضرت اسود، حضرت اوزاعی، حضرت ثوری، حضرت الدن ابی علی، حضرت مالک، حضرت ابن عیینہ، حضرت احمد اور حضرت عبد اللہ ابن الزبیر کی پیروی کرتے ہیں۔ البتہ امام مالک، حضرت عبد اللہ ابن الزبیر، حضرت اوزاعی صرف جہر نماز میں اس کی ممانعت فرماتے ہیں۔ امام شافعی کے قول میں کہ صحابہ کرام سرری نماز میں، لہذا حدیث قول کے مطابق جہر اور سرری دونوں نمازوں میں مقتدی کو پڑھنے کے سورۃ فاتحہ پڑھنے۔ علامہ ذہبی و امام شافعی کی ایک روایت یہ بھی نقل کرتے ہیں کہ سرری نماز میں سورۃ فاتحہ پڑھنا واجب نہیں۔ حضرت ابو ثور، حضرت ثوری اور حضرت لیث بھی فرماتے ہیں۔ اس کی دلیل یہ ہیں کہ میں نے اس کی طرف سے امام اور مقتدی کی دوسری رکعتوں کو دیکھا وہ خود قیام میں برابر کی شرکت ہے، ایسے ہی ان کو چاہئے کہ کہیں قراءت میں بھی شرکت نہ کرے اور بجز ان کے نہیں بخاری و مسلم میں حضرت عباد بن حاتم کی طرف سے روایت ہے کہ جس نے سورۃ فاتحہ نہیں چکی اس کی نماز ہی نہیں ہوئی۔ اس کے بعد اس کی کوئی تفصیل نہیں کہ وہ امام ہو یا مقتدی یا منفرد، بلکہ صحت سورۃ فاتحہ کی قراءت کا ذکر کیا گیا ہے۔ انہیں کا مستعمل۔ آیت کریمہ

چاہئے کہ ان نمازوں کی فصاحت کرے چند انجمنیں بکرا جائے اور اگر تم گھروں میں نماز پڑھو گے تو تراپہ نئی کی سنت کے تارک ہو گے اور اپنے نئی کی سنت ترک کر دے تو گمراہ ہو جاوے۔

۱۷۱ امت نماز کی تعلیم میں بہت ہی احادیث ہیں۔ ”مسشریفہ“ اور بخاری شریف وغیرہ میں روایت ہے کہ باجماعت نماز پڑھنے کی تعلیم تھا نماز پڑھنے سے سنا نہیں اور زیادہ ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں ”راوا کرتا ہوں کہ نماز جو تم کرنے کا حکم کروں، بجز ایک شخص کو لوگوں کی ناست کا حکم کر کے لکڑیاں لے کر ایسے لوگوں کے گھروں پر جڑاؤ جو جماعت سے نماز (بلا طور) نہیں پڑھتے اور ان کے گھروں میں آگ لگا دوں۔ یہ روایت بخاری و مسلم میں موجود ہے۔ جماعت کے سلسلہ سلاطین کے کھٹھ قریٰ منقول ہیں۔ بموجب ذیل ہیں۔ (۱) امام احمد اور صاحب کلبہ کے نزدیک جماعت ہر شخص کے اوپر فرض ہے اور نہ دست بکامہ کے نماز شرط نہیں۔ (۲) جماعت فرضی لکائیہ ہے اگرچہ لوگوں نے باجماعت نماز پڑھ لی تو بقی کے ذمہ سے باجماعت نماز نہ پڑھنے کا مکنا ساق ہو جائے گا۔ امام شافعی اور ابن کثیر و شیخ صحابہ میں لکھتے ہیں۔ (۳) باجماعت نماز واجب ہے۔ مگر فقہاء احناف میں لکھتے ہیں۔ اور صاحب تحفہ وغیرہ قریٰ منقول کہ مستحب قرار دیتے ہیں۔ صاحب بحر الرائق لکھتے ہیں کہ اصل یہ ہے ای روایت کو قوی قرار کرتے ہیں۔ مگر انہوں نے لکھا کہ لکھتے ہیں کہ سادہ القوال کے مقابلہ میں قریٰ منقول بھی اور زیادہ قوی ہے۔ اسی بناء پر صاحب اجناس کہتے ہیں کہ جس شخص نے جماعت اسب حقارت اور اس کی اہمیت کم نہ ہوئے ترک کی وہ مقبول الشکاۃ نہیں۔ با۔ اس کے بعد واجب کہنے والے آیت کریمہ ”واذکروا مع الزاکمین“ سے بھی استدلال فرماتے ہیں۔ یعنی اس میں شرکت جماعت کے متعلق ارشاد ہے۔ (۴) جماعت مسجد مؤکدہ ہے۔ بعض حضرات میں لکھتے ہیں۔ علامہ قدوسی کا عقیدہ کہ وہ قول بھی ہے۔ علامہ ذوقی لکھتے ہیں کہ فقہاء مؤکدہ سے مراد وہ جب لیتے ہیں۔ دراصل سنت مؤکدہ کہنے والوں اور واجب کہنے والوں کے اقوال کے درمیان کوئی فرق نہیں۔ اس لئے کہ مؤکدہ سے مقصود وہ جب ہوتا ہے۔ البتہ لازمی طور پر جو کہنے کے لئے جماعت شرط قرار دیتی تھی۔ مستون ہونے کی دس دس دسوں کا یہ طریقہ کایہ بارش کہ جماعت ملتی ہوئی میں سے ہے۔ اس سے پیچھے جسے ان میں کسی ہو سکا ہے (یعنی بلا غرضی جماعت ترک کرنے والا)

وَأُولَئِكَ الْأَسْبَابُ بِالْإِخْتِافِ أَغْلَبَهُمْ بِاللَّيْلِ فَإِنْ تَسَاوَوْا فَالْأَوَّلُ
اور امت کے لئے سب سے بہتر وہ ہے جو سب سے زیادہ سنت کا جائزہ دے اور اگر وہ سب (اس میں) برابر ہوں تو جو ان میں سب سے پہلا قاری ہو
فَإِنْ تَسَاوَوْا فَالْأَوَّلُ غَلَبَهُمْ فَإِنْ تَسَاوَوْا فَالْأَوَّلُ
اور اگر وہ سب (اس میں) برابر ہوں تو جو سب سے زیادہ پیڑا۔ اور اگر وہ سب (اس میں) برابر ہوں تو وہ جو ان میں سب سے پہلا قاری ہو

تشریح و توضیح:

وَأُولَئِكَ الْأَسْبَابُ بِالْإِخْتِافِ۔ امت کے منصب کا سب سے زیادہ حق اور وہ ہے جو پہلا سنت میں سب سے ممتاز ہو۔ جس پر کسی فرماتے ہیں۔ سنت سے مقصود مساعی نماز کا حکم ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ وہ بقدر ہر صلوٰۃ اجمعی قرأت کر سکا ہو۔ امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ سب سے عمدہ قرأت کرنے والا امت کا زیادہ مستحق ہے۔ بشرطیکہ اور ضرورت کے مطابق مساعی نماز سے آگاہ ہو۔ کیونکہ قرأت کی حیثیت دکن نماز کی ہے اور نماز کے امور حدیث پنج علم نماز میں غیر معمولی واقعہ قرار ماننے کی صورت میں دوگی۔ علامہ حنفی اس قول کو دوسرے ان کا قول بتاتے ہیں۔ پھر عالم۔ لہذا امت کا زیادہ مقدار ہے۔ پھر وہ جس نے نہایت سلیکی کی اور اس کے بعد وہ جو پہلے دائر اسلام میں

تفصیل: جنازہ کی نماز اس اکرودھنگم سے مستثنیٰ قرار دی گئی کہ جنازہ میں حاضر صرف عورتیں ہونے کی صورت میں اس کی جائزیت نماز نمازیں نہیں ہو جی ہے کہ نماز جنازہ ایک ہی مرتبہ فرض ہے۔ اسے دوسرے دن پڑھنے اور پھر دوبارہ پڑھنے کی گنجائش نہیں ہوتی۔ اس کے علاوہ ایک نماز پر بھی دو ایک عورت کی نماز سے فراغت پر فرض کی اور اسی طرح نماز جنازہ سے عذر و مدارج ہیں۔ اس کے برعکس پانچ نماز جنازہ پڑھنے پر تفصیل فرض سب کا بصر ہوگی۔

وہم مصلیٰ مع راحیلہ الح۔ مقتدی چھٹا ایک ہوئے کی صورت میں وہ امام کے قریب دائیں جانب کھڑا ہوگا۔ خواہ وہ چپری کیوں نہ ہو۔ اس لئے کہ حضرت عائشہؓ نے رسول اللہ ﷺ کے ہر آدمی کے لئے قرآن اٹھانے کا حکم دیا۔ امام محمدؒ سے عقوں ہے کہ مقتدی امام سے اس قدر پیچھے کھڑا ہوگا کہ امام کی ادا کی کے نزدیک اس کی انگلیاں ہوں۔ اور مقتدی دو ہونے کی صورت میں امام کو ان کے آگے کھڑا ہو جائے۔ امام کے دو مقتدیوں کے درمیان میں کھڑا ہونا مکروہ منکر و خلاف اولیٰ ہے اور دو مقتدیوں سے زیادہ کے درمیان میں کھڑے ہونے کو کھردہ تحریمی قرار دیا گیا۔ یہ حضرتؑ سے اسی فروع ثابت ہے کہ آنحضرتؐ کے پیچھے حضرتؑ اسرار ایک پیچھے کھڑے ہونے اور حضرتؑ علیہ السلام کے پیچھے کھڑی ہوئیں۔ امام ابوحنیفہؒ سے امام کا دو مقتدیوں کے بیچ میں کھڑا ہونا منقول ہے۔ اس لئے کہ حضرتؑ ابن مسعودؓ نے مکان میں حضرتؑ علقمہ و حضرتؑ اسود کو نہ اس طرح بڑھائی کہ خود ان کے بیچ میں کھڑے ہوئے۔ اس کا جواب یہ دیا گیا کہ حضرتؑ ابراہیمؓ کے فرمانے کے مطابق ابن مسعودؓ کی بیٹی کے وقت ہوا۔

ولا یعوز ظنوا حال الخ۔ یہ جائز نہیں کہ مرد و عورت کی افتدائے کرے، اس لئے کہ آدم کے واسطے شرط یہ ہے کہ وہ مرد ہو۔ نہ کہ عورت۔
 صلی اللہ علیہ وسلم فرماتا ہے: میں نہیں مانتا کہ مرد و عورت کو نکاح کر لیں۔ اور یہ بھی درست نہیں کہ بائع المہاجر کی افتدائے کرے۔ اس لئے کہ بائع کی نماز و نفل ہوگی اور فرض پر جہدہ۔ لے کر نفل پر صعدا لے کر افتدائے جائز نہیں۔ امام شافعیؒ کی ہی امت کو درست قرار دیتے ہیں۔

وَيُصِفُ الرِّجَالَ ثُمَّ الصِّبْيَانَ ثُمَّ النِّسَاءَ فَإِنَّ قَامَتِ امْرَأَةٌ إِلَى جَنْبِ رَجُلٍ
 (ہر (چلے) مرد صنف بتائیں۔ پھر بچے، پھر عورتیں۔ پس اگر عورت مرد کے پاس کھڑی ہو جائے
 وَهَذَا مُشْتَرِكٌ هِيَ صَلَوةٌ وَاحِدَةٌ فَكُتِبَ صَلَوةٌ
 (وہاں تک کہ وہ دونوں ایک ہی نماز میں شریک ہوں تو مرد کی نماز قاسم ہو جائے گی)

تشریح و توضیح: صفوں کی ترتیب اور محاذات کا بیان

وہی صف الزجالی الطبع، ترجمہ مصنف میں طرح ہوئی چاہئے کہ نام کے پیچھے ذیل مردوں کی صف ہو اس کے بعد پھر اس کی صف، پھر مثنوی کی اور پھر جوڑوں کی صف۔ اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ تو لوگوں میں سے اہل علم، اہل عقل مجھ سے نزدیکیہ رہیں۔ اس کے بعد وہ جو ان لوگوں سے ملنے جملنے اور ان کے صحابہ ہوں۔ یہ روایت مسلم میں حضرت عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے۔ علاوہ قریب جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مصنف کا نام فرماتے تو مردوں کو صنف اس میں اور لڑکیوں سے تھے، رکھے اور ان کے پیچھے لوگوں کو رکھتے اور لڑکیوں کے پیچھے مردوں کو کرتے تھے۔

فان فاسق بصر المص. کسی حکومت نے اگر گنہگار کی نسبت مرد کے برابر آ کر باوجود اہل اور مرد و عورت دونوں کا مشترک اہمیت لازم کے تو یہ عین ہو تو اس شکل میں مرد کی نماز کا سدود نہ کرنا حکم ہو گا جس مسئلہ کا حل احتیاج ہے بارہوی نے اس نوعیت کی طرح مرد کی نماز

یہی فاسد ہوئی ہے۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ سڑکس اوتی۔ انسان کا تبدیل یہ بتا دے گا کہ یہ ہے "تغزووا من من حیث تغزوہ اللہ" (انہیں جو غزوہ جنہیں اللہ نے مؤخر فرمایا اس حدیث کے قطعی الدلالہ اور مشہور ہونے کے باعث فریست ثابت ہو سکتی ہے۔ بحر شخصیت کے ساتھ مرد کی نماز فاسد ہونے کا سبب یہ ہے کہ اس حکم کا مخاطب مرد ہی ہے اور مردوں ہی کو یہ حکم کیا گیا کہ وہ عورتوں کو مؤخر کریں اور مرد کے خلاف حکم کرنے کی بناء پر عورت کی نہیں بلکہ وہی کی نماز فاسد ہو گئی۔ علاوہ ازیں عورت کے نماز کی صورت میں نماز فاسد ہونا حسب ذیل شرائط پر موقوف ہے: (۱) یہ نماز مرد عورت کے درمیان ہو۔ اگر عورت (یا پاؤں) کے کے درمیان ادایا مرد (یا پاؤں) کے کے درمیان ہو۔ یہ مرد اور عورت کے درمیان ہو تو اس سے نماز فاسد ہوگی۔ (۲) جس عورت سے نماز ادا ہو وہ معصومہ نہ ہو۔ بعض حضرات نے اس کی تعیین نوسن سے کی ہے۔ لیکن درست قول کے مطابق باقی یا بستر کی کے لائق (سر ہند) ہو۔ (۳) فائدہ ہو۔ اگر پاؤں عورت سے نماز ادا ہو تو نماز فاسد ہوگی۔ (۴) دونوں کے بیچ کوئی ایک انگلی موٹی چیز حائل نہ ہو۔ (۵) دونوں کی پٹیاں اور ہاتھ کھڑے نماز میں ہوں۔ (۶) نماز ایسی ہو جس میں رکوع و رکبہ ہوں۔ لہذا نماز جنازہ میں نماز ادا سے نماز فاسد نہ ہوگی۔ (۷) نماز ادا مکمل ایک رکعت کے اندر ہو۔ (۸) امام۔ غرض عورت کی امامت کی نیت ہی ہو۔ امام نیت کے بغیر نماز ادا سے نماز فاسد نہ ہوگی۔ (۹) ارکان کے اندر دونوں کا اشتراک ہو۔ مرد و عورت تیسری رکعت کے بعد اگر امام کی اقتداء کریں، پھر انہیں حدیث پیش آئے اور وہ وضو کرنے کے بعد امام کے ساتھ نماز پڑھتے گئے اور عورت مرد کے نماز میں آگئی۔ لہذا اگر امام کی تیسری اور چوتھی رکعت کے بعد عورت نماز میں آگئی، وہ دونوں کی رکعت قبول و دوم ہے تو مرد کی نماز کے فاسد ہونے کا حکم ہوگا اور اگر عورت دونوں رکعات پڑھنے کے بعد اپنی تیسری اور چوتھی رکعت کے بعد نماز میں آئے تو مرد کی نماز فاسد نہ ہوئے گا حکم نہ ہوگا۔ (۱۰) امکان میں تھا ہو۔

وَمَنْ كَرِهَ لِلْبَنَاءِ خُضُوعَ الْجَمَاعَةِ وَلَا بَأْسَ بَأَن تَخْرُجَ الْفُجُوزُ فِي الْقَعْرِ وَالْقُرْبِ وَالْعَبَاءِ
اور عورتوں کے لئے جماعت میں شریک ہونا مکروہ ہے اور امام اہل بیت کے ہیں اس میں کوئی حرج نہیں کہ وہ باطنیہ و غریب اور مشد میں تھے
عَنْ أَبِي خَيْفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ وَقَالَ كُنْتُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ خُضُوعُ الْفُجُوزِ لِي
ابن ابی حنیفہ کے نزدیک۔ اور امام ابو یوسف د امام محمد فرماتے ہیں کہ ہمیں اس سب نمازوں میں لانا جائز ہے
سَابِلِ الْفُجُورِ وَلَا يَضِلُّ الْعُلَامُ خَلْفَ مَنْ بِهِ نَسْلُ الْبُزْلِ وَلَا الطَّاهِرَةُ خَلْفَ الْمُسْتَحْضَةِ
یہ پاک آدمی ملل البزل والے کے پیچھے اور پاک عورت مستحاضہ کے پیچھے نماز نہ پڑھے

وَلَا الْقَوَارِ خَلْفَ الْأَمِيِّ وَلَا الْمَكْنِي خَلْفَ الْعَرَبِ

اور قرآن پڑھا ہوا ان کے پیچھے اور اہل بیت کے پیچھے نہ پڑھے

لغات کی وضاحت:

صُجُور: بزمیا۔ جمع جوار۔ نسل البزل: مسلسل بیضاب کا قحط، آنے والی تیزی۔ امی: بے پردہ ہوا

مکْنِي: کپڑے پہنے والا۔ عربیان: عرب۔

تشریح و توضیح:

وَمَنْ كَرِهَ لِّلْبَنَاءِ الخ۔ جو ان عورت کی جماعت میں حاضر کی جس شخص کا غالب ظہر ہے۔ اس لئے ان کی حاضری مکروہ قدرتی

صَلَوَاتُ قَبْلِ هَذِهِ أَزْأَحَدَتْ الْإِخْلَامَ الْقَادِرِي لَعْنَتُ خَلْفَ كُنْيَا وَأُظْلَمَتِ الشَّمْسُ فِي صَلَواتِ
 اس سے پہلے نماز ہے یا غرض، امام کا ہندو قوت گیا اور اس نے اس پر کھینچ کر دیا یا چرکی نماز میں آفتاب نکل آیا
 وَالْفَجْرِ أَوْ غَلَبَتْ وَقْتُ الْغَضَبِ لِي الْمَحْضَةِ أَوْ كُنْتُ غَائِبًا عَنْ الْخَيْرِ فَتَسْفُطُ عَنْ نَزْوِ
 یا نماز بعد میں عصر کا وقت دھل ہو گیا یا کبھی پر کھینچ کر دیا یا کھینچ کر دیا یا کھینچ کر دیا یا کھینچ کر دیا
 فَكَانَتْ مُنْجِيَةً لَهَا مِنْ تَطَلُّفِ صَلَواتِهِمْ فِي قَوْلِ قَبْلِ خَلْفَ وَقَالَ تَوَوَّضْتُ وَصَلْتُ غَضَبْتُ صَلَواتِهِمْ لِي عِنْدَ الْغَضَبِ
 یا کئی مستند صحابی کو انہیں کو اس امر اور ہینڈ کے قول میں اس کی نماز باطل ہو گئی اور صاحبین فرماتے ہیں کہ ان مسائل میں ان کی نماز پوری ہو گئی
لغات کی وضاحت:

نام: سوچا۔ چون: پاگل ہو جانا۔ اعسی غلیہ: بے ہوشی طاری ہو گئی۔ استغاث: دوبارہ کرنا، سرے سے کرنا۔
 ساهبا: سہو، بلا ارادہ۔ عاصدا: قصدا، ارادہ۔ خلج: آٹا لپٹا۔ عربان: برہنہ۔ مومنی: شادہ کرنے والا شخص۔
 المعصیہ: نولی ہوئی بڑی کے ہاتھ سے کی گئی یا پانی، حق جھوٹ۔ برہ: شغایاب ہونا۔

تشریح و توضیح: نماز کو فاسد کرنے والی چیزوں کا بیان

وَأَنَّ قَامَ النَّبِيُّ أَمْرُ كَوْنِ غَضَبٍ مَعْلُومٍ نَمَازُ سَوَاجِدِ ارادے اختتام ہو جائے یا وہ پاگل ہو جائے یا اس پر بے ہوشی طاری ہو گئی یا وہ
 کھل کھلا کر جس پر تو ان تمام شکلوں میں وہ دوبارہ وضو بھی کرے اور نماز بھی دوبارہ پڑھے۔ اس لئے کہ یہ چیزیں نادر و نادر اور بہت کم
 پیش آتے والی ہیں۔ جس شخص میں عارض کے زمرے میں شامل نہ کریں گے جن کے بارے میں نص موجود ہے، بلکہ ان سے الگ ہی شمار
 ہوں گے اور ان کے لئے حکم بھی الگ ہوگا۔

وَأَنَّ تَكْلَمَ فِي صَلَواتِهِ الْبَيْعِ نَمَازِ میں کلام کرنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ اس سے قطع نظر کہ کلام تمویذ اور یا زبہ اور قصد
 ہو یا سہواً اور بذریعہ مجبوری ہو یا اختیار۔ نیز کسی مصلحت کی بنا پر یا مصلحت کے بغیر۔ اصل اس بارے میں رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد ہے
 کہ ہماری اس نماز میں لوگوں کے کلام کی گنجائش نہیں۔ نماز صرف تسبیح و تکبیر اور قراءت سے قرائن ہے۔ یہ دوا، عہد، مسلم، ابوداؤد اور طبرانی وغیرہ
 میں موجود ہے اور کلام کے مطلق اور عام لفظ سے معلوم ہوا کہ کلام کم ہو یا زیادہ، مطلق مسلم صلوات ہے۔ پس دونوں کا نفس کو جب بھی نماز
 فاسد ہو جائے گی۔ غرض اہل حق میں اسی طرح ہے۔ امام شافعی کے نزدیک اس سلسلہ میں تمویذی تفصیل ہے۔ علامہ نووی نے شرح منیہ میں
 یہ تفصیل بیان فرمائی ہے کہ کلام کے قصد اور مصلحت کے بغیر ہونے کی صورت میں بلا جواز نماز فاسد ہو جائے گی۔ اور اگر کلام مصلحت نماز
 کی خاطر ہو مثال کے طور پر جو حق رکعات کے لئے آیتھے ہوئے امام کہے کہ تم، دو جگہیں تو اس سے بھی نماز فاسد ہو جائے گی۔ جمہور فقہاء بھی
 فرماتے ہیں۔ اور اگر کسی کے زبردستی کرنے پر ہرچہ مجبوری ہو لے تو امام شافعی کے نزدیک صحیح قول کے مطابق جب بھی نماز فاسد ہو جائے گی۔
 اور سببوں نے سے ان کے نزدیک نماز فاسد نہ ہوگی۔ البتہ اگر کلام حرام ہو نماز فاسد ہو جائے گی۔ ان کا مسئلہ رسول اکرم ﷺ کا یہ ارشاد
 گرامی ہے: اللہ نے میری امت سے بھول و غفلت اور اس چیز کو مرتفع فرمایا جس پر اسے مجبور کیا گیا ہو (کہ یہ قابل گرفت نہیں) کہ روایت ابن
 حبان اور ابن ماجہ وغیرہ میں حضرت ابن عباس سے مروی ہے۔ احادیث کا مسئلہ رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد ہے کہ ہماری اس نماز میں کلام کہ
 کوئی گنجائش نہیں۔ نماز صرف تسبیح و تکبیر اور قراءت سے قرائن ہے۔ امام مسلم یہ روایت اندر اور نماز کلام کے منسوخ ہونے کے سلسلہ میں حضرت

معدوم ہیں قسم کھاتی ہے۔ روایت کرتے ہیں۔ حضرت علیہ السلام بھی مسعودہ حضرت زین ابی وقاص رضی اللہ عنہما کی روایت میں اس کی سرحت ہے کہ لوگ بتے اندرون نماز خام کر لیتے تھے۔ پھر اسے منور فرما دیا گیا۔ یہی امام شافعی کی اصل روایت تو زین ابی وقاص سے صحیح کوٹنے سے مسلمہ میں بھی قبیح کا مظہر بناتے ہیں۔ ان حدیث سے سخرات کفر بن جبر میں قرار دینے ہیں۔ ابو یوسف رضی اللہ عنہما کی روایت میں صاحب روایت کا کفر بقرار دیتے ہیں۔ ابو حاتم کے نزدیک یہ سبغہ ماری روایت ہے۔ مطلق اسے صاف طور پر موقوف کیے ہیں۔ انھوں نے اگر اسے درست بھی مان لیا ہے تب بھی انہی کی روایت زیادہ صحیح اور اعلیٰ از رکام کے معنوں میں بالکل واضح ہے۔ اس کے متبادل میں امام شافعی کی استدلال کردہ روایت نہیں آ سکتی۔ اگر زین ابی وقاص سے تب بھی امام شافعی کے قیوت وفق کے واسطے یہ کافی نہیں۔ اس کے کہ "ابن اللہ واضح" میں وضع سے مقصود "معدوم" معنی سے معنی میں اور نہ ہر روایت کی صورت میں اس پر موقوف کر دیا گیا کہ متبادل مواخذہ نہ ہوگا۔ یہ مطلب نہیں کہ نسبت سے جو اگر مواخذہ قطع کر دیا کہ کسی کو کبہ ہوگا اور نہ ہر روایت کی چاہئے گی۔ اس لئے کہ اس میں اللہ کی عظیم کلمہ نماز میں کبہ ہوتا ہے۔ یہ چہ چہا کہ لفظ سے ان کی حقیقت کے بجائے مضمون تصور ہے اور یہ بھی آخرت کے اعتبار سے (موقوفہ سے نہیں)۔ ورنہ یہ جو ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کو خطا قتل کر دے تو نفس قتل کی روایت اس پر نکال دے اور یہ روایت کا موجب نہ ہوگا۔ اور یہی طرفہ اس میں کافی نہ ہوگا۔ یہ چاہئے کہ اگر نماز قلم مواخذہ ہو جائے تو اس میں ان کی مشق کرے جو یہ نہ ہو کہ یہاں مواخذہ سے کسی کے تکلیف ہے تاکہ چاہے اس پر مواخذہ مواخذہ نہ ہونے کے باعث نہیں ہوگا۔ کلمہ ہر روایت کا موجب ہوگا۔

اسم، لکھتے رہتے ہیں کہ مطلق کلام۔ ہر نماز اس وقت ہوگی اور یہیں داخل کا کافی قیود کے ساتھ ہوگا۔ امام احمد کی ایک روایت کے مطابق مطلق کلام سے نماز نہ ہوگی۔ بولے اور وہی روایت کے مطابق کلمہ ہر روایت ہے۔ خلیل کا اختیار۔ وقار میں ہے۔

وان سبغہ الحدث الحج اگر کسی کو قیود تجلید پہننے کے بعد صحت نہیں آئے تو وضو کرے اور پھر سلام پھیرے۔ اس لئے کہ فرض مکمل ہونے سے پہلے جب تک واجب ہو گیا ہے پھر پھر پائی ہو گیا اور صحت کے بغیر نہ درست نہیں ہوتی۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ اس فعل میں اس کی نماز کا مسموع ہوگی۔ اس لئے کہ لفظ "اسلام" کو فرض قرار دیتے ہیں اور بعد تجلید اور اذکار کام صحت کے بعد اسے صحت کوئی کام کرنے پر ضرور پڑے اور چاہئے گی۔ اس لئے قیود اصل کے باعث نماز پوری ہوگی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت "ابن عباس کہتے ہیں کہ کلمہ نماز پکی ہے۔ حضرت۔ امام شافعی کا اس فعل کلمہ نماز بھی مستحب ہے۔

تنبیہ: قیود تجلید پہننے کے بعد چونکہ وجہ نماز کے صحتی کام کرنے کے باعث سرچر نہ ہو جائے گی کہ نماز اور بارہ ہر جس کے اس لئے کہ تمام نماز جب نماز کے چھوڑ دینے کی نہ نماز کا فعل ہوگی۔

وان راہی الصیغہ الحج اگر وہ شخص میں نے تہم کر کے خدا کا تہذیب کیا قیود نماز کے بعد صحتی ہائی دیکھ لے لیکن پائی پر اسے قیود حاصل ہو جائے تو اس کی نماز کے پٹن سے لے گا کلمہ ہوگا۔ اسے چاہئے کہ نماز ترک کرے کہ وضو کرے اور اس کے بعد نماز پڑھے۔ اس لئے کہ مقدار وضو پائی پر قدرت حاصل ہو جائے پھر تہذیب نہ ہو جائے اور اس کی لہذا۔ تہذیب کی وجہ سے قبیح کی نہیں رہتی۔ اس فرض اگر تہم کرنے والا بعد تجلید خط نکال دے پھر اسے پائی نظر آئے اور وہ اس کے استسنا پر سلام پھیرے سے قیود نہ ہو قیود قیود ہو جائے۔ اسے باعث اس کی نماز باطل ہو جائے گی۔

بَابُ الْأَوْقَاتِ الَّتِي تُكْرَهُ فِيهَا الصَّلَاةُ

باب ان اوقات کے بیان میں جن میں نماز پڑھنا مکروہ ہے

لَا تَجُوزُ الصَّلَاةُ جَنْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَلَا جَنْدَ غُرُوبِهَا إِلَّا عِشْرِينَ نِيَمَةً وَلَا جَنْدَ قِيَامِهَا
فَرَجَ اللَّيْلِ وَلَا جَنْدَ نِوَاظِهَا وَلَا جَنْدَ غُرُوبِهَا وَلَا جَنْدَ رُجُوعِهَا وَلَا جَنْدَ رُجُوعِهَا وَلَا جَنْدَ رُجُوعِهَا
فِي الْعِظَمَاءِ وَلَا فِي الْغُلَامِ وَلَا فِي الْبَنَاتِ وَلَا فِي الْمَرْبُوعِ وَلَا فِي الْمَرْبُوعِ وَلَا فِي الْمَرْبُوعِ
وَلَا فِي الْمَرْبُوعِ وَلَا فِي الْمَرْبُوعِ وَلَا فِي الْمَرْبُوعِ وَلَا فِي الْمَرْبُوعِ وَلَا فِي الْمَرْبُوعِ وَلَا فِي الْمَرْبُوعِ
تَحْرِيقُ وَتَوْضِيعُ

باب الحج. قیاس کے اعتبار سے تو یہ باب "باب اوقات" میں آیا ہوا ہے مگر صاحب دہلیہ وغیرہ فرماتے ہیں لیکن عاشر
قدوری کسی حد تک اسے لائے کہ اہمیت کا تعلق بھی عوارض سے ہے لہذا یہ مشابہات ضرور ہے۔ علاوہ ازیں اب میں اضافہ لکھ رہے
ہوں اس کی ابتدا اہم چیزوں کے ساتھ کرنے کا سبب یہ ہے کہ وہ غالب اور اکثر اوقات قرار دے ہیں اور عدم ہونے کے مقابلہ میں مکروہ کا وقوع
الغالب ہو کر ہے۔ اس لئے کہ اہمیت کے اندر عوام جوان کی ہنسیت خیم ہے۔

لَا تَجُوزُ الصَّلَاةُ الْبَحْرُ آفتاب طلوع ہونے اور نصف النہار کے وقت فرائض ووافل نماز جنازہ اور کعبہ عبادت کی ممانعت
ہے۔ ان اوقات میں نماز کا ممنوع ہونا استحباب روایات سے ثابت ہوا ہے۔ حضرت محمدؐ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کسی ایسی سے منع
فرماتے تھے کہ تم جن اوقات میں نماز پڑھیں اور ہم اپنے سردار کو اُن کی کریں۔ جب سورج طلوع ہو جی کہ روشن بلند ہو جائے اور نصف
النہار کے وقت جس کو ڈوالا ہو جائے اور غروب آفتاب کے وقت یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے سن اور بعد اس میں غروب میں یہ
روایت ہے۔ بہت ہی دن کے صحرائی نماز و قحبہ غروب پانچ گھنٹے گھر کے علاوہ کسی جگہ کہ دوسرے دن کی قضاء بھی اس وقت جائز نہیں،
کیونکہ کامل واجب ہوئی۔ لہذا اس کی ناقص اور نامکمل درست نہیں۔ حضرت امام شافعیؒ کہ کمرہ کے ساتھ فرائض کی تخصیص فرماتے ہیں۔ اور
صحت امام ابو حنیفہؒ کے دن و نوبت ڈوالا نصف النہار (ظہور کو مباح فرماتے ہیں۔ مگر ان اوقات کے خلاف روایت بہت ہے
جس میں ممنوع ہونے کی تصریح ہے۔

وَيُكْرَهُ أَنْ يَنْتَفِلَ بَعْدَ صَلَاةِ الْفَجْرِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَيَنْتَفِلَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ حَتَّى
تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَلَا يَأْسُ بَأَنْ يُصَلِّيَ فِي هَذَيْنِ الْوَقْتَيْنِ الْعَوَائِثُ وَيَسْجُدُ لِلْعِلَاوَةِ وَيُصَلِّيَ عَلَى الْجَنَازَةِ
آفتاب کے غروب ہونے تک نماز پڑھا کر دے اور اس وقتوں میں فوت شدہ نماز میں پڑھے اور جمعہ ۱۳ اکت ۱۷ کے نماز جنازہ میں
وَلَا يُصَلِّيَ رُغْبَى الظُّلُوبِ وَيُكْرَهُ أَنْ يَنْتَفِلَ بَعْدَ طُلُوعِ الْفَجْرِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَلَا يَنْتَفِلَ قَبْلَ الْغُرُوبِ
میں کوئی رتی نہیں اور چونکہ ان کے بعد سورج ساری کے بعد چڑھتی۔ سنوں سے چڑھتی چڑھتی ہے اور غروب سے پہلے نماز پڑھے

تشریح و توضیح:

وہو کہ ان بتعلیل بعد صلوة الصبح حتی تطالع الشمس الخ. بعد نماز فجر سورج نکلنے تک اور بعد عصر سورج غروب ہونے تک ظہر پڑھ کر دو بار پڑھا کر لیا۔ اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ نماز فجر کے بعد ظہر آفتاب تک پھر نماز عصر کے بعد غروب آفتاب تک کوئی نماز نہیں۔ حضرت امام شافعی کے نزدیک دو رکعات طواف کورنیز المسجد درست ہے مگر ذکر کردہ روایت ان کے خلاف محبت ہے۔
تعبیر: ذکر کردہ ظہر کے کمرہ ہونے میں قصد کی قید ہے، یعنی ان اوقات میں بالارادہ نماز پڑھنے کو کمرہ قرار دیا گیا۔ مگر کوئی شخص مثلاً عصر کی نماز کی چوتھی رکعت کے بعد صوبہ یا محلہ میں رکعت کے واسطے کھڑا ہو جائے تو اسے کمرہ قرار دینی گئی بلکہ اس صورت میں ایک رکعت سے مکمل کر لیا جائے۔

ولا جاس بان یصلی الخ. ذکر کردہ اوقات میں اگر قضاء نماز پڑھ لی جائے یا نماز جنازہ پڑھ لی جائے یا جمعہ عداوت کر لیا جائے تو شرعاً حرج نہیں۔

وہو کہ ان بتعلیل بعد طلوع الصبح الخ. صبح صادق کے طلوع کے بعد فجر کی نماز سے قبل فجر فجر کی سنتوں کے دوسری ظہر پڑھ کر دو ہے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ میں حضرت عبداللہ ابن عمر سے مرفوع روایت ہے کہ فجر کے بعد سورج کے دو رکعت مسجد فجر کے دوسری کوئی نماز نہیں۔ علاوہ ان ہی نام الہدای میں حضرت علیؓ سے مسلم شریف میں روایت ہے کہ فجر طلوع ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ مکمل دو بجی رکعات پڑھا کرتے تھے۔ شیخ الاسلام کہتے ہیں بذیل اس حدیث کے اندر کسی فہم کی غرضاً نہیں، بلکہ یہ کہامت فجر کی سنتوں کے حق کے باعث ہے۔ حتیٰ کہ اگر کوئی شخص بعد ظہر فجر یہ ظہر لکھ کر تب بھی وہ سنت فجر ہی شمار ہوگی۔ اگرچہ اس نے نہیں دیکھی ہو۔ وجہ یہ ہے کہ اس وقت کی تیسری مسجد فجر ہی کے واسطے ہے۔

ولا یستفل قبل المغرب الخ. آفتاب غروب ہونے کے بعد فرض سے قبل بھی ظہر پڑھنا صحیح کہامت ہے۔ اس لئے کہ اس کی وجہ سے نماز مغرب میں تاخیر واقع ہوگی اور نماز مغرب میں تاخیر خلاف اولیٰ ہے۔

بارہ رکعات کی قضیہ: حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص دن اور رات میں فرض نمازوں کے علاوہ بارہ رکعات پڑھ لے اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنایا جائے گا۔ چارہ رکعات ظہر سے قبل بارہ رکعات صبح کے بعد اور دو رکعات مغرب کے بعد اور دو رکعات عشاء کے بعد اور دو رکعت فجر سے پہلے۔ یہ روایت ترمذی شریف میں ہے۔ مسلم شریف میں آیا ہوا نہیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ میرے گھر میں چارہ رکعات پڑھتے تھے، پھر ابھر شریف لاکر ظہر پڑھتے، پھر گھر میں شریف لاکر دو رکعات پڑھتے تھے، پھر باہر شریف لاکر دو رکعات عشاء پڑھتے تھے، پھر کوئی کوئی صبح پڑھتے تھے، اور پھر مغرب کی نماز پڑھتے۔ اس کے بعد گھر شریف لاکر دو رکعات پڑھتے۔ پھر لوگوں کو عشاء کی نماز پڑھا کر گھر شریف لاتے اور دو رکعات اور فرماتے۔ اور جب فجر طلوع ہوئی تو دو رکعات پڑھتے۔ یہ بارہ رکعات اور دو رکعات جمعہ میں بھی ہے۔



بَابُ التَّوَافُلِ

باب نقس نم زبان کے احکام کے بیان میں

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُصَلِّيْ وَرُكْعَتِيْ بَعْدَ خُلُوْعِ الصَّلَاةِ وَارْبَعًا قَبْلَ الصُّبْحِ وَرُكْعَتِيْ بَعْدَهَا وَارْبَعًا قَبْلَ الْعَصْرِ
وَرُبَّ رُكْعَةٍ فِيْهَا ثَلَاثُونَ سَلَامًا وَرُبَّ رُكْعَةٍ فِيْهَا اَرْبَعُونَ سَلَامًا وَرُبَّ رُكْعَةٍ فِيْهَا خَمْسُونَ سَلَامًا وَرُبَّ رُكْعَةٍ فِيْهَا سِتُّونَ سَلَامًا وَرُبَّ رُكْعَةٍ فِيْهَا سَبْعُونَ سَلَامًا وَرُبَّ رُكْعَةٍ فِيْهَا ثَمَانُونَ سَلَامًا وَرُبَّ رُكْعَةٍ فِيْهَا تِسْعُونَ سَلَامًا وَرُبَّ رُكْعَةٍ فِيْهَا مِائَةُ سَلَامٍ

تشریح و توضیح:

ومن دخل علی صلوة الفلانی البیع۔ جو شخص تصدقاً نفل نماز کا آغاز کرے پھر اسے باوجود اسے تو نماز کی قضاء واجب ہوگی۔ چاہے اس کے نفل کے زچہ دس سو ہوئی ہو یا اس کے نفل کے طوائف۔ مثال کے طور پر ختم کرنے والے کو اپنی نظر آجائے یا عورت کو پیش آنے کی ابتداء ہوگئی تو یہ صورت میں قضاء واجب ہوگی۔ حضرت امام شافعی فرماتے ہیں کہ قضاء واجب نہ ہوگی۔ اس لئے کہ تصدقاً نفل نماز شرعاً ہے اور جبراً پر نہ ہوگی پس ادا کرنا۔ اس لئے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "ولا تقبلوا اعدائکم" پھر تصدقاً کی قید اس میں لگانا کسی کی شخص کے سپہا یا جو میں رکعت کے لئے کھڑے ہوئے اور پھر اسے قاعدہ کرنے کی صورت میں قضاء واجب نہ ہوگا۔ جو ہر ذمہ ای طرح ہے۔

فلان صلی ذمیع رکعت البیع۔ کوئی شخص چار رکعت نفل کی ابتداء کرے اور پھر قعدہ اولی کے بعد وغیرہ کی دو رکعات کا مسدود کرے تو اس صورت میں امام ابوحنیفہ امام مالک اور کعبات کی قضاء واجب ہونے کا حکم فرماتے ہیں۔ اس لئے کہ اس بارے میں اصل بات یہی ہے کہ نفل نماز کے ہر شعبہ کا مستحق نماز قرار دیا گیا اور مقتدر تشدد میں جتنے کے باعث شعبہ اول عمل ہوگی اور تیسری رکعت کے واسطے کھڑے ہونے کو مستقل تحریر کے درجہ میں رکھ کر کیا۔ اس شعبہ طائی کا تمام رہا اور اس کے مسدود کرنے کی بناء پر اس کی قضاء واجب ہوگی۔ امام ابو یوسف صلی ذمیع دو رکعات کی قضاء واجب قرار دیتے ہیں۔ اس لئے کہ وہ ایک نماز سے دوسرا جہاں ہے۔

واصلی الذمیع طاعت البیع۔ قیام پر قعدہ ہوتے ہوئے کھڑے ہوئے یا درمیان میں کہ چھ کر نماز پڑھے۔ اس لئے کہ جب بغیر ای صلی نماز نفل نہ پڑھنے کی توجہ نہیں دی گئی تو وہ بعد اولیٰ ترک و صف کی کھلائش ہوگی اور ان نفل کا تا زکھرب ہر کرے۔ اس کے بعد بیخود جائے تو امام ابوحنیفہ امام مالک اور کعبات فرماتے ہیں۔ اس لئے کہ جب شروع ہی میں بیخود کر چکا ہو درمیان میں تو قعدہ پورے اپنی پڑھتا درست ہوگا۔ امام ابو یوسف امام مالک سے باوجود درست قرار نہیں دیتے۔ تیس کا نشانہ بھی نہیں ہے۔

ومن کان خارج المصروع۔ منقطع شخص اگر شہر سے باہر بھی اسے مسدود ہو جہاں کہ مسافر نماز قعدہ کرنا ہو تو ایسی جگہ نفل نماز سواری پر پڑھا درست ہے۔ جس کو سواری جاری ہو اس طرف بڑھ لے۔ اس سے کہ عدا احناف سواری پر نماز پڑھنے کی صورت میں احتیاطاً قبلہ کی شہر نہ رہے گی۔ حضرت عمر فاروقؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سواری پر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور "مفسدہ کا مفسدہ تیسری جانب تھا۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ یہ عفت نسبت یہ ضروری ہے کہ قبلہ نہ ہو۔

بَابُ سُجُودِ السَّهْوِ

باب سجود سہو کے احکام کے بیان میں

سُجُودُ السَّهْوِ وَاجِبٌ فِي الزَّيَادَةِ وَالْقَصْرِ بَعْدَ السَّلَامِ يُسَجَّدُ مَسْجُودَيْنِ قَدْ يَسْجُدُ وَنَسْمُ

زیادتی اور کمی کی صورت میں جو سہو واجب ہے۔ سلام کے بعد دو سہو کرے پھر تشدد پڑھے اور سلام پھر دے

تشریح و توضیح:

باب سجود السهو الخ۔ علامہ دینی قرصوں نفلوں اور اداء قضاء کے ذکر سے فارغ ہو کر اب سہو کے بارے میں

الخاصة بمنجدة ضم التهازجة اخرى وقد ثبت صلوة والركعتان نافلة ومن شك في
 مجده ساجد مني كذا هو ان في طرف يمين ركعت والى اوراس في نود حركي اور اور حركي كل اور من كوا في نماز من شك هو بے
 ضلوه فلم ينو اقلنا ضلبي ثم اربنا و ذلك اول ما عرض له فيكف الضلوة وان كان بغرض
 هو اسه سليم نہ ہو کر تکی پر ہیں یا چار اور یہ قول اس کو چلی رہا ہوئی ہو تو اسے سب سے نذر پڑے اور اگر اسے انور
 له كسبراً بنى على غالب فلم ان كان له غلط وان لم يكن له غلط بنى على اليقين
 بول ہوئی ہو تو اپنے غالب لکان پر یا اگر لکان غالب ہو وہ یقین پر یا اگر
 تشریح و توضیح:

وان سہی عن القعدة الاعتراف الخ اگر نماز پڑھنے والے کو قعدہ اخیرہ یاد نہ ہے اور وہ سمجھا پاچھیں رکت کے اسے غلظا
 ہو جائے تو اسے چاہئے کہ پانچویں رکعت کے مجدہ سے قبل چل پائے آئے اور قعدہ دکر کے اور قعدہ سکر کے نماز مکمل کر لے۔ و ایسی تو وصایا
 صورت کی خاطر ہے اور مجدہ سہواں اسلے کہ اس سے واجب تعلق یعنی قعدہ اخیرہ میں تاخیر ہوئی اور پانچویں رکعت کا مجدہ دیکھنے کی صورت
 میں تمام اصناف اس کی فرض نماز باطل ہو جائے گی۔ حضرت امام بخاری اور حضرت امام مالک کہ اس میں اختلاف ہے فرض
 باطل ہونے کی دلیل یہ قراویٰ تھی کہ اس نے فرض مکمل کرنے سے پہلے قبل تعلق کا نماز کر کے بذرید مجدہ متعلق نماز اور فرض مکمل کرنے
 سے قبل فرض کی قراویٰ سے اس کا باطل ہو گا لازم آئے گا البتہ فرضیت کے باقی نہ رہے اور اصل نماز کے پائے جانے کے باعث تمام وجہ قعدہ
 امام ابو یوسف اس نماز کے نفل ہو جائے گا حکم فرماتے ہیں۔ پس اس زیادہ رکعت کے ساتھ ایک رکت مزید شامل کر لے گا کہ نفل فاق نہ رہے
 اور نہ لانے کی صورت میں بھی مضائقہ نہیں۔ اس لئے کہ اس نے نماز اس کی ابتداء نہیں کی۔ علامہ ابن تیمیہ کا بھی واجب نہ ہو گا۔

وان فقد لمی الواجب ثم فقام الخ اور اگر چھٹی رکعت پر قعدہ کرے مگر پھر بھول کر کھڑا ہو جائے تو اس صورت میں پانچویں
 رکعت کے مجدہ سے قبل اگر یاد آئے تو پائے آئے اور قعدہ سکر سے اور سلام پھیرا لے اور پانچویں رکعت کا مجدہ کر چھٹے کی صورت میں ایک
 رکعت اور شامل کر لے خواہ یہ نماز جو صبر و مشرب ہی کیوں نہ ہو۔ اس شکل میں اس کی فرض نماز کی بھی تکمیل ہو جائے گی اور دو رکعات نفل
 ہوں گی۔ فرض کی تکمیل تو اس واسطے ہوئی کہ کسی دینی یا فرائض کا رتبہ لازم نہیں آتا چھٹیں سلام پائی رہ گیا تھا جو کہ واجب ہے اور اس کی کوافی و
 تکمیل بذرید مجدہ سہوئی اور ایک رکعت مزید شامل کر کے کا قعدہ سب سے پہلے کر چھٹی ایک رکعت اور چھٹا نہ ہو گا۔

قائدہ: سبکی صورت میں اگر پہلی بار پیش آئی ہو تو لازم آئے گا حکم ہو گا۔ مسلم اور دار اور ابن ماجہ میں صرف روایت ہے کہ جب تم
 میں سے کسی کو نماز میں شک ہو اور یہ یاد نہ ہے کہ تم نے رکعات پڑھیں یا چار رکعات تو شک خود کر کے۔ یقین یعنی اقل رکعات کو اختیار کرو۔
 اور حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ مجھے اگر یاد نہ ہے کہ میں نے کتنی نماز پڑھی تھی لوگادوں گا۔ یہ حکم جلی بار ہو گا ہے۔ یہ روایت معصف
 ابن ابی شیبہ میں ہے۔

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ اسی کا نزول نماز کے بارے میں ہوا۔ یعنی اگر قیام پر قدرت ہو تو نماز کو کمرے ہو کر اور قیام و شہار ہو تو بیچ کر۔ اور یہ تھا بھی ممکن نہ ہو جائے پہلوؤں پر لیٹ کر نماز پڑھتے ہیں۔ علامہ ازہری حضرت عمران بن حصین سے روایت ہے کہ انھیں ہماریہ کا مرض تھا۔ انھوں نے نماز کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو ارشاد ہوا کہ نماز سہاگ قیام پر ہو۔ اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو نماز بیچ کر یا عمار پر بھی لیٹ کر ہو تو لیٹ کر پڑھو۔ یہ روایت بخاری شریف وغیرہ میں موجود ہے۔ یہ بخاری و مسلمانی ہوا کہ اگر کھڑا ہو جائے تو گر جائے گا اور نہ وہ بھی ہو کہ قیام کی صورت میں ضرور نماز پڑھیں یا قوی یا کمینہ یا نہ نہاں میں ای طرح ہے۔

صلی اللہ علیہ وسلم یعنی اگر کھڑے ہونے پر قدرت نہ ہو تو بیچ کر نماز پڑھو۔ اگر دونوں وجوہ پر قدرت نہ ہو تو رکوع و سجود کر کے اور نہ نماز سے پڑھو۔ حدیث شریف میں ہے کہ اگر کوئی دیکھو یا قار و سورن نماز سے پڑھو۔ یہ روایت سند برادر غیر وہم ہے۔ بیچنے کی کسی خاص وقت کی تعیین نہیں بلکہ میں طریقہ سے بیعت ممکن ہو بیچ جائے۔ اس واسطے کہ جب بیماری کے باعث نماز کے ادا نہیں ساقط ہو گئے تو اس کی وجہ سے بخشش تو بدرجہ اولیٰ ساقط ہو جائے گی۔ امام زفرؒ کے نزدیک اسی طرح ہے سے بیچنے جس طرح اگر کوئی قہر و برائے قہر بھرا کرتا ہے۔ علامہ اور جنس کے اندر ای قول پر فتویٰ دیا گیا ہے۔ اس واسطے کہ برائے بعض اس طریقہ سے بیچنے میں بہت ہے مگر علامہ شافعی کے نزدیک یہ بیعت مکمل نہیں۔ اس واسطے کہ بیعت تو اسی کے بعد ہے کہ کسی مخصوص بیعت کی قید نہ لگائی جائے۔

ولا یوقع الی وجہ شبہ الخ اگر زیادہ روایت نماز پڑھنے تو کسی کی بیعت کی کہ جب کوئی چیز بہرہ کی خاطر نہ اٹھائی جائے۔ اس لئے کہ حدیث شریف میں اسے صورت قرار دیا گیا۔ سند برادر میں اور بھی میں حضرت چار سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک بیماری عمارت کی نہ نہ طر شریف نے مجھے نواسے مگر پڑھنا پڑھتے دیکھ تو آنحضورؐ نے دیکھ کر چپک دیا۔ پھر اس نے نماز پڑھنے کی خاطر لکڑی کی تودہ بھی آپؐ نے چپک دی اور ارشاد ہوا کہ اگر تمھیں وقت ہو تو زمین پر نماز پڑھو (عہدہ کہ) ارشاد و رکوع اس طرح کیا عہدہ و رکوع سے بہت کر۔ علامہ سائل کے نزدیک برائے عہدہ کوئی چیز اٹھانا تو ضرور ہے لیکن اگر وہ زمین پر نہ رکھی ہوئی ہو تو اس میں کراہت نہیں۔ اس لئے کہ اہل المومنین حضرت ام سلمہؓ سے بھی عرض ایک نیک پر عہدہ کہ علامہ آنحضرتؐ کا مکتب زفر مابین ہے۔ اور زفر وہ نہیں ہے کہ عہدہ کرنے کے لئے کوئی چیز سامنے نہ رکھے، کیونکہ یہ نیک و ممانعت کی بنا پر مجرہ و خری ہے۔ لیکن اگر نیک زمین پر رکھ دیا ہو اور اس پر عہدہ کر کے تو جائز ہے۔

آخر المصلوۃ الخ اگر ارشاد ہے بھی اور اسکی دشوار ہو تو مکتبہ طاعت آئے کہ کسی صورت سے اور اگر سئلے نماز سو خروے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نفس کو بقدر استطاعت میں رکھنا چاہا۔ بعد آٹھ یا بیسوں یا قلب سے ارشاد ہی احتیاج نہیں۔ زیادہ بھی قول کے مطابق یہی حکم ہے۔ امام ابوحنیفہؒ سے ایک غیر ظاہر روایت بعض بیسوں سے ارشاد کے جائز ہونے کی ذکر کی گئی ہے۔ امام محمدؒ سے آٹھ سے ارشاد کے جائز ہونے کے بارے میں شک اور ارشاد با قلب کا ہم جواز روایت کیا گیا ہے اور بیسوں کے سلسلہ میں کوئی ذکر نہیں۔ امام ابو یوسفؒ سے قلب چھ روایات ہیں۔ امام مالکؒ امام شافعیؒ اور امام احمدؒ سے عقل ہے کہ انھوں نے، پھر بیسوں اور پھر قلب سے ارشاد درست ہے۔ امام زفرؒ اور حسن بن زیادؒ بھی ان سے ارشاد کو جائز قرار دیتے ہیں مگر جب سر کے ذریعہ ارشاد پر قادر ہو جائے تو قولنا حاضر رہی ہے، لیکن ظاہر روایت کے مطابق یہ مندرجہ خلاف ہے نہ نہیں، اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد اجماعی بیان کیا جا چکا کہ جب کوئی دیکھو یا قار نہ ہو تو

سر کے ذریعہ ارشاد کر۔

سوال۔ اس ارشاد میں سر کے سوا دوسری چیزوں کی ممانعت موجود نہیں۔

جواب۔ دوسری چیزوں کے ذریعہ ارشاد ثابت ہونا چاہئے اور یہ کسی روایت سے ثابت نہیں۔ علامہ قادریؒ آخر المصلوۃ کے ذریعہ اس

جا پان سارے قلوں کو منہ قرار دیتے تو کہتے ہیں کہ اصل فقہ کا انھم راہی صرف ہے نہ تو وہ طہر کیا رفتار سے تھوڑا دل میں ہے ہوئی ہو۔ امام شافعی کے نزدیک اس کا اندازہ دو اور اندازہ یہ قول کے مطابق ایک روز و شب ہے۔ امام مالک کے نزدیک اس کا اندازہ چار روز ہے۔ جتنی کل کے اعتبار سے ان کا اصل عمل اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک اس کا روزانہ عمل ہے اور تیسرے میں اس کا اکثر۔
 فاکہرہ طہر وافر حج میں (۱) اور (۲) روایت (۳) شریعت سے باہر ہے۔ بخدا کہ کوئی بتا دے غرض سے باہر نکل دے یا سب سے ستر سے نکال دے کہ ستر شرقی نہ ہو کہ وہاں میں اس طرح ہے۔

وَمَنْ غَضَّ الْعَصَا فِي حُلْوَةٍ رُبَاعِيَّةٍ زَكَّاهُ وَلَا يَحْوِلُهُ لِزَادَةِ عَلَيْهِمَا كَانَ
 اور یہ کہ وہ منہ سے ستر کا ٹکڑا برچا رکھتے ہوئے اس میں دو زکاتیں ہیں اور اس سے زیادہ اس کے لئے چار زکاتیں۔ حسن اور
 صلی اللہ علیہ وسلم فَعَدَّ فِي اللَّائِيَةِ مَقْدَرُ الشَّهْدِ الْخَمْرَةِ الْمُرْتَضَى عَنْ حُرْبِهِ وَكَتَبَتْ
 اس نے چار رکعت چھپیں اور دوسری رکعت میں بقدر شہد چھپا تو وہ دھیں اسے اس کے اڑنے سے نال ہیں کی اور
 الْأَخْرَجَ لَهُ نَافِلَةً وَإِنْ لَمْ يَنْقُضْ فِي النَّافِلَةِ لِلشَّهْدِ فِي الْمُرْتَضَى الْأَوَّلِيِّ بَطُلَتْ صَلَوَتُهُ وَمِنْ خَوَاجِ
 قرآن دو رکعتیں نفل دوم میں کی اور اگر پہلی دو رکعتیں کی وہی رکعت میں بقدر شہد چھپا تو اس کی نماز باطل ہوئے گی اور چھپنے سے پہلے
 مُسَافِرًا صَلَّى زَكَّاهُ إِذَا فَارَقَ قَبْرَ الْبَعْرِ وَلَا يَزَالُ عَلَى حُكْمِ التَّسْبِيحِ حَتَّى يَبْرُكَ الْإِقَامَةُ
 سے نکلا تو وہ شریکی کی پادی سے نکلے گا اور رکعت چارہ روزہ میں مسافر کے تمام میں رہے گا یہاں تک کہ شریکی نہیں
 فِي بَلَدِهِ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا فَصَاعِدًا قَبْلَ زَمَانِ الْإِقَامَةِ فَإِنْ بَرَّكَ الْإِقَامَةَ فَقَدْ أَقْبَلَ مِنْ ذَلِكَ
 بدو روز یا اس سے زیادہ طہر کی نیت کرے تب کہ وہ چار یا پانچ روز تک اگر اس سے نہ چھپے۔ نہ کی نیت نہ
 لَمْ يَسْمَعْ وَمَنْ دَخَلَ بِلَادًا وَلَمْ يَسْمَعْ أَنَّهُ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا وَأَمَّا نَفْلُ
 تو چار نہ پڑے اور جو کسی شریکی تھا اور وہاں بدو روز طہر کی نیت نہیں کی بلکہ یہ کہہ رہا تھا
 غَدَا أَخْرَجَ الزَّكَاةَ عَنِ الْخُرُوجِ حَتَّى يَقْبَلَ عَلَى ذَلِكَ مَبْنَى زَكَّاهُ وَكَتَبَتْ
 کہ کل یا اس کا یہ دن ہاں کہ یہیں تک کہ اس صحت برقی سال رہا تو وہاں چھپنے پر چار روزے کا اور جب کوئی
 الْعُسْكَرُ فِي الْأَرْضِ الْحَرْبِ فَتَوَارَ الْإِقَامَةُ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا لَمْ يَسْمَعْ صَلَوَةَ وَإِذَا دَخَلَ
 طہر دار الحرب میں پہلے روز بدو روز طہر کی نیت کرے تب بھی وہ چار روزہ یا پانچ روزہ یا سب مسافر
 الْمَسَافِرُ فِي صَلَوَةِ الْقَبْرِ مَعَ نَقَاءِ الْوَقْتِ أَتَمَّ صَلَوَاتِهِ وَإِنْ دَخَلَ مَعَ بَنِي قَابِلَةٍ لَمْ
 وقت کے بعد کہ کسی مسجد کا مقبرہ ہو جائے تو وہ چار روزہ یا سب اگر اس کے ساتھ تھا نماز میں شریکی ہو
 تَخْرُجَ صَلَوَتُهُ حَلْفًا وَإِلَّا صَلَّى الْمَسَافِرُ بِالْمَقْبَرَةِ صَلَّى زَكَّاهُ وَسَلَّمْ ثُمَّ أَتَمَّ الْمُقْبِرُونَ
 قرآن کے بھی اس کی نماز درست نہ ہوگی اور جب مسافر بنیم وکل کا نماز پڑھا تو وہ چار روزہ یا سب طہر کی اور جب وہاں اپنی
 صَلَاتُهُمْ وَيَسْمَعُونَ لَهُ إِذَا سَلَّمَ أَنْ يَقُولَ قَبْرُكُمْ أَتَمُّ صَلَاتُكُمْ فَإِنْ قَوْمٌ مَسَرَّ
 نماز پڑھ کر اس کے لئے سب ہے کہ سلام پھیر کر اس سے یہ کہہ دے کہ تم نے نماز پڑھ کر لو کہ پڑھ کر یا اگر قوم ہیں

[illegible]

و لجمع بين الصلواتين فلسافر جمع خواہوں بطور کیوں نہ ہو یہ مندرجہ ہے کہ اگر کسی ایک فرض کے وقت میں جمع کر دیا جائے۔ چاہے پھر عذر کے باعث ہو یا بناوکی اور شاید کہ ناواقفیت یا غلط فہمی میں عداوت کی وجہ سے منع کیا گیا۔ لہذا اگر کسی نے یہ ثابت ہے کہ اگر کسی نے نماز اٹھائی نہ کرے۔ بغیر کسی ضرورت یا نہ ایک نماز کے اسے آخری وقت میں پڑھے اور دوسری نماز اس کے بعد اٹھا لے تو اس میں اسے صورتاً جمع کرنا جائز ہے۔ مگر عقلی اعتبار سے اسے اٹھانا ہی ضرورت نہیں کہ وہ ان نمازیں ایک ہی نماز کے وقت کے اندر چھ لے۔ حضرت امامانہ اور ملت امامی اسے جائز قرار دیتے ہیں۔ اس لئے کہ بعض روایت سے آیا ہے کہ یہ منہج ہوتا ہے۔ صرف اس کا عذاب پڑھنے میں نہ رہتا وہایات میں اس طرح آج ہے جس سے وہ بعض صلوٰۃ جمع ہے حقیقی اعتبار سے یمن نہیں۔ حقیقی جمع کے بارے میں حضرت عبداللہ ابن مسعود کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم میں نے اسے نماز کوئی مہارت کے لئے نہیں سیکھا کہ اس نے نماز کوئی مہارت کے لئے سیکھا۔ اس سے وقت میں نہیں جمع کیا۔ اور اگر نماز کوئی مہارت کے لئے سیکھا۔

[illegible]

فائدہ: ذکرِ کرم کے بعد قرعہ چاہے کتنی سے بزرگ لگے یا نہ لگے تھے۔ البتہ اگر بزرگ کا مکان ہو تو افضل یہ ہے کہ باہر نکل کر پڑھے تاکہ پورے اطمینان و سکون کے ساتھ نماز پڑھی جائے۔ لیکن اگر قلعے پر قنوت کے باوجود نماز کتنی ہی پڑھوے تب بھی درست ہے۔ مگر لازم ”کھلی“ میں حضرت ابن حجرؒ نے روایت کرتے ہیں کہ ایک صحابی نے کئی سالوں کی امامت کی دوران ملکیت ہم بیٹھے ہوئے تھا اور کرم کتنی سے باہر نکلنا چاہتے تو لکھا نہیں تھا۔

والخاص والمطلع الخ۔ مگر یہ بات علمِ کرم اور خدمت کے مرتبہ میں سب شامل ہیں۔ اس سے قطعاً مگر ستر کرنے والا مطلع ہو یا نہ ہو غیر لازمہ اور۔ لہذا جس طرح سے قنوت کے ستر کرنے والا پر طہی طلب میں ستر کرنے والا یا طہانِ قنوت ستر کرنے والا اور ان شرطوں کو نہ لکھو اور کلمات چڑھو گا اسی طریقہ سے ”مسیت“ کے لئے ستر کرنے والا اختیار کردی یا کسی پر ظلم کی خاطر ستر کرنے والا شرعی مسدودت سے گزرنے پر قنوت کرنے کا۔ نام شرعی فرماتے ہیں کہ اگر ایسا نہ ہو تو اپنے نصیب ستر لیں۔ اس لئے کہ خدمت تو ایک مرجع کا انعام رہانی ہے اور ظہرانِ طلب کی مستحق ہے۔ امام: لکھو امام احمدؒ بھی یہی کہتے ہیں۔ اہلِ کرامت کی خصوصیات مطلق ہو رہے۔ نسبت کر رہے ہیں۔ ”عن کان منکم مریضاً او غلی سغراً“ اور روایت میں ہے ”لو من المسافر والمکنتان“ ان میں مطلع کی نہیں بھی تخصیص موجود نہیں۔ بلکہ ہر مسافر کے واسطے علمِ کرم لازم ہوگا۔

بَابُ صَلَوةِ الْجُمُعَةِ

باب نماز جمعہ کے احکام کے بیان میں

باب: پہلے باب اور اس باب کے بعد باقیہ تصنیف میں ”سبت“ و ”جموعہ“ کی طرح نماز سے نماز مسافر اور رکعات میں ٹھیک اسی طریقہ سے نماز ہر کسی بھی دور رکعات ہیں۔ البتہ اس جگہ تصنیف ایک مخصوص زمانہ یعنی اماموں کے بعد ہے اور جہاں تک مسافر کی نماز کا تعلق ہے ہر چار رکعات وان نماز میں تصنیف ہے۔ لہذا پہلے باب میں قیام دہائی اور اس باب میں جمعہ میں اور کعبہ کے مطابق ہر شخص سے پہلے آ کر رہا ہے۔ لہذا بابِ صلوٰۃ لہذا فرمائیے لایا گیا۔ اتفاقاً وضو سے نزدیک ہی نماز جمعہ فرض نہیں بلکہ کل مسلمانوں کے نزدیک یہ فرض ہے۔ اس کے فرض ہونے کا ثبوت کتاب اللہ، سنت رسول اللہ اور اجماع سے ہے۔ یہاں تک کہ اگر کوئی اس کا انکار کرے تو وہ اپنے نفس اور دین کو ہلاک کرے۔ بلکہ اماموں سے اس کو اس کی صراحت فرماتے ہیں کہ جمعہ فرض کعبہ سے بھی زیادہ مؤکد ہے۔ اس واسطے کہ اسے نماز جمعہ کے فرض ترک کرنے کا حکم ہے۔ ارشاد ہوا ہے: ”ایہا الذین امنوا ان اودی للصلوٰۃ من یوم الجمعة فاسعوا الی ذکر اللہ وقرو البیع“ (اے ایمان والو! جب جمعہ کے روز نماز (جمعہ) کے لئے اذان کی جائے تو تم اللہ کی یاد (یعنی نماز و غلبہ) کی طرف فوراً جلی پڑو اور ہر خرید و فروخت چھوڑ دیا کرو) اگر کسی جمعہ نماز سیما جائے تو وہاں ہے اور غلبہ مقصود ہے اس کی صورت میں اگر تم مرا ہے۔ ایسے وقت پہنچا ہے کہ غلبہ ناجائز ہے۔ اور غلبہ نماز ضروری قرار دینے کی صورت میں ہر جگہ ”ای علی ضروری ہوئی۔

لہذا شریف میں روایت ہے کہ ہر موسم پر جمعہ جمعہ کے بعد اور سب ضروری ہے۔ ہر چار کے۔ یعنی غلام، عورت، مریض اور نابالغ۔ غلام کو وہی فرماتے ہیں کہ اس کی سند بخاری ہر موسم کی سند کے موافق ہے۔

مطہریت تیمم داری رضی اللہ عنہ عزّی روایت میں بھی حق واجب کے الفاظ ہیں۔ اور سزا قتل کو بھی اس حکم سے مستثنیٰ کیا گیا۔ تب جب یہ شہید و مہید و راستہ یہاں تک کہ بلہ غار جہد چھوڑنے لگا۔ گو دوزخ میں فتنوں میں داخل کیا گیا۔

عن **صَوَاءِ الْجَمْعَةِ** الخ: سب سے پہلے جس کے وہاں جمع ہونے کا طریقہ نصیب بن لوگی نے جاری کیا۔ کعب بن لؤی جو کہنے والا تھا لوگوں کو تیار کر کے خطبہ پڑھتے۔ اور خدا کی حمد و ثناء بیان کرتے اور بحکمہ خداوند فصاحت کرتے۔ ان سے پہلے لڑے ہوئے کو روک دیا کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے قصاص فیہ اس میں کثرت کے ساتھ مجاہدانہ دینے والے اس لئے اسے جو سے معلوم کیا۔ اور یہ بھی کہتے ہیں کہ بحیثیت میں حضرت "ہم و حضرت حمزہ کے جدا ہونے کے بعد اسی دن پہلی سرچہ حضرت حمزہ حضرت آدم سے ملے اس لئے اسے جو کہا گیا۔ علامہ طبری فرماتے ہیں کہ جو کا نام جو کہنے والے کا سبب یہ ہے کہ اس دن عظیم الشان باتیں رونما ہوئیں پارہ ہوں گی اور اس دن کی چٹان سے زیادہ فضیلتیں احادیث سے ثابت ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے آج کریمہ "فَعَقِدُوا عَهْدَهُمْ" کی تفسیر یہ فرمائی کہ شاید سے مراد جو کا دن اور حضور سے راہروا فرما کا دن ہے۔ یہ روایت بخاری میں حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے۔ علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بخاری میں

ہاں جس کے اوپر علامہ آفتاب جہاں جو ہے۔ اسی دن حضرت آدم کی پیدائش ہوئی اسی دن عیسیٰ میں داخل ہوئے۔ اسی روز نبی بحیثیت سے زمین پر اتارا گیا۔ اسی دن قیامت اُن کی اسی دن حضرت آدم کی زندگی ختم ہوئی۔ اسی دن حضرت آدم کی وفات ہوئی۔ اور اسے جہات اور نہ فوس کے گول جاتہ اور اس طرح کا ٹھیک کہ جو جو کہنے والے دن صبح سے آفتاب نکلنے تک قیامت کے خوف سے ڈرتے رہتا تھا۔ یہ روایت ابو داؤد میں ہے۔

٧ نَصَحَ الْعَفْوَ إِلَّا لِمَنْ بَغَرَ خَالِعَ أَوْفَى فَعَنَّى الْبَغْرُ وَلَا تَحْزُزُ فِي الْقَرَى
جو نمازت نیکی تر شمر جاتے ہیں یا عید بگاہ میں اور کاڑوں میں جو جہاں نیکی

شرح و توضیح: شرائط جمعہ کا تفصیلی ذکر

[illegible]

ایک حصہ جو اہل حقار اس سے جدا کیے جا رہے ہیں جو کچھ ہوتے کچھ نہ ہوتے۔

فائدہ: میر جانیج: ہر ایسے مقام کو کہا جاتا ہے کہ جس کے اندر میر و قاضی موجود ہو اور احکام کا دائرہ محدود شرعی سرائے کا احکام کہتا ہو۔
 ایک امام ابو یوسف سے متعلق ہوا نام کرکشی کا اختیار کردہ اور نہ ہر مذہب ہے۔ (میر جانیج ہر ایسا مقام کہلاتا ہے کہ اگر اس مقام کے سارے لوگ جس پر جمع ہو جائیں ہر ایک کی جامع اور سب سے بڑی مسجد میں اکٹھے ہوں تو اس میں نہ آسکیں۔) بقول امام ابو یوسف سے متعلق اور امام ابن شراح بلخی کا اختیار کردہ ہے۔ صاحب زادہ اچھی اسی کو درست قرار دیتے ہیں۔ (میر جانیج ہر ایسا مقام کہلاتا ہے جس کے اندر کسی کو کچھ ہوں، بازار ہوا اور ظالم و مظلوم کے درمیان انصاف کر سکے اور عالم ہو جو پیش آنے والے واقعات میں فتویٰ دے سکے۔

اور اسی معنی مصر۔ (میر جانیج کی عہد کا وہاں سے قصور دور اصل تھا شہر ہے۔ خائے خیر وہ ہے جو شہر سے متصل شہر کے فاصلے کی خاطر متروک تھیں مگر مثلاً گھوڑا دوانے اور لشکر اکٹھا کرنے اور تیر اندازی کے لئے نکلے اور مردے دفن کرنے اور بازار بنانے کہلے ہو۔
 فائدہ: ایک شہر کی بہت سی مسجدوں میں نماز جمعہ درست ہے عقلی بقول یہی ہے۔ امام ابو یوسف کی ایک حدیث صحیحہ صحیحہ نمونہ کرنے اور عدم عزت کی بھی ہے۔ طحاوی وغیرہ اسی روایت کو اختیار کرتے ہیں امام شافعی میں فرماتے ہیں اور امام مالک کا مشہور قول اور امام احمد کی ایک روایت بھی اسی ضریح کی ہے۔

وَلَا تَجُوزُ اِقَامَتُهَا اِلَّا لِلْمَلِكِ اَوْ لِمَنْ اَمَرَهُ السُّلْطَانُ وَمِنْ شُرَائِعِهَا الْوَلُفُّ فَصَبَّحَ لِي وَكَبَّرَ
 اور جمعہ قائم کرنا جائز نہیں مگر بادشاہ کے لئے یا جسے بادشاہ علم دے اور شرائع جمعہ میں سے ایک شرط وقت ہے کہ بعد ظہر کے
 الظُّهْرِ وَلَا نَصَبُ بَعْدَهُ وَمِنْ شُرَائِعِهَا الْخُطْبَةُ قَبْلَ الصَّلَاةِ يُعْطَبُ الْاِمَامُ خُطْبَتَيْنِ بِفَضْلِ
 وقت میں بھی ہے یہاں کے بعد بھی نہیں ہر ایک کی شرائع میں سے ایک شرط وقت ہے امام نماز سے پہلے دو خطبے پڑھے جن میں ایک خطبہ کے ساتھ فضل
 تَنْهَانِهَا بِعَقْدَةٍ وَتُخْطَبُ فَاِلَيْهَا عَلَيَّ الطُّهْرَانَةُ فَاِنْ اَقْصَرَ عَلَيَّ ذِكْرُ اللَّهِ تَعَالَى خَارَاجُهُ
 ترے اور ہاتھ کھڑا ہو کر خطبہ دے اور اگر وہ صرف ذکر الہی پر اکتفا کرے تو امام الاضیئہ کے پاس جاتا ہے
 اَمِيْنُ حَبِيفٌ وَحَمَهُ اللَّهُ وَقَالَ لَا بُدَّ مِنْ ذِكْرِ طَوْلِي يَسْمَعِي غُطْبَةً فَاِنْ خَلَّتْ لَاعِيْدًا اَوْ
 اور صاحبین فرماتے ہیں کہ ایسا ذکر طویل ہو ضروری ہے جس کو خطبہ کہا جائے اور اگر چھوٹا کر یا
 عَلَيَّ غَيْرِ طَوْلَانَةٍ خَارَاجُهُ وَتُكْرَهُ وَمِنْ شُرَائِعِهَا الْخُصَاةُ وَالْاَهْلُ عِنْدَ اَمِيْنِ حَبِيفٌ فَلَا
 ہے خصوصاً عین قوم نے ذکر کر دیا ہے یہاں کی شرائع میں سے ایک شرط جماعت ہے جس کی کثرت قدیم میں عینہ کے نزدیک امام کے علاوہ تین آدمی ہیں
 يَوْمِي الْاِمَامُ وَقَالَ اَلْقَانُ يَوْمِي الْاِمَامُ وَيُضَاهَرُ الْاِمَامُ بِفِرَاقِهِ يَوْمِي الْمُرْتَضَيْنِ وَكُنْ يَوْمِي الْاِمَامُ قَوْلُهُ مَوْزُوْمٌ بَعْدِهَا
 اور صاحبین فرماتے ہیں کہ امام کے علاوہ دو جہاد امام قرائت دونوں رکعتوں میں تدریس پڑھے اور دونوں رکعتوں میں کوئی سوا نہیں نہیں ہے

تشریح و توضیح:

وَلَا تَجُوزُ اِقَامَتُهَا الخ۔ مسجد جس کی شرائع ثانی بادشاہ یا اس کے نائب کا ہوتا ہے۔ اس لئے کہ جمعہ میں عظیم جماعت ہے اور
 جماعت کے اندر ہر شخص اپنی رائے کا اظہار ہوتا ہے اس واسطے بہت سے اختلافات و نزاعات ہو سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر ایک شخص کہے
 گا کہ امام جمعہ فلاں شخص ہوگا اور دوسرا شخص کہی۔ دوسرے سے امامت کرنا چاہیے۔ اسی طرح مساجد میں قیام جمعہ کے سلسلہ میں نزاع ہوگا۔

فرق نہیں ملے گا۔ عت پر سے جس نماز است نہیں۔ دوسری یہ کہ یہ نماز عہد قدس میں لگا ادا ہو اسی واسطے ہے کہ ان لوگوں کے لئے لکھ کر لکھا۔
 بعد عت پر صلاوات ہے۔ اور اصل میں شریعت کا مہذب یہ ہے کہ عت اور اس کو جو عت پر جتنے دیکھنے کی صورت میں ہو کہ بتائی ہے
 عت اور اس کی شرکت کرے اور اس طرح جماعت میں کی کہ عت اور اس کو جو عت پر جتنے دیکھنے کی صورت میں ہو کہ بتائی ہے
 کے کہ اس کے لئے یہ عت اور اس کو جو عت پر جتنے دیکھنے کی صورت میں ہو کہ بتائی ہے

وص الذکر الامام الحج۔ ولی نفس برائے جو عت پر جتنے دیکھنے کی صورت میں ہو کہ بتائی ہے
 اور امام ابوحنیفہ امام ابو یوسف کے نزدیک ایسا ہی ہے اور اس کی شرکت میں ہو کہ بتائی ہے
 پر کی کہ عت اور اس کو جو عت پر جتنے دیکھنے کی صورت میں ہو کہ بتائی ہے

صاحب صحیحہ یہ فرماتے ہیں کہ کوئی مسافر فقیر تہجد میں عت پر جتنے دیکھنے کی صورت میں ہو کہ بتائی ہے
 میں مسافر اور فقیر مسافر کے درمیان میں طرح فرق نہیں اور وہ اس کے عت پر جتنے دیکھنے کی صورت میں ہو کہ بتائی ہے
 مسافر نے فرق کے بغیر جب بھی فعل کریں گے۔

فما کھڑا۔ نیز یہ ہے کہ بعد کی رکعت میں عت اور اس کو جو عت پر جتنے دیکھنے کی صورت میں ہو کہ بتائی ہے
 پر ہے۔ یا پہلی رکعت میں مسج نسم ویک الاعلیٰ۔ اور دوسری رکعت میں خل الذکر خلیف اللہ علیہ کی تلاوت کرے لیکن اگر کوئی
 "ان سورہ کے علاوہ تلاوت کرے تب بھی عت نہیں ہے۔

وإذا خرج الإمام فرك الخشعة فرك الناس الظلوف والكلافة حتى يفرغ من خطبته وقالوا
 اور جب امام بعد کے دن میں جھے فرك۔ مازا۔ و عت پر جتنے دیکھنے کی صورت میں ہو کہ بتائی ہے
 لا مانع بن بكتلم عالم يندأ بالخطبة وإذا أذن المسلمون يوم الخشعة الأذان الأول
 فرماتے ہیں کہ بات عت میں کوئی حرج نہیں جب تک کہ وہ عت پر جتنے دیکھنے کی صورت میں ہو کہ بتائی ہے
 ترك الناس أبيع والشراء وتوجعوا إلى الخشعة فإذا ضيعة الإمام المنور جلس وأذن
 و لوگ خرید و فروخت کو ترک کریں اور بعد کے لئے کل پڑیں میں جب امام منور پڑھے تو یہ جاتے ہو
 لمؤذنين تسين يذني المنبر ثم يخطب الإمام وإذا فوج بن خطيبه أفاضوا بالصلوة
 منہ کے ساتھ اذان پڑھیں پھر امام خطبہ پڑھے۔ اور جب خطبہ سے فارغ ہو جائے تو لوگ نماز پڑھ کر

تشریح و توضیح:

وإذا خرج الإمام فرك الخشعة۔ امام کے خطبہ کے بعد اس کے خطبہ سے فراغت تک کسی طرح کی نماز نہ ہے نہ امام
 میں لکھتا ہے۔ اب کی آیات میں اس کا موازنہ آیت امام ابو یوسف امام غزالی کے نزدیک خطبہ کے قمار سے لگی گفتگو کرنے میں حرج
 نہیں۔ اس واسطے کہ عت پر جتنے دیکھنے کی صورت میں ہو کہ بتائی ہے
 ہو اور اس کے ساتھ جاب نظام اور تہجد درست ہیں۔ اس لئے کہ حضرت جابر علیہ السلام سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ
 دیتے وقت ایک شخص "کیا تو آپ نے اس سے پرہیز کرنا پڑا؟" اور عرض کیا "نہیں پڑھی۔" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کیا تو

یکساںیت ہے مگر عارضہ درمی نے باب الجسد کو اس پر اس واسطے مقدم کیا کہ جس کتاب اللہ سے ثابت ہے اور سال میں زیادہ پڑھی جاتی ہے۔
 میو کی اصل عود ہے جس کے معنی ہونے اور بار بار آتے ہیں کیونکہ یہ دن اپنے دن میں یہ معلوم لئے ہوئے ہے اس مقام وہ دن جو ہر
 برس شوال کے مہینہ کی پہلی تاریخ کو پوری دلچسپی کے مہینہ کی دس تاریخ میں آتا ہے عید کے دن کے ہم سے موسم ہے۔ اس روز اللہ تعالیٰ کے
 انعامات اپنے بندوں پر بعد از بار بار ہوتے ہیں۔ ہر برس یہ دن سوئمن کے لئے ختام مسرت و شادمانی بن کر آتا اور لوگوں کو راحت کے
 چوٹی کھاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے مہمان شریف میں جو لوگوں کو دن میں کھانے پینے کی مسامتہ فرمادی تھی عید کے روز اظہار کا حکم دیکر
 بندوں پر حریہ انعام فرماتا ہے۔ یہ اسلامی تقریب اپنے دامن میں مسرت و انعامات اور سکون و راحت کے وہ گوشے کو کھتی ہے جو ہر برس
 لوٹ کر سوئمن کے قلوب کو باغ بارش کر دیتے ہیں۔

العید: ہر دو دن میں کسی صاحب فضل یا کسی بڑے واقعہ کی یادگار منانے ہوں۔ کہا گیا ہے کہ اس کو عید اس وجہ سے کہتے ہیں کہ ہر
 سال لوٹ کر وہ دن آتا ہے اور اصل اس کی عود ہے۔ (مصباح الحقائق)

رسول اکرم ﷺ اہم ترین فرما کر یہ منورہ تشریف فرما ہوئے تو سبھی میں پہلی مرتبہ روز سے فرض ہوئے اور رمضان المبارک
 کے اختتام پر یکم شوال کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کریمہ افرامی۔ ایسا اور نہائی میں حضرت انس سے مروی ہے کہ عید والے روز
 کھیل کو کیا کرتے تھے۔ جب آنحضرت ﷺ عید منورہ تشریف لے آئے تو آپ نے ہر شادمانی کر اللہ تعالیٰ نے جس میں ان دونوں سے
 بہرہ ورانہ عطا فرمائے۔ عید النضر اور عید الاضحیٰ۔

يُسْتَعْبَدُ يَوْمَ النَّظَرِ أَنْ يَنْظُرَ الْإِنْسَانُ خَلْبًا قَلِيلَ الْخُرُوجِ إِلَى النَّفْسِ وَيَنْظُرَ وَ يَنْظُرَ وَ
 حيدر النضر کے دن سب سے کہ آدمی عید گاہ جانے سے پہلے کوئی چیز کھائے اور غسل کرے اور خوشبو لگائے اور
 يَتَسَبَّحُ اَنْحَسْنَ بِهَا وَ يَتَوَخَّعُ إِلَى النَّفْسِ وَلَا يَكْتُمُ فِي طَرَفِ النَّفْسِ جَنْدَ اَنْحَسْنَ حَبِطَةً رَحِمَهُ
 اَجْمَعُ كَرْتِ سَبَّحْ عِيدَ اَكِ طَرَفِ جَعَلَهُ لاه امام الہدیٰ کے نزدیک عید گاہ کے راستہ میں گھیر نہ کیے
 اللہ تعالیٰ وَيَكْتُمُ عَنْهُمْ وَلَا يَنْتَقِلُ إِلَى النَّفْسِ قَلِيلَ صَلَوةِ الْعِيدِ فَإِذَا خَلَبَ الصَّلَوةَ بَارَكَهَا
 اور وہ جن کے نزدیک گھیر کرے ہر عید گاہ میں نماز سے پہلے ان سے نہ ملے کہ جب سورج کے بلند ہونے پر نماز پڑھنا جائز ہو جائے
 الشمسِ دَخَلَ وَلَهَا إِلَى الزَّوَالِ فَإِذَا زَالَتْ الشَّمْسُ خَرَجَ وَلَهَا وَيُعْطَى الْوَلَمُ بِالْأَسْرِ دَخَعَتِ
 تو اس کا وقت شروع ہو جاتا ہے زوال تک اور جب سورج زائل ہو جائے تو اس کا وقت لگ جاتا ہے اور امام لوگوں کو وہ
 يَكْتُمُ إِلَى الْأَوَّلَى كَتْمُورَةِ الْإِحْرَامِ وَلَهَا بَعْدَهَا ثُمَّ يَلْعَوُ طَابَعَةَ الْكِتَابِ وَ سَوْرَةَ تَمَّهَا ثُمَّ يَكْتُمُ
 رتیبہ نماز پڑھائے پہلی رکعت میں گھیر کر کے بعد میں گھیریں گے پھر سورۃ قمر اور اس کے ساتھ کوئی اور سورت پڑھے پھر گھیر کر
 تَكْتُمُورَةً فَيَرْكَعُ بِهَا ثُمَّ يَنْقُذُ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ بِالْقِرَاءَةِ فَإِذَا قَرَأَ مِنَ الْقِرَاءَةِ كَثُرَتْ
 رکوع کرے پھر دوسری رکعت میں قرأت سے شروع کرے جس میں جب قرأت سے فارغ ہو جائے تو تین گھیریں گے
 تَكْتُمُورَتِ وَيَكْتُمُ تَكْتُمُورَةً زَابَعَةً يَرْكَعُ بِهَا وَيَرْكَعُ بِهَا فِي تَكْتُمُورَاتِ الْعِيدِ
 اور پانچویں گھیر کرے ہر رکوع میں چلا جائے اور گھیرات میں عید میں ایچ وڈوں ہاتھ انعام

تشریح و توضیح:

ہفت روزہ غفر الع۔۔۔ عیدِ غفر کے مناسبت کی کل تعداد بارہ ہے۔ چو کا ان کے میں ایک گز ہے۔ اور بارہ مناسبت کی کل تعداد بارہ ہے۔

[illegible]

اولاً بکسر ہی طریق الحظلی الخ۔ مر فاضل کی ناز کے لیے بناتے، نہ تکلیف کی بنے یا نہ کی جاسکے۔
اس بارے میں حضرت مولانا جو حقیقۃ الامور و حقائقہ ہے اور اس اختلاف کو اور حقیقت سے نقل کیا گیا۔ ایک یہ
کہ امام ابو حنیفہؒ نے اس میں عجم کے کچلے کے فرق سے ہیں اور وہ مولانا جو حقیقۃ الامور و حقائقہ کے صاحب غلام مولانا عبدالرزاق
قزوینی ہیں۔ علامہ ابن کثیر مصریؒ بھی ان کے متبع ہیں۔ اور یہ کہ ان کے اور میان اختلاف نفس نہیں ہیں تو انہیں کرم مفسد عالم کے اور میان
اختلاف رائے ہے بلکہ حضرت مولانا ابو حنیفہؒ عظیمؒ جیسے کہ ان کے اور مولانا جو حقیقۃ الامور و حقائقہ کے صاحب غلام مولانا عبدالرزاق
نہاویؒ مدائنیؒ وغیرہ کی رائے کو کر کیا گیا ہے اور ان کی رائے کو درست قرار دیا کہ اور مفتی صاحب کی رائے ہے۔ مولانا ابو حنیفہؒ مولانا محمد قزویؒ سے ہیں۔
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جلد ۲۰ نہ تکلیف کرنا کرتے تھے اور ان میں فرق نہ تھا اور ان میں نہیں حضرت علیؓ کو امام ابو حنیفہؒ سے بھی
روایت کیا گیا۔ اور ان میں اختلاف بھی حفظ مولانا جو حقیقۃ الامور و حقائقہ کے فرق سے ہیں تو ان کے اعتبار سے تکلیف میرزا محمد تقیؒ بھی مولانا جو حقیقۃ الامور و حقائقہ کے
حضرت مولانا ابو حنیفہؒ کے ہیں کہے علیؓ زار کے اندر مقام ہے لہذا صرف وہ مقامات مستثنیٰ ہیں جہاں شریعت نے میرزا کا دور تو شمار سے
پر ملائی کہ میرزا ثابت ہے پر اندر میرزا نہیں۔

و لا یمنع فی النصفی قل عملة القعد اح۔ اصل اس باب میں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں پڑھتے تھے اور اس سے قبل کوئی (نفس) پڑھنے سے روکتا تھا اور ان کے لئے یہ صبح میں تین بار اہت مروجہ ہے۔ نیز بخاری و مسلم میں حضرت کعبہ بن جریج سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ الطہر کے ان عید کی دو رکعت اور ان کی اس سے قبل نماز میں پڑھی۔ طہرائی امام تحریر فرماتے ہیں کہ اس کی ایک قسمیں ایک گناہ سے بچانے کے لئے ہے۔ اور دوسری اس سے روکنا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے قبل کوئی نفس پڑھنا کرتے تھے البتہ عید کی نماز کے بعد کہ شریف است (دو رکعت پڑھتے) اور حق میں کہنا ہے کہ عید کی نماز سے قبل نفس پڑھنا واجب کراہت ہے اس سے قطع نظر کہ اگر بھی پڑھے یا عید کا بھی پڑھے۔ البتہ بعد نماز عید کا وہی پڑھنا اور اس سے نہیں اور کہ بھی پڑھنا صحیح ہے۔

عیدین کی تکبیریں۔

محبوبین کی تکفیر ہونے کے سلسلے میں عملِ اِقرار کی تعداد بارہ ہے۔ قرآن میں بارہ مقامات کے درمیان اختلاف ہے۔

فَاحْمَدُ رَحِمَهُمُ اللَّهُ يَضَلِّي الْإِمَامُ زَكِيٌّ مَجْهُولٌ فِيهِمَا بِالْقُرْآنِ ثُمَّ يَخْطَفُ وَيَسْتَقْبِلُ الْقَبْلَةَ
بِمَنْ تَرْتَمِيهِ جَنَاحُ الْمَلَكِ أَوْ تَرْتَمِيهِ نَارُ الْمَلَكِ أَوْ تَرْتَمِيهِ بَحْرُ الْخَلْقِ أَوْ تَرْتَمِيهِ دَرَكُ
بِالْعَقْدِ وَتَقْلِبُ الْإِمَامُ رِدَائِهِ وَلَا يَنْقُصُ الْقَوْمُ أَزْوَاجَهُمْ وَلَا يَحْضُرُ أَهْلُ الْمَدِينَةِ لِلْمَسْجِدِ
وَمَا تَرْتَمِيهِ نَارُ الْمَلَكِ أَوْ تَرْتَمِيهِ بَحْرُ الْخَلْقِ أَوْ تَرْتَمِيهِ دَرَكُ الْمَلَكِ أَوْ تَرْتَمِيهِ بَحْرُ الْخَلْقِ أَوْ تَرْتَمِيهِ دَرَكُ الْمَلَكِ
تَرْجِيحُ تَوْضِيحُ

ہائے صلوٰۃ الاستسقاء بچلے باب کے ساتھ اس باب کی متابعت اس طرح ہے کہ دونوں نمازوں کے بعد کوئی جہی ہی رہتا
ہے اور اس کبریاہ ساتھ یہ بھی متابعت ہے کہ دونوں کی وہی شکل و صورت میں ہو جاتی ہے اور اسے صلوٰۃ سوف کے بعد لانے کا
مبہم یہ ہے کہ اس کے مستون ہونے اور نہ ہونے کے درمیان امتلاف ہے۔ "نعمہ" نامی اسی طرح ہے۔ غفلت کے اعتبار سے اشتقاق
یعنی پانی لانے کے ہیں۔ کہتے ہیں "معاذ اللہ" (اللہ تعالیٰ مجھے یہ آپ فرمائے) اور قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے "وَمَا مَنَعَهُمْ
شِرَارُ طُغْيَانٍ" (شری اصطلاح کے اعتبار سے شکل مانی کے وقت ایک خاص کیفیت کے ساتھ صاحب کرنے یا نماز پڑھنے کو کہا جاتا ہے۔
صلوٰۃ) اشتقاق یہ بھی ہے کہ بھلا دیکھ خصوصیات کے ایک خصوصیت ہے۔ اس کا آغاز ہے میں ہوا۔ علاوہ اس اشتقاق اس کے کہ
ہے جس کے جمل اور میرا غیرہ سرائی کی عمر سویرہ نہ ہوں۔ یا یہ وہ تو جو ہیں لیکن ان کی ضروریات کے اعتبار سے کافی نہ ہوں۔ اشتقاق
کتاب اللہ سے اور سنت رسول اللہ اور احادیث سے ثابت ہے۔

قرآن کریم میں حضرت نوح علیہ السلام کا اللہ کریم نے ارشاد ہوا "فَلَمَّا ظَلَمَ صَاحِبُهَا وَمَكَرَ بِهٖ مَكَانَ عَذَارَىٰ نَارِ صَبَلِ
لَمَسَاءَ عَلَيْكَ مَدَوْرًا" (اور میں نے اس سے یہ) کہا کہ تم اپنے بے ارادہ سے کیا اختیار کیا، چنگ و پیرا خشک والے کثرت سے قرآن ہادش
جیمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مستحق کی خاطر صلوٰۃ ہے اور نفع دہندہ ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور امت کا گھیرا ہوا ہے۔
قال ابو حنیفۃ الطبع اس بارے میں فقہ کا اختلاف ہے کہ اشتقاق کی ترسسون ہے یا نہ سون نہیں۔ امام ابو حنیفہ نے عام
الوضیفہ اس کے متعلق دریافت کیا تو فرمایا کہ اس کی نماز بارگاہ میں کہ یہ کچھ اشتقاق دماغ البتہ لوگوں کے کمال ایک پڑھنے میں
قرآن نہیں۔ اس واقعہ نماز اشتقاق کے مستون یا استحب قرار دے یا نہ لگائی ہوئی ہے البتہ تہذیب ہذا کا جواز معلوم ہوتا ہے کہ صاحب
تقدیرہ پران کرتے ہیں کہ طہار اور ریت کی رو سے نماز اشتقاق ہے تو نہیں اس سے مخطوٰۃ اس کے شروع ہونے کی نفی ہو رہی ہے۔
صاحب روایت کے نزدیک اس کا بھی یہ ہے کہ اشتقاق وہاں تک متصل ہے اس میں تو بارگاہ مستون نہیں۔ امام محمد کے نزدیک نام یا
اس کا نائب جو ملے، تہہ اس کی دروہات پڑھانے۔ امام ابو حنیفہ کی بھی ایک روایت امام محمد کے مطابق ہے میرا یہ فقہ کی سہ ہے۔ اور
ایک روایت ابن ابی امامہ الوضیفہ کے مطابق ہے جیسے کہ موجود میں لکھا ہے۔

حضرت امام مالک بھی اسے مستون قرار دیتے ہیں۔ حضرت امام شافعی حضرت امام احمد بن حنبلہ کے آگے بڑھ کر اسے مست
مستند قرار دیتے ہیں۔ اس کے بعد مہمکن کے قول کے مطابق نماز پڑھنے سے متعلق روایات کے ادنیٰ سے صحابہ کرام ہیں۔ یہ روایت
میں ارچہ تعلق اور ابن حبان وغیرہ میں ہے۔ امام ابو حنیفہ کے نزدیک صلوٰۃ سے تصور و نقل نہ کرنا ہے جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے مواظبت فرمائی ہو اور اگر گاہے گاہے جواز ماننے کی خاطر ترک فرمایا ہو۔ اشتقاق کی نماز کے بارے میں ایسا نہیں بلکہ اس نے مستند
روایات کی رو سے کچھ دعا کو کافی قرار دیا گیا۔

[illegible][illegible][illegible]

ولا يحصر أهل المدينة بالغ. استثناء کے واسطے ہی ایک قرینہ نہیں۔ میں قید میں میں مطلقاً بالذات نہیں ہے خود رسول اللہ ﷺ نے حجین سے یہ حکم کیا کہ واسطے رہتا فرمایا۔ اور وہاں میں ہر کسی کو سنا۔ سے یہی حکم میں ہر شکر کے ساتھ کہہ۔

بَابُ قِيَامِ شَهْرِ رَمَضَانَ

ہب رمضان میں تراویح پڑھنے کے پیمانے میں

فصل ۸۰۰ در بیان بعضی از احوال و اشیاء فی شهر رخصان بغداد

فصل ۸۰۱ در بیان بعضی از احوال و اشیاء فی شهر رخصان بغداد

فصل ۸۰۲ در بیان بعضی از احوال و اشیاء فی شهر رخصان بغداد

فصل ۸۰۳ در بیان بعضی از احوال و اشیاء فی شهر رخصان بغداد

فصل ۸۰۴ در بیان بعضی از احوال و اشیاء فی شهر رخصان بغداد

فصل ۸۰۵ در بیان بعضی از احوال و اشیاء فی شهر رخصان بغداد

فصل ۸۰۶ در بیان بعضی از احوال و اشیاء فی شهر رخصان بغداد

فصل ۸۰۷ در بیان بعضی از احوال و اشیاء فی شهر رخصان بغداد

فصل ۸۰۸ در بیان بعضی از احوال و اشیاء فی شهر رخصان بغداد

فصل ۸۰۹ در بیان بعضی از احوال و اشیاء فی شهر رخصان بغداد

فصل ۸۱۰ در بیان بعضی از احوال و اشیاء فی شهر رخصان بغداد

صورتوں کی تعداد اسلوب بن کر ہوئی۔ علامہ قدوسی نے اس واقعہ خدا کی بھی یہی صراحت فرماتے ہیں اور علامہ عراقی نے شرح غنی میں تحریر فرمایا کہ علوفہ الخلف سے متعلق روایت اسلمی کی محض قرآن صورتوں کی تعداد سترہ تک پہنچی تھی اور ان صورتوں میں سے ہر صورت درست ہے۔ فقط واضح اور موجز کا فرق ہے اس سے زیادہ نہیں۔

علامہ قدوسی کے بیان کردہ طرہ جھول کی بنیاد پر ادا اور اسلمی میں صرف حضرت عبداللہ ابن مسعود کی حدیث ہے کہ ان حدیث میں ایک تو یہ ہے کہ روایت حدیث نصیب توئی بخار نہیں ہوتے۔ دوسرے یہ کہ ابو سعید کا حضرت ابن مسعود سے سنا ثابت نہیں۔ صاحب اسود وغیرہ کا استدلال دراصل حضرت ابن عمر سے صحاح ستہ میں مروی روایت ہے۔ ذکر کردہ شکل کے متعلق امام محمدؒ نے کتاب امام زاد میں فرماتے ہیں کہ یہ دراصل حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کا قول ہے اور بخار میں صرف کی چیزوں میں رائے کا نقل نہیں ہوا کرتا۔ پس اسے بخود مرفوع حدیث کے قرار دیا جائے گا۔

فان کان مقبلاً علیہ الامام کے مقیم ہونے کی صورت میں اور اکثر کے دونوں حصوں کو دو در رکعات پڑھائے گا۔ اس لئے کہ نام مقیم ہو تو ہفتہ کی خواہ مسافری کیوں نہ ہو امام کے تابع ہو کر اس کی نماز میں پڑھ رکعت ہو جا کر کرتی ہے اور اگر یہ نماز مغرب کی ہو تو امام پہلے مقتدیوں کو دو رکعت پڑھنے کا اور دوسراں کو ایک رکعت۔ اس لئے کہ پہلا حصہ بھی نماز کا حق دار ہے اور ایک رکعت کو ادا کرنا ممکن نہیں اور دوسرے حصہ کو ایک رکعت پڑھائے گا۔ حضرت ثوبیؒ ان کے یہ عرض فرماتے ہیں کہ ان کے نزدیک دوسرے حصہ کو دو رکعات پڑھائے گا اور پہلے کو ایک۔ اس لئے کہ قرآن و سبک در رکعات کے اندر فرض ہے اور اس میں دونوں حصوں کی شرکت ہوئی چاہئے اور اگر نماز کے کچھ یہ قائل کریں گئے تو نماز نامہ ہوئے کا حکم نیا جائے گا۔

وان قصد الخوف علیہ الخوف والحدیث حد سے زور جائے اور ذکر کو صورت سے نکلنے پر بھی چاہئے تو پھر اگلے پایادہ نماز چھ حصوں اور اسلوب سے آواز ناگہن نہ ہو سکے تو پھر اس پر اشارہ کے ساتھ نماز پڑھیں۔ اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو نماز نافذ کر دی جائے۔

باب الجنائز

باب جنازہ کے بیان میں

إِذَا أُتْبِخِصِرَ الرَّجُلُ وَجُفِيَ إِلَى الْغَلَّةِ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ وَالْخِنِ الشَّهَادَتَيْنِ
جب آدمی مرنے لگے تو اسے داہنی کروٹ پر قبلہ رخ کر دیا جائے اور اسے شہادتین کی تھپکیں کی جائے
شرح و توضیح:

باب الخلع احکام نماز اور اس کے شقوق سے فارغ ہو کر میت کے غسل، اُن اور نماز جنازہ کا حال بیان کرنا شروع کیا۔ اثبات نہ ہونے کے ساتھ جنازہ کی جمع ہے اور جنازہ میت کو کہتے ہیں۔ اور تیمم کے زیر کے ساتھ وہ وقت پا پا رہی ہلائی ہے جس پر میت کو اٹھاتے ہیں۔ خوف اور جنگ یا اوقات موت سے بھٹکا کر دیتے ہیں۔ اس مناسبت سے صلوات الخوف کے بعد نماز جنازہ کا ذکر فرما رہے ہیں۔ عداوتیں اب تک جو نمازیں پہلے کی تھیں وہ حیات انسانی سے متعلق تھیں۔ ان کے بعد ان کی نماز کا بیان بھی مانگ رہا ہے جو اس عناصر سے

دعوت ہونے کے بعد پڑھیں یا قیامت پشیدہ ہونے سے قبل ضروری ہے۔ پھر موت کی تک عوارض میں سے آخری ہے۔ اس لئے نماز جنازہ سے قبل باب اخیر میں لائے اور اب اسنو ذی القبر نام کے بعد باقی رائج میں لائے گا۔ سبب یہ ہے کہ احکام کتاب لصلوۃ وحرک ہو جائے۔

اذا لم یحضر الخ موت کا وقت قریب آنے پر مومنوں کے آداب ظہور پذیر ہوتے ہیں اور ان آداب سے اس کے قریب المرگ ہونے اور دنیا سے قطع ہونے کا پتہ چلا ہے۔ جب موت کے آثار ظاہر ہوں تو ان کا رخصت کرنا اس رات پر قبل کی ہے جب کہ وہ چاہے اور حاضرین کو چاہے۔ قریب المرگ کو کلمہ شہادت کی تلقین کر کر اور یہ تلقین کرنا مستحب ہے۔ ”نہر“ میں مستحب لکھا ہے اور ”الحق“ میں ہے کہ تلقین واجب ہے اور ان کا حصول یہ حدیث کا اپنے سوا (قریب المرگ) کو لا الا اللہ کی تلقین کیا کرے۔ یہ روایت مسلم اور سنن میں موجود ہے۔ تلقین کی شکل یہ ہے کہ لوگ جہاد دار سے خود پہ گھر چھین کر دو کھنکرات دہرائے گئے۔ خود پہ جہاد اور قریب المرگ سے چھیننے کے لئے کہنے مناسب تھا۔ ”یونکہ تکلیف اس پر غالب دیتی ہے۔“

رسول اکرم ﷺ نے سورہ قریب لے آئے تو حضرت زید بن عمر کے پاس میں معلوم فرمایا۔ لوگوں نے بتایا کہ ان کا انتقال ہو گیا اور وہ انتقال کے وقت پہلی بار اس سے آیت پڑھ کر قبر میں لے گئے کی وصیت کر گئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ”اصاب القبطۃ“ پھر بعض فرماتے ہیں کہ کھل ”لا اللہ الا اللہ“ کی تلقین کرنا کافی ہے۔ اس لئے کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس شخص کا آخری کلام لا اللہ الا اللہ ہو گا وہ اعلیٰ مرتبت ہو گا۔ یہ روایت ابوداؤد میں ہے۔

اور بعض فرماتے ہیں کہ اس کے ساتھ ساتھ ”محمد رسول اللہ“ کی بھی تلقین کرنی چاہئے۔ اس لئے کہ تاویل کے رسالت کا قرار نہ ہو جس سے حق قبول نہیں۔ علامہ محمد بن کثیر میں کہ اس علیہ کا خلق کا فر ہے ہے۔ مسلمان کے واسطے تو یہ کہ اقرار کافی ہو گا۔ علامہ شامی نے علامہ شمس الدین فرماتے ہیں کہ تلقین مشق طور پر مستحب ہے۔

وَإِذَا مَاتَ شِدُّوْا يَنْخَبِئْهِ وَاعْمَضُوْا عَلَيْهِ فَإِذَا رَآفُوْا عُسْلَةً وَضَعُوْهُ عَلَى مَرْوَبٍ وَجَعَلُوْا زُهْلِي عُوْرَتِهِ خَرْقَةً وَنَزَعُوْا إِلَيْهِ وَرَضُوْهُ وَلَا يَمْنَعُضْ وَلَا يَسْتَشْقِ ثُمَّ يَفْقِصُوْنَ الْمَاءَ عَلَيْهِ

اس کے ستر پہ کوئی کپڑاں ویں اور اس کے کپڑے اور ویں اور اسے پھونکا میں تکلی نہ کرنا اور نہ ک مٹی پانی لیکن پھر اس پر پانی نہ جائے

وَيَجْعَلُ مَرْوَبَهُ وَتَرًا وَيَغْلِي الْمَاءَ بِالسَّنَدِ أَوْ بِالْحَوْضِ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فَلَالْمَاءِ الْفَرَاخَ وَيَغْتَسِلُ

اور آگے نہ جان مرنے والی ویں اور پانی چھڑی کے پتوں یا مکان کے ساتھ گرم کیا جائے اگر یہ نہ ہیں تو خالص پانی کافی ہے اور

رَأْسَهُ وَلَعَيْنَهُ بِالْحَطْمِي ثُمَّ يَضْجِعُ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْسَرِ فَيَغْتَسِلُ بِالْمَاءِ وَالسَّنَدِ حَتَّى يَبْرُؤَ أَنْ

اس کا سر در پانی میں گل نہ آئے اسے جائیں پھر اسے کپڑے میں کھوت پر لٹایا جائے پانی اور چھڑی کے پتوں سے غسل دیا جائے یہاں تک کہ معلوم

أَلْمَاءَ قَدْ وَضِلَ إِلَى خَالِئِ النَّعْثِ مِنْهُ ثُمَّ يَضْجِعُ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ فَيَغْتَسِلُ بِالْمَاءِ حَتَّى تَبْرُؤَ

پھر جائے کہ پانی میت کے پیٹ تک پہنچ گیا ہے پھر اسے اس کی دائیں کھوت پر لٹایا جائے اور اسے پانی سے دھویا جائے یہاں تک کہ معلوم

أَنَّ الْمَاءَ قَدْ وَضِلَ إِلَى خَالِئِ النَّعْثِ مِنْهُ ثُمَّ يَغْتَسِلُ بِمُسْتَدِ الْيَمِينِ وَيَمْسُحُ بِنَظْفَةِ شَيْخَا رَقِيقًا فَإِنْ

ہو جائے کہ پانی اس کے پیٹ تک پہنچ گیا ہے پھر اسے اس کی بائیں طرف سے دھویا جائے اور اس کے پیٹ تک آئے اس سے پانی گرا جائے

خَرَجَ مِنْهُ شَيْءٌ غَسَلَهُ وَلَا يَمْنَعُ غَسْلَهُ ثُمَّ يَبْقِيَةُ فِي نَوْبٍ وَنَذَرَخَ فِي الْكُفَّاهِ وَيُجْعَلُ الْمَحْضُوطُ

بمگر لکھو کہ اس کو دھو والے اور دھوا غسل نہ اس پھر اسے کپڑے سے نکل کرے اور اسے کھن میں داخل کر دیا جائے اور دھوا

غُلّی ذَا سَبِّهِ وَ لِحَبِيبِهِ وَ لِمَا كُنَّا نَزْرُ غُلّی مَسَاجِدِ

اس شعر اور ڈانگی پر غائبے اور قادر مجدد کے اعتبار سے

لغات کی وضاحت:

شدوا: پڑھ دیا۔ لمحنتہ: لڑا۔ غنصوا: بند کرنا۔ عورۃ: خیرۃ۔ کیزے کا کڑوا: نہ عوا: اتر دینا۔ شیباب: کیزے۔ اس کا احوال و سبب۔ ولا یحصص کل ذکرکنا۔ ولا یستمتع استغشاق ناک میں پانی دینا۔ یعنی ناک میں پانی نہ دینا۔ یجمر: دھواں دینا۔ ولزنا: علاقہ۔ رقبۃ: نر کے ساتھ یہ آہٹگی۔ یخرج فی الکفان: کفن پینا۔ اکفان: کفن کی جگہ۔ الحوض: ایک طرح کی خوشبو۔ مساجد: اپنے اعتبار جن پر بندہ کرتے ہیں، مثلاً، اتحاد وغیرہ۔

تشریح و توضیح: میت کو نہیلانے کا بیان

اذا مات شدوا الخ۔ قریب المرتضیٰ میں کہ جب انتقال ہو جائے تو اقل اس کے تجزوں کو باندھ دیا جائے تاکہ نہ کھلے رہے اور انھیں کو بند کر دیا جائے اس لئے کہ سلم شریف میں روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ابوسلمہ کے انتقال کے بعد ان کے پاس تشریف لائے تو ابوسلمہ کی دو ٹھیس کھلی رہی تھی۔ آنحضورؐ نے ان کی آنکھیں بند کر کے ارشاد فرمایا کہ روح قبض کے حالت رقت و ربائی اس کے ساتھ ہی چلی جاتی ہے۔ لہذا اسے احتیاج آنکھیں کھل کر رہنا ہے تاکہ وہ ہے بلکہ بعض اوقات یہ بھی ہوتا ہے کہ اس طرح حرکت آنکھیں کھلی رہنے سے میت کی شکل ڈانڈی اور مشمت ناک ہو جاتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوسلمہ کی آنکھیں بند کر کے ارشاد فرمایا کہ میت کے لئے خیر کی دعا کرنا اس لئے کہ مائیکہ جو تم کو اس پر آستین تکب کے اس کے بعد یاد شانہ فرمایا "اللهم اغفر لابی سلمۃ وارفع درجاتہ فی المہجین واعلفہ فی عقبہ فی النہرین واعرفہ لما ولقہ یارب العالمین والصح لہ فی قبرہ ونور لہ فیہ" (اے اللہ! اے میری مغفرت فرما اور ان کا درجہ مہجین میں بند فرما اور ان کی اولاد میں ان کا قائم مقام بنادور اسے اب العالمین! جاہلی اور ان کی مغفرت فرما اور ان کی قبر کشادہ فرما اور ان کی قبر منور فرما) لہذا اراؤا غسلہ وصعہ الخ۔ جب میت کو غسل دینے کا مادہ ہوتا ہے تو ایسے وقت پر اسے دیکھیں جسے طاق مرتبہ خوشبو کے ذریعہ دھواں دی گئی ہو اور میت کے سر کو زحار پ دیا جائے کہ سر حرکت بہر صورت ضروری ہے۔ حضرت علیؑ سے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد منقول ہے: "لا تنظر الی فخذہ حی و میت" (زندہ اور مردہ کی ان سمت دیکھو) اور میت کے کپڑے اُتار کر غسل دیا جائے کہ سر نے کے بعد بھی نہ لگی کی حالت کی طرح غسل دیا جاتا ہے۔ اس طرح بخون کی تعریف ہو جائے گی۔ امام شافعی کے نزدیک کپڑوں سے میت غسل دیا جائے۔ اصل میں بارے میں ائمہ اربعین حضرت عائشہ صدیق رضی اللہ عنہا کا یہ روایت ہے کہ جب مجاہد کو رمے سے رسول اللہ ﷺ کو غسل دینے کا ارادہ کیا تو کہنے لگے کہ میں نہیں مصلوب کر رہا رسول اللہ ﷺ کے جسم مبارک سے کپڑے اُتار دیں جس طرح ہم اپنے موتی کے اُترتے ہیں یا کپڑوں سے میت آپ کو غسل دیں۔ جب مجاہد کرام کے سر پر ان اختلاف ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر فیضانِ طہاری کر دی، پھر سب گھر کے گوشے تہ پہنچتے ہوئے اُٹھے کہ آنحضورؐ کو کپڑوں سے میت غسل دو۔ آنحضورؐ کو آپ کے کپڑوں میں غسل دیا گیا۔ یہ روایت ابورادہ میں ہے مگر عند الاحکاف: یہ حضور ﷺ کی نصیحت ہے۔

ورضوہ الخ۔ اس کے بعد میت کو لگائے اور تک میں پانے والے بغیر وضو کریں۔ پھر اس کے جسم پر چھری کے پچے ڈال

کر جوش دیا۔ پانی یا لٹان کھاس ڈال کر جوش روک دیا جائے۔ بخاری مسلم میں حضرت ام علیہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے اسی کا حکم معلوم ہوتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ پھر کی تھوڑی سے غلٹ نہ رہتی ہے، نیز میت جلد خراب نہیں ہوتی اور میل کی صفائی بھی بالکل صحیح طریقہ ہو جاتی ہے۔ اس کے علاوہ بری کے جن اور کافور کی خوشبو سے قبر میں میت کو لذت دینے والے ہماروں سے حفاظت رہتی ہے کہ وہ اس خوشبو سے وہ سے چس نہیں آتے۔ لیکن اگر یہ چیزیں میری نہ ہو سکیں تو اس صورت میں خاص پانی بھی کافی ہوگا۔ اس کے بعد میت بالکل کڑھ پر لٹائی جائے تاکہ پیلے پانی اس کی راکھیں طرف ہڑے اس کے بعد اسے بھلا لیں، حتیٰ کہ پانی میت کے جسم کے اس حصہ تک پہنچ جائے جو قوت سے متصل ہوا اور پھر اسی طریقہ سے دائیں کروت پر میت لٹائی جائے اور پانی بہا دیا جائے۔ اس کے بعد غسل دینے والا میت کو ایک کاکر بٹھائے اور پیٹ پر ہلکے ہلکے ہاتھ بھرے اور اس کی جگہ سے جو نجاست وغیرہ نکلے اسے دھو لے، دوسرے توبہ لائی کی وضو تک نہیں۔ اور شافعی وغیرہ کو اسے اور ان پر یہ تین غسل کے علاوہ پھر دوسری فرادے ہیں۔ غسل کے بعد کوئی کپڑا لے کر اس کا جسم خشک کریں اور میت کے سر و اعضاء پر غصا لگائی جائے اور بعد میں چھوٹی پٹائی نہ لگائے تاکہ ہاتھ دھو کر ہاتھوں اور دھو کر پاؤں پر کافور نہ لگے۔ ان اعضاء کی نصیحت اس کی نراست و عظمت کی ہے۔ وہ "ہیں اسی طرح ہے۔ ان اعضاء پر کافور لگانا کفائی میں ہر وہی حضرت عبداللہ بن مسعود کے اثر سے بھی ملتا ہے۔

تنبیہ: میت کو غسل دینا حدیث کی بناء پر ہے۔ نجاست کے باعث؟ بعض فقہاء پہلی بات جب قرار دیتے ہیں۔ اس لئے کہ موت کے باعث یہ آہستہ سے ہائی نجاست کا اثر بذر یہ غسل ممکن نہیں۔ اس کے برعکس حدیث کہ جس طرح زندگی میں بزرگ غسل اس کا حال ہوتا ہے، حلیہ موت بھی اس کے ذریعہ زائل ہو جائے گا اور فقہائے عراق ابو یوسف جہاں ہائی وغیرہ اور اس کی بات کو سب قرار دیتے ہیں۔ اس لئے کہ مسلمان کے کوئی میں اگر کرم نے پر ہوئے پانی کے کھانے کا حکم ہوتا ہے۔ اس سے پہلے اگر میت کھلانے اس کے نفس ہو جانے کے باعث ہوتا ہے۔

زَالَتْهُ أَنْ يُكْفَنَ الرَّحْمَنُ فِي ثَلَاثَةِ أَثَوَابٍ إِذَا رُفِعَ وَطْفِئَتْ عَلَى الْفَقِيرِ فَإِنْ انْقَضَتْ غُلَى فَوَيْتِ
اور سب یہ ہے کہ مرد کو تین کپڑوں یعنی ازاد کفنی اور لفافہ میں کھانا جائے اور مرد و دو کپڑوں پر اکتفا کریں
خَانِ وَاطَّافُوا لَهَا ثَلَاثَةَ أَثَوَابٍ بِالنَّعْلِ الْبَيْضِ وَالْقَوَافِ عَلَيْهِ فَمَنْ بِالْأَيْمَنِ فَإِنْ
تو بھی جائز ہے اور جب میت پر لفافہ لپیٹا جائے تو تین جانب سے شروع کریں جس سے اس پر زال دینے پر واپسی جانب سے
خَافُوا أَنْ يَنْتَشِرَ الْكُفْنُ عَنْهُ عَقْرُوهُ وَكُفْنُ الْمَرْأَةِ فِي خَمْسَةِ أَثَوَابٍ إِذَا رُفِعَ وَطْفِئَتْ عَلَى الْفَقِيرِ وَجَسَدُ
اور اگر انہیں کفنی کھانے کا نعرہ ہو تو اسے باندھ دیں اور عورت کو پانچ کپڑوں یعنی ازاد کفنی، اوڑھنی،
وَبَحْرُفَةُ تَوْنُطُ بِهَا ثَلَاثَتَا أَثَوَابٍ عَلَى الْفَقِيرِ فَإِنْ انْقَضَتْ غُلَى فَوَيْتِ وَتَكُونُ الْبَحْرُفَةُ
ایک پٹی جس کی چھتاہر پر باغی جائے (یعنی سینہ بند) اور زنانہ میں کھانا جائے مرد و عورتیں کپڑوں پر اکتفا کریں تو بھی جائز ہے اور ازاد کفنی
لَفَافِي الْقَبْرِ تَحْتَ الثَّلَاثَةِ وَتَجْعَلُ شَرَّهَا غُلَى صَلَاحُهَا
کفنی کے اوپر اور لفافے کے نیچے ہو اور اس کے بال اس کے سینہ پر رکھ دیئے جائیں
لغات کی وضاحت:

الازاد: چادر، تہنہ، پاک دامن۔ مرد و عورت کو چھپالے۔ رفع الزود و ازاد۔ قمیص، کرتہ۔ ثوب القمصة: خمار۔
دو پٹہ اوڑھنی، پردہ۔ ثوب العمرة: کباہوتا ہے "ما شئ حمارک" یعنی کیا چیز تھو کو لاق ہوئی جس سے تیری حالت بدل گئی۔

المصافاة: جو چیز کسی چیز پر لٹکتی جائے۔ میت کی پٹ کی پاد۔

تشریح و توضیح: مرد اور عورت کے کفن کا ذکر

واللہ ان یحکم الخ۔ عند الاحکام مرد نے سے "ستون کنجی پڑے" معنی از مرقعیں اور خاندہیں۔ ام لہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کے کنجی سرک میں یکی مردی سے پھر حضرت ام المومنین کا قیس کی نفی فرما س کے معنی یہ ہیں کہ وہ قیس بنی سلاقہ۔ اس کے بعد مرنی روایوں میں قیس بنی کے قیس کے ہے۔ ابو داؤد نے حضرت ابن عباس سے اور ابن علی سے حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت کی اور اس میں قیس بنی صورت تو جو ہے۔ عورت کے کنجی میں دو چیزیں مرد سے زیادہ ہیں۔ یعنی دو ہند اور عورت کے دو ہند اور مرد کے از مرقع کا یہ از مرقع اور لکھا ہے اور عورت کے واسطے از مرقع اور دو ہند۔ ہا مرد عورت کے واسطے آٹھ ہند ضرورت تو جو بھی ہند ہو گئے۔ چنانچہ فروغ احمد میں حضرت معصب بن عمرؓ شہید کے تو انہیں ایسی ایک جاؤر کنجی دیا جو اس قدر چھوٹی تھی کہ سر خدا چاہا تو جب کھٹے اور جی چھپاتے تو سر کھٹا تھا۔ آخر رسول اللہ ﷺ نے مرد چاہے عورت کی جلاؤر کنجی کے لئے لے کر ارشاد فرمایا۔ بخاری المسلمون وغیرہ میں حضرت خبابؓ سے یہ روایت مردی ہے۔

فائدہ: مسلم شریف میں حضرت جابرؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس کو کفن دیا کرو یا جھنڈا کرو۔
 اچھے سے مٹی یہ ہیں کہ بیت کا کفن اس کے تہ و ثمت کے اعتبار سے موزوں ہو یا چھٹا اور سفید ہو۔ چھٹا نام و سونہ کی خاطر عمدہ کفن دیا جانا شرعاً
 پسندیدہ ہے۔ اس لئے آنحضرتؐ کا ارشاد آزمائی ہے کہ کفن کے بعد تلو سے کام نہ لو۔ وہ بہت جلدی ہو جائے گا۔

و اذا اردو الف المفعلة فتح مرادو کلمہ کی طرح پھینکا جائے گا اولیٰ پوسٹ کی جاوے گا۔ جس کے اوپر دوسری چادر مٹی لگاؤ۔ پھر میت کو قیوم پین کر مار پر رکھیں۔ پھر اذا قول جائیں جانب اور پھر دھڑیں بے تب سے لٹکیں۔ اس کے بعد ہی طرح کھدو لپیٹا جائے۔ اور موت کو اولیٰ زین قیوم پھینکیں اور جس کے بالوں کے دو حصے کر کے اس کے سینہ پر قیوم کے اوپر ڈال دیں۔ پھر جس کے اوپر از صلیٰ اور پھر قافو کے نیچے ڈال۔

اور بت کے ابھی ہر طرف سے گھومتے کی وجہ سے اس کے پاس آتے تھے یا نہیں نہ ہاں کا ہے یا نہیں نہ کہیں تو اس میں طاق سر پہنی دیا جائے گی
قَتْلُ أَنْ يُلَاحِظَ لَهَا وَفَرًا فَإِذَا فَرَعُوا مِنْهُ صَلُّوا عَلَيْهِ وَالْوَلِيُّ النَّاسِ بِالْإِحْسَانَةِ عَلَيْهِ السَّلَامُ
اس کے کہہ کر اس میں پڑنا پڑے ہیں جب کہ یہ وہاں سے جا کر تو اس پر نماز پڑھیں اور سب سے زیادہ اللہ اس کی لاسٹ کا پتہ ہے
اَنْ حَضَرَ فَإِنْ لَمْ يَحْضَرْ فَيَسْتَحْبِبُّ تَقْدِيمَهُ بِإِذْنِ الْحَيِّ ثُمَّ الْوَلِيُّ فَإِنْ حَضَرَ عَلَيْهِ غَيْرُ الْوَلِيِّ وَالسَّلَامُ
اگر وہ جو دور کلمہ کے اہم نہ آئے کرنا مستحب ہے پھر میت کے ولی کو اور اگر ولی اور پادشہ کے
اَعْلَانُ الْوَلِيِّ وَإِنْ حَضَرَ الْوَلِيُّ لَمْ يَخْرُجْ اَنْ يُصَلِّيْ اَخَذَ تَعْدَهُ فَإِنْ دُفِنَ وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ
موت کے بعد پڑھنا تو ایسا ہو سکتا ہے پھر اگر ولی اس پر نماز پڑھ چکا ہو تو جائز نہیں کہ ولی اس کے بعد نماز پڑھے اور اگر نماز پڑھ چکا ہو تو پھر بھی نہیں پڑھ جائے
صَلَّى عَلَى قَبْرِهِ اِلَى ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ وَلَا يُصَلِّيْ بَعْدَ ذَلِكَ وَ يَقْرَأُ الْمُحْصِي بِحَدِّهِ صَلَواتُ الْعَالَمِينَ
تو اس کی قبر پر تین روز تک نماز پڑھی جائے اور اس کے بعد نہ پڑھی جائے اور نماز پڑھانے والا میت کے جن کے سامنے کھڑا ہو

لغات کی وضاحت:

لا یسرح: صرح الشعر: بالوں میں گنگھا کرنا۔ قص: یقص: کاٹنا اور ہونا۔ طبعہ کی اختیار کرنا۔ قص الاطفا: باغیچہ اٹھا۔ حداد: ہر ہر انتقال کہلاتا ہے۔ "قاری حلالہ فاروق" (میرا گھر اس)۔ گنگھ کر مقابل (پہ)

تشریح و توضیح:

اولاً یسرح الخ: روضہ میں گنگھی کرنا چاہئے اور اس کے باغیچہ تراشنے اور بال کاٹنے چاہئیں۔ اس لئے کہ ان تمام چیزوں کا قطع زینت سے ہے اور مرد و عورتوں کی امتیاز نہیں رہی۔ صاحب نہیں فرماتے ہیں کہ انتقال کے بعد میت کی زمین اور اس کا مقبرہ اور سب نہیں۔ اگر کسی نے اس کے باغیچہ تراش دیے یا بال کاٹ دیے ہوں تو وہ عین میں رکھتا ہے۔ چھین۔ چھینا شایع طرح ہے۔

والذی الناس بالاعانة الخ: بادشاہ اس کا سب سے زیادہ مستحق ہے کہ وہ نماز جنازہ کا امام بنے بشرطیکہ وہ وہاں موجود ہو۔ اس لئے کہ جب حضرت حسن کی وفات ہوئی تو حضرت مسیحی نے اسے مدینہ منورہ حضرت سعید بن ابی کوفہ جنازہ کے لئے آگے بلائے ہوئے فرمایا تھا کہ اگر یہ طریقہ مستحسن نہ ہوتا تو میں آپ کو امامت کے لئے آگے نہ بڑھاتا۔ حضرت امام اکبرؑ بھی فرماتے ہیں اور حضرت امام ابو یوسفؑ فرماتے ہیں کہ ولی امامت کا سب سے زیادہ مستحق ہے۔ حضرت امام ابو یوسفؑ سے بھی حضرت حسنؑ نے اسی طرح کی روایت کی ہے اور اس کے بعد نماز جنازہ کی امامت کا مسجد خلد کا امام زیادہ مستحق ہے۔ البتہ اگر میت کا لاکا عالم اور وہ مستحق ہے۔ اگر بادشاہ اور ولی کے سوا دوسرے کو جنازہ پڑھ لیں تو وہی آدمی لے گا حق ہے اور اگر ولی پڑھ لے تو تو کوں کو لوگ نے اور وہاں نماز پڑھتے تھے۔

فان دخل الخ: اگر میت نماز پڑھے بغیر دفن کر دی گئی تو حین دن تک اس کی قبر پر نماز پڑھنا درست ہے۔ اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کا ایک اصحابی مورت کی قبر پر نماز پڑھنا ثابت ہے۔ بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک سیاہ فام مورت سے مسجد میں نماز پڑھ کر گئی تھی یا کوئی جو انھیں نماز پڑھتا تھا۔ اسے مسجد میں نہ لے کر کہ رسول اللہ ﷺ نے اس مورت یا حیران کے حلقہ اور زینت فرمایا تو تو کوں نے عرض کیا کہ اس کا انتقال ہو گیا۔ ارشاد ہوا تم لوگوں نے مجھے اطلاع کیوں نہیں کی۔ راوی کہتے ہیں تو یا تو کوں نے اس مورت یا حیران جو ان کے انتقال کو حاجی اہمیت دئی۔ ارشاد ہوا مجھے اس کی قبر جنازہ تو بتائی تھی۔ آپ نے اس پر نماز پڑھی اور پھر فرمایا یہ قبریں اہل قبور پر تار کی ہیں اور اللہ نے انہیں میری نماز کے باعث روشن فرما دیے۔ ان میں ابو یوسفؑ کی ایک روایت سے حین روز کی تجدید معلوم ہوتی ہے۔ چاہے میں کہتا ہے کہ میت کے نہ چھو لئے اور نہ چھنے تک نماز پڑھی جا سکتی ہے۔ درست بھی ہے۔

وَالصَّلَاةُ اَنْ يَكْبُرَ تَكْبِيرَةً يَخْتَلُ اللَّهُ تَعَالَى غُيُوبَهَا ثُمَّ يَكْبُرُ تَكْبِيرَةً يَضِلُّهَا عَلَى النَّبِيِّ عَلَيْهِ
اور نماز جنازہ (کی تکبیر) یہ ہے کہ ایک تکبیر کے اس کے بعد اللہ کی حمد و ثناء کرے پھر دوسری تکبیر کہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ہمد
السلام ثُمَّ يَكْبُرُ تَكْبِيرَةً ثَلَاثَةً يَكْبُرُ فِيهَا تَدْبِيحًا وَتَلْمِيزًا وَلِلْمُسْلِمِينَ ثُمَّ يَكْبُرُ تَكْبِيرَةً
پچیسے پھر تیسری تکبیر کہ کہ اپنے لئے، میت کے لئے اور تمام مسلمانوں کے لئے ادا کرے پھر چوتھی تکبیر
رَابِعَةً وَتُسَلِّمُ وَلَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِلَّا فِي التَّكْبِيرِ الْأَوَّلِ
کہ کہ سلام پچیسے دے اور یہی تکبیر کے علاوہ میں ہاتھ نہ اٹھائے

نکات کی وضاحت:

الجنة: جنب نصر، صبح اور غروب سے پہلے۔ الفرو: چھین۔ بعض حضرات کی کہل سے تیر کر کے ہیں۔
تغیر: لغزٹ۔ لہذا ثبات: پائیدار۔ ثبوتی شہادت: ایسا ثبوت ہے کہ مخالفین سے کوئی قبح انکار ہو، مثلاً حوالی پائیدار۔

تشریح و توضیح:

لیکن وصفی علیہ السلام، جس شخص کی شہادت پر انکار و اصرار کے مطابق ہوا تو وہیں دیں گے اور حلالانہ غیر پر
خارج نہیں گئے اور اسے اس سے خون آلود کپڑوں سمیت لٹی کر دیں گے۔ اس واقعے کے بعد محمد میں سے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ
انہیں ان کے خون اور انہیں سمیت کپڑوں میں چھوڑ دیا جائے۔ حضرت امام مالکی شریعہ پر نفاذ کو نہ چھوڑنے کے قائل ہیں۔ اس لئے کہ شہداء
کے بارے میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں بلایا اور ان کے اوپر نرغہ پڑھی۔ عداوہ
انہیں کھانڈ کاٹ کر لٹا کر مارنے والی ہے۔ چنانچہ شہید کے اوپر نرغہ کے مرنے سے اعتقاد کی تکمیل۔ نیز اس واقعے کی گرفتار ہونے والوں کے
دائے برائے ہو کر لی ہے۔ شہیدیت قرآنی کے مطابق حیات پر۔ رشتہ دہائی ہے "وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا
مَنْ أَحْيَاهُمْ وَمَعَهُمْ بَرَقَاتٌ" (جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے ان کو مردہ سمجھنا خیال نہ کرو بلکہ وہ قیامت تک زندہ ہیں) اپنے پیروکار کے
مقرب ہیں۔ ان کو نرغہ بھی مارتا ہے اور خون و اترل میں شہیدوں پر نرغہ پڑھنے کے بارے میں آپ نے پہلی مسند میں بتائی۔ حضرت عداوہ
کے ہیں۔ اختلاف کا مسئلہ حضرت عقب بن حارث رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شہداء کے شہداء پر چھوڑ دئے مانتا تھا۔
پہلی۔ یہ روایت بخاری و مسلم میں ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اس میں بھی اضافہ کیا ہے کہ اس میں روایت ہے۔
اس روایت کی مؤید وہی میں ابن عباس کو قول کہ صلوات سے مراد عداوہ ہے کسی طرح قتل کا موت ہو سکتا ہے۔ اور ان حضرت جابر کی روایت سے
اس کا جواب یہ دیا کہ شہداء پر نرغہ پڑھنے کے وقت حضرت جابر نے موجودہ تھے بلکہ وہ یہ نہ دیکھ سکتے تھے کہ انہیں نرغہ پڑھائے گئے تھے۔
اپنے والد حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے انہیں شہداء پر نرغہ پڑھنے کے وقت آپ نے دوسرے امور میں مشغول تھے۔ عداوہ
انہیں شہید کے نکاح سے پاک ہوئے کا قضا ہے چنانچہ انہیں کہ اس پر نہ دیکھ سکتے تھے۔ ان کے کہ وہ شخص جو نکاحوں سے پاک ہے نہ ہو
نہیں ہو گا کی احتیاج رہتی ہے اور یہ کہنا درست نہیں کہ وہ عداوہ سے پاک ہو جائے۔ مثلاً انہیں آراستہ اور بی۔ رضی اللہ عنہ شہداء وہ جب ہر
احکام آخرت ہے۔ باعتبار عداوہ مشغول شہید کا حکم ہے کاما ہو جائے۔ لہذا شہید کے۔ لیکن میرا کہ عداوہ سے مراد عداوہ کی طرح اس کی چوٹی
کا لگانا دوسرے شخص سے ہو سکتا ہے۔

وَأَمَّا اسْتِشْهَادُ الْعَبْدِ الْمَرْجُومِ فَهُوَ الَّذِي يَشْهَدُ عَلَى نَفْسِهِ كَمَا يَشْهَدُ عَلَى نَفْسِهِ كَمَا يَشْهَدُ عَلَى نَفْسِهِ كَمَا يَشْهَدُ عَلَى نَفْسِهِ
بالنہ اور پاک ہو جاتا ہے اگر باطنی یا ظہری یا ایسا شخص ہو جس پر فصل جہالت واجب تھا تو اسے شہادہ چاہئے مگر عام اصول یہ ہے کہ شہادہ
ہو کر قتل کی طرح شہادت: وہ بھی قتل ہی بلکہ جس طرح کسی کو قتل کیا جائے اس کے لئے دہشت کا قائم مقام نہ ہو کہ قتل کیا گیا۔ بلکہ عام
اصول یہ ہے کہ شہادہ حاصل کا حکم فرماتے ہیں۔ حضرت امام ابو حنیفہ کا مسئلہ یہ ہے کہ شہادہ میں حضرت عداوہ رضی اللہ عنہ کی طرح
موتی شہادت پر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ لو کہ عداوہ قتل ہو جائے تو اسے شہادہ دینا ہے۔ اس سے ہر کسی کو معلوم ہے کہ عداوہ کی شہادت سے عداوہ
مستعصم ہوئے۔ عداوہ کی جہالت جنگ کے لئے نکلنے سے تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عداوہ کے انہیں قتل دینے کا سبب یہی ہے۔

الذین واثاب الفسول وفوز الرب الوکوب وغیب الخیمة وسلاح الاستعمال زکوة وکما یخیر
 کپڑوں میں، مریض سامان میں، سودی کے جانوروں میں، خدمت کے غلاموں میں اور استعمال کے اشیاء میں زکوٰۃ نہیں ہے اور
 اذالۃ الزکوة الا سیکہ مفارئة بلاناء اوفمفارة بغزل مقننار الواحب ومن فسلق بضمی
 زکوٰۃ ادا کرنا یا تو نہیں کر سکی نسبت کے ساتھ جو اس کے شانہ ہو یا مقدار واجب علیہ کرنے کے۔ تہاں ہوا کہ جس نے اپنا مال تجارت کر دیا
 مالہ ولا یتوی الزکوة منقطع فزحیفا غنہ
 اور زکوٰۃ کی نسبت نہ کی تو فرض زکوٰۃ اس سے ساقط ہو جائے گا

لغات کی وضاحت:

خالی غایہ العلوی: یعنی اس پر درمال گزر جائے۔ وکی: زکوٰۃ ادا کرے۔ الفاضل: زیادہ بڑھا ہوا۔ ذور:
 دار کی جمع، غمر، مکان۔ سکنی: سکونت، رہائش۔ اثاث المستولی: گمر کا، ٹیکس، گمر۔ دواجب: پر پائے۔ اس کا واحد
 دایہ آ رہے۔ عزلی: ملک کرنا سقط: ساقط ہونا، ختم ہونا۔

تشریح و توضیح:

الزکوة واجبة علیہ: واجب سے یہاں اصطلاحی وجوب نہیں بلکہ انفرادی ہے، کیونکہ زکوٰۃ کی فرضیت عمل قطعی سے ثابت
 ہے۔ اور اشارہ دیا ہے: "لو اوتوا الزکوة" اور اشارہ دیا ہے: "خند من اموالہم صدقة تطہرہم وتزککھم بها" (البقرہ) نصاب
 سے ہر ایک مخصوص و معین مقدار جس کے پائے جانے پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔ اور اس مقدار سے کم پر زکوٰۃ کا وجوب نہیں ہوتا اور ایسے
 نصاب پر زکوٰۃ واجب ہوگی جس پر پور سال گزر چکا ہو اور جس پر چار سال گزر جائیں پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔ حدیث شریف میں ہے کہ
 "موتیک حلالا حل نہ ہو جانے والی شے زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔ یہ روایت تقریباً ایک سے الفاظ کے ساتھ آ رہی ہے، دار قطنی، بیہقی، ابوداؤد
 جب وغیرہ میں ہے۔

اور وہ چیز جس میں سے آدمی اپنے کو مالک و متکفل سے بچاتا ہے مثلاً کھانا، چادر، رہائش کے نئے مکان، جنگ کے آلات اور
 برقی دھڑی سے ہوا کے لئے حب ضرورت کپڑے، یہ ضرورت پوشیدہ و مستأخر فرض ہے۔ کیونکہ مفروضہ جس کے ساتھ کسی ہوا اس سے فرض
 کی دانگی کہ نہ پہلے واجب یہاں ان ضرورتوں میں صرف ہوگا تو وہ نہ ہونے کے برابر ہوگا اور زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔ جیسے چائے کے پاس
 اگر تھالی پانی ہو کہ وہیں بچھائے تو وہ معدوم کے قسم میں ہے اور اس کے لئے اس کی پانی کی موجودگی میں حکم کرنا جائز ہے۔

زکوٰۃ فرض ہونے کی حسب ذیل آئمہ شریفہ ہیں۔ (۱) غن، (۲) لولع، (۳) املا، (۴) کافر پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔ (۵)
 آزادی۔ غلام پر زکوٰۃ واجب نہیں۔ (۶) مالک نصاب کا بقدر نصاب غرض نہیں نہ ہوا۔ (۷) مال عمر گزار جانا۔ (۸) مال کا بڑھنے والا ہونا۔
 (۹) تجارت کے واسطے ہونا۔

انہر مشاہد کے نزدیک کچھ امور پائل یا کسی زکوٰۃ فرض ہے۔ اس لئے کہ یہ مال مالیت اور اس طرح اور تانوں کی بنا پر نہیں ہے بلکہ اس سے
 اسی طریقہ سے زکوٰۃ بھی لازم ہوگی۔ مثلاً اہل زکوٰۃ عبادت ہے اور جہاں عبادتیں ہیں اور جہاں مالک نہیں۔

نمائندہ محترم محمد بن حزمؒ کے فتوے میں یہ تحصیل مزاج ہے۔

[illegible]

حضرت امام شافعی فرماتے ہیں کہ ایک سوئیں سے ایک بار دو جانے پر تین ہات لہوان ایک سوئیں تک وہ بے ہوش کے اور ان کے عیاش بھی مجربان، انہماک لنگی بھی تعصیل ہے، لہذا ان کے نزدیک برا چار میں اور ہر ایک کے اوپر فریضہ (نصاب) کو پورا ہونا ہے۔ حضرت سفیان اور حضرت امام ذہلی بھی یہی فرماتے ہیں۔

حضرت امام احمد کی ایک روایت بھی اسی کے مطابق ہے۔

بَابُ صَدَقَةِ الْفَقْرِ

باب گائے نیل کی زکوٰۃ کے بیان میں

[illegible]

تجیم: سال ہجری ۱۰۰۰ (۱۵۹۰ء) میں وہ بیکہ جو رہے دو سال کا ہو گیا ہو اور مسلمان کا ہو

وعدہ یعنی بکرا نہ بکری۔ اور کبھی کبھی گائے کہتے ہیں۔ جس کو اعجاز۔ اندھا غور۔ بکری کی کمال۔ مردہ یا غیریت۔ چاٹکی۔

تشریح و توضیح:

باب صدقة الغنم الحج۔ عامہ قدوسی نے گھوڑوں کی زکوٰۃ ان کے بارے میں تحصیل بیان کرنے سے پہلے بکروں کی زکوٰۃ کا ذکر کیا۔ بکروں کی زکوٰۃ سے پہلے گھوڑوں کی زکوٰۃ لکھنے کے لئے اس سے مقدمہ لایا۔ اس کا سبب دراصل یہ ہے کہ گھوڑوں کے مقابلہ میں بکریوں کی کثرت ہوتی ہے۔ اس لئے اس کے بیان کا مقدمہ لایا۔ عامہ قدوسی بکریوں کی زکوٰۃ کو جہاں تک تحقق۔ جہاں پر سہ۔ کا اطلاق ہے وہ غنم کے درمیان اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں۔ اس کے برعکس گھوڑوں کی زکوٰۃ کے تحقق لغیا کا خلاف ہے۔ عامہ دراصل عام نہیں ہے۔ اس کا اطلاق مذکورہ اوقات میں ہے۔ یعنی بکرا ہو یا گھوڑا، دونوں کو یکساں لکھا جاتا ہے۔ مگر قیمت سے شکت ہے۔ یعنی بکری پر بکری کے پاس اپنے مال کا آئینہ ہے۔ اور بکری کا مال بکری سے حاصل ہوتا ہے۔

واللسان والمعمر سواء الحج۔ یعنی جہاں تک وجوب زکوٰۃ کا تعلق ہے اس میں خواہ بکری ہو یا گھوڑا، اس کا حکم یکساں ہے۔ اور باعتبار وجوب اور تحصیل زکوٰۃ میں دونوں کے درمیان کوئی فرق نہیں۔ اسی غرض سے ان کے کئے قطعی ذبح اور طلاق ہونے میں کوئی فرق نہیں۔ ان دونوں کے مساوی فی الزکوٰۃ ہونے کا سبب یہ ہے کہ لفظ غنم کو شامل ہے اور غنم میں گھوڑا بھی آتا ہے۔ یہ مطلب کے ہمارے دونوں مکتدبین فرق یا حیرت انگیز کسی نے یہ مطلب کیا کہ وہ بکری کا گوشت نہیں کھاتے گا اور اس کے بعد اس نے بکری کا گوشت کھا لیا تو وہ اس صورت میں حادثہ ہوا اور بکری یا بکری کا گوشت کھانے کو بھیجنا یا دھت کھانے کو بھیجنا کبر جاے جو۔

لو جعیر شاة الحج۔ شاة بکریوں کا خطاب یعنی ان میں زکوٰۃ واجب ہو جائے گی۔ چاہے ان کی تعداد ہونے پر ایک بکری واجب ہوگی اور اس سے بکریوں کا واجب ہوگا۔

بابُ زَكَاةِ الْخَيْلِ

باب گھوڑوں کی زکوٰۃ کے احکام کے بیان میں

اِذَا كَانَتْ الْخَيْلُ سَجْفَةً ذَكَوْهُا وَانْثَا وَخَالَ غَلْظَهَا الْخَوَلُ فَضَاعِلُهَا
جِبْ گھوڑے گھوڑوں سے ہیں اس حال میں کہ پیش میں چلے ہوں اور ان پر سال نذر جائے تو ان کے
بِالْعَبَارِ اِنْ شَاءَ اَعْطَى مِنْ ثَمَرِهِ ذِيْنًا وَانْ شَاءَ قَوَّضَهَا فَاَعْطَى عَنْ ثَمَرِهِ ذِيْنًا
انکے کو اختیار ہے اگر چاہے کہ طرف سے ایک دھرو۔ اور اگر چاہے ان کی قیمت کا کرہ ۱۰۰۰ روپیہ کی طرف
خَصْمَةُ ذَاهِمٍ وَلَيْسَ فِي ذَكَوْزِهَا غَلْظَةُ ذَكَوْةِ اَبِي حَبِيْبَةَ وَفَالِ ابُو يُوْسُفَ
سے جائے دوم ۱۰۰۰ روپیہ اور اگر غلظت کے لئے نہ ہو۔ ان گھوڑوں میں کوئی شخص نہ جائے
مَحْمَدٌ " لَا زَكَاةَ فِي الْخَيْلِ وَلَا شَيْءٍ فِي الْغَالِ وَالْحَمِيرِ اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ لِلْبَحَاوَةِ وَلَيْسَ فِي
فرماتے ہیں کہ گھوڑوں میں زکوٰۃ نہیں اور نہ بکریوں میں ۱۰۰۰ روپیہ کی طرف نہ جائے۔ ان کے لئے وہی ۱۰۰۰

باب زکوۃ الذهب

باب سونے کی زکوۃ کے بیان میں

لَيْسَ فِي خَاوَزَيْنِ يَفْعَرَيْنِ مِثْقَالًا مِنْ الذَّهَبِ صَدَقَةٌ فَإِذَا
 هُنَّ مِثْقَالٌ سَعَى كَرْمٌ سَوْنٌ مِثْقَالٌ زَكَاةٌ نَحِيسُ هِيَ بَرَكٌ
 ثَمَانَتُ عَشْرِينَ مِثْقَالًا وَحَالٌ عَلَيْهَا الْحَوَلُ نَبِيهَا بَصُفٌ جُفْجَالٌ ثُمَّ فَمِ كُلُّ زَرْبَةٍ مِثْقَالِي
 مِثْقَالٌ سَوْنٌ أَوْ سَعَى سَوْنٌ كَرْمٌ سَوْنٌ أَوْ سَعَى مِثْقَالٌ سَعَى سَوْنٌ كَرْمٌ سَوْنٌ أَوْ سَعَى
 قَبْرُاطٌ وَكَيْسُ فِي مَادُونِ زَرْبَةٍ مِثْقَالِي صَدَقَةٌ عِنْدَ أَبِي خَبِيْطَةَ وَقَالَا مَلَاذَ عَلَى
 دُفْرِيْطٍ هُنَّ دُرٌّ مِثْقَالٌ سَعَى كَرْمٌ سَوْنٌ أَوْ سَعَى مِثْقَالٌ زَكَاةٌ نَحِيسُ هِيَ بَرَكٌ
 الْعَشْرُونَ مِثْقَالًا بِحَسَابِهِ وَ لَيْسَ بِذَلِكَ وَ لَقِيْنَاهُ وَ لَحْنِيْنَاهُ وَ أَلَانِيْنَاهُ مِنْهُمَا زَكَاةٌ
 هُوَ أَوْ سَعَى مِثْقَالٌ زَكَاةٌ سَعَى كَرْمٌ سَوْنٌ أَوْ سَعَى مِثْقَالٌ زَكَاةٌ نَحِيسُ هِيَ بَرَكٌ
 لَقَاتِ كِي وَضَاحَتِ:

مستثنیٰ: چڑوں کے تونے کا ایک حصہ مازن۔ قدر اٹھ نصف دانے اور بقول بعض دینار ۴۰ اور بقول بعض دینار کے
 دس حصہ آدھا۔ کسی چیز کا پورے دس حصہ۔ نسر: سونے کا غیر اظہار یا تیز۔ الضمعة: چاندی۔

تشریح و توضیح

سے تا ثمر یا نصاب کہ جس پر زکوۃ واجب ہوگی مِثْقَال اور مِثْقَال ایک مِثْقَال ایک دانے کے برابر ہوتا ہے۔ اس وقت
 سے یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ سونے کی زکوۃ کا شرعی نصاب دس دانہ ہے۔ ایک مِثْقَال میں تیس تیر دانے ہیں اور ایک تیر دانے کا ایک دانہ
 ہے۔ لہذا ایک دینار جو چار سو گرام اور نصف کی قیمتیں کی قیمتیں ہیں۔ اس کا شرعی نصاب دس دانے کا شرعی نصاب سارے سات دانے
 ہوا اور اس کے چالیسویں حصہ کی مقدار دو دانہ اور دینی قرار پائی۔ لہذا جس شخص کے پاس دس دانے یا اس سے زیادہ ہوں یعنی سارے سات دانے سے زیادہ ہو اس پر
 آدھا مِثْقَال یعنی ۱۰۰ دانے اور دینی کے بقدر زکوۃ کا واجب ہوگا۔ اس لئے کہ حضرت صفوان رضی اللہ عنہ کی روایت میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد
 گرامی ہے کہ ہر تین مِثْقَال سونے میں نصف مِثْقَال سونا زکوۃ کے طور پر واجب ہے۔

وحلیہ و الاثریہ فص: سونے چاندی کے خواہ غیر اظہار سے جگہ سے جگہ سے سونے یا زینت اور برقع ان سب میں زکوۃ کا
 واجب ہوگا۔ حضرت ام شامیٰ فرماتے ہیں کہ وہ زینت وغیرہ میں کا مِثْقَال ملتا ہے ان میں زکوۃ واجب نہ ہوگی۔ انا کہہ سکتا ہوں کہ
 ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وہ موزوں کر سونے کے ٹکڑے میں کرکھوئے دیکھا تو آپ نے ان موزوں سے روایت فرمایا کہ یہ زکوۃ کا
 کرتی ہیں؟ انہوں نے عرض کیا کہ نہیں۔ انہوں نے ارشاد فرمایا کیا تم یہ پتہ لگاتی ہو کہ ان ٹکڑوں میں زینت کے ٹکڑے ہیں؟ انہوں نے
 عرض کیا کہ نہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم یہ پتہ نہیں لگاتیں تو ان کی زکوۃ کرو۔

سونا یا تانے یا زینت یا اظہار فص: اسے شہیت وضع کے مجھے ہیں۔ جس میں دوسرا میں ہر طور زکوۃ کا واجب ہوگا۔

باب زکوۃ الغروض

باب اسباب کی زکوۃ کے بیان میں

الزکوۃ واجبة فی غروض النملودة کاتبۃ ما کانوا اذا نخلت فلیتمها بضاعۃ من النورق والذهب
 زکوۃ اسباب تجارت میں واجب ہے اسباب تجارت (غروض) غرض کی طرح ہے اس لیے کہ اس کی قیمت سونے یا چاندی کے نصاب کو پہنچ جائے
 یغوثھا بما غواضہ للفقراء والمساکین سہما
 اس کی ایک چیز سے قیمت نکالنے پر فقراء و مساکین کے لئے ہر ایک سہما
 وقال ابو یوسف یقوم بما اشتراه بہ ثانی اشترا بغير ثلثین یقوم بالنقد الغالب فی
 اور ابو یوسف نے کہا ہے کہ اگر اس نے دوسرے سے خرید لیا ہو تو اس کی قیمت سونے یا چاندی کے نصاب تک نہ پہنچے
 العصر وقال محمد بن یحییٰ بن یوسف فی البصر عنی عن حمران اذا کان النصاب تکاملاً فی
 عصر میں روایت ہے کہ امام محمد بن یحییٰ بن یوسف نے بصرہ میں روایت کی ہے کہ اگر نصاب تکامل میں ہو تو
 ضربی الحول یتقاضیہ بما بہن ذلک لا یلغی زکوۃ ونہم فی قیۃ الغروض الی
 غرضوں میں حول ہو تو اس سے مطالبہ کیا جائے کہ وہ اس کی قیمت سونے یا چاندی کے نصاب تک نہ پہنچے اور وہ اس کی قیمت سونے
 الذهب والنقد وکذلک یضم الذهب الی القضاۃ بالقیمۃ حتی یشم النصاب عند
 چاندی و نقد دونوں پر اس کا مطالبہ کیا جائے اور اس طرح اس کا نصاب تکامل ہو جائے اور اس کی قیمت سونے یا چاندی کے نصاب تک نہ پہنچے
 بنی خبیثۃ وقال لا یضم الذهب الی القضاۃ بالقیمۃ ونہم بالآخرۃ
 اور بنی خبیثہ نے کہا ہے کہ اس کا نصاب تکامل نہیں ہوتا اور اس کی قیمت سونے یا چاندی کے نصاب تک نہ پہنچے
 فارت کی وضاحت ہے:

عمر بن حفص: کان ہمان - الفعی - مہرہ ملیہ - یقتد قیمت زکوۃ اولی ہائے کہ جو تالیف "زکوۃ فقہ" میں مذکور ہے۔
 السعدان: چاندی اور سونے۔

تشریح و توضیح

الزکوۃ واجبة: دوسرا بیان تجارت پر اعتبار قیمت سونے یا چاندی کے نصاب کے بقدر ہو جائے اس پر زکوۃ کا وجوب ہوگا۔
 ابو داؤد: یہ ہے میں حضرت عمرو بن عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حمران نے کہا کہ اگر اس کے نصاب تک نہ پہنچے۔
 سناہو الفعی للفقراء الخ: اس نصاب تجارت کی قیمت پر اعتبار سونا یا چاندی دیا جائے گا۔ اب اگر ایسا ہو کہ دوسرا بھی۔ سہ ہوا۔
 کے اعتبار سے قیمت بقدر نصاب ہو تو اس صورت میں حضرت ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ قیمت اس شخص کے لحاظ سے سمجھ ہوگی جس
 کے پاس اسباب زیادہ ہوں اگرچہ اس نے سونے یا چاندی کے بدلہ خرید لی ہو اور خریداری نقدین کے عوض سونے یا چاندی میں صورت میں نقد
 غالب معتر ہوگا۔ اگرچہ مقرر ہے کہ یہ صورت نقد غالب ہی معتر ہوگا اور اگر ایسا ہو کہ سونے اور چاندی میں سے محض ایک کے اعتبار سے

مفسر، ماہر و حقیقہ فرماتے ہیں کہ اس کے اندر مشرک کا وجہ ہوگا۔ اس سے قطع نظر کہ وہ مصائب کے ہزار ہزار اور دوسراں بھر تک رہے والی ہو یا نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد "وعدا اخر جنة لكم من الارض" شریعت کے والہ ماحول کے باعث کم اور زیادہ دونوں کو شامل کر دینوں اس کے تحت اعلیٰ ہیں۔ نیز رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے "ما اخر حوت الا اخر غلبه غشو" (زیریں کی پیداوار میں مشرک واجب ہے اس میں جس کو اور نہ پوری تکمیل ہو جو نہیں۔

الانحطاب جمع، ٹکڑی اور پانی ٹکڑوں میں غمرت مستحکم ہیں ان میں مفرد واجب نہیں۔

وَقَالَ اَنْتُمْ يُوسُفُ وَمُحَمَّدٌ وَرَحِمَهُمَا اللّٰهُ لَا يَحِبُّ الْفُشْرَ اِلَّا بِجِدَلَةٍ لَمْ تَرَ بَاقِيَةً اِذَا سَلَفَتْ
 مَالِيْنِ فَرَمَات ہیں کہ مشر صرف انہی میں واجب ہے جن کا بدل باقی رہتا ہے جب وہ
 خَمْسَةَ اَوْسُقٍ وَالْوُسْقُ سِتُّونَ خُفَا بَصَاعِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَنَحْوِي فِي الْخُمْسِ اَرْبَعُونَ
 اَوْجِ اَنْتِ کو مٹی ہے اور اُن سارے عمار کا ہر سے لی کریم مٹی کا لیہ ہم نے سارے سے یہ ہزاروں میں
 جِدَلَتُمَا غُشْرٌ وَمَا نَحْنُ بِغُرْبٍ اَوْ خَالِيَةٍ اَوْ سَابِيَةٍ فِيْهِ بَصْفُ الْغُشْرِ عَلَى الْفُشْرِ
 مَالِيْنِ کے ایک مشرک ہے اور جو پڑا ہوا دست و پانوں سے تنگ ہوا ہے تو اس میں نصف مشر ہے بقول قولوں
 وَقَالَ اَبُو يُوسُفٍ قَبِيْمًا لَا يُوسُقُ كَالْغُرْفَانِ وَالْفُطْنِ يَحِبُّ فِيْهِ الْفُشْرُ اِذَا سَلَفَتْ
 اور امام و یوسف فرماتے ہیں کہ جو چیز اس سے نہیں بچیں جیسے زمین اور مٹی تو ان میں مشر واجب ہے جب
 لِيَمْلَأَ قَبِيْمَةً خَمْسَةَ اَوْسُقٍ مِنَ الْاُصْبَى فَاَيُّهُمَا حُرٌّ ثَمَّتِ الْوُسْقُ وَقَالَ مُحَمَّدٌ يَحِبُّ الْغُشْرُ
 اللہ کی قیمت ایسی الٹی دیکھی کہ اس کی قیمت کو ٹکڑے کر دینے سے بھی بچتی ہیں اور امام کو فرماتے ہیں کہ مشر واجب ہے
 اَوْ اَوْجِ الْخَارِجِ خَمْسَةَ اَشْفَاةٍ مِنْ اُصْبَى مَا يَفْقَدُوْهُ يَدُ نَوَاحٍ فَالْغُشْرُ فِي الْفُطْنِ خَمْسَةَ
 جب پورا ہو تو پچھلے میں مقدار کو مٹی جائے جس سے اس میں چاروں کا اندازہ کیا جاتا ہے۔ پس رسول میں پانچ گولوں کا
 اَشْفَاةٍ وَهِيَ اَرْبَعُونَ خَمْسَةَ اَشْفَاةٍ وَفِي الْفُطْنِ الْغُشْرُ اَوْ اَوْجِ الْغُشْرِ عَلَى اَوْ
 اَقْيَامِ ہے اور زالموں میں پانچ سے کا اور مشر میں عشر (دس) ہے جب مشر زمین سے حاصل کی جائے تو وہ
 كُفْرٌ وَطَنُ اَبُو يُوسُفَ لَا شَيْءَ فِيْهِ حَتَّى يَبْلُغَ عَشْرَةَ اَوْقَاةٍ وَقَالَ مُحَمَّدٌ خَمْسَةَ اَوْقَاةٍ وَتُفَرَّقُ
 کہ امام و امام و یوسف فرماتے ہیں کہ ان میں ہر گز نہیں ہر گز وہیں ٹکڑے ہو جائے اور امام کو فرماتے ہیں کہ دس پانچ گولوں کا فرق
 سِتَّةٌ وَتَنْفَرِقُ وَطَنًا بِالْعَرَفَاتِ وَنَحْوِي فِي الْخَارِجِ مِنْ اَوْجِ الْغُشْرِ عَلَى اَوْ
 چھبیں میں عراقی کا ہر ہے اور عراقی زمین کی پیداوار میں مشر بھی ہے

لغنت کی وضاحت:

اوسق: وسق لی تیر۔ اوسق: سارے سارے۔ اور بقول بعض ایک اونٹ کا بھر۔ نیز اوساق بھی آتی ہے۔
 الحصد اور اوسق سہراں۔ عرب: ہیکم۔ ہر چھ کا اوزل۔ شریعت: تجزی، بکھا جاتا ہے تبلی اُحاف عینک عرب الشباب یعنی
 جوانی کی تجزی اور نکات کا مجھے قہار ہے اور پانوں ہے۔ ہزاروں آگ کی دو دو گ جو بھڑکا رہے۔ الدالین: دھن۔ زمین اس کا
 زبل بارش سے بچا جائے جس کو ان۔ ارفاق: رقی کی میں ٹکڑے۔ ارفاق: فرق کی میں چھبیں رطل کے ایک پیڑ کا نام۔

مِنْ اِنِّى مَالٍ تَكُنْ وَتُخَوِّزُ دَفْعَهَا اِلَى مَنْ يَمْلِكُ اَقْلَ مِنْ ذٰلِكَ وَاِنَّ كَالاً ضَعِيفًا مُّكْتَسِبًا
 خود کسی مال سے (صاحبِ نصاب) جو، خود برکتِ بے کم و کسر اور اس کو دیکھنا چاہتا ہے اگرچہ وہ کمزور سے کمزور ہو اور
 وَتُخَوِّزُ نَقْلُ الرِّجْزِ اِلَى مَنْ يَمْلِكُ اِلَى مَنْ يَمْلِكُ اَعُوْ وَانَّمَا يَخْرُجُ صَدَقَةٌ كُلِّ قَوْمٍ فِيْهِمْ اِلَّا اَنْ يَخْرُجَ
 اور دیکھو ایک خبر سے: ہر قوم کی طرف سے چاہا کر دیتا ہے۔ ہر قوم کی دیکھو اس ہی میں نصیب کسی کی جائے گا یہ کہ
 اَنْ يَخْرُجَ الْاِنْسَانُ اِلَى قَرَابَتِهِ اَوْ اِلَى قَوْمٍ هُمْ اَخْرَجُوْا اِلَيْهِ مِنْ اَهْلِ بَلَدِهِ
 کسی کو اپنے قریبوں یا اپنے قوموں کے لئے دیکھو اسے جانتے کی ضرورت ہو جو اس کے شہر والوں سے لیا و ضروری ہے وہ ہوں

لغات کی وضاحت:

ضعیف: قوی، جسم، رقیقہ، غلام، عیسٰی، صاحبِ نصاب، عزت کی، کو دے دینا۔ ظلمۃ: اندھیرا، مکنتب:
 اشراف کرنے والا، ستم کرنے والا، خود اپنا: عزیز و قابل، اخراج: زبردستی اور ستم سے لے کر۔ بند: شہر۔

تشریح و توضیح:

وَاللَّيَالِكُ نَجْعٌ دُكُوْةٌ پینے والے کو یہ حق و اختیار حاصل ہے کہ وہ دیکھو افراد کو کہہ دے انہوں میں سے ہر ایک پر تقسیم
 کر دے اور کسی کو اس سے کہہ دے کہ وہ اور وہی کو چھوڑ کر صرف ایک ہی صنف کو دے پڑا کرے اور وہی ایک ہی کو دے
 کر دے۔ صحابہ کہ انہیں حضرت عمر، حضرت علی، حضرت عباس، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم وغیرہ کی طرف سے ہیں اور
 ان کے خلاف کسی صحابی کا قول نہیں ملتا۔ کیا اس پر اعتبار مناسب۔ امام شافعی فرماتے ہیں یہ لازم ہے کہ ہر صنف کے کم سے کم تین افراد کو
 دیکھو ان جانے۔ یعنی ان کے نزدیک یہ لازم ہے کہ ہر دیکھو دینے والا کم سے کم ایکس لوگوں کو دیکھو کی رقم دے۔ ان کے نزدیک ایک آیت
 مبارکہ میں لام ربائے تمہارے اور ان کے خراب اور امانت کا بیان جمع کے لفظ کے ساتھ ہے اور جمع کا کہہ سے کہ وہ تین افراد ہیں۔ اختلاف
 کو مستعمل یہ آیت کریمہ یعنی "اِنَّ نَسُوْا لِمَصَدَقَاتٍ فَعَلَمَہُنَّ" اور اس کے بعد ارشاد ہے "وَاِنَّ نَجْعَہَا وَلَزَنَہَا الْفَقْرَاءُ" اور
 اس سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ دیکھو کا صرف محض فقراء ہیں۔ علاوہ واریہ یہ صنف کے افراد بے شمار ہیں اور بے شمار افراد کی جانب
 امانت پرانے تمہارے نہیں ہو سکتے بلکہ ذکرِ بہت کے لئے جو کرتی ہے۔ پس اس سے مراد محض وہی اور وہ صنف ہے۔ یعنی فقراء۔ مثال کے
 طور پر اگر کسی نے یہ مطلب کیا کہ وہ خبر فرات کا پانی نہیں پئے گا اس کے بعد وہ اس میں سے ایک گھونٹ پئے گا تو تمہارے جانے کی اس لئے
 کہ وہ خبر فرات کا پانی پانی پئے پڑا کر دے۔

وَالَا مَشْتَرِیْ لَہَا رَقِیْقَہٗ بِعَقْدٍ نَجْعٌ یہ درست نہیں کہ دیکھو کی رقم سے حالتِ غلامی سے آزاد کرانے کی رقم کو کوئی عام خرید
 جائے۔ اس لئے کہ آزاد کرنے کو تمہارے قرائع میں اور اس میں تمہارے شرائط ہے۔ آزاد کرنا تو صرف اپنی ملکیت پر قائم کرنا ہے۔ بلکہ غلام
 آزاد کرنے سے نہ کہہ کر کی ادائیگی نہ ہوگی۔ حضرت امام مالک، غیر اسے درست قرار دیتے ہیں۔ اس کے کہ وہ "وَلَوْ اِلَّا الْفَقْرَاءُ" کی تویل
 نہیں فرماتے ہیں۔

وَالَا یُطْلَعُ اِلَیْہِ ہٰذَا نَجْعٌ یہ درست نہیں کہ جو ہاشم کو دیکھو اور اسے اس لئے کہ بخاری شریف میں رسول اللہ ﷺ کا
 ارشاد فرمایا ہے کہ ہم اہل بیت کے لئے صدقہ ملاں نہیں۔ علاوہ ازیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "اے ہاشم! اللہ نے لوگوں کے مال

[illegible]

فائدہ ہوتا ہے کہ مسند میں بیٹھ کر انھیں پیر۔ سائے کوئے و قوافلہ آنے کی اور ایسا کم شعور کرے جو اور کچھ یا تو نے اور کچھ ہو گئی یا اور کچھ نہ ہو گئی۔ اس پر صوفیوں میں یہ قوت تعلق جو نہ کی ہے کہ لڑنے کی اور زور دینے والے (۱۱۱) عہدہ ۱۱۱۰ء سے فارغ ہو کر فتنہ میں یا تو یہ یا سو گئے۔

۱۱۱۱ بروز جمعہ ۱۱۱۱ ہوا۔ ان سارے لشکروں میں روزہ و عبادت و کلمے کے لئے اس شخص کے لئے تمہ الفوج کے اور روزہ بھی ہوا۔ ۱۱۱۱ بروز جمعہ ۱۱۱۱ ہوا۔

[illegible]

تقریباً: اور نوہ ہزار ماہانہ! یہی چیزیں اور غلوں سے مملو ہو کر کھانے کے مشاغل بن

تشریح و توضیح: قضاء و کفارہ واجب کرنے والی چیزوں کا بیان

ومن حاصص حامداً شام۔ جو شخص قصداً ہمسفر بنے اس سے قطعاً نفی۔ انزالِ نبویؐ نہ تصور تھا، و غارِ ہون کے ایک دن سے آغاز ہوا کرتے ہیں۔ ہمسفرتِ صغلیٰ اہل بیت کی تھی، اہل بیت ہمسفرتِ معینہ میں تھے، اور طبعاً انہی سریر کی کے نزدیک آغاز و اہمیت لے کر کیا گیا تھا، نہ کوئی دوا، نہ اس سے قطعاً دوا کا دوا، نہ اس کا اس صورت میں بہت جیتے سے دوا کی ہمسفرت کے خلاف جست سے۔

ہو۔ انکی او شربِ نوح افروغی و درود و انکی شے خفانی نے جس کا لہ اوردہ کا زور سے عادت استقامت ہو جاتا تو دوسرے مفلکوں میں اس کا استخوان بن کے واسطے مغیر ہو تو ان صورت میں تھا دیکھیں واجب ہوئی اور کفار و مکی واجب ہوگا اس لئے کہ قرآنی و مسلم میں مفلکات الزبور ہے و روایت ہے کہ ایک شخص نے تصدق و درود و تہذیب و رسول اللہ ﷺ نے اس کے محتسب اور شرف پایا کہ یا تو وہ کوئی علامہ آزاد کرے یا سخیل و بھینکے روزے رکھے یا دوسرے مساکین کو کھائے۔ امام زرقاتی اس صورت میں نقد و درود امام تہاکی و زہر و کفار و مفلکوں پر فرماتے ہیں کہ اگر کسی سخیل و بھینکے کے خلاف ہے یا یہ ہے کہ نہ دانا و معافی تو یہ ہے کہ درود و بھینکے

(۱) بیماری، (۲) سفر، (۳) عاقل و ناسخ، (۴) بچہ کو روزہ پلانے اور بچہ کی معصرت کا عذر، (۵) کراہی، (۶) شدہ بھوکت کہ اس کی وجہ سے طاقت یا شہدہ ضرر کا عذر پیش ہو، (۷) شدہ اور ناقابل برداشت ریاس، (۸) زیادہ بڑھاپا، (۹) روزہ رکھنے کی طاقت نہ رہے، بعض نے اس میں ایک عذر کا اور اضافہ کیا ہے۔ یعنی عاقل یا جنس اللہ کا دشمن کے ساتھ قتال رہا اس لئے کہ اگر مجاہد کو یہ ضرر ہو کہ روزہ رکھنے پر اقبال نہ کر سکے گا تو اس کے واسطے اظہار درست ہے کہ اظہار نہ اسے اور فوری طور پر روزہ نہ رکھے۔ اور نہ درہائی، "فمن كان مريضاً" (الایۃ) کی رو سے ہر بیمار کے لئے اظہار سہاگ ہے۔ اور یہ بات حیاں ہے کہ اظہار کی ضرورت برائے وقت حرج ہے اور حرج کے طاعت ہونے کے انحصار بنیادی کے اضافہ پر ہے اور اس کی شناخت کا ذریعہ ہر کا استیسا ہے۔ لیکن استیسا سے تسکو وطن غالب ہے مصل، مگر نہیں، خواہ اس میں غالب کا تحقق ہو، ایسا علامات اور خواہ وہ دیر و غیرہ یا کوئی مسلم حاذق طریب اس سے آگاہ کرے۔

ام شافعی فرماتے ہیں کہ مصل یا دہی میں اضافہ کا اندیشہ کافی نہیں، البتہ اس وقت اظہار درست ہوگا جبکہ طاقت یا کسی عضو سے تلف ہونے کا خطرہ ہو۔ اختلاف فرماتے ہیں کہ بعض موقعات یا زاری کے اضافہ اور اس کے طویل کا انجام بھی طاقت ہو جاتا ہے۔ اس بنا پر اس سے بھی احتراز لازم ہوگا۔

وان كان مريضاً فليفرج مسافر فليست في حاله من روزه ونكته من ذل وشره في حقه عند اختلاف اس کے لئے یہ درست ہے کہ روزہ نہ رکھے اور بعد میں قضاء کرے۔ و شاربہ یعنی "اظمیٰ من روزه من نكته" سے اس کی اجازت عطا فرمائی گئی اور اگر روزہ رکھنے میں کوئی دشواری نہ ہو تو بہتر یہ ہے کہ روزہ رکھے اور روزہ رکھنے کی اطمینان اور شاربہ یعنی "ان لم يصبوا حوا لکرم" سے ثابت ہے۔ حدیث شریفہ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک سفر کے دوران لوگوں کی ایک مجلس کے پاس بیٹھ کر مجلس اور یہ کہ وہ اس پر پانی پھر کر رہے ہیں۔ آپ نے پوچھ تو لوگوں نے عرض کیا کہ اللہ کے رسول! اسے روزہ کے باعث ہے ہوش طاری ہو گئی۔ تو ارشاد فرمایا روزہ رکھنا (ایسے مجلس کے لئے) مکئی نہیں۔ یہ حدیث بخاری، مسلم میں معصرت جائزہ مرئی ہے۔

وان كان مريضاً فليفرج۔ اگر بیمار کا بیماری کے دوران اور مسافر کا سفر کے دوران انتقال ہو گیا تو ان پر قضاء واجب نہیں۔ اس لئے کہ قضاء واجب ہونے کے لئے عاقبت نماز ختم کر رہے جس میں تھا ممکن ہو۔ البتہ صحت باپ ہونے کے بعد انتقال ہو تو صحت و قاست کی حالت میں جتنے دن گزرے ان کی قضاء واجب ہوگا۔

ان شاء الله فرقہ وان شاء تافقه۔ رمضان شریف کے روزے تھا ہونے پر واقع رہے خواہ سفر یا حور پر رکھے اور خواہ مسلسل رکھنے اور اگر بھی وقفہ روزہ نہ رکھے ہوں کہ دوسرا رمضان آجائے تو آئیں دوسرے رمضان کے روزے رکھ کر پھر پہلے رمضان کے روزے رکھے، اس پر غیرنا وجہ سے عند اختلاف اس پر کوئی نہ یہ واجب نہ ہوگا۔ اور ام شافعی کے نزدیک عذر کے بغیر مؤثر کرنے پر نذ یہ کا وجوب ہوگا۔ لیکن ہر روزہ کا نذ یہ نصف صاع لازم بھی ہے گا۔ یا نذ میں اسی طرح ہے۔

فأكله۔ چار قسم کے روزے ایسے ہیں جنہیں مسلسل رکھنا لازم ہے: (۱) کفارہ خیر، (۲) کفارہ یحییٰ، (۳) کفارہ صوم، (۴) کفارہ قتل۔ مضابطہ گاہ کے لئے نذ یہ ہے کہ ایسا کفارہ جس میں شرفہ غلامی آزادی مشرو ع ہو اس نے اندر مزاجت ناگزیر ہے۔ ورنہ مزاجت اور مسلسل رکھنا لازم نہیں۔ انشاء اللہ میں اسی طرح ہے۔

والله اعلم۔ اگر دودھ پلانے والی عورت یا عاقل کو اپنی طرف سے ضرر ہو یا بچہ کے لڑکھانے کا اندیشہ ہو تو اس کے لئے اظہار کرنا اور بعد میں قضاء درست ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے نہ رنڈا فرمایا کہ "نہ تنہی لی عنہ" ضرر روزہ نہ رکھنے اور نصف غازی کی اور عاقل اور

مفسد ہے کہ وہ ان کے باقی ماندہ حصہ میں کھانے پینے وغیرہ سے لڑک چائیں اور ان چوس سے پہلے گزرے ہوئے دھوئی کی نشانی ہوگی۔ کیونکہ یہ اس وقت تک ان احکام کے قاطب ہی شمار ہوتے تھے۔ امام ابو یوسفؒ کی ایک روایت کے مطابق گزرا ل سے پہلے باطل چاہا کا فراسلام قبول کرے تو عقائد لازم ہوگی کہ گناہ لازم ہوئے کے مطابق واجب نہیں رہا یہ کہ ان لوگوں پر ان کے اپنی ماندہ حصہ میں نہ لکنا واجب ہوگا یا واجب اسباب اسباب۔ تو ان میں سے اسے مستحب قرار دیتے ہیں اسلئے اسے نہ لکنا واجب ہوگا۔

وإذا قدم المصطفى ثم اس سلسلہ میں کئی شاخیں اور اصل یہ ہے کہ جس شخص کو رمضان کے آٹھ روز میں میرا بھائی بخش آیا ہو کہ وہ ایسا ہو کر کارگردہ اور بدادوں میں اپنا روزہ نہ کھاتا، جب 29 یا 30 کے مہینوں کے باقی حصہ میں کھائے ہیں، تو خیر، روزہ ان کا لازم ہے ورنہ زہی ہلال المظفر لکم یا ایہا عمریہ نہ کہنے والے کے لئے احتیاطاً روزہ نہ لڑنے کا حکم ہے۔

وادی کلاہت جالندھار علقہ الفتح: مطلق: صاف ہونے پر بالی عید میں یہ شرط قرار دی گئی کہ کم از کم ۳۰ زاد مرد، ایک آزاد مرد اور دو آزاد عورتیں اس کی شہادت دیں۔ ظاہر انرا یہ ہے کہ مطلق کی بنیاد عدم ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ اس کا مطلق بدلوں کے حق سے ہے۔ لہذا جہاد میں دوسرے کے حقوق کی کثرت کے واسطے: گزیریں پس کن کا ہو جائیگا، مگر ان کو یہ ہو گا، یعنی مال، عورت، زاد مرد، زاد عورت اور خاندان: خیانت کے بخار سے انتظار نہ سماج ہے۔ بعض کے نزدیک اگر حکومت کرنے والا شخص حاضر ہونے پر راضی ہو جائے اور اسے نہ کھانے سے تکلیف ہو تو انتظار نہ کرے اور اگر اس سے تکلیف ہو تو انتظار کرنے اور رد کی اقتدار کرے۔ یہ ساری تفصیلات اہل اللہ علیہ السلام کی صورت میں ہے، لیکن زوال کے بعد انتظار نہ کرنا اس سے نہیں۔ وہ اپنی خیانت اور بیعتوں کو اپنی عقلی سے پہلے کہ نہ خطر انتظار نہ کرنا تو اس کے متعلق یہود اور مشرکوں میں وہیت ہے کہ کوئی ایک شخص نے کھانا تیار کر کے رسول اللہ ﷺ کو بھیجا اور صحابہ کرام کو یہ فوج کو ایک شخص نے اس سے کہا کہ میرا زادہ ہے۔ اس سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارے بھائی نے تکلیف کیا اور تمہارے واسطے کھانا تیار کیا اور تمہیں ملایا انتظار کر اور تمہیں دین اس کی نعمت دکر اور محتول ہے کہ حضرت سلمان حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہما کے لئے تو نے تو حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کے لئے کھانا تیار کیا اور ابو لے کھا اور میرا زادہ وہ ہے۔ حضرت سلمان نے فرمایا کہ جب مجھے تم نہیں کھاؤ گے میں بھی نہیں کھاؤں گا۔ یہ سن کر حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے ان کے ساتھ کھا لیا۔ یہ روایت: قادری شریف میں موجود ہے۔

تنبیہ: جو بچہ دن کے بعض حصہ میں بائ ہو یا کافردوڑ، اسلام میں داخل ہو، رمضان شریف کے احتراس غفلت کی خاطر اردو و داروس سے مشابہت پیدا کرنے کے لئے کافی دن کھانے پینے وغیرہ سے باز رہے۔

اصل اس کی دودھ دہانت ہے جو صحیح بیماری شریضہ میں ہے کہ نبی ﷺ نے جبکہ عاشورا کا کار و بار میں قہر کھانے والوں کو اس سے اور
 زہرے کا علم فرمایا۔

فائدہ: نفل روزہ و شروع کرنے کے بعد اس پر چار درگاہ زم ہے جیسا کہ روایت ہے کہ اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور اُم المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے نفل روزہ رکھا۔ ان دونوں کے لئے یہ حکم آیا تو انہوں نے اللہ کر لیا۔ ان سے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم اس کی قضاء کرنا۔ یہ حدیث متوطا امام مالک، ترمذی اور تہذیب میں موجود ہے۔

[illegible][illegible]

فی الحال وہاں اختلاف برائے احکام و مذہبی شریکوں کے وجود ہے۔ اس پر بھی اختلاف ہے۔ بعض کے خیال میں اسے ضرور قرار دینا چاہیے، جب کے ضرور اختلاف ضرور مذہبی شرک ہے۔ دوسری صورت میں یہ کہیں کے اندر بھی روزہ و حج پر ضرور اسے مقرر کے ۲۵ احکام کے تحت ہی ہوتا ہے جس میں ضرور مذہبی شرک ہوتا ہے۔ یہ سب اہم باتیں ہیں۔ روزہ و حج پر مقرر احکام میں کی کمی ہوتی ہے۔

[illegible][illegible]

حکایت احکام فرماتے ہیں کہ ضرورت طہرہ کے سوا کسی ضرورت سے باہر تشریف نہ لاتے تھے اور بعد ہی حوائج میں سے ہونے کی بنا پر مستثنیٰ ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں۔

وَلَا يَأْمُرُ بِنَتْنِجٍ وَتَتْنَاغٍ فِيهِ التَّسْبِيحُ مِنْ غَيْرِ أَنْ يُخْصِرَ السَّلْعَةَ وَلَا يَنْكَلُمُ إِلَّا بِخَيْرٍ وَ
 اور ساتواں لائے بغیر سب میں خیر و نیکوئی کرنے میں کوئی ممانعت نہیں اور بات نہ کرے مگر اچھی اور
 يَكْرَهُ لَهٗ الصَّمْتُ فَإِنْ جَانَعَ الْمُتَعَبِّكُنْ لَوْلَا اَوْفَارُ نَابِكَا اَوْعَابِدَا يَنْطَلِ اعْبَكَاةُ وَلَوْ
 پس رہتا ہے کہ اگر وہ صامت ہو جائے اور اگر مخف نے رات میں بار بار میں بول کر یا جان بوجہ کہ سستی کی تو اس کا احکام ایسا ہوگا اور اگر
 غَرَجَ مِنْ التَّسْبِيحِ سَاعَةً يَغْيِرُ عَدْلُ لَسَدِ اعْبَكَاةُ هَذَا اَبِي حَبِيْبَةَ وَقَالَا لَا يَنْكَلُمُ حَتَّى
 مسجد سے ایک گز کی با حذر غل یا تو اس کا احکام ہم صاحب کے نزدیک قاسم ہو گیا اور ہم مبین فرماتے ہیں کہ قاسم
 يَكُونُ اَكْثَرُ مِنْ نَصَبٍ يَوْمَ وَمِنْ اَوْجِبَ عَلَيَّ تَقْيِيهِ اعْبَكَاةُ اَيْلَمَ لَوْمَةَ اَعْبَكَاةُ بَلْبَايَا
 نہ ہوگا یہاں تک کہ نصف دن سے زیادہ ہو جائے اور جس نے اپنے اور بیویوں کا احکام واجب کیا تو اس پر ان دنوں کا احکام راتوں کے ساتھ لازم ہوگا

وَكَانَتْ مُتَبَعَةً وَإِنْ لَمْ يَنْتَهَرْ التَّخَالُفُ بَيْنَهَا

اور احکام کے بدل لگا رہے ہیں گے گانے سے چھوڑے کرنے کی شرط نہ ہوگی

فاتح کی وضاحت:

یوم: پہلے۔ ساعۃ: عوامی گھر۔ سلفۃ: اسباب۔ صمت: چپ رہنا۔
 لیلیٰ: لیلیٰ کی تین راتیں۔ متابۃ: مسلسل لگا رہنا۔

شرح و توضیح:

ولا یأمر بـ... اگر احکام کرنے والے کو نریہ و فردت کی ضرورت پیش آ جائے تو ضرورتاً اسے مسجد میں خیر و فردت کرنے
 نہ جائز ہے کہ یہ محروم ہے کہ نریہ و فردت کے ساتوں کو مسجد میں لایا جائے۔ یہ یہ ہے کہ مسجد میں اللہ تعالیٰ کی محبت کے واسطے ہے اور
 صاحب مسجد میں لا آگیا مسجد کو بندوں کے حقوق کے لئے استعمال و مشغول نہ کرے، جو خاص ہے کہ مسجد کے شکار و مقصد کے خلاف اور
 جب قیامت ہے۔

ولا ینکلم الا... مسجد میں اپنی قرب یا تمنا کرنا کسی کے لئے بھی درست نہیں مگر احکام کرنے والے کے واسطے خصوصیت
 ساتھ اس کی ممانعت ہے۔ اس لئے کہ سلم شریف میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد فرمایا ہے کہ "اچھی بات کہے کہ نہ خاموشی رہے" علاوہ
 یہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "اللہ ان شخص پر غرور فرمائے جو مکتور کے وقت نصیحت کا حصول نہ کرے اور خاموشی ہے تو سلامتی حاصل ہو۔"
 ویکرہ لہٗ الصمت الا... احکام کی حالت میں مخف کا نہ موٹی و ممانعت ذلیل کرتے ہوئے خاموشی رہنا چھوٹ کر بہت
 اس لئے کہ شریعت ایسا ہی محرم صمت "خاموشی کا روزہ" قربت ظاہر نہیں ہوتا۔ احکام کرنے والا قرآن مجید کی حوائج اور مشق و
 ر و تسبیح وغیرہ میں اپنے مخصوص اوقات بسر کرے۔ احکام کے ان حالات و نصیحت جائے۔

ومن اوجب الا... کوئی شخص محض دونوں کا ذکر کہتے ہوئے کہے کہ میں نے اسے چاروں دنوں کا احکام کرتا ہوں تو اس صورت

میں پادریاں کے ساتھ یہ... اتوں ہا اذکار بھی واجب ہوگا۔ اس لئے کہ یہ مبرور حج ذکر کرنے کی صورت میں اس کی تکمیل کی، اقلیٰ میں اس میں داخل ضرور ہوگی۔ عاودہ و ترمیم دونوں کا عکاف کا تکرار مستثنیٰ لازم ہوگا خواہ وہ کھانڈ کی شراک کے ساتھ ہو۔ اس لئے کہ مدارا عکاف تسلیم پر ہی ہے۔

کتاب الحج

حج کے احکام کا بیان

کتاب الحج۔ اسام کے تحت احکام ان تہا اصولاً و آئینہ البرکۃ و اور کتاب الصوم سے فراغت کے بعد جب عاودہ و ترمیم ہو تو اس کے پچھلے کفار کا ذکر فرما، ہے یہی ”حج“ کا ذکر ہو اور ترمیم کی شدت کے ساتھ عاودہ کے ذکر کے ساتھ۔ علت میں اس کے معنی قصد اور شرفاً قصص جگہ کی قصص و محلات میں زیارت کو کہتے ہیں۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اسلام کا قطع پانچ ترمیموں پر قائم رکھا گیا ہے: شہادتیں یعنی اس بات کا دل سے اقرار کرنا، سوائے ایک اللہ تعالیٰ کے کوئی اور معبود نہیں ہے، محمد ﷺ شہداء کے رسول ہیں۔ اور پورے ادب و حقوق کی رعایت کر کے نماز پڑھنا، زکوٰۃ دینا، حج کرنا اور رمضان شریف کے روزے رکھنا۔ یہ روایت بخاری و مسلم و ترمذی و نسائی میں ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث مذکور سے یہ فرض ہے کہ اگر ان کو جو اور محمد ﷺ کا واسطہ ہے جو ایک قصد اور اس کے خوف یا کبر ہو ہے۔ اگر وہ ان اسلام نہ ہو تو اس کا ترمیم کرنا چاہئے مگر خود ان لوگوں کے درمیان رہنا چاہئے؟ اس کی طرف حنفیہ میں وجہ کی نظر پہنچی ہے۔ اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ان کا بیان اسلام نہ ہونا صحیح نہیں ہے۔ اس میں ایک تہا مقصد نہیں بھی نصف تہا ہونا چاہئے۔ یہ لوگ یہ لوگ یہ لوگ اس طرف چورے تو کہہ سکتا ہے جو تہا اس طرف ایک وجہ ہو کہ یہ لوگ دیکھتے ہیں۔ اب وہ دینی بات کہ اگر ان حضرات میں ایسا دور غیر اہمیت کا کیا قاصد ہونا چاہئے؟ ان میں اس کو اس کی اختیار نہ ہو ہے۔ ان حضرات کو وہی الجسٹری خوب سمجھ سکتا ہے جس نے یہ فقہ فقیر کیا کیا ہے۔ اس کے بعد قرآن و حدیث پر نظر لائیں گے۔ نماز و زکوٰۃ کا ذکر کرنا اور نماز میں ایک ہی جہت سے ملنا۔ عبادت میں ایسا دین کہ ذکر و ساتھ نظر نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ نے عبادت میں تہا تہا کی کہ کچھ عبادتیں تو دور نہیں یہ اس کی حکمت کا تہا ہے کہ تہا پر قائم کریں وہ کچھ دور کرنا کا جذبہ محبت ہونا کہیں اب اگر وہ اس پر تہا اس میں عبادت میں تہا ہے۔ وہ زکوٰۃ کی جہت میں نظر کریں گے۔ اور زکوٰۃ و حج و عمرہ میں تہا و زکوٰۃ میں تمام ہار کا و سلطنت و حکومت کا ظہور ہے۔ اور زکوٰۃ و حج میں تہا ہے۔ وہاں کہ ملو۔ شاید موسم و حج کے اس ہال کی وجہ سے اور رمضان کے بعد ہی حج سے یہ مشروع ہو جاتے ہیں۔

مسلک بدرہ نہ نہ فرماتے ہیں کہ عبادت کی تین قسمیں ہیں (۱) اللہ پر ہی عبادت، مثلاً نماز اور روزہ۔ (۲) اللہ ہی۔ مثلاً زکوٰۃ۔ (۳) بدنی اور۔ لی عبادت سے مراد دونوں کا مجموعہ مختلف۔

نارہ تہا دینی نے بدنی اور۔ لی عبادتوں کے ذکر سے فراغت کے بعد بھی عبادت کا بیان کرنا شروع کر دیا بدنی اور۔ لی دونوں میں جو

ان پر یہ تاثر ہے کہ دربارہ حج کریں۔ یہ روایت تنقید میں حضرت امی عباس سے مروی ہے۔ یہی طریقہ تہہ دست ہوتا تھا جس کے لئے شرعاً ہے۔ سربلش اور تکیا اور اباج پر حج فرض نہیں۔ اسی طرح کافر پر حج فرض نہیں درج کے لئے مسلمان ہونا ضروری ہے۔ اس لئے کہ کافر فریعات کا تکلف ہی قرار نہیں دیا گیا۔ ایسے ہی حج میں یہ بھی شرعاً ہے کہ عقل ہو۔ یا بگل پر حج فرض نہیں اور ضروریات روزمرہ اور دینی تک اہل ہمالیہ کے لئے نہ تو یہ سواری کا انتظام ہو سکتا تھا۔

وکان العلوی علیہ السلام حج واجب ہونے کے لئے یہ بھی شرط قرار دیا گیا کہ راستہ ساموں و مخضوں ہونا یا شرعاً صرف حج کی ادائیگی کے واسطے ہے۔ اس کے اندر تنہا ہر اختلاف ہے۔ تمام شافعی اور امام کریمؒ تو اسے حج کے واجب ہونے کے واسطے شرط قرار دیتے ہیں۔ امام ابوحنیفہؒ کی بھی یہ شرط ان شہار دعوت اسی طرح کی ہے اور امام احمدؒ کی ادائیگی کے واسطے اسے شرط قرار دیتے ہیں۔ قاضی ابو حامدؒ بھی یہی فرماتے ہیں۔ شرعاً سبب اور نہاد و زہوں میں اسی کو حج قرار دیا گیا اور صاحب فتح القدیرؒ کے نزدیک وہ تو قنن میں بھی جکی ہے۔ اس لئے کہ رسولی ﷺ نے استطاعت و قدرت کی تعمیر فرماتے ہوئے بعض بڑا اور احاطہ کا ذکر فرمایا۔ راستہ کے ساموں ہونے کو بیان نہیں فرمایا۔

وہو فی حق الضعفاء الخ۔ عورت کے لئے اس کے ساتھ شوہر یا خرم ہونے کی بھی شرط ہے، بشرطیکہ اس کے اور کمر کر سکی اور مالی سہاقت میں روز سے زیادہ ہو۔ حرم مرہیہ عاقل، بالغ، شخص کا اس عورت سے اس کا کفر، بیعت کے لئے قرام ہو اس سے قطعاً نظر کر یہ اپنی حرمت قرات کے طور پر ہو یا یا وضاعت و دفعہ کی کے حدود پر۔ امام شافعیؒ نے عورت کی شرط میں نکالی۔ ان کے نزدیک اگر مرد فقیہ سرفشاہ مستر عورتیں بھی ہوں تب بھی من کے ساتھ حج کی ادائیگی ہو جائے گی۔ اس لئے کہ یہ سب مہارہ "وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ" اور الفلاح حدیث "فقد طهر علیہ علیہم الحج" کے اندر قیم ہے۔ خصوصاً نہیں۔

احناف کا مستند راوی غیر وہی رسولؐ نہ ﷺ کا یہ ارشاد ہے کہ جاہلیم کوئی بھی عورت راہ ذکر ہے۔
فی مکہ: راستہ کے ساموں والا اختلاف فقہاء میں جگہ بھی ہے۔ مروانی اور صاحب دلائل تو چنانچہ قولی افسر کو حج قرار دیتے ہیں اور کا مین خاں دوسرے قول کہ چند راستہ ساموں ہونے سے فخر جس کا انتقال عورت کے لئے وصیت حج کرنا لازم ہے اور اگر عمر مرے ہے ان فقہاء اور سواری کے فوج کا طلب ہمارہ اور بغیر اس کے عورت کے ہمراہ جانے پر آمادہ نہ ہو تو عورت کو نفقہ داکرنا لازم ہے۔ اب وہی بات کہ اگر عورت کا عمر مکوں کی گمانہ تو کایا حج ہوا کرنے کے واسطے اس کو نکاح کرنا لازم ہے؟ تو جو معصرت قنن ہل کے قائل ہیں ان کے یہاں اس میں سے کوئی شے لازم نہ ہوگی۔ اور دوسرے قول کے قائلین سے یہاں سب کا روم ہوگا۔

وَالْمَوَاقِيتُ الَّتِي لَا يَخْرُجُ اَنْ يَخْرُجَ زَوْجَا الْاِنْسَانِ اِلَّا تَحَرُّمًا لِاَهْلِ الْمَدِينَةِ فَوَاللَّهِ لَهِنَّ
اور وہ مواقیت جن سے بغیر احرام کے انسان کا گھر نہ جائز نہیں اہل مدینہ کے لئے ذرا نکلید ہے
وَلَا اَهْلِي الْاَمْرَانِي ذَاتِ بَعْزِي وَلَا اَهْلِي الشَّامِ الْمُسْتَفْتِ وَلَا اَهْلِي الشَّجَرِ قُرُونٌ وَلَا اَهْلِي الْبَيْتِ
اور اہل عراق کے لئے ذات بعتی ہے اہل الشام کے لئے جعفہ ہے اہل نجد کے لئے قرآن ہے اور اہل بصرہ کے لئے
يَسْتَلِمْنَ فَإِنْ قَدِمَ الْاِحْرَامُ عَلَى اِحْدَى الْمَوَاقِيتِ جَزَأَ وَفِي شَكْلِ بَعْدَ الْمَوَاقِيتِ فَيَمِيقُهُ
حکم ہے جس کو ان مواقیت پر احرام کو مقدم کرے تو بھی جائز ہے اور جو ان مواقیت سے پہلے رہتا ہو تو اس کی
الْحَجُّ وَفِي شَكْلِ بَعْدَ الْمَوَاقِيتِ فَيَمِيقُهُ فَيَمِيقُهُ فَيَمِيقُهُ فَيَمِيقُهُ فَيَمِيقُهُ فَيَمِيقُهُ
ملاقات مل ہے اور جو کہ میں (رہتا) ہو تو اس کی مفاصل حج کے لئے حرم ہے اور عورت کے لئے مل ہے

فان زاد فيها الخ. طار قدوری نے جو الفاظ تلبیہ بیان فرمائے ہیں صحاح میں تحکیم ای طرح یہ الفاظ نقل کئے گئے ہیں۔ اس واسطے یہ ترجمہ مناسب نہیں کہ ان الفاظ میں کسی طرح کی کمی کی جائے بلکہ اس کے بارے میں تو ”شرح صحیح“ میں اسی ایک ترجمہ فرماتے ہیں کہ ایسا کہ حقیقہ طور پر سب کے نزدیک باعث کراہت ہے۔ البتہ اگر کوئی ان الفاظ میں کچھ اضافہ کر دے تو اس میں مضائقہ نہیں۔ مثال کے طور پر کوئی لیبیک و سعلیک و الخیر و یلہیک کہے تو حرج نہیں، بلکہ صاحب کنز کو کافی میں اس کی پیندہ یہ ہے کہ نہی صراحت فرماتے ہیں اور طار صلی مناسک کے اندازے باعث احتیاط فرماتے ہیں مگر صاحب شرح تاجہ کہتے ہیں کہ علیہ وسوب اللہ علیہ پر اضافہ باعث احتیاط نہیں اور یہ کہ تلبیہ بار بار پڑھے۔ حضرت امام احمد بھی یہی کہتے ہیں۔

حضرت ربیع بن سلیمان تو حضرت امام شافعی سے اضافہ کا جائز نہ ہونا نقل فرماتے ہیں۔ مگر حضرت امام شافعی نے تنبیہ اور اذان کے اور تلبیہ کو قیاس فرمایا اور جس طرح ہے اذان و تہجد کے کلمات کے اندر تبدیلی درست نہیں، تحکیم ای طرح یہ درست نہیں کہ تلبیہ کے ان کلمات میں کسی طرح کی تبدیلی ہو۔

مما زادنا من تلبیہ میں اضافہ محمل القدر صحابہ کرام سے ثابت ہے۔ فضائی اور ابن ماجہ وغیرہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ای طرح کی ہے اور سند ابطل میں حضرت عبداللہ بن عمر سے ای طرح کی روایت ہے۔

لَإِذَا كُنِيَ فَهَذَا أَخْرَجَ فَلْيَخِي مَنَافِي اللَّهِ غَنَى مِنَ الْوَقْفِ وَالْفُسُوقِ وَالْجِدَالِ وَلَا يَقْتُلْ
نَبِيًّا نَبِيًّا تَعْبِيرٌ كَيْ لَا تَعْرَمَ هِيَ تَابِ اسے چھے کہ فہذ کی تہ کی ہوئی چیزوں میں بقی عمار کرنے بعد نہ ہوئے اور اصرار سے ہے اور نہ حکام
ضیفا وَلَا يَنْبِئُزْ بَيْنِهِ وَلَا يَفْقُلْ عَلَيْهِ وَلَا يَلْبَسُ قَبِيضًا وَلَا سَوَاوِيْلًا وَلَا عِمَامَةً وَلَا
كِرْبَ اور نہ اس کی طرف اشارہ کرے اور نہ ہمارے ہمارے ہو نہ تیس پہنے نہ پانچام نہ گاڑی نہ
فَلَنَسُوْةٍ وَلَا قَبَاءٍ وَلَا خُصِيْنَ اِلَّا اَنْ لَا يَجِدَ نَعْلَيْنِ لِقَطْعَتُهُمَا مِنْ اَسْفَلِ الْخُفَيْنِ
نونی نہ قبا اور نہ سوزے الا یہ کہ جوتے نہ پا۔ تو ان کی تحریک کے نیچے سے کات دے
وَلَا يَخْطِي زَانَةً وَلَا زَوْجَهَا وَلَا يَنْسُ حِلًّا وَلَا يَنْجُو زَانَةً وَلَا شَعْرَتَيْنِ
اور اپنا سر اور بیروں سے چھپاتے اور زنجیر نہ لگاتے اور اپنا سر نہ سوزے اور نہ پہنے جوں کے بالہ اور
لَا يَقْصُ مِنْ لَحْيَتِهِ وَلَا مِنْ ظَهْرِهِ وَلَا يَلْبَسُ قَبِيضًا وَلَا يَلْبَسُ قَبِيضًا وَلَا يَلْبَسُ قَبِيضًا وَلَا يَلْبَسُ قَبِيضًا
اپنی دائیں اور اپنے بائیں نہ تراشے اور دوسری دوسری کا رنگ ہوا کپڑا نہ پہنے۔ سچ کہ وہ اس طرح اہل ہوا کہ رنگ نہ جھڑکا ہو

الحالت کی وضاحت:

رفعت: سمجھتی یا چشم کا کام یا حواس کی موجودگی میں ہستی کا ذکر۔ جدالی: لڑنا جھڑکا۔ مثلاً اپنے رفیق سے لڑتی ہے۔
یذل: نشان دہی، ہانا۔ مصیوعا: رنگے ہوئے۔ ورس: ایک قسم کی غشیوار گھاس جو گل کی مانند ہوتی ہے۔ یہ بھٹی کے کام آتی
ہے۔ الصبیغ: رنگ۔ الصبیغ: رنگ ہوا کہا جاتا ہے ”قوت صبیغ“ اور ”صیاب صبیغ“ رنگ ہوا کہے اور رنگے ہوئے کہتے ہیں۔

تشریح و توضیح: احرام باندھنے والے کے لئے ممنوع چیزوں کا بیان

فَإِذَا لَبِيَ الخ. تلبیہ سے فراغت کے بعد شرعاً و عزم سے ہو گا اور اگر کوئی باقوں اور لانے بھڑانے اور فسق ہو جائے عمل ہو پر
انتخاب پائے۔ اور شاہ ابی ہے: ”فمن فرض فيه من الحج ولا فسوق ولا جدال في الحج“ (جو شخص ان میں حج مقرر کرے

[illegible][illegible]

ولا يعطى حصة شتر محرم توحي بن کرنا ہے۔ اور یہ کہ دھواں نہ چھوے۔ حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد رحمہ اللہ انھیں شریعت پر اپنے اور مسلمانوں کے لیے لازم سمجھتے ہیں۔ ان کے کہنے کے مطابق جو ایسی نعمت عربہ امتیازات قرار دے دے۔ یہ ہے اور کو امام ابن کثیر میں ہے۔ اور ان کے ہاں حرمیہ کے چار ہیں۔

[illegible]

وَلَا يَحْسَبُ طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ خُرُوجَكَ لِيَكُونَ لَهُمْ عِلْمٌ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُحَانٍ مُّسْوًى
مِّنْ عَذَابٍ مُّتَجَدِّدٍ ۚ فَسُيِّرَ الْجِبَالُ سَيْرًا ۚ وَلَا يَحْسَبُ طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ خُرُوجَكَ لِيَكُونَ لَهُمْ عِلْمٌ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُحَانٍ مُّسْوًى

ولا یلبس ثوبا لہم ایسے کپڑے جنہیں کسم و مرصہ اور اس سے مانگا گیا اور کرم کو پہننے کی نہ سخت ہے۔ البتہ اگر انہیں ہو کر اور زنگ کر کے پہننے اور سخت ہے کہ مسند ابو یوسف وغیرہ میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت کی رو سے ایسے کپڑوں کا استعمال حرم کے لئے ہوتا ہے۔

وَلَا نَاسَ بَيْنَ تَغْيِيلِ وَدُخُلِ الْعَتَمَةِ وَتَنْتَظِرُ بِالْأَيْتِ وَالْمَجْمَلِ وَنِشْءُ لَيْلِي وَنِجَابِ
اور غسل کرنے میں اور حمام میں داخل ہونے میں اور کوٹری اور سود کا ساپ لینے میں اور بیانی کر کے
الْهَمَمَانِ وَلَا تَغْيِيلِ زُفْنَةٍ وَلَا بَعْضَةٍ بِالْعَطِيئِ وَالْكَفْرِ مِنَ الْقَلْبَةِ عَقِبَتِ الظُّلُوعِ وَ
پانچھ میں کوئی حرج نہیں اور ہاتھ سر نہ اپنی داڑھی کل خود سے مت دھوئے اور نمازوں کے بعد اور
تُكَلِّمُوا غُلَا شَرًّا أَوْ حَيْضًا وَأَذَى أَوْ لَهْفًا وَكُفَّانًا وَبِالْأَصْحَابِ فَإِذَا دَخَلَ مِنْكُمْ الْبَيْتُ الْبَيْتُ الْمَسْجِدِ
جب چارے کی بلندی پر اترے کسی خبیث میں یا طے سواروں سے صریح کہتے کہ تم سے تمہارے کسی سبب کسی داخل ہوتا اول مسجد
الْحَرَامِ فَإِذَا غَابَ الْبَيْتُ تَخَيَّرَ وَهَلَّلَ ثُمَّ ابْتَدَأَ بِالْغَيْرِ الْأَصْوَدِ فَاسْتَغْلَا وَكَبَّرَ وَ
حرام میں جائے ہیں جب بیت اٹھ کر دیکھے تو تخیر و تہلیل کے بعد حجر سود کی طرف مت کر کے تکبیر و
خَلَّلَ وَزَفَعَ يَدَيْهِ مَعَ التَّكْبِيرِ وَاسْتَلَمَهُ وَقَلَّهَ إِنْ اسْتَفْزَعَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يُؤَذِّي مُسْتَلِمًا
تہلیل کے بعد تکبیر کے ساتھ دونوں ہاتھ اٹھائے اور سلام کرے اور اگر وہ ہو کہ تو حقاً مسنون کر تعقیب ایسے بغیر اسے چارے
انعام کی وضاحت:

الحرمان: تکبیر کرنے کی جگہ۔ الھممان: دیکھ کر اور ہم کے سننے کے ساتھ۔ اور حجر سود: وہ جاکر میں یا عجمی جائے اور اس میں روپیہ رکھے۔ ضرورت حال کی اجازت صحابہؓ کو ہم اور انھیں سے ثابت ہے۔ خطسی: معروف محاسن کے مگر غیر وہ ہوتا ہے۔ شرف: ہلکی جگہ۔ وادی: لٹکی اور بچی جگہ۔

تشریح و توضیح: محرم کے واسطے مباح امور

ولا بأس لہم: حرم کے واسطے اس میں کوئی حرج نہیں کہ وہ غسل کرے۔ مسلم شریف میں روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اترام کی حالت میں غسل فرمایا۔ میرا دشمن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے بھی معاملہ اترام غسل فرمایا ثابت ہے۔ لیکن وہاں روئے کہ امام ربیعؒ کی قوس کے بعد حق تھا اور سب سے گھر میں چھوڑنے میں کراہت ہے۔ بلکہ امام اکبرؒ اس سے بھی روئے کفر فرماتے ہیں کہ اگر غسل خانہ میں میل چھوڑنے کی خاطر یہ دن طے کو اس پر نہ دینا لازم ہوگا۔ محرم کے واسطے مگر اور کوہ کا سایہ حاصل کرنے میں بھی مضائقہ نہیں۔ اس لئے کہ مسلم شریف میں روایت ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ پر کپڑے کے ذریعہ سایہ کیا۔ حضرت امام، لکھنویہ وغیرہ کے ذریعہ سایہ کرنے کو منع فرماتے ہیں۔ لیکن حضرت امام ربیعؒ کی روایت اس کے خلاف جست ہے۔ اس کے علاوہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کپڑے کو درخت پر ڈال کر سایہ فرماتے تھے۔ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے واسطے خیرا زاد بایا کرتا تھا۔

وینکرو من الطیبة الخ: رسول اللہ ﷺ اور صحابہؓ ان مواقع میں ایسی طریقہ سے تعمیر پر حاضر تھے۔ یعنی بیت اللہ شریف کو دیکھ کر تکبیر و تہلیل کیا جائے۔ اس لئے کہ حضرت جابرؓ کی روایت میں رسول اللہ ﷺ کا اس موقع پر غن غن پر دعا ہو۔ لا الہ الا اللہ وحده لا شریک لہ۔ لا الھ الا اللہ۔ والحمد للہ علی کل شیء۔ تقدیر: یہ ثابت ہے۔

مصنف ابن ابی شیبہؒ میں ہے کہ سلطان حالات اور ان مواقع میں تہلیل کی کھڑت کو پسند فرماتے تھے۔

واستغفرہ الخ توبہ سے چورنگن شہر یا تھ سے چورنگن شہر کو منظر معا، غمرہ سے پھر کر کے چم لے اور توبہ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ خدا سے استغفار کیا۔ یہ توبہ بخاری شریف میں مذکور ہے۔

ثم اخذ عن يمينه قابلي ايمان وقد اضطر رفاقه لئلا ذلک يُعْزَفَ بِالنَّبِ
 بمر وئی وانی طرف سے جو جانب (دیت اللہ کے) دورنگن کی طرف ہے وہی ہمارا کا اعلان کر کے بیت اللہ کا طواف کرے
 سبعة اشواط ويضعف طوافه بين وزاء الخطيم في الاضواط الثلث الاولي ويغشى
 سات پہلے اور چھ طرف کو طعم کے ہر کرے اور پہلے تین بکروں میں گزرتا ہوا چلے اور
 في مايقبى غنى هيبته ويستسلم الحجز كلفا مزبوا ان اضطاع ويغيم الطواف بالاسلام
 ہائی بکروں میں غنا کا طریقہ پڑھنے اور اگر ہو سکے تو حج اور اگر نہ کرے جب بھی اس کے پاس سے گزرتا اور طواف اور حرام پر حج کرے
 ثم ياتي النطاق فيصلي جندة ركعتين اوحيث مايسر من المنسجد وهذه لظواف
 پھر مقام الایم پر آئے اور اس کے دس یا چھٹاں مسجد میں آسمان پر ۱۰ رکعت پڑھے اور یہ طواف قدوم ہے
 طواف القدوم وهو سنة فليس بواجب وليس على احد منكم طواف القدوم
 یہ سنت ہے واجب نہیں ہے اور اہل مکہ پر طواف قدوم نہیں ہے
 آخرت کی وضاحت:

استطیع: چاہے کو وہی فعل کے لیے کرے اس کے کورے اپنے بائیں کاندھے پر داخل یہ اعلان نکلتا ہے۔
 الاشواط: شواہد کی گنت، پھر سات تک ایک مرتبہ اور دہا کیا جاتا ہے۔ "بڑی طرز شعا" (گھوڑے ایک چکر لگایا) الحطيم:
 علم سے مشتمل ہے۔ الحطم کے معنی ہیں ٹوٹا ہوا، اس جگہ کا نام ہے جہاں میرزا بک سید ہے۔ طعم کو اس لئے طعمیت کہتے ہیں کہ اسے
 قریش نے بیت اللہ سے نکال دیا۔

تشریح و توضیح: طواف قدوم کا ذکر

ثم اخذ عن يمينه الخ حج عمرہ کو چم کر طعم کر کے اس کے الٹی دائیں جانب سے جس طرف کہ باب بیت اللہ ہے وہ
 طعم بیت اللہ شریف کا سات مرتبہ طواف کرے۔ اس شکل میں کہ یہ طواف کندہ کی بائیں جانب رہے گا۔ دائیں جانب سے آئے گا کہ جب یہ
 ہے کہ مخالف کرنے والا کو یہ مشق اور بہت مشکل ہو گا۔ اور مقتدی اگر ایک ہفتہ ۱۰۰ م کی آئیں جانب سے لگا کر ۱۰۰ م کرتا ہے۔ طواف
 کے سات اشواط میں سے پہلا تین میل کرے گا یعنی کاغذ کا ۱۰۰ م کرتا ہوا ہے کہ جس طرح کہ چار طواف قرآنی میں اگر کہ چکر کرتا
 ہے اور اپنی چار شواط میں اپنی جنت کے مطابق ہے گا۔ روایات اس پر متفق ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح طواف فرمایا تھا۔ بخاری اور
 مسلم و ابوداؤد میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے اور احمد میں حضرت ابوالفضلؓ سے اسی طرح نقل کیا گیا۔

فأمره: حضرت عبداللہ بن عمرؓ میں اہل مکہ مستوطن نہیں فرماتے۔ اس واسطے کہ اہل مکہ کا سب کفار نہ کہے اور طعن کا جواب دینا تھا کہ مسافروں
 کو یہ پیکر آپ دو دفعہ سے گزرو کر دیا ہے۔ اور اس کے بعد خود کو کوئی ظاہر کرنا تھا اور وہ سب حد میں ہوتی تھیں۔ اس کا جواب دیا
 گیا کہ حضرت ہاجر کی عمر نو عمر روایت میں رسول اللہ ﷺ کا یہ ۱۰۰ اشواط میں طواف کرتے ہوئے تین شواہد میں اہل قرآن ثابت ہے۔ یہ روایت
 مسلم و ابوداؤد میں موجود ہے۔ جبکہ اس وقت کوئی بھی شرف نہ تھا۔ پھر عمر کے لئے سب کا حق دینا تھا کہ یہ نہیں۔

و یستعمل لاجہو لہم۔ مسنون یہ ہے کہ جس اذیت بھی بکرا سوا کے پاس سے گزرتے است بوسہ دے۔ اس کے گناہ نہ سزاوار۔
حاکم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے اور بخاری نے حضرت ابو حنیفہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی طرف سے کہا۔ البتہ اس کا
ملاحظہ لازم ہے کہ اس کی وجہ سے کسی مسنون کو ایذا نہ ہو۔ کیونکہ روایت میں ہے رسول اللہ ﷺ نے حضرت نضر سے نہ خلاف فرمایا کہ تم تمہاری شخص
ہو، لہذا وقت استیلا مولوں سے حرام نہ ہوا، تمہیں اس کی وجہ سے کچھ اوروں کو ایذا نہ پہنچے، البتہ اگر کچھ سے ہو تو استیلا کرنا ہرگز اس کی جانب
لڑائی کرتے ہوئے غیر و تلبس پر آتی ہے۔ یہ روایت مستند اور بھی وغیرہ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ علامہ قدوسی
تھک کے از پر یہ بظاہر ہے کہ اس استیلا پر خود خواہ کے بیچ میں مسنون ہے۔ اور صاحب چاپہ بیہون نے اس کی صراحت فرمائی ہے۔ اور
میکہ میں لکھا ہے کہ خوف کے شروع ہوا۔ فرمایا استیلا مسنون اور کچھ میں استیلا واجب ہے۔

فاما بعد: علامہ قدوسی بکرمحمد سوس کے اور کسی چیز کے استیلا کے بارے میں بیان نہیں فرماتے ہیں۔ اس کا سبب یہ ہے کہ روایت شری اور
مکین و اسی کا استیلا کرنا، مسنون نہیں بلکہ روایت یحییٰ کا بیان تھا کہ تعلق ہے اس کے بارے میں بعض امامان نے ایک روایت اس کے مسنون
ہونے کے بارے میں ہے۔ وہ تھا ہزار روایت کے خلاف ہے کہ روایتی کے استیلا کو بھی باعث عقاب ہی قرار دیا جائے۔ علامہ کوہی نے اسی قول کو
درست قرار دیتے ہیں۔ کہ روایتی کے استیلا کے متعلق صاحب پر روایت فرماتے ہیں کہ یہ مختصر ہے۔ مسنون نہیں۔ صاحب سراجین: درست۔ مستند
ترتیب قول قرار دیتے ہیں۔ صاحب بحر نے کما حقہ طریق کے ساتھ کرنے والے اقوال ضرور نقل فرمائے ہیں جن سے اس کے استیلا کا مسنون
اور معلوم ہوتا ہے۔

و یخبرہ العرف لہم۔ اختصار طواف اس طریق پر ہو کہ اول تم اس کا استیلا اور پھر دو رکعت نذر بعد طواف بکرا سوا کا استیلا
مستحب ہے۔ درود رکعت نماز چھ بار واجب۔ خود یہ فرض طواف ہو یا یہ واجب اور مسنون ہو یا نفل پکڑنا اور کھڑکیاں کے واجب ہونے پر اس
سے استدلال کیا گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مقام ابراہیم پر پہنچ کر کہتے "واستخروا من مقام ابراہیم مصلیٰ" خلافت فرماتے ہوئے
اس پر مستحب فرمایا کہ دو رکعت نماز راصل "واستخروا" عمر کی تھیل کے طور پر ہیں۔ یہ روایت ترمذی وغیرہ میں ہے۔ چنانچہ درود رکعت
کی امامی کے واسطے کوئی وقت خاص ہے اور نہ مقام۔ البتہ مستحب جگہ تمام پر پھر ہے۔ اس کے بعد کعبہ کی کے بعد حجر اسود کے پاس کا
حدیث سے کہ حدیث اللہ شریف کے پاس اس کے بعد کعبہ پر تمام اور اس کے بعد کعبہ پر تمام شریف۔

و هو سنة لہم۔ یعنی یہ عرفہ تمام دن کے واسطے بدھ صرف: نافی کے واسطے مسنون ہے۔ واجب اس سے نہ بھی نہیں۔
حضرت امام نے اسے واجب قرار دیتے ہیں۔ اس سے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد فرمایا ہے "من سنی الیہ فہیجہ بالطواف"
امام کا استدلال مستحب کرنا۔ "ولہو طواف" ہے کہ اس کے بعد رطل طواف فرمایا اور اس مطلق کا معنی انفرادی طور پر نہیں ہو سکتا
کہ اس سے مراد طواف زیارت ہے۔ لہذا طواف قدوم کا واجب ہونا ممکن نہیں۔ روایتی ذکر کردہ روایت تو کچھ زائد ہے کہ وہ غریب ہے اور
ثابت مشہور کرنے پر بھی رسول اللہ ﷺ کے سے تہیہ سے تہیہ فرمایا اور اس کے مستحب ہونے کی قیامت ہے۔ اس سے وجوب پر استدلال
درست نہ ہوگا۔

ثُمَّ نَعْرِجُ إِلَى الصَّفَا فَيُصْعِدُ عَلَيْهِ وَيَسْتَقْبِلُ الْبَيْتَ وَيُكَبِّرُ وَيُحْلِلُ وَ يَضَعُ عَلَى السَّيِّءِ صَلًى
پھر منہ کی طرف چلے آئے اور اس پر چڑھا کہ بیت اللہ کی طرف منہ کر کے تکبیر و تحلیل ہے۔ اور منہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم پر

لَقَدْ عَلِمَهُ وَسَلَّمَ وَيُذْهِبُ اللَّهُ نَفْسِي بِخَاصِهِ ثُمَّ يَنْصَحُ نَحْوَ الْمَوْرَةِ وَيَنْصِبُ عَلَيَّ هَيْبَتَهُ لَقَدْ
 اور مجھے اور اپنی شہادت نے لئے اللہ عزوجل سے دعا مانگے کہ مروجوں کی طرف قرآن اور ہر قدر طریقے سے پہنچے اور اسے
 بَلِّغْ إِلَى نَظَرِ الْوَادِي سَمْعِي بَيْنَ الْيَمِينِ الْأَخْصَرَيْنِ سَمْعًا حَتَّى يَأْتِيَ الْمَوْرَةَ لِيُصَفِّدَ عَلَيْهَا
 پہنچے وادی میں پہنچے تو میں نے اُخترین کے درمیان غیب روئے یہاں تک کہ مروج تک پہنچے وہاں پہنچے
 وَيُطْفِئُ كُنْهًا فَضْلِي عَلَى الضُّعَا وَهَذَا شَوْطٌ فَيُطَوِّفُ مَسْجِدًا أَشْوَاطَ يَتَنَبَّأُ بِالضُّعَا وَيَنْجِيهِ
 اور (یہاں ہی غریب) کرے جس طرح مقام پر کیا ہے یہ ایک جگہ ہے جس سے سات چار جگہ، صفات شروع کرے اور
 بِالْمَوْرَةِ ثُمَّ يَنْقِمْ مَسْجِدًا مَمْنُونًا فَيُطَوِّفُ بِالنَّبْتِ كُلِّهَا بِإِذْنِ
 اور یہ قسم کرے کہ مروج پر بھی اقامت پائے گا اور جب وہاں پہنچے بیت اللہ کی طرف تو پھر کرے

لغات کی وضاحت:

[illegible]

تشریح و توضیح: کوہ صفا، مردہ کے بیچ میں سخی کا ذکر

فہم یسوع الناصی علیہ السلام۔ جمیع عطا فی تہ رہے فرشتہ بہا بہا تو کہو: عقاب جس قدر چمکے کہ بہت اللہ شریف نظر کرنے لگے اور بہت اللہ فی نظر کرنے لگے اور تہ کے ساتھ بھیج کر کے۔ کثیر بھلیں اور وہ در شریف کے کھڑا چلی عطا بہا کے واسطے وہ آئے۔ مسس اور ادا وہاں ہر حضرت حاضر ہے عروای، وہاں ہے کہ ہر اس آد اور بہت ہوتے ہیں۔

ثم يعطى نعم الغزوة الخ۔ اس کے بعد دوسرے اُترے اور دو کی جانب چلے۔ یحییٰ بن اخیل کے کچے میں سعی کر کے اور اس کی جہی مبارک وہی کام کر کے جو کوہ صند پر گر چکا تھا۔ اس طریقہ سے سات مرتبے طواف کرے۔ یعنی مقام سے آغاز کرے اور اختتام مرد پر ہو۔ تو کوہ صفا سے مرد تک آجائے ایک چکر ہے اور دوسرے سے کوہ صفا تک چکر اور پھر کعبہ کی خیریت سے توجہیں پھر کا اختتام مرد پر ہوگا۔
 وهذا الشوط الخ طوافی سے نکل کر گیا ہے کہ کوہ صفا سے مرد تک اور پھر مرد سے کوہ صفا تک آدھ روٹ کعبہ کی ایک شوط ہے۔
 پس طبع کہ اندرون طواف حجر اسود سے آغاز پھر اس تک لڑنا ایک شوط ہو جاتا ہے لیکن دراصل یہ دور ہے نہیں۔ لباس تہذیبی "وہذا شوط" کہہ کر اس میں مشہر فرما رہے ہیں۔ اس کا سبب دراصل یہ ہے کہ حضرت جابر سے مروی روایت کے الفاظ یہ ہیں "الطواف حاکم آخر شوط" علیہ السلام الخ یعنی رسول اللہ ﷺ کے طواف کا اختتام مرد پر ہوا۔ اگر کوہ صفا سے سلمان ایک شوط تسلیم کیا جائے تو رسول اللہ ﷺ کے طواف کا اختتام جائے مرد سے متنازع ہوگا۔

جس کو بالخصوص شیخ نعمانی علی کو آغاز کوشش سے اور اس کے کہ مراد سے آغاز کوشش تک ایک شرط قرار دینا چاہئے گا۔ اس کے کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل کفار آغاز صفات کیا اور ارشاد ہوا کہ اسی سے آغاز کر و جس سے اللہ تعالیٰ نے آغاز فرمایا۔ یہ روایت جو قطعی

انجیر میں ہے۔ آیت مبارکہ "ان الصفا والعروۃ من شجر النور" میں مذکور کاذب پہل ہے۔ جس میں "آ" کا زنجی اسی سے ہوگا۔
 فائدہ: علماء اہل احناف بھی واجب قرار دی گئی ہے کہ انھیں۔ حضرت امام شافعی، حضرت امام مالک اور ایک روایت کے مطابق حضرت امام احمد سے کہن قرار دیتے ہیں۔ بن کا سداں بطور اہل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی دوسرا حدیث کا یہ اثر دیکر ای ہے کہ اللہ نے تم پر کسی فرض کی، پس سنی کرو۔ اس کا جواب یہ دیا گیا کہ یہ روایت بھی ہے اور اہل اہل روایت کے ذکر بعد روایت ثابت قرار نہیں دی جاتی۔
 لہٰذا یفہم ہنکذا انہم بعد طواف دہلی بحالت اہرام نہ کر رہے تھے کہ کثرت سے طواف کر رہے تھے۔ اس واسطے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ منہا بیت مندر ہے جس سے اس کے بعد نہ نئی نے طواف کے بعد انھیں کہا کہ کری۔

وَإِذَا كَانَ قُلُوبُ يَوْمِ الْقِيَامَةِ يَوْمَ خُطْبِ الْأَمَمِ حُطْبَةً يُعَلِّمُ النَّاسَ فِيهَا الْخَيْرَ
 اور جب ہم قیامت کے ایک روز اہل کا وقت ہے تو امام خطبہ ہے جس میں لوگوں کو
 الیٰہی مسمیٰ وَالْمُسْتَوْدَعُ خَيْرَاتٍ وَالْخَيْرُ وَالْإِثْمَانُ
 جس کی طرف جائز ہے کہ خارج ہوا اور وہ کہ طواف کا ذکر اس کتاب

لغات کی وضاحت:

یومہ المقروۃ: یعنی شہریں ذی الحجہ۔ ذی الحجہ عرفہ اور ذی الحجہ کو یہ پھر کہا جاتا ہے۔

تشریح و توضیح:

خطبہ الامم الہم بحالی الحجہ جب دہریہ اصل جائے تو بعد نماز ظہر امام خطبہ پڑھے اور اس کے بعد ادا کا سہا جاتا ہے۔
 فائدہ: حج میں رہے جانے والے خطبوں کی تعداد تین ہے۔ یعنی امام اہل بحالی الحجہ کو پڑھ کر دینا ہے۔ اس کے بعد دوسرا خطبہ
 یوم عرفہ کو بعد من عرفہ میں اور تیسرا خطبہ گیارہویں الحجہ کو ایام میں پڑھ دینا ہے۔ خطبہ عرفات کے علاوہ دو خطبے ایک ایک دن کے فصل سے
 اور بعد از ظہر پڑھتا ہے۔ انہی عرفات کا خطبہ بعد زوال نماز ظہر سے گل دے گا۔

حضرت امام زفرؒ کے نزدیک یہ خطبات مسلک ۱۰۹۱ھ ذی الحجہ کو یوں گوارہ میر میں کے خطبوں کی مانند ان کا آغاز تحمیر اور پھر
 تحمید کے ساتھ لازم ہے اور دوسرے تین خطبات خطبہ نکان خطبہ استغفار اور خطبہ بعد کے بعد تہمید سے آغاز ان کے نزدیک واجب قرار
 دیا گیا ہے۔ بھلا دیوہ میں اسی طرح بیان کیا گیا ہے۔

فَإِذَا صَلَّى الْقَبْرِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَوْمَ خُطْبِ الْأَمَمِ خُورَجَ إِلَى مَسِيٍّ وَأَقَامَ بِهَا خُطْبَةً يُعَلِّمُ النَّاسَ فِيهَا الْخَيْرَ يَوْمَ
 جس جب آسوی ہارے کو کہ میں نماز پھر پڑھ جائے تو میں جائے اور دینا پھر اسے میں تک کہ عرفہ
 عرفہ ثُمَّ يَخْرُجُ إِلَى عَرَفَاتٍ فَيُحِيمُ بِهَا فَإِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ صَلَّى الْأَمَمُ
 کے روز نماز پھر پڑھے پھر عرفات جائے اور وہیں پھر پڑھے پھر عرفات کے روز آفتاب اصل جائے تو یہ
 بِالنَّاسِ الْخَيْرَ وَالْقَبْرِ لَيْسَ بِالْخُطْبَةِ تَوَلَّى فَيُحِيطُ خُطْبَتَيْنِ قَبْلَ الظُّلَّةِ يُعَلِّمُ النَّاسَ
 لوگوں کو ظہر و عصر کی نماز پڑھانے میں نماز سے قبل ان امام دو خطبے دے جس میں لوگوں
 فِيهِمَا الظُّلَّةُ وَالْوُفُوفُ عَرَفَةَ وَالْمَزْدَلَّةُ وَرَمَى الْجَبَارَ وَالشَّعْرَ وَالْحُلُقَ وَالْحَزَامَةَ وَالْمَزَامَةَ
 کو نماز پڑھتا عرفہ اور مزدلہ میں وقف کرے گھر گیارہ بار، قرآنی کر، سرسٹا اور طواف نذر کرنا سکھائے

وَيُصَلِّيَ بَيْنَ الظُّلَمِ وَالْعَصْرِ فِي وَقْتِ الظُّلَمِ بَيْنَ الْإِقْمَاقِ وَمِنْ صَلَاتِي الظُّلَمِ فِي رَحْلِهِ وَاحِدَةً
 مَرَّةً وَكُلَّ مَرَّةٍ مَرَّةً فِي رَحْلِهِ وَكُلَّ مَرَّةٍ مَرَّةً فِي رَحْلِهِ وَكُلَّ مَرَّةٍ مَرَّةً فِي رَحْلِهِ وَكُلَّ مَرَّةٍ مَرَّةً فِي رَحْلِهِ
 صَلَاتِي كُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا لِي وَفِيهَا عِنْدَ أَبِي حَبِيبَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ وَقَالَ أَبُو يُوسُفَ وَ مُحَمَّدٌ بَيْنَهُمَا
 ثَمَانِي عَشْرَ مَرَّةً فِي كُلِّ يَوْمٍ فِي رَحْلِهِ وَكُلَّ مَرَّةٍ مَرَّةً فِي رَحْلِهِ وَكُلَّ مَرَّةٍ مَرَّةً فِي رَحْلِهِ
 بَيْنَهُمَا الثَّمَانِيَةَ ثُمَّ سَوَّجَهُ إِلَى الْمَذَلِّ بِقُرْبِ الْحَبِيبِ وَعِزَّةَاتِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَالْأَيْمَنُ
 الْيَمَانِيَّةُ وَالْحَبِيبُ فِي يَمِينِهِ وَكُلَّ مَرَّةٍ مَرَّةً فِي رَحْلِهِ وَكُلَّ مَرَّةٍ مَرَّةً فِي رَحْلِهِ
 مُحَمَّدٌ وَبَيْنَ الْإِمَامِ أَنْ يَخُفَّ بِعَرَفَةَ عَلَى رَأْسِهِ وَيُحَلِّقَ لَهَا لَهَا لَهَا لَهَا
 فِي كُلِّ يَوْمٍ مَرَّةً فِي رَحْلِهِ وَكُلَّ مَرَّةٍ مَرَّةً فِي رَحْلِهِ وَكُلَّ مَرَّةٍ مَرَّةً فِي رَحْلِهِ
 يُسَمِّعُ أَنْ يَغْتَسِلَ قَبْلَ الْوُضُوءِ بِعَرَفَةَ وَيُكْتَفَى فِي الذَّخَاءِ

مجلس شورای اسلامی

لغات کی روشنی میں:

یوح القدریہ کی انہی کی خدمت میں کہ میں جس طرح چھوڑا ہوں تم کو اب اس کے لئے ضرورت ہے کہ تم کو بھی چھوڑ دوں۔

تشریح و توضیح: عرفہ کے وقوف کا ذکر

مروج الحی صی و اقامہ دلو آنکھوں کی زبانہ، اگر نہ کرب میں نہ ملے کے بعد میں پتہ روڈوں جنی فخرک و بیضا قہر ہے۔
اس کے بعد ازنی الجہاز آفتاب طلوع کرنے کی سے حرارت پہنچے، اگر چہ زم زم ملائم سے نہیں، البتہ خوب جوشی باتھ پڑھے اور سنا
تکلیف میں توجہ و مزاجہ پڑھن، دلوں، مقامات سے ملے، درسی حرارت و تربیتی اور سڑے اور طوفان زارت و غمہ کے خدام سے
وگوں و کاکارے اور اس کی تعلیم۔۔۔ پھر غلبہ کے بعد غلبہ، دلوں کو پڑھنے اور ان میں ایک ذوق اور اس کا شکر دوں، جتنی قدر
کلمہ پڑھے اگلے دن اقامت دلوں کیا جائیں، اگر نہ تعلیم پڑھنے کے بعد پھر دلوں کے دینے کمال وقت کی ہے جس سے۔ اس کے لئے کمال مہر
مادت کے خلاف قیل از وقت پڑھنے ہیں، اس سے اس سے آگاہ اور اس سے دلوں کا طوارح کے، اسے اقامت کمالی ہو جاتی ہے۔ یہ اور
قدر میں اس میں کتبیں پڑھنے کو حق قدر کہتے ہیں، اس کا کمال و شہد، دلوں سے ہے۔

عافان و عاصیہ الہم حروف میں پہنچ جانے والی نماز تکبیر و قصر کے واسطے ان الفاظ سے نکلی جائے گی۔ یہ الفاظ ایک ہی جگہ لکھ دیئے گئے ہیں۔

۱۱) احادیث کا ترجمہ جس کو اگر کھلو، یہ واضح ہو گا۔ (۲) ایک اذان ہو، ایک اقامت ہو، صحیح بخاری و معجمت الامام شافعی کو قول حضرت الامام زہریؒ کے سامنے لیا جائے، امام بخاریؒ اور حضرت ابو ذرؓ کی قرآن سے ہیں۔ (۳) وہابیہ انہیں اور وہابیہ تفسیر سے۔
 حضرت میرزا صاحبؒ نے صحیح و درست امام بخاریؒ کو اس طرح سنوا۔ (۴) مکمل و ناقص ہیں۔ حضرت عمرؓ حضرت
 خواجہ حفصہؒ نے اس طرح سنوئی ہے۔ امام شافعیؒ کا ایک قول ہے کہ صحابہؓ سے امام احمدؒ اور حضرت خراسانیؒ نے بھی یہی

الامام بالشمس المغرب والعشاء في وقت العشاء بالافاق والافاق ومن ضل الغروب في
 يوم لكونه مغرب ، عشاء في افق مشرق وقت من ايام ايام غير في سرجه بوجاهت اور کسی کے مغرب
 الصلوات لم يخلو عند أبي خبيبة ومحب وجميعهم الله فانما مطلع الصلوات ضل الامام بالشمس
 في الامام واما في غير محرمين کے اور ہوتا نہ ہوتا اور جب کج صواب ہو جائے تو امام کو اس کے
 الصلوات بنفسی نے وقف الامام ووقف اناس معه فذبحوا ولم يذبحوا كلها موقف
 قرنی نماز اتیم میں پڑھا کہ اسے کرا اور وقت کے ساتھ نماز میں بھی امام بنا کہے اور وقت نماز وقف ہے
 الا بطن منصرف لم افاض الامام والناس معه قبل طلوع الشمس ضل بالوامم فينبغي
 ان يذبح في كل يوم اور وقت اس کے ساتھ طلوع کرب سے چلے ماہوں میں یہاں تک کہ اس میں اور
 بحضرة العقب فيومها من ضل الوقت يسمع خطبات من حصة الخفاف ويكفر
 بالوقت وقت کے اور میں عشاء والی سے وقت گزرت گھڑی میں اسے اور نہ گھڑی کے ساتھ کہ نماز سے
 مع كل حصة ولا يفتل عندها و يقطع التلوة في اول حصة ثم يذبح في وقت
 اور امام کے پاس ہر دن اور یہ بھی گھڑی کے ساتھ موقف اس کے اور پابانہ تو قرنی اس
 ثم يحلق وتقصير وتختل وفضل وقد حل لله كل شعرة الا لسوء
 اور پانی منڈانے اور کترانے اور منڈانے نقل ہے کہ اس کے لئے ہر سال ہوتی ہوتی ہے
 لغات وضاحت

[illegible]

تشریح و توضیح: مزد غنہ میں بشپہر نے اور زمی کا ذکر

فَإِذَا غَرَبَ شَمْسُكَ أُنْمِثْ فِي مِيزَانِ الْحَقِّ قَدْرَ حَبِّ ذَرَّةٍ نَّارٍ أَوْ خَلْقِ لَبَنَةٍ أَتَرَدَّدُ۔
اس لئے کہو کہ اگر سورہ اور ان جب میں غلطی ہو گئی ہے تو رایت ہے کہ سورہ اللہ تعالیٰ اور حضرت عثمانؓ کی تحریر شریف قرآن کے ساتھ علامہ
ترجمہ کرتے ہیں۔ "فَاذْكُرُوا لِلّٰهِ عِدَّتَ الْمَوْعِدِ الْحَقِّ" (آیت ۱) میں "شعروا" سے "شعروا" میں ہے۔ "فَاذْكُرُوا" میں ہے کہ اس
غروب آفتاب سے پہلے نہ ہوگا۔ اور اس کی حد "شعروا" سے ہے۔ "فَاذْكُرُوا" میں ہے کہ اس صورت میں اس سے "فَاذْكُرُوا" میں ہے۔ "فَاذْكُرُوا"
سے اور اس غروب کے بعد اس سے "فَاذْكُرُوا" میں ہے۔ اور اس کی حد "شعروا" سے ہے۔ "فَاذْكُرُوا" میں ہے کہ اس صورت میں اس سے "فَاذْكُرُوا" میں ہے۔

وہ جسکی اطلاع ہم سے گئے بعد اس کے کہ جبرائیل علیہ السلام نے ان کے پاس ایک کتاب لے کر آجڑاں میں پہنچائی۔

کی احتیاج نہیں۔ اس کے برعکس حرقات میں کہ نماز صحرا اپنے اذیت سے الگ وقت میں ہوتی ہے۔ حضرت امام زفرؒ اور ابن عباسؓ حرقات کی مانند اس جگہ بھی فرماتے ہیں کہ وہ آقا شمس یوں گی۔ امام طوسی کا اختیار کردہ قول بھی یہی ہے۔ اس لئے کہ حضرت جابرؓ سے مسلم میں مروی روایت کے اندر وہ آقا شمس یوں کی گئی ہیں۔ اب کا جواب یہ دیا گیا کہ حضرت جابرؓ سے ایک احادیث بھی روایت کی گئی۔ مجاہدانہ دونوں روایتوں کے درمیان تضاد نہیں ہوا۔ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت جس میں ایک آقا شمس کا ذکر ہے، اس میں کوئی تضاد نہیں۔

وَأَمَّا صَلَی الْعَصْرِ اَلْحَمْدُ اِنْ كُنَّ فُضِّلَتْ فَهِيَ مِنْ صَلَی الرَّاسِ اَوْ مِنْ صَلَی النَّوَازِ مَغْرِبٍ جَزَاءً لِقَوْلِ اَبِي یُسُفَ "وَالَامَامُ زُفَرٌ" اور حضرت حسن ابی نصرؓ کے دروست نہ ہونے اور مردہ نہ پہنچ کر وہ بارہ چھٹے کا حکم فرماتے ہیں۔ مفتی یہ قول کیا ہے۔ حضرت امام ابو یوسفؒ اور حضرت امام شافعیؒ اسے درست قرار دیتے ہیں۔ اس لئے کہ اس نے نماز مغرب وقت پر جہاں البتہ اس کا پورا طرز عمل سنت کے خلاف ہے۔ امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ اس سے استدلال فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حرقات سے مل کر رامت میں اتارے اور چوشتاب کیا اور پھر مکمل وضو فرمایا۔ حضرت اسامہ عرض کرنے لگے اے اللہ کے رسول! نماز! حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ نماز تہارے آگے ہے۔ پھر آنحضرت ﷺ نے مردہ پہنچ کر مکمل وضو فرمایا اور پھر نماز مغرب و عشاء پڑھی۔ یہ روایت بخاری و مسلم میں ہے۔ اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اس نماز کا زمانہ اور مکمل وقت کے ساتھ قصص میں ہے۔

فَذَكَرَهُ "مسک" میں علامہ شافعیؒ بیان فرماتے ہیں کہ وہ اس نماز مغرب چھٹے کے جس کا حکم کا ذکر کیا گیا یہ اس صورت میں ہے کہ حرقات ہی کے رامت سے جابجا جائے اور نہ کسی دوسرے رامت سے جانے پر رامت کے بیچ میں نہ راضی ہو جائے بلکہ نماز وقت درست ہوگا۔

فیہ مباح من بطل الواجب اَلْحَمْدُ منی میں آ کر مانت ٹکریاں مارنے سے بڑھ جائیں گے سر سے مارے یا انگوٹھے کا سر اشارت کی انگلی کے سر پر نہ کہ ٹکریوں کی قید مانگنے سے مقصود یہ ہے کہ اس سے کم تعداد درست نہیں۔ مگر جو حد حسن حضرت امام ابوحنیفہؒ کی روایت کے مطابق مجرور اور ٹکری پہنچنے والے کے بیچ میں بانجی کا تھکا فضل رہتا چاہئے۔ بخاری و ترمذی میں اس سے فصل کا جواب نقل کیا گیا ہے۔ ٹکری پہنچنے والے کے لئے ٹکری کی ٹکری پر تلبیہ متواتر روئے کا حکم ہے۔ اس سے قطع نظر کہ وہ حج افراد کو رما ہوا تکان دہش صحیح ہو۔ اس لئے کہ بخاری و مسلم میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ حرمہ حبشہ کے قریب تشریف لائے تک لیٹ کئے۔ یہ بار پھر تلبیہ پہلی ٹکری پر ختم فرمایا البتہ یہ ٹکری کے ساتھ بغیر کپڑا روایات میں ہے۔

تنبیہ: بعض کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ یہ ٹکریاں یا تو حرقات سے لائے یا مٹی و حرقات کے بیچ میں موجود پھاڑ سے لائے۔ تو دراصل ان جگہوں کی تفسیر نہیں۔ جس جگہ سے اٹھائی جاوے یا پھاڑے۔ البتہ حرقات کے نزدیک پڑی ہوئی ٹکریوں کو نہ اٹھانے کی یہ مردود ہوتی ہیں۔ حضرت ابن عمرؓ کو بیان ہے کہ میں نے حضرت ابن عباسؓ سے جرأت کے قریب ٹکریوں کا ذکر نہ کیا کہ سب پر چھا تو حضرت ابن عباسؓ فرماتے گئے: تجھے یہ نہیں کہ قبول حج والوں کی ٹکریوں کا تصور ہو جاتا ہے اور حج مقبول نہ ہونے والوں کی ٹکریوں کو وہیں دھنڈے دیا جاتا ہے۔

لَمْ يَأْتِيَنَّكَ مِنْ قَوْمِهِ ذَلِكِ اَوْ مِنْ الْعَبْدِ اَوْ مِنْ بَنِي الْعَبْدِ فَخُذْ مَا نَبَتْ طَوَافِ الزَّوَاوَةِ بِمِثْلِ رُزْ يَا دُرَيْسُ رُوِيَ بِأَيْسَرِ رُوِيَ كَمَا تَعْلَمُ بِمِثْلِ طَوَافِ زِيَارَتِ سَبْعَةِ اَشْوَاطٍ فَإِنْ تَكَانَ مَعْنَى بَيْنِ الضَّفَا وَالْقَوَاةِ عَقِبَتْ طَوَافِ الْقُدُومِ لَمْ يَزَلْ فِي هَذَا مَاتَ بِمِثْلِ ابٍ اَكْرَمَ طَوَافِ قَدَمِ مِثْلِ حَتَا دُرَيْسُ كَيْ دُرَيْسُ مِثْلِ كَيْ جَا بَعْدَ طَوَافِ مِثْلِ دُرَيْسُ كَيْ طَوَافِ وَلَا مَعْنَى عَقِبَهُ وَابٍ لَمْ يَكُنْ قَدَّمَ الشَّعْيَ زَمَلِي فِي هَذَا الْعُكْرَابِ وَيَسْنَعِي بَعْدَهُ غُلِي اور اس پر کسی (کئی) نہیں ہے اور اگر اس سے پہلے ہی نہ کیا ہو تو اس طواف میں دل کر۔ اور اس کے ساتھ ہمارے بیان کردہ طریقے پر کسی کرے

فَرَاغِهِ مِنَ الْعُمْرَةِ وَلَمْ يَكُنْ سَاقٍ إِلَيْهِ بَنَازٌ لَمْ يَنْتَفِعْ وَمِنْ أَخْرَجَ بِالْعُمْرَةِ قَبْلَ أَشْهُرِ الْحَجِّ لَطَافٌ
 عَرَفَ مِنْهُ هُوَ أَنَّ بَدَأَ شَوَارِعَ عَمَلِهِ بِذَلِكَ (یعنی) اس نے کیا ہو تو اس کا نتیجہ ہو جائے گا کہ جس نے اشرفی سے پہلے عمرہ کا اہرام باندھا
 لَهَا فَقَالَ مِنْ أَرْبَعَةِ أَشْوَاطٍ ثُمَّ دَخَلَتْ أَشْهُرَ الْحَجِّ فَخَمَمَهَا وَأَخْرَجَ بِالْحَجِّ كَانَ مُنْتَفِعًا
 اس کے لئے چار پیروں سے اہرام کیا ہر ایک کے پیرے شراح ہو گئے اور اس نے حرم کے پیروں کو پیرا کر کے حج کا اہرام باندھ لیا تو یہ صحیح ہو جائے گا
 فَإِنْ طَلَبَ لِعُمْرَتِهِ قَبْلَ أَشْهُرِ الْحَجِّ أَرْبَعَةَ أَشْوَاطٍ لِمُضَاهَا ثُمَّ حَجَّ مِنْ غَايَةِ ذَلِكَ لَمْ يَكُنْ
 اور اگر اشرفی سے پہلے اپنے عمرہ کے لئے چار یا اس سے زائد پیرے طواف کر چکا ہو اور اسی سال حج کیا تو
 مُنْتَفِعًا وَأَشْهُرَ الْحَجِّ خُزَالٌ وَذَوُ الْقَعْدَةِ وَعَشْرٌ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ فَإِنْ قَدَّمَ الْإِحْرَامَ بِالْحَجِّ
 صحیح ہے اگر اشرفی سے پہلے اشرفی ذی قعدہ اور ذی الحجہ کے دن اور اگر کسی نے دن سے پہلے حج کا اہرام باندھ
 عَلَيْهَا جَلَاءَ الْإِحْرَامِ وَأَتَقَدَّ حَبِطٌ وَإِذَا خَاضَتْ الْأُصُوفُ عِنْدَ الْأَشْوَاطِ الْخُفُفَتْ وَأَعْرَفَتْ
 کیا تو اس کا اہرام جائز ہے اور حج درست ہو جائے گا اور اگر حرم کو اہرام کے وقت میں آجائے تو وہ حرام کے اہرام باندھے
 وَصُنِفَتْ كَمَا يَصْنَعُ الْحَاجُّ غَيْرَ أَنَّهُ لَا يَنْظُرُ بِالْيَسَرَةِ حَتَّى يَطْلُغَ وَإِذَا عَادَتْ بِنْدَ الْوُفُوفِ
 اور اس طرح کرے جیسے حاجی کرتا ہے بلکہ یہ کہ بیت اللہ کا طواف نہ کرے یہاں تک کہ پاک ہو جائے اور اگر وہی عمرہ
 بِغُرْفَةٍ وَبَعْدَ طَرَفِ الزَّيَارَةِ الْخُفُفَتْ مِنْ ثَمَنَةٍ وَالْأَشْيَاءُ عَلَيْهَا لِلتَّرْكِ طَرَفُ الْخُفُفِ
 اور طواف زیارت کے بعد وہ جائز ہو تو وہ کہتے (اپنے گھر کو) آتے جاتے اور طواف مجدد کے ترک کی وجہ سے اس پر کچھ نہیں

ترغیب و تہذیب:

ولیس لاهل مکة الحج۔ مکہ مکرمہ اور اس کے آس پاس یعنی موانیت میں رہنے والوں کے واسطے حج اور قرآن میں سے کچھ
 نہیں، لیکن اگر پرستش افراد ہے۔ حدیث شریف میں اسی طرح آیا ہے۔ ملازمین حضرت محمد اللہ صلی علیہ وسلم، حضرت عبداللہ صلی علیہ وسلم، حضرت
 عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے حضورؐ نے کہ اہل مکہ کے واسطے حج نہیں، لیکن اس کے وجود اور کسی مکہ کے رہنے والے نے قرآن پڑھ کر یا تو
 درست ہوگا یا اس لئے کہ صاحب شریعت خود پیرا فرماتے ہیں کہ جو کسی کتاب میں جو یہ کر کیا گیا ہے کہ مکہ کا رہنے والا نہ حج کرے اور قرآن
 قرآن سے حضورؐ کی طاعت ہے لیکن صحت نہیں، کیونکہ مکہ کے رہنے والے کے لئے یہاں کرنا یا حجت سے خالی نہیں۔ پس اس کی وجہ سے اس پر دم کا
 واجب ہوگا۔ احناف بھی فرماتے ہیں اور اہل شافعی کے نزدیک اہل مکہ کے واسطے یہ بات قرآن و حج کرنا جائز ہے۔ ان کے نزدیک آئندہ
 ہمارے میں جو "فمن تمتع بالعمرة إلى الحج" آیا ہے۔ اس میں اہل مکہ کے رہنے والے اور غیر کی تمام شامل ہیں۔

لنعم لا احناف آئندہ کہ یہ غیر کی کے ساتھ خاص ہے۔ اس لئے کہ آیت "وذلك لمن لم يكن اهله حاضرا المسجد
 الحرام" (یہاں تعمیل کے لئے ہے جس کے گھر (احیال) مسجد حرام (یعنی مکہ) کے قریب (اور اح) میں نہ رہے ہوں) میں حج کرنے
 دانے کی جانب اشارہ ہے اور یہ "فمن تمتع بالعمرة" سے سمجھ میں آتا ہے کہ اس سے غایت وہی اہرام اشارہ نہیں۔ جیسے کہ امام شافعی
 نے فرمایا ہے۔ اس لئے کہ یہاں ہونے کی صورت میں اس طرح فرمایا جاتا "وذلك لمن لم يكن" اس واسطے کہ واجب ہونے کے
 واسطے "عالی" استعمال کیا جاتا ہے ملام مستعمل نہیں ہے۔

وإذا عاد المصنع إلى بلدہ: الخ کوئی تیس کرتے والا جو اپنے سرواٹے لے جائے اور مجرم و مکر کے اپنے شہر واپس ہو جائے تو اس کے تیس کے باطل ہو گئے کا حکم ہوگا۔ اس واسطے کہ وہ مجرموں کے لئے عیب و غلطیوں کے سرواٹا مہم سمجھ کر چکا اور وہ مہم سمجھ کے باعث تیس باطل ہو جائے گا۔

تاجیبن کے ایک گروہ یعنی حضرت غنی، حضرت مجاہد، حضرت سعید بن المسیب اور حضرت طاؤس وغیرہ سے اسی طرح منقول ہے۔ اور اگر وہ جی ساتھ لے جائے اور پھر عمرو کو کھانے مکان لوٹ آئے تو اس صورت میں امام ابو حنیفہ و امام ابو یوسف اس کے تفریع کے باطل نہ ہونے کا حکم فرماتے ہیں۔ البتہ امام محمد اس شکل میں بھی فرماتے ہیں کہ اس کا قطع باطل ہو جائے گا اس لئے کہ دو رج و عمرہ کی اور انکی دو سفر کی نذر کر دیا ہے۔ امام ابو حنیفہ و امام ابو یوسف کے نزدیک ہدی لے جانے کے باعث کیونکہ وہ حلال نہیں جو منکرہ اس واسطے تاوانکہہ کی نذر ہے قطع ہوتی رہے اس پر ثبوت جانا واجب ہوگا۔ لہذا اس کا الہام درست نہ ہوگا۔ اس لئے کہ امام مہج کی قطع یہ ہے کہ وہ انہیں وحی میں آ تو قوم کر لئے اور اس کے اوپر وہ انکی کا جواب نہ ہو۔ اور اس جگہ یہ نہیں ہے۔

ومن احرم باللعنة ^{نہج} صحیح اور اور بدینہ وغیرہ فقہ کی کتابوں سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ حج کے احقر پر شرط ہے کہ احرام شروع کرنے سے پہلے میں ہر محرکہ مستحق قتل کے مطابق اس کی طرح کی شرط نہیں ہے۔ "مختصر شرح فقہ" اور اسی طرح "فتح القدیر" میں اس کی تصریح ہے۔ ہاں یہ لازم ہے کہ شریعت کے اکثر حصہ کا طواف حج کے مکہوں میں ہو، لہذا اگر کوئی حج کے مکہوں سے قبل احرام بھرے وہاں سے اور وہ چاروں طرف سے طواف کرے، مگر حج کے مکہ سے پہلے شروع نہ کرے، تو ایسا مکہ طواف کی تکمیل کرنے سے احرام حج باطل ہے۔ لہذا اسے متنبہ قرار دیا جائے گا۔ اس لئے کہ طواف کا اکثر حصہ حج کے مکہوں میں ہونا اور اگر ایسا کو چاروں طرف سے زیادہ تو حج کے مکہوں سے قبل کرے اور وہ باقی حصہ میں خود متنبہ نہ ہوگا۔ اس لئے کہ حج کے مکہوں میں طواف کا کم حصہ پورا کیا۔ درحقیقت اس کے احقر اقل کا حکم مذکور کا سامنا ہے۔ تو یہ کہا جائے گا کہ اگرچہ اس نے حج کے مکہوں میں سرے سے طواف ہی نہیں کیا۔

و منہر نوح رُحِمَ۔ حج کے مہینے پر جس اشوالہذہ بعد از ایام کے ہر روز امام ابو یوسفؒ کی ذی الحجہ کو اس میں داخل قرار نہیں دیتے۔ اس لئے کہ یوم نحر کے طوع نحر کے ساتھ عراج کا جہاد نہیں رہتا۔ اور ظاہر امر ایت کے مطابق حجتہ فرارہ ہونے کی صورت میں عبادت خوات نہیں ہوا کرتی۔

۱۰۔ ابوسنیفہ اور ام محمد کا مسئلہ یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہم سے اسی طرح استعمل ہے کج کے مینے سوال۔ تو اچھا اور دوسری روایتی الجبہ کے ہیں۔ علاوہ ان کے ارکان جن میں سے ایک دکن اٹھانہ ریت کے بدلتا آؤ نہی ہم خر کے پھرنا نجر کے ساتھ آتا ہے۔

وإذا حاصرت لفتح. موت کو ٹر بوتے حرام نہیں آئے۔ لکن تو سے چاہئے کہ ان کا احترام مانع نہ ہو، ان کو قتل نہ کرے، نہ مارے، نہ آگ لگا دے، نہ آبی اٹھ لے کر آگ لگائی کرے۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو سرفہ نامی جاگیر بخشی کر مصلحان شرع ہوئے، ان کو رسول اللہ ﷺ نے ملنے سے منع فرمایا تھا۔ بخاری و مسلم میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ سے اسی طرح مروی ہے۔ اور اگر بعد خواتین زہرت جنس کا نماز ہو تو سے چاہئے کہ وہ ان کے بعد نہ کرے، اس لئے کہ ان کی روایات سے اس کے لئے اس کی گنجائش نہ ہوتی ہے۔

بَابُ الْجَنَائِاتِ فِي الْحَجِّ

بَابُ حَجِّ مِّنْ جَنَائِاتٍ كَيْفَ يَأْتِي

اِذَا تَطَلَّتِ الْمَخْرُومُ فَعَلَيْهِ الْكَفَّارَةُ فَإِنْ تَطَلَّتِ عَصُوبًا كَامِلَةً فَكَفَّارَةُ
 هَبْ حَرَمٍ خُشْبٍ لَّكَ تَوَاسٍ بِهِنَّ كَادِرٌ هَبْ لَكَ تَوَاسٍ بِهِنَّ كَادِرٌ هَبْ لَكَ تَوَاسٍ بِهِنَّ كَادِرٌ
 فَعَلَيْهِ دَمٌ وَإِنْ تَطَلَّتِ الْفُلَّ مِنْ عَصُوبٍ فَعَلَيْهِ ضِدْقَةٌ وَإِنْ لَيْسَ فُلُوكًا مَجْبُطًا أَوْ غَطِي رَأْسَهُ
 بِرَدْمٍ وَتَوَسَّوْا لَكَ تَوَاسٍ بِهِنَّ كَادِرٌ هَبْ لَكَ تَوَاسٍ بِهِنَّ كَادِرٌ هَبْ لَكَ تَوَاسٍ بِهِنَّ كَادِرٌ
 يَوْمًا كَامِلَةً فَعَلَيْهِ دَمٌ وَإِنْ كَانَ الْفُلَّ مِنْ ذَلِكَ فَعَلَيْهِ ضِدْقَةٌ وَإِنْ حَلَقَ زَيْغَ زَامٍ
 تَوَاسٍ بِهِنَّ كَادِرٌ هَبْ لَكَ تَوَاسٍ بِهِنَّ كَادِرٌ هَبْ لَكَ تَوَاسٍ بِهِنَّ كَادِرٌ هَبْ لَكَ تَوَاسٍ بِهِنَّ كَادِرٌ
 فَضَاعِدًا فَعَلَيْهِ دَمٌ وَإِنْ حَلَقَ الْفُلَّ مِنَ الْوَيْغِ فَعَلَيْهِ ضِدْقَةٌ وَإِنْ حَلَقَ مُزَاجِجَ الْفَضَائِلِ
 اس کے خون سے اور اگر پھال سے کم ملے تو اس پر صدقہ ہے اور اگر پھال سے زیادہ ملے تو
 مِنَ الرِّقْبَةِ فَعَلَيْهِ دَمٌ جَنْدَ أَبِي حَيْفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ وَقَالَ أَبُو يُونُسَ وَفُحْمَةُ وَرَحِمَهُمَا اللَّهُ
 کھانے کی جگہ کے بال ملے تو ان صاحب کے نزدیک اس پر دم ہے اور نہ سمجھتے تھے
 ضِدْقَةٌ وَإِنْ قَصَّ الْفُلَّ يَنْبِيَهُ وَرَحِمَهُ فَعَلَيْهِ دَمٌ وَإِنْ قَصَّ بَذَا أَوْ رَحَلَ فَعَلَيْهِ
 نہ صدمہ ہے اور نہ پانچ روزہ ہاں کے انہی تڑپے تو اس پر دم ہے اور اگر ایک باجہ یا ایک پون کے (باجہ) تڑپے تو اس پر
 دَمٌ وَإِنْ قَصَّ الْفُلَّ مِنْ خُصْبَةِ الْفُلَّ فَعَلَيْهِ ضِدْقَةٌ وَإِنْ قَصَّ الْفُلَّ مِنْ حَمِيَةِ الْفُلَّ
 پر ہے اور اگر پانچ ماخوں سے کم تڑپے تو اس پر صدقہ ہے اور اگر پانچ ماخوں سے کم
 مَخْرُومٌ مِّنْ بَدَلِهِ وَرَحِمَهُ فَعَلَيْهِ ضِدْقَةٌ جَنْدَ أَبِي حَيْفَةَ وَابْنِ يُونُسَ وَرَحِمَهُمَا اللَّهُ
 وہیں باجہ وادوں سے حرق ہو کر تڑپے تو سمجھیں گے اس پر دم ہے
 وَقَالَ مُعَمَّدٌ رَحِمَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ دَمٌ وَإِنْ تَطَلَّتِ الْفُلَّ لَوْ لَسَ مِنْ عَذَرٍ فَهُوَ مُخَيَّرٌ بَيْنَ شَاءِ
 اور لا پختہ فرماتے ہیں کہ اس پر دم ہے اور اگر مذکر کی جگہ سے تڑپو گا لی یا مال نہ لے گا یا ہوا کھا پینا تو سے اصرار ہے اگر چاہے تو
 ذَبَحَ شَاءَ وَإِنْ شَاءَ تَضَلَّقَ عَلَى سَبْعَةِ مَسَاكِينٍ بِثَلَاثَةِ أَصْوَاعٍ مِّنَ الطَّعَامِ وَإِنْ شَاءَ صَامَ
 تَمْرِي رَجُلٌ كَرِهَ أَنْ يَكُونَ حُرٌّ بِسَبْعَةِ مَسَاكِينٍ بِثَلَاثَةِ أَصْوَاعٍ مِّنَ الطَّعَامِ وَإِنْ شَاءَ صَامَ
 لَلْفُلِّ أَيَّامٌ وَإِنْ قَلَّ أَوْ لَسَ بِشَهْوَةٍ فَعَلَيْهِ دَمٌ نَزَلِ الْأَوَّلُ يَنْزِلُ
 روزہ رکھے اور اگر ہر لیا یا چھو لیا شہوت سے تو اس پر دم ہے (غیر) انزل ہو یا نہ ہو

لغات کی وضاحت:

جَنَائِاتٍ: جنت کی جمع گناہ کرتے۔ اس کی جمع جَنَائِاتٌ اور جَنَائِاتٌ ہے۔ ہر جگہ ایسا اصل ضروری ہے جس کی ممانعت یا تو حرام
 یا نہ کر کے باعث ہو یا اس کا سبب ہو۔ اصل میں اہل ماہر: تطہیر، خوشبو لگانا، الطہیب، خوشبو، عیاب و عیوب، الطہیب،
 عادل، کہا جاتا ہے بد عیب کہ (بہتہارے کے عادل ہے) الطہیب، ہر چیز سے افضل، غلطی، چھاپا، الغلط، پردہ، حج

ہر امام واجب نہ ہوتا بلکہ صدق قل کا کافی ہو جائے گا۔ اور اگر کچھ مانوس سے کہے کہ کچھ یا جس سے متعلق ضروری ہونے والے ہوں تو اس ضرورت میں شکیں اور امام فقہ کا اختلاف ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اس کا جواب دے گا کہ اس صورت میں صدق واجب ہوگا اور امام محمدؒ کے نزدیک وہ واجب نہ ہوگا۔

وَمِنْ جَمَاعٍ فِي أَخْبِ الشَّيْئَيْنِ قُلُّ الْوُفُوفِ بِعُرْفَةِ فَسَدُ خُبْرِهِ وَعَلَيْهِ شَأْءٌ وَبُطْنِي فِي الْخَبَرِ
اور جس نے وفوف عنہ سے پہلے نقل یا روایت میں سمیت کی تو اس کا کچھ خاصہ نہ کیا اور اس پر بھی لازم ہے اور یہ کہ
ثُمَّ بَطْنِي مَنْ لَمْ يَفْسُدْ خُبْرُهُ وَعَلَيْهِ الْقَضَاءُ وَلَيْسَ عَلَيْهِ أَنْ يُعَارِقَ اِعْرَافَهُ اِذَا حُجِّجَ بِهَا فِي
کے احوال میں کہ اگر اسے اس کا کچھ خاصہ نہ کیا اور اس پر وفوف نہ کیا اور اس پر بھی لازم ہے اور یہ کہ
الْقَضَاءُ عَلَيْهِ وَمِنْ جَمَاعٍ نَعْدُ الْوُفُوفِ بِعُرْفَةِ لَمْ تَفْسُدْ خُبْرُهُ وَتَحْبِثُ مَعَهُ وَمِنْ جَمَاعٍ نَعْدُ الْخُلُقِ
کی تہہ کہ اور جس نے وفوف عنہ کے بعد سمیت کی تو اس کا کچھ خاصہ نہ کیا اور اس پر ایک یہ نہ لازم ہوگا اور جس نے سمیت والے
فَعَلَيْهِ شَأْءٌ وَمِنْ جَمَاعٍ فِي الْفُتُورَةِ قَبْلُ أَنْ يُطَوَّرَ اِزْوَاجُ اِفْسَادِهَا وَبُطْنِي فِيهَا وَقَضَائِهَا
کے بعد سمیت کی تو اس پر بھی ہے۔ جس نے سمیت کی تو اس کا کچھ خاصہ نہ کیا اور اس پر بھی لازم ہے اور یہ کہ
وَعَلَيْهِ شَأْءٌ وَإِنْ وَبُطْنِي نَعْدُ خَطَائِفَهُ اِزْوَاجُ اِفْسَادِهَا فَعَلَيْهِ شَأْءٌ وَلَا يَفْسُدُ خُبْرُهُ وَلَا يُلْزَمُ
اس کی تہہ کہ وہ اس پر بھی ہے اور اگرچہ جکر طواف کے بعد سمیت کی تو اس پر بھی ہے۔ جس نے سمیت کی تو اس کا کچھ خاصہ نہ کیا اور اس کی تہہ
فَقَضَاءُ وَمِنْ جَمَاعٍ نَابِ كَمْ جَمَاعٍ غَابِ اَلْجَمِ الْخُحْمِ

اس کا جواب یہ ہے کہ اس نے ہر ایک کو سمیت کی تو اس کا کچھ خاصہ نہ کیا اور اس پر بھی لازم ہے اور یہ کہ

تشریح و توضیح حج کو فاسد کرنے والی اور فاسد کرنے والی چیزوں کا بیان

فسد صحۃ وعلیہ شأء اتم۔ جمعی عرق کے ان فرقہ سے نقلی احوال۔ ستوں میں سے کسی ایک یعنی کمال یا ذرا میں سمیت کرے تو باعاق اس صورت میں سب کے نزدیک اس کا کچھ خاصہ نہ ہوتا ہے۔ اور جماعہ اختلفتہ کے ساتھ ایک بکری بھی اس پر واجب ہوتی اور حیوان اس پر واجب نہ ہوگا اور جو کچھ اس کا کچھ خاصہ نہ کیا اور اس پر بھی لازم ہے اور یہ کہ
انراف کا معدل ہی طرح کے واقعہ میں رسول اللہ ﷺ کا اہل اقدوس یعنی جس مرد یا عورت کے کہ تم دنوں قضا کے حق کے ساتھ ہدی بھی لے کر آنا۔ ہدی کے مرتبہ میں بکری بھی آتی ہے۔ ذکر کردہ روایت اگرچہ بیرون منجم تاجی سے مرسلہ روایت ہے لیکن وہ کمال و شرف اہل علم و تدبیر کے کو حجت قرار دیتے ہیں۔ اور ان میں حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کے پاس سے بھی روایت ہے کہ ان میں سے ایک نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ وہ اپنے کچھ خاصہ نہ کیا اور اس پر بھی لازم ہے اور یہ کہ
پرس کرنے چاہئیں اور اگلے برس اس کی تہہ آسانی اور ہدی لائی جائے۔ یہ روایت اہل نقل میں حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے مروی ہے۔ صحابہ کرام یعنی حضرت عمرؓ حضرت علیؓ اور حضرت ابو بکرؓ رضی اللہ عنہم سے امام مالکؒ نے اسے لے کر روایت کیا ہے۔

ولیسر علیہ ان بملفوظ اعرافہ اتم۔ افعیٰ جس سب مرد و عورت (اسیما بیوی) اس حج کی قضا کریں تو ان کے لئے یہ لازم نہیں کیا ہے۔ ورنہ سے الف الف ہیں۔ اس لئے کہ وہ ایک سمیت کے واسطے حج کی تہہ کی مشقت ہی بہت ہے۔ حضرت ابو ذرؓ حضرت امام مالکؒ امام شافعیؒ امام غزالیؒ وغیرہ فرماتے ہیں کہ وہ دو مائیں کو کچھ کا پورے ہوئے پھر ہجرت کی کار تکلیف نہ کریں۔ یہی کا

دیے ہوئے ہیں اور شادمان کر لے اور کوئی حرج نہیں۔ حضرت امام اوسطیہ کا استدلال حضرت مولانا ابن عباس اور عبداللہ ابن مسعود کی یہ روایت ہے کہ جس نے آپ (نکدہ) اور سے پر مقدم کیا تو اس کے اوپر دم واجب ہوگا۔

وَإِذَا قِيلَ لِلْمُشْرِمِ ضَبُّهُ أَنْذَلْ عَلَيْهِ مِنْ قَسْبَةِ لُحْيِهِ الْخُرْءُ سَوَاءٌ لِي ذَلِكِ الْمُطْلَقِ وَالْمُضَيَّعِ
اور جب عمر نے لکھ کے پتھر کوئی لکھ لیا اور باور لایا ہے غصہ کی نشان دہی میں نے اسے لکھ لیا تو اس پر جازا واجب ہے اور اس میں جان کر اور کھول کر
وَالْمُضَيَّعِ وَالْعَائِدِ وَالْخُرْءُ عِنْدَ أَبِي خَلِيفَةَ وَأَبِي يُونُسَ وَرَجَحَهُمَا اللَّهُ أَنْ يُلْقِيَهُمَا الطَّبْلُ فِي
اور کھلی ہار اور دوسری بات بخلاف ولا ہار جیسا اور جڑا شیشی کے نزدیک یہ ہے کہ نکار کی اس جگہ قیت لگائی جائے
وَالْمُكَنَّانِ الَّذِي قَسَبَهُ فِيهِ أَوْ لِي أَقْرَبِ الْمَوَاطِعِ مَنَ إِنْ كَانَ فِي نَبْرَتِهِ يَتَوَقَّفُ ذَوَا غُلُلٍ قَمَ
جہاں اسے لکھ لیا ہے یا اس سے قریب کی جگہ میں اگر جگر میں ہو وہ منصف آدمی اس کی قیت لگا میں ہر
هُوَ مُخَيَّرٌ لِي الْيَمِينَةِ إِنْ شَاءَ الْبِتَّاعُ بِهَا عَلَمًا لَذِيحُهُ إِنْ بَلَغَتْ لِيضَتُهُ حَلْقًا وَإِنْ شَاءَ أُخْرَى
وہ قیت میں اختیار ہے اگر چاہے اس سے وہی خرچ کر دے اگر اس کی قیت وہی کو لکھ لیتے ہو اور اگر چاہے اس سے غلہ
بِهَا عَلَمًا فَضْطَقِي بِهِ غُلَى ثَمَلِي بِسَكِينٍ بَصَفِ ضَاعَ مِنْ بَرٍّ فَوْضَاعًا مِنْ تَعْمُرٍ أَوْ صَاعًا مَنَ
خرید کر ہر سکین کو نصف صاع کیوں یا ایک صاع سمجھو یا ایک صاع جو صدقہ کر دے
شَعِيرٍ وَإِنْ شَاءَ صَامَ عَنْ ثَمَلِي بِصَفِ ضَاعَ مِنْ بَرٍّ يَوْمًا وَعَنْ ثَمَلِي بِصَفِ ضَاعَ مِنْ شَعِيرٍ يَوْمًا لِي
اور اگر چاہے تو ہر نصف صاع کیوں کی طرف سے ایک دن اور ہر ایک صاع جو کی طرف سے ایک دن روزہ رکھ لے اور اگر
فَضْلٍ مِنَ الطَّعَامِ أَقْلُ مِنْ نَصْفِ ضَاعٍ فَهُوَ مُخَيَّرٌ إِنْ شَاءَ تَضَدَّقَ بِهِ وَإِنْ شَاءَ صَامَ عَنْهُ
شام نصف صاع سے کم نکار رہے تو اسے اختیار ہے اگر چاہے وہی صدقہ کر دے اور اگر چاہے اس کے عوض میں
يَوْمًا كَامِلًا وَقَالَ مُنْجِدٌ رَحِمَهُ اللَّهُ بَحَبِ فِي الضَّبِّ انْظُرُوا فِيمَا لَمْ يَنْظُرُوا فِيهِ الطَّبْلُ فِيهِ الطَّبْلُ شَاءَ وَ لِي
ایک روزہ رکھ لے اور دم لکھ فرماتے ہیں کہ ایسے نکار میں جس کا جب سے جس کی نظیر ہو میں ہر دن اور
الطَّبْلُ شَاءَ وَ لِي الْأَرْبَعُ عَشْرَ وَ لِي السَّاعِيَةُ بِلَدَّةٍ وَ لِي التَّيْرُوعُ جَفْرًا وَ لِي خَرَجَ ضَبُّهُ
پندرہ میں کھری ہے اور خرش میں ساقی ہے اور خرش میں مرغ میں دن ہے اور جگہ چ ہے میں جڑا ہے اور جس نے نکار کو لکھ کر دیا
أَوْ تَقَعُ شَعْرَةً أَوْ قَطَعَ عَصَا مَنَ ضَمِنَ مَا نَقَضَ مِنْ قَبْلِهِ وَإِنْ نَقَعَ رِيْشَ طَائِرٍ أَوْ قَطَعَ
یا اس کے ہاں اکھاڑ دیے یا اس کا حصو کاٹ دیا تو اس کی قیت کے نقصان کا ذمہ دار ہوگا اور اگر چہ نہ سکے پر لکھ دیے یا
قَوَائِمِ ضَبِّهِ فَخَرَجَ بِهِ مِنْ خَيْرِ الْإِفْتِنَاعِ لِقَوْلِهِ قَبْلَهُ كَبْلَةً وَ لِي كَسْرَ مِيْضٍ ضَبُّهُ لِقَوْلِهِ
نکار کے پاؤں کاٹ دیے ہیں وہ اپنے ہوا کرتے سے لکھ لکھ کر دیا تو اس پر پوری قیت ہے اور اگر نکار کے اٹھ سے تو ذمہ کی تو اس پر
قَبْلَهُ فَإِنْ خَرَجَ مِنْ الْيَمِينَةِ فَخَرَجَ مَبْتُ لِقَوْلِهِ قَبْلَهُ خِيَا
اس کی قیت ہے ہر اگر ایک سے مراد چ نکار تو اس پر زندہ چ کی قیت ہے

الغلات کی وضاحت:

يقوم: قیت لگانا۔ ذرا گندم۔ المضيع: بوجہ نقصان سے۔ زراعت: زراعت پر اطلاق ہوتا ہے۔ مخرج: مخرج و مخرج

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے آپ کو خدا کا بندہ سمجھے، وہ اس کے لئے سب سے زیادہ مستحق ہے۔

تشریح و توضیح: شکاری جزاء کا ذکر

[illegible]

حضرت امام شافعی سے زادیہ مبارک پاکستان لکھی گئی کی صورت میں کسی فیضانہ خوب نہ ہوگا۔ اس لئے قسطنطنیہ سے متعلق ہے اور اس کا وہی کوئی نہیں لیا جا سکتا۔ کیونکہ زادیہ کو یہ روایت امام شافعی کے خلاف ثابت ہے۔

[illegible][illegible]

زقانی محمد زنجی۔ حضرت امام شافعی اور حضرت امام محمد فرماتے ہیں کہ طہارتین بطور برائیت یعنی بڑاؤ کے اندر شفا کے نام
 نکلے۔ اس کے معنی کو دانا گزیر ہے۔ پس فرماتے ہیں کہ برن کا شفا یہاں دودھ کی جگہ اور قریش کا شفا یہاں جودہ کی جگہ اور شہر سرخ کا شفا
 یہاں جودہ کی جگہ۔ حضرت ابو جعفر کا شفا یہاں امام ابو جعفر کا شفا ہے جس کو آیت مبارکہ "محمداً مطلقاً مطلقاً علیٰ حق
 بیعت" میں شرف علیہ السلام کا ہے اور عائشہ کا شفا یہاں ہے جس کو آیت مبارکہ "وہو علیہا" میں شرف علیہا السلام کا ہے۔

وَأَن أُحْطَرَّ لِي. اگر عزم بقیات الخمر نہ کر کے کھائے تو جزاء کا موجب ہوگا۔ اس لئے کہ کفار کا واجب ہونا "لعمریں کفر" عنکم مریضاً وایہ الذمائم واسیہ غلبۃ" کے تابع ثابت ہو رہا ہے۔ جس منظر پر نے پر بھی جزاء کا سقوط نہ ہوگا۔

وَلَا يَأْسُ بِأَن يَذْنِبَ الْمَخْرُومُ الشَّاءَ وَالْبَغْوَ وَالْفُجُورَ وَاللَّعْنَةَ وَالْكَفْرَ كَقَوْلِهِ وَنَ قَتَلَ
اور اس میں کوئی رنج نہیں کہ عزم نہ کرے یا کھائے یا بولے یا بدکرے یا کفر کرے اور اگر

حَقَّاقًا مَسْرُورًا أَوْ هَلَاكًا مُسْتَأْنَفًا لِقَوْلِهِ الْخِزَاءُ وَإِن ذَنْبُ الْمَخْرُومِ ضَلًُّا فَذَنْبُهُ مُنْفَعٌ
میں نے پاموش کیوں یا، ہوں برکت کروا تو اس پر جزاء ہے اور اگر عزم نے شکار کو ذنب کیا تو اس کا ذبیحہ مردہ ہے

لَا يَجْعَلُ أَكْلَهَا وَلَا يَأْسُ بِأَن يَأْكُلَ الْمَخْرُومُ لَحْمَ ضَيْدٍ مُضْطَافَةٍ خَلَّالَ وَذَنْبُهُ إِذَا لَمْ يَذْنِبْ
اور اس کا کھانا درست نہیں اور اس میں کوئی رنج نہیں کہ عزم میں شکار کو گوشت کھائے جس کی مثال آدمی نے دیا ہے اور اس نے رنج کیا ہے

الْمَخْرُومُ عَلَيْهِ وَلَا فَرْقَ بَيْنِهِ وَفِي ضَيْدِ الْمَخْرُومِ إِذَا ذَبَحَ الْخِلَالَ الْخِزَاءُ وَإِن نَقَطَ
عزم نے اس جانور پر، مثال کی ہمارے اس کے شکار کرنے کا حکم یہ ہمارے عزم کے شکار میں جزاء ہے۔ یہی اس کو عمل آدمی ذنب کرے اور اگر

حَشِيشُ الْخَرَمِ أَوْ خِرْقَةُ الْبَيْتِ لَيْسَ بِمَمْلُوكٍ وَلَا هُوَ مِمَّنْ يَنْتَفِعُ النَّاسُ لَعْنَةُ قَيْسَ وَفِي ضَيْدِ
حرم کی گھاس یا کسی اور چیز (۱) یا کسی کے پھانسی پر نہیں ہے جس کو لوگ نے زندان میں آدمی کی موت ہے تو اس کا عزم ہے

لَعْنَةُ الْقَارِئِ مِمَّا ذَكَرْنَا أَن فِيهِ عَلَى الْمَخْرُومِ ذَمًّا لِقَوْلِهِ ذَمًّا لِيُخْبِتَهُ وَذَمُّ الْغَنَمِ الْأَ
جس میں ہم نے کہا کہ ان میں عزم پر ایک دم ہے اسے قتل کرے تو اس پر دو دم ہیں ایک دم حج اور ایک دم مردہ۔

أَن يَنْجَاوِزَ الْمَقَامَاتِ مِنْ غَيْرِ إِغْوَامٍ ثُمَّ يَخْرُجَ بِالْغَنَمِ وَالْحَبِّ فَيُزَمُّ ذَمُّ وَاحِدٍ وَذَمًّا
یہ کہ دو مقامات سے جا اترے گا اگر حج کا اہرام باندھے تو اس پر ایک ہی دم ہے اور جب

اشْتَرَكَ مَحْرَمَانِ فِي قَتْلِ ضَيْدِ الْخَرَمِ فَعَلَى كُلِّ وَاحِدٍ وَاحِدٌ مِّنْهُمَا الْخِزَاءُ كَمَا بَلَغَ وَإِذَا اشْتَرَكَ
دو عزم کے وہر کے گل کرنے میں شریک ہوں تو ان میں سے ہر ایک پر چھری جزاء ہے اور جب

خِلَالًا فِي قَتْلِ ضَيْدِ الْخَرَمِ فَعَلَيْهِمَا خِزَاءٌ وَاحِدٌ وَإِذَا بَاعَ الْمَخْرُومُ ضَيْدًا أَوْ بَاعَهُ فَالْبَيْعُ بَاطِلٌ
دو طرفہ آدمی عزم کے شکار کے گل کرنے میں شریک ہوں تو ان میں سے ہر ایک پر چھری جزاء ہے اور اگر عزم شکار کے بیچے یا خریدے۔ تو یہ فروغ و فروغ ہائی ہے

لغات کی وضاحت:

الشَّاءَ: کفری۔ البغی: لاف۔ اللعنة: لعنہ۔ اگر خدا و دوزخ کے لئے منع مبطوط و مبطوط۔ حسانا مسروراً:
دیکھ کر جس کے وہں پر بھی ہوئے ہیں۔

تشریح و توضیح:

وَأَن قَتَلَ حَصًا مَسْرُورًا لَّی: اگر کوئی کفر ایسے کفر کو مارا لے جس کے پاؤں پہنچے ہوئے ہیں یا مانوس ہوں کو، دھانے

دو طرفہ صورت میں اس پر جزاء کا موجب ہوگا۔

حضرت امام مالک پاؤں کی کھال میں شکار کے انہی ہونے کی بنا پر نہیں فرماتے۔ لہذا اسے بیچنے کے حکم میں قرار دیتے ہیں۔

احناف کے نزدیک جزا کو جوہر میں اصل عقبت کے لحاظ سے مؤخر ہوتا ہے اور کو تو جہاں تک تعقیق ہے وہ مصلحہ مصلیہ کے لحاظ سے مؤخر ہوتا ہے۔ اگرچہ وہ اپنے قتل کے باعث بہت زیادہ نہیں اڑتا۔ روٹی اس کے ناموں اور نہ کی جات تو وہ ایک امر باطنی ہے جو متنبہ نہیں۔

عقبت سے جفتہ الیم اگر عزم شکر ذرا کرے تو نہ وہ اس کے واسطے حلال ہوگا نہ کسی دوسرے کے واسطے۔ حضرت امام شافعی دوسرے کے واسطے حلال قرار دیتے ہیں۔ علاوہ ترمذی فرماتے ہیں کہ "سرا تم قوم ہونے کے بعد خود اس کے واسطے بھی دو شکار حلال ہوگا۔ جن کا فرمانا یہ ہے کہ کوہ (ذرا) حقیقی اعتبار سے موجود ہونے کی بنا پر لازماً حضور سے اس کا رد فعل ہوگا۔ البتہ عزم کی تکلیف اسے عام کا مرکب ہو اس سے نہ وہ کامیاب تھا اس لئے مرنے سے اس کے واسطے حرام ہے اور دوسرے کے واسطے نہ اس کی اصل صحت برقرار رہے گی۔

احناف یہ فرماتے ہیں کہ عزم پر اہرام کے باعث شکار حلال نہ اور روٹی نہ کھانے کو نہ اس لئے نہ کسی کی ایست سے نکلا گیا۔ لہذا اس کے قتل کو کوہ قفر نہیں دیا جائے گا۔ شکار حلال نہ ہوا جزا آپ کریمہ "حرم علیکم حبالبہ" (الآیۃ) سے ثابت ہے اور ذرا کرنے والے میں ایست کا اثر نہ ہوتا۔ لہذا "لا تھظوا الصيد وانتم حرم" سے ثابت ہے کہ اس کی تعمیل قتل سے کی جائے گی۔

اصطفاۃ حلالان رحمہم جس جانور کا شکار غیر حرم نہ کی وہ اہرام بانہ سے والے کے واسطے حلال ہے۔ خود وہ عزم کے واسطے کیوں نہ کرے۔ مگر اس میں شرط ہے کہ اہرام بانہ سے والے نے شکار کی ننگا نہ کی نہ کسی اور نہ اس کا امر کیا اور نہ اس میں حد کی ہو۔ حضرت امام، لیکن حضرت امام شافعی عزم کے واسطے اس شکار کو ہذا قرار نہیں دیتے جو کہ غیر حرم عزم کے واسطے کرے۔ اس لئے کہ وہی اللہ علیہ کا شکار نہ ہو یہ ہے کہ تسمیہ شکار اس وقت تک حلال ہے جب تک کہ تم خود اس کا شکار نہ کرو یا تسمیہ کرے لے اس کا شکار نہ کیا جائے۔ یہ روایت ابو داؤد و ترمذی و بیہقی میں حضرت جابر سے مروی ہے۔

احناف کا مسئلہ حضرت ابو ذرؓ کو یہ روایت "اعلیٰ اھل قوم ھل وللم" ہے۔ وہ مروی کہتے ہیں کہ حضرت ابو ذرؓ کا شکار کرنا اپنے لئے نہیں بلکہ اہرام بانہ سے والے صحابہ کے واسطے تھا۔ محمد بن یحییٰ رسول اللہ ﷺ نے اسے صحابہ قرار دیا۔ روٹی و ذکر کہ مالک و شوافعی کا مسئلہ یہ ہے تو یہ کہ وہ ضعیف ہے ابو داؤد و غیرہ کی روایت کے "نذر ایک اذی" طلب بن حسب ہے جس کے بارے میں اہل فقی اور اہل ترمذی وضاحت سے فرماتے ہیں کہ اس کے بارے میں حضرت جابر سے ہمیں بڑی تکیہ ہے۔ اہل سنی اور اہل بائی محمود کوئی سے بارے میں فرماتے ہیں کہ اگرچہ امام مالک اس سے روایت کر رہے ہیں لیکن یہ قوی نہیں۔ روایت طبرانی کے ابو داؤد و ابن ابی یوسف میں خالد ہے جس کے تعلق بخاری، ابن ابی عمیر، شافعی اور سنی "تحت القضا میں ضعیف قرار دیتے ہیں۔ ابن عری کی روایت کے لئے عثمان خالد داوی ہے جس کے بارے میں ابن عری فرماتے ہیں کہ اس کی ساری روایات غیر محفوظ ہیں اور لغزشیں اور درست بھی ان میں مستحکم یہ ہوں گے کہ حکم عزم شکار کرنے کی صورت میں حلال نہ ہوگا۔

دن قطع الیم اگر کسی نے عزم کی گھاس کاٹ دی۔ اس کے درشت کو کاٹ دیا تو اس کے اوپر قیمت کا وجوب ہوگا۔ مگر شرط یہ ہے کہ اس کا کوئی ملک نہ ہو اور نہ اس طرح کو جو حصے عادت کے مطابق لوگ دیا کرتے ہوں۔ بخاری و مسلم میں حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ یہ قیمت تک نہ حرم کے درشت کو کاٹا جائے اور اس جگہ کے ذکر نہ کیا جائے اور نہ اس جگہ کی گھاس کو کاٹا جائے۔

وکل شیء ففتنہ الیم وہ چیز کیا جو عادت حرم متبرع میں اگر ان میں سے کوئی مضر یا ناجائز کرے تو اس پر ایک دم واجب ہوگا اور ان کرنے والا نہ کرے گا تو وہ واجب ہوں گے۔

[illegible]

والعصر لا تقوت تجو۔ عمرو کا فوٹہ بونا چکن نہیں۔ اس لئے کہ اس کے وقت کی زمین نہیں۔ سال عمر میں جب چاہا کرے۔
 ارہے ہے، البتہ الغل یہ ہے کہ ماہ رمضان میں آنا چاہئے اور جو رات میں صرف پانچ دن مٹی قرق، میں پھر اور ایام شریف آجیے تیار۔
 ان میں کرنا کہ، وقار، پکڑی، تنگی، قمر، فہم، کو دشمن حضرت محمدؐ کی خدمت میں آجیے، یہ ایسا ہی معصوم ہونے کے لئے جس کے مٹی
 واسطے یہ ہیں کہ ان میں شہادت، ان عمر میں ۱۰۰ ام یا سب کرنا ہی ہے، لیکن وہ ہم آتی ہے اور عمرو کی اور مٹی ہوتی ہے، یہ سب نہیں۔
 مٹی کے صوبہ، یہ کچھ قرآن کریم، لکھا کچھ فوٹہ، یہ جائے اور وہ ان میں عمرو کے فوٹہ اس میں کرنا ہی ہے۔

والعمومہ مسئلہ کہ بعض عرو و فرائض کا نذر اور بعض واجب قرار دیتے ہیں۔ اختلاف کہ امام مالکؒ اسے طہت منکرہ قرار دیتے ہیں۔ اور امام شافعیؒ نے تہیم قول میں اسے نصوص قرار دیا ہے۔ اور یہ قول۔ کہ سلاطین و فاضل ہے۔ حضرت امام احمد رحمہ اللہ بھی یہی فرماتے ہیں۔ اس لئے کہ اگر فطنی و بتائی وغیرہ میں حضرت زید بن ابیہ نے سے مروی روایت کے سلاطین کا جی ان کا نذر بھی فرض ہے۔ اسی طرح نبیؐ کی اور ولیوں میں بھی ہیں۔ لیکن تم سے منع ہیں یا اختلاف کا مسئلہ یہ روایت ہے کہ کن فرض و روایات ہے۔ یہ روایت اسی ابی نسیب میں حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے۔ حضرت عائشہؓ اور سند احمد میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ انہما کے وقت لی حد تم لیکن اور یہ حد صحیح اور اس کی بھی اس کے نقل ہونے کو ثابت آتی ہے۔

بَابُ الْهَدْيِ

یاب پدی کے بیان میں

الْفَهْدَى أَفْتَدَتْ شَاةً وَهَوَىٰ بَيْنَ ثَلَاثَةِ أَنْوَاعٍ مِنَ النَّبْلِ وَالْفَقْرِ وَالْفَقْرِ وَالْفَقْرِ
 ہوش کا ارتقائی درجہ کمزوری ہے اور وہ (ہوش) تین باتوں میں کوئی اوسط رکھتا ہے، ہوشی سے وہ ہوش
 فی ذلک کلمہ اشقی فضاہلہ الا من الضان فاذا الجذع بینہ یخرب فیہ ولا یخرب فی الفہدی
 میں سب میں غمی یا من سے زیادہ عمر کا والی ہے کہ وہ کہ اس کا جذع بھی کالی ہے اور ہوش بھی
 مغلطوع لا یلاد ولا اکثرهما ولا مغلطوع الذنب ولا مغلطوع الذنب ولا مغلطوع الذنب ولا مغلطوع الذنب
 ہوش کے ہوش کاں کہ ہوش کاں اور نہ ہوش کاں ہوش کاں اور نہ ہوش کاں ہوش کاں اور نہ ہوش کاں
 لَمْ یَلْهَی وَلَا الْمَغْضَاةُ وَلَا الْمَرْجَاةُ الَّتِی لَا تَغْضَى إِلَى الْعَفْسِکِ وَالشَّاةُ جَائِزَةٌ فِی کُلِّ شَیْءٍ إِلَّا فِی
 ہوش کاں اور نہ ہوش کاں اور نہ ہوش کاں اور نہ ہوش کاں اور نہ ہوش کاں اور نہ ہوش کاں

موضعی من طواف الزیارة حیناً ومن جامع بعد التوف بعرفة فانه لا یجوز فیہما الا سنة
 دو پھیرے کے (ایک) جس نے طواف زیارت عکالت جرات کیا اور (دوسرا) جس نے توف عرفہ کے بعد محبت کی کہاں میں جائز نہیں مگر مدت
 اخات کی وضاحت:

عدی: روزِ چاند روزِ قربانی کے لئے متعین ہو اور دم میں بھیجے جائے۔ شش: ایک سوٹ چھ سال پورے ہو کر پچھنے ماں میں
 ٹپ کیا ہو۔ اور اوجھنے جس کے دوسال پورے ہو گئے ہوں اور پھر سے ماں میں لگے گی اور وہ مگر جو سال مگر جو کروہرے ماں میں
 کہئی ہو۔ حسان: دو پھیرے ہیں۔ خضع: وہ ذبح جس کی عمر چھ ہو۔ علفا: ۱۰۔ صصک: قربانی کا تھمہ نہ رہے۔
 تشریح و توضیح:

باب التھدی: قرآن اور دھرم جمع ہو گا کہ جزا: وغیرہ کے سلسلہ میں بہت سی دفعہ دی کے بارے میں بھی ذکر کیا گیا ہے
 اس نے متعلق بھی ذکر کیا ہے۔ لہذا اب تک اسباب ذکر کرنے کے اور یہی سبب ہے اور سبب کا بیان اور اسے قاعدہ سبب
 کے بعد ہو کر رہا ہے۔ اب اسباب سے فرقت کے بعد اب سبب یعنی بنی کے متعلق طائر قدہ کی ذکر کر رہے ہیں۔ الفاظ دینی کے استوار
 الفاظ ہیں اور بطریق کا: متداول ہے۔ یعنی مال کے کر بار یا اس کے تھمہ۔ کہ جو اہل ال کے سکن اور یا وہی تحقیف کے ساتھ۔ بدی اور ہر
 کہلا ہے جسے رضا کے بانی اور خوشنوی پروردگار کے حصول کی خاطر ہم شریف رہ کر کیا جاتا ہے۔

بدی کی ادنیٰ اقسام سال مگر کی کر یا بدیہ پھر شری جاتی ہے۔ اور بدی کا دور رہا ہے کہ اس کا بے باطل روانہ کریں۔ اور
 بدی کا اسی درجہ ہے کہ پانچ سالہ انت اس کے لئے بھیجا جائے۔ ذبح اگر سنا تو جو نہ ہو گا بھی ہو اور اس سے اس لئے کہ سلم و ہواؤ
 اور بنی کی رہا بہت میں ہے کہ نہ ہی مانع کر۔ لہذا اگر یہ کہار۔ لئے دشوار ہو تو یہ دفعہ مانع کر۔

والتقاء جاورہ: تھ کے سلسلہ میں جس جگہ گزرمہ اب: اور اپنی کئی کافی ہوگی۔ پھر انجاریت کی حالت میں کئی نہیں
 طواف زیارت کرے یا عرفہ کے توف کے بعد طواف کی مستحکم کر لے۔ ان میں ہوتی جانتا ہے کہ ان کی دہریہ یا اگر یہ ہے کہ نہ ہوتی
 کیا جاتا ہے۔ جس کے اہم ہونے کو مرنے کی بدیہ حکم کرنے کا حکم اب۔

والبذلة والنفرة یجوزی شکل وأجدھما عن سبعة أنفس إذا سکنی کل واحد من الشریک
 اور بہت ورکانے میں سے ہر ایک سات آدمیوں کی طرف سے کافی ہے بشرطیکہ شریکوں میں سے ہر ایک نے
 یزید القرنہ فیما ازاد أحدھما بتبصیہ النعم لم یغز للباقی عن القرینة ویجوز الاثنی
 قرینی کی ہے کہ سب سے اگر ان میں سے کوئی ہے کہ سے گوشت کا اور اوکرے تو باقیوں کے لئے بھی قربانی ہے۔ جانتا ہے
 من ھدی التطوع والفقور ولا یجوز من بقیة الھدایا ولا یجوز ذبیح ھدی
 شش: اور قرآن کی بدی میں سے لھذا مانع ہے اور باقی بدیوں سے چار نہیں اور شش: اور
 التطوع والفقور الا فی یوم النحر ویجوز ذبیح بقیة الھدایا فی ای وقت شاء و
 قرینی کی بدی کو ان کرے یا نہیں مگر یہ قرینی اور بدیہ وہ جس وقت چاہے ذبح کرے یا نہیں اور بدیوں کو ان کرے یا نہیں مگر یہ
 لا یجوز ذبیح الھدایا الا فی النحر ویجوز ان یقتضی بها غنی فتجس الحرام وغیرھم و
 اور ان کا گوشت سانسہ ہم وغیرہ ہر صدق کرنا چاہئے اور

مسلم اور ابن ماجہ میں حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے اس کی ممانعت کی روایت مروی ہے اور اس طرح ابو داؤد میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ممانعت مروی ہے۔ علاوہ ازیں اگر نفل جہی حرم میں بھیجے سے قبل ذبح کر دی جائے تو اس کا گوشت کھانا بھی اس کے معتقد ہونے اور جہی نہ ہونے کے باعث درست نہ ہوگا۔

ولا یجوز ذبیح ھدی انطوع (الف) بلی تضح اور جہی قرآن اور علامہ قدوسی کی روایت کے مطابق جہی بطور کذب کے ایسے یوم النحر کی تعیین ہے۔ یہ درست نہیں کہ اس سے پہلے ذبح کیا جائے۔ یوم سے مطلقاً نفی مقصود ہے۔ جہاں سارے اوقات بخیرینی رہی ہو، مگر وہ یوم بارہوی ذبح کرنا درست ہے۔ ان کے سوا جہاں تک دم بخورہ دم جہیت ہو وہ ہمارا قاطعی ہے امام ابو حنیفہ کے نزدیک نفل کے نفوس کے ساتھ تخصیص نہیں، بلکہ جب چاہے ذبح کرنا درست ہے مگر جو کہ اعتبار سے جہی کی تخصیص حرم کے ساتھ ضرور ہے۔ اور شاہ ربانی ہے: ”ھدی بالغ الحکمة ثم مصلھا الی البیت العتیق“ اور یہ لازم نہیں کہ جہی کا گوشت حرم ہی کے فقراء پر تقسیم کیا جائے بلکہ جس غریب کو بھی دینا چاہے دے سکتا ہے۔ البتہ افضل فقراء حرم ہی پر صدقہ کرنا ہوگا۔ حضرت امام شافعی فرماتے ہیں کہ فقراء حرم کے علاوہ ہر صدقہ کرنا درست نہ ہوگا۔

تخصیص: مطلقاً اور مبسوطاً وغیرہ میں بیان کیا گیا ہے کہ یہ جائز ہے کہ جہی بطور یوم النحر سے پہلے ذبح کر دی جائے۔ ہاں کے اندر اس کو صحیح قرار دیا گیا۔ البتہ اگر یوم النحر ہی میں ذبح کرے تو چاہے نفل ہوگا۔ لہذا علامہ قدوسی کا یہ بیان کہ یوم النحر ہی میں ذبح کرنا ہی لازم ہے یہ روایت مانع نہیں بلکہ رجوع قرار دی گئی۔

ولا یجوز ذبیح الھلال الف۔ (۱) ہم چار قسموں پر مشتعل ہیں۔ (۱) جس میں یوم اور یوم النحر دونوں کی تخصیص ہو۔ مثلاً یوم تضح و قرآن۔ اور امام ابو یوسف و امام غزالی کے نزدیک دم احصاء۔ (۲) جس میں نفل جہی کی تخصیص ہو۔ مثلاً امام ابو حنیفہ کے نزدیک دم احصاء اور دم نطوع۔ (۳) جس میں نفل و نیت کی تخصیص ہو۔ مثلاً دم اخیر۔ (۴) جس میں دونوں میں سے کسی کی تخصیص نہ ہو۔ مثلاً امام ابو حنیفہ امام غزالی کے نزدیک دم نذر۔

ولا یجوز التصویف الف۔ یہ واجب نہیں کہ جہی عرفات ہی لی چنی جائے۔ اس لئے بواسطہ ذبح قربت ہی مقصود ہے۔ عرفات سے لے جانا مقصود نہیں۔ امام مالک کے نزدیک اسے جل سے لے جانے کی صورت میں عرفات سے لے جانا واجب ہوگا۔

وینتقدی الذبح۔ جہی میں یہ کہے کہ اس کی جھول اور ٹھل بھی صدقہ کر دے اور بڑی کے گوشت میں سے کھائے کہ جھولہ ضرور کچھ ضرور ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ کو ارشاد فرمایا تھا: ”خدا کی قسم اگر میں نے گوشت کھاتا تو اس کا بھلا کر دیتا۔“ یہ خبر جہی پر ضرورت کے بغیر ساری ذکر ہے۔ اس لئے کہ مسلم شریف میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس وقت تک تجھے احتیاج ہو دستور کے موافق جہی پر سواری کر۔ اس سے پہلے چلا کہ یہ درست نہیں کہ ضرورت کے بغیر سواری کی جائے۔ علاوہ ازیں جہی کو وہ بھی نہ دھنا جائے، بلکہ اس کو خشک کرنے کی خاطر اس کے قصوں پر غصہ نہ پانی کے چھینٹے مارے جائیں۔

کرے۔ ایجاب و قبول سے ان پر متعلقان کا اطلاق اور ایسے عقد بیع کی تکمیل کے بعد متعلقان کا اطلاق بطور مجاز ہے۔ لہذا چھاپہ ہے کہ اس وجہ سے حقیقت پر ہمارے مخالف اصولی قرآن پر مبنی ہے۔

وَالْأَعْرَاضُ الْمُشْتَرَاةُ بِالنِّقَاحِ لَا يَخْتَلَعُ إِلَى مَعْرُوفَةٍ مُقَدَّرَةٍ هَا فِي جَوَائِزِ الْبَيْعِ وَالْإِنْتِزَاعِ الْمُطْلَقَةِ
 اور جن اعضاء کی طرف اشارہ کیا گیا ہو تو بیع کے درست ہونے میں اس کی مقدار معلوم کرنے کی ضرورت نہیں اور انھیں مطلق (مطلقاً) سے

لَا يَخْتَلَعُ إِلَّا أَنْ تَكُونَ مَعْرُوفَةً الْقَبُولِ وَالصَّفَةِ

درست نہیں لایا کہ اس کی مقدار اور صفت معلوم ہو

تشریح و توضیح

والاعراض یعنی اشیاء۔ اگر عقد بیع میں بیع اور خرید کی طرف اشارہ نہ کیا گیا ہو تو صحت بیع کے لئے یہ تاثر کر رہا ہے کہ عقد بیع اور اس کے وصف کا علم ہو۔ اس لئے کہ بیع میں شہیم اور متسلم یا خرید میں اور صفت و مقدار سے آگاہی نہ ہو جائے۔ مگر اس کا سبب ہے۔ لہذا اگر خرید و بیع کی جانب اشارہ کر دیا جائے تو بیع پر لازم نہیں کہ ان کا علم ہو۔ اس لئے کہ اس شکل میں خطہ زراعت ہے۔ لہذا اگر فروخت کنندہ خریدنے والے سے یہ تاثر ہو کہ میں نے تم کو یہ زمین اور باغ وغیرہ کے لئے بیع کیا جو میرے ہاتھ میں موجود ہیں اور خریدار اسے تقسیم کرے تو یہ بیع اس صورت میں درست ہو جائیگا۔

فائدہ: صحت بیع، انعقاد بیع اور عقد و لزوم بیع کے وہ طریقہ متعارف ہیں۔ ان کا ذکر فقہاء کے ساتھ یہاں غالی از ذہن نہ ہو گا۔ ورنہ رہے کہ بیع متعقد ہونے کی شرطیں چار اصول پر مشتمل ہیں: (۱) اور شرائط جن کا انعقاد بیع کرنے والوں میں پایا جاتا ہے تاثر کر رہا ہے۔ (۲) اور شرائط جن کے لئے یہ تاثر کر رہا ہے کہ ان میں صحت بیع میں وجود ہوگا۔ (۳) و شرطیں جن کا انعقاد بیع کی جگہ میں پایا جاتا ہے۔ (۴) اور شرائط جن کا تصور دینی کے اندر پایا جاتا ہے۔ لہذا انعقاد بیع کرنے والے کے واسطے دو شرطیں تاثر کر رہا ہے: (۱) صحت بیع ہونا۔ لہذا پاگل اور غیر ذی عقل بیچنے کی بیع باطل ہے۔ (۲) متعقد نہ ہونا ضروری صورت میں طرفین کے اکتفا کی بیع کا انعقاد نہ ہوگا۔ جس عقد بیع کی صحت کے واسطے یہ شرط لازم ہے کہ قبول مطلقاً ایجاب ہو جائے نہ فرحت کرنے والا ایجاب بیع جس شے کے بدلہ کر رہا ہے خریدار اس کے بدلہ میں قبول بھی کر لے۔ اس کے خلاف ہونے پر یہ بیع عقد کے باعث بیع کا انعقاد نہ ہوگا۔ اور عقد بیع کی جگہ میں اکتفا مطلق شرط ہے۔ مثال کے لئے کہ صورت میں بیع کا انعقاد نہ ہوگا جس پر عقد بیع ہوا جس میں چھ شرائط ہیں: (۱) اس کی ضرورت کی (۲) اس کا مال ہونا (۳) قیمت والی ہونا، (۴) بذلہ اس پر ملکیت، (۵) فروخت کنندہ کی ملکیت ہونا، (۶) اس کا متعقد و الصمیم ہونا اور عقد بیع و شرطوں پر متفق ہونا۔ (۷) ملکیت یا ولایت۔ (۲) بیع کے اندر معاوضے فروخت کنندہ کے لئے کسی اور کا حق نہ ہونا۔ صحت بیع کی شرطیں دو قسم پر مشتمل ہیں: (۱) صحت عامہ، (۲) صحت خاصہ۔ عامہ شرائط صحت اولیٰ ہیں: (۱) اس کا متعقد ہونا، (۲) بیچنے والے کی بیع کا علم، (۳) علم خریدنے والے، (۴) عقد بیع کا ماسدہ کرنے والی شرائط کا عدم، جو: (۱) بیع کے ذریعہ کسی فائدہ کا حصول، (۲) مشق یا حتم ل اور وصیت کی بیع کے اندر کا اہل ہونا، (۳) بیچنے والے کے مبادلہ کے اندر جب کا کسی (۴) زمین (۵) مال کا بدلہ، (۶) بیع کرنا نہ ہونا، (۷) بیع کا شہید نہ ہونا، (۸) اندرون بیع مسلم، (۹) شرائط مسلم کا وجود، (۱۰) اندرون بیع صرف ہونا ہونے سے قبل کا بیع ہونا، (۱۱) بیع قبول مزاجی و صوری اور اہل مالک کے اندر پہلے بیع کا طرہ بیع کے متعقد و نافذ ہونے کے بعد اس کے لازم ہونے کی شرطیں تالیف و تخییر و شرط و غیرہ ہر طرح کے اعتبار سے بیان کی جا سکتی ہیں۔

والاعمال المطلقة الخ۔ اس کی تفسیر کی گئی ہے کہ کمال کے طور پر درست کلمہ دیکھ کر میں نے یہ نئے عجیبے بنی۔ جتنی بھی اس کی قیمت ہو تو اس کا ٹھکانہ و گھر کتبہ کمالین نہ کرے صاحب علی کا حکم نہ ہو۔

وَمِنْهُوَ السَّيِّئُ بَيْنَ خَلٍّ وَمِنْهُوَ خَلٌّ إِذَا كَانَ الْأَخْلُ مَقْضُومًا وَمِنْ الْأَخْلُ السَّيِّئُ فِي الْبَيْعِ
ہر بیچ نقد اور اودار میں کے ساتھ ہر جے بشرطیکہ مدت میں ہو اور جس نے بیچ میں غریبی کو مطلق رکھا
کان علی غایک نقد البند فان كان التَّفْوِذُ مُخْتَلِفًا فَالْبَيْعُ فَاسِدٌ إِلَّا أَنْ يَسْتَأْذِنَ أَحَدُهُمَا
(۱) (تخریج) میں میں زیادہ ہو گئے ہونے والے نہ پائوں ہو گا ہمارے لئے (باعت میں) ایک ہونے تو حق قاسم ہو گی اور کو کسی ایک کو جان کر ہے
وَمِنْهُوَ بَيْعُ الْعِلْمِ وَالْخَيْرَاتِ كُلُّهَا مُكَرَّمَةٌ وَمِنْهَا وَبِأَنَّهَا جَدِيدَةٌ لَا يَتَرَفَعُ مَقْدَارُهَا لِأَنَّهَا لَا يَتَرَفَعُ بِهَا مَقْدَارُهَا
اور ہر قسم کے خدمت کی بیعت سے اور اعلیٰ سے بہتر ہے اور ایسے میں برحق اور ممکن ہر قسم کے دانے سے (جائز ہے) جن کی مقدار صمد نہ ہو

خلاصہ کی وضاحت:

حالی: اس کا مفقود فعل ہے اللہ کے مطلق میں۔ غالب تقدیر ہے۔ شکر کا زیادہ مزاج ملکہ
انقصود: غرض تین امر تھے۔ حبیب، حب کہ بیچ، انا، انا، مکالمہ، ناپ کر۔ معارفہ اللہ زوار انگلی سے۔
تشریح و توضیح:

بمعنی حالی، مگر۔ بیچ کا جہاں تک تعلق ہے وہ اودار میں کے ساتھ درست ہے اور نقد کے ساتھ بھی غرض کہ وہ حالت تو یہی ہے کہ
میں نے دانگی نوکی ہو کر آپ کرنا۔ "اعل اللہ البیع" جسے حالت علی الاطلاق ہے۔ ما اور تری بخاری و سلم میں ہم او میں حضرت
عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابی مد کے واسطے یہ تعلیم دی تھی کہ بیعت خریداری کی بعد بطور رہنمائی و تلقین
کے پاس لکھی۔ مگر وہ خود نوے کی صورت میں جو نام ہے کہ مدت کی تمیز اور کہ بعد میں کسی نزاع، محقق سے کا سامنا ہو۔

ومن مطلق الخ۔ اگر آپ ہو کہ حق کی مقدار نہ کر کر دی جائے۔ مگر اس کے بعد کہ یہ ان نہ کرے تو یہ بھی جس کے جہاں بیچ
اولیٰ ہوں بلکہ کوئی نہ کر دیا اور حق ہے۔ زیادہ مزاج ہو تو وہی مراد لیا جائے گا۔ اور اگر اس ایک دانہ بیعت کے بعد مختلف ہوں اور
ان کی بات کے قدر بھی لڑی ہو اور ان میں کسی ایک کی تمیز نہ کی گئی ہو تو اس صورت میں بیچ قاسم نہ جائے گی۔ اس لئے کہ یہ ہمیں اور نقد
میں رہنا سبب نزاع بن سکتا ہے۔

قائدہ: سنوں کی چار قسمیں ہیں (۱) اکیالت اور راقی کے اعتبار سے روزوں کی مدت (۲) انہوں کے درمیان فرق و اختلاف ہو۔
(۳) انہیں راقی کے اعتبار سے بدلی ہوں۔ (۴) انہیں راقی کے اعتبار سے مساوی ہوں۔ تو ان میں نہ ہو کہ اندر بیچ و معاہدہ کی میں بیچ ہوگی۔
نمبر (۲) کا ذکر نمبر (۱) کے بعد ہوا جس میں زیادہ مزاج مستحب اور اگر نمبر (۱) کے نزدیک نہ ہو کہ ان میں سے ہر قسم نہ چاہتے ہو وہ ہے۔

وَمِنْهُ بَيْعُ الْعِلْمِ الخ۔ اس جملہ معام سے مقصود بھی کہ ہر قسم کی بیعت ہر طرح کا قائلہ مقصود ہے کہ اگر نقد اس کی بیعت ضعیف
کے بدلہ لیا جائے۔ ان کے ہر قسم سے بدلہ تو زیادہ بعد بیعت ناپ کر یا نقد سے یا کسی اور طرح کے برتن میں خرچہ اس کی مقدار کا نقد
نہ ہو کسی ایسے جگر کے ذریعہ دن کر کے جس کے دن کا طرہ ہو ہر طریقہ سے درست ہے اس لئے کہ بیعت مطلقہ مال بھی نقد
نقد اور انہیں میں حضرت انس و حضرت ابیہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان کو جس قسم نقد ہونے کی صورت میں اس طریقہ سے چاہیے۔

(۱) صحیح مسئلہ جو اس کی طرف اشارہ کیا ہو۔ (۲) برقیہ جو اس کا نام لکھا ہو۔ مثلاً کوہے اس۔
(۳) خبر کو اس کے تحت لکھنے کا مکان ہو۔ (۴) اس کی تاریخ طبع کا مکان ہو۔ اس کے تحت اس کا مکان لکھا ہو۔

[illegible]

جائے گا۔ (۳) جس شے کا خلق اس کو کہہ دوں قسموں سے جو جائزہ خلق کے حقوق میں ہے جو حقوق بیچ کے بیان کرنے پر اسے باغی قرار دیا جائے اور داخل نہ ہوگی۔ اب اگر کوئی شخص زمین یا مکان بیچے اور سوائے زمین اور مکان کے اور کسی چیز کو کھراست کے ساتھ بیان نہ کرے تو باقیہ عرف مکان جن چیزوں کو شامل ہوتا ہے وہ تمام داخل بیچ قرار دی جائیں گی۔ مثال کے طور پر اس کی قمارت اور تالے اور مطبخ و استقباحتانہ وغیرہ۔ اسی طریق سے زمین کے بیچ کے ممرے میں درخت بھی شامل ہوں گے۔ جس سے کہ زمین سے اور حق کا اتصال اس وجہ سے ہوتا ہے کہ وہ اس کے ساتھ ہر قرار دیتے ہیں۔ بہت سے گھر درخت کاٹ دیتے کہ قلعہ ہونے کی بنا پر داخل شمار نہ ہوں گے۔

ولا يدخل الزرع الخ۔ اگر زمین کی بیج کی تر اس میں بھیج کر داخل قرار دیتے گے۔ اس لئے کہ اس کا اتصال قرار دیا جائے جس میں نہیں ہوتا بلکہ اس کو کھسکانے کی خاطر ہی ہوا جاتا ہے۔

ومن باع نخلا الخ۔ اگر فروخت کنندہ مال سے درخت بیچے جو پھل دار ہوں تو درخت کی بیج کے اندر داخل ہونے کی شرط نہ ہو بلکہ داخل شمار نہ کریں گے۔ اس لئے کہ اتصال قرار دینے کے ساتھ غلطی ہونے کے باوجود ان کی طور پر نہیں ہوتا بلکہ انہیں کاٹا اور توڑا ہی جاتا ہے۔ اگر علماء مجبور کے اندر تاجر کو شرط قرار دیتے ہیں۔ تاہم کی صورت میں پھل فروخت کنندہ کا شمار ہو گا اور نہ خریدار کا قرار دیا جائے گا۔ اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کا شمار اسی ہے کہ جو شخص مجبور کے ایسے درخت کو فروخت کرے جس کی تاجر ہوتی ہو تو پھل فروخت کنندہ ہو گا اور کھسکانے پر خریدار نے شرط لگائی ہو۔ یہ روایت اندر سے حضرت ابن عمر سے روایت کی ہے۔ اس کا ترجمہ یہ دیا جائے کہ اس مفہوم کا استدلال نہ ہو جائے علت کیا گیا تو دلیل کا سبب کی نظر میں تسلیم شدہ نہیں۔

خلاف کا استدلال اور فرق در روایت ہے جسے امام محمد اپنی کتاب "فصل" میں روایت کرتے ہیں کہ جو زمین خریدے جس کے اندر مجبور کے درخت لگے ہوئے ہوں تو پھل فروخت کرنے والے کا ہونا۔ مگر یہ کہ خریدار نے اپنے کی شرط لگائی ہو۔ یہ تاہم دھما تاجر کے ساتھ معتد نہیں۔ پس اسے مطلق نہیں گئے۔ امام محمد کا اس سے استدلال فرمایا خود اس کے رد میں ہے کہ غلطی ہے۔

وہیانی لیسابع الخ۔ فروخت کرنے والے کے پھل دار درخت بیچے ہوئے کسی ایک کی ملکیت ہیں اس واسطے اس سے کہیں گے کہ پھل توڑے اور خریدار کے ہر دفائی درخت کرے۔ اور وہاں فرماتے ہیں کہ اسے عرصہ تک پھل درختوں پر باقی رکھے جائیں مگر وہ شرط کے خلاف ہو جائے۔

ومن باع قمرۃ الخ۔ جو پھل درخت پر لگے ہوں اس کی بیج فروخت ہے یا درخت کا درخت نہ ہوئے ہوں یا کاٹا نہ ہوئے ہوں اس لئے وہ قیمت دلا رہا ہے اور اس کے ذریعہ فوٹو لکھ رہا ہے جس میں بیج اٹھا جاسکتا ہے۔ اگر وہ باغی کا درخت ہو اس کی بیج درست قرار نہیں دیتے۔

فائدہ: بیجوں کی بیج کی چار شکلیں ہیں: (۱) بیجوں کی بیج کا پھل انشاج ہونے سے قبل ہوتی ہو۔ اور یہ شرط کوئی تاجر ہو کہ باغی انشاج پھل توڑنے جائیں گے۔ یہ مختلف طور پر درست ہے۔ (۲) پھل پھل ہونے کے بعد باغی انشاج ہونے سے قبل بیج ہو اور بیجوں کے درخت پر رہنے کی شرط لگائی جائے۔ یہ مختلف طور پر درست نہیں۔ (۳) لاکھ انشاج ہونے کے بعد بیج ہو۔ یہ مختلف طور پر درست ہے۔ (۴) بیجوں کا پھل پھل ہونے کے بعد بیج ہو اور بیجوں پر باغی رکھنے کی شرط ہو۔ اس میں امام ابو حنیفہ امام ابو یوسف اور امام محمد کا اختلاف ہے۔

فان شوط لو تکھا الخ۔ امام ابو حنیفہ امام ابو یوسف غلط نمبر (۱) کو فاسد قرار دیتے ہیں۔ اس لئے کہ یہ عقد کے مقتضی کے مطابق نہیں۔ امام محمد اور علامہ نوکریں کے عقائد کے وقت اسے درست قرار دیتے ہیں۔ (۵) امام غزالی کا اختیار کردہ قول یہاں ہے۔ جو باغی نہیں رہے تو اس کے لئے کہ بیج پھل نہیں ہوتا ہے اور صاحب مضمات کہتے ہیں غلطی ہے امام محمد کا قول ہے۔

ضاحیہ جنازہ ان فسخ لم یغزو الا ان یکنون الاخر خاصراً وافانث من لہ الفعیار منقل
 یقوتو جائز ہے اور کرنا کیا تو جائز نہیں الیہ کہ دوسرا (یعنی) سوچو دیکھا اور دیکھا ہے جسے خیر حاصل تھا تو اس کا منہ پر عمل ہو جائے گا
 جنازہ ولتم یستقل الی وزلفہ ومن باع غنڈا علی انه خیلا و تکلیف فوخذہ بیحلاب ذبک
 اور اس کے درخت کی طرف منتقل نہ ہوا جس نے تمام اس خرید پر خرید کر دیا تو اس پر یا کو جب سے پھر اس نے اسے اس کے خلاف پایا
 فاعلمتشرکت بالعیار ان شاء ائحدہ یحبیب الفطن ذان شاء فوخذہ
 تو مشتری کو اختیار ہے اگر چاہے تو اسے چوبے نہیں کے عوض لے اور اگر چاہے تو اسے چھوڑ دے
 تشریح و توضیح:

و من شرط لہ العیار۔ دونوں عقد کرنے والوں میں سے جس کے واسطے نیکار ہو اگر وہ بیع نافذ کرے تو غدا بیع ہو جائے
 گا۔ اگرچہ دوسراں کو اس کی خبر نہ ہو۔ مگر اسے کی خبر حاضری میں آتی ہے بیع کرے تو امام ابوحنیفہ و امام مالک بیع صحیح نہ ہونے کا حکم فرماتے
 ہیں۔ نہ تو نیکار دوسرے عقد کرنے والے کو یا نہ حث علیہا کا پتہ نہ چل جائے۔ یعنی یہ قول یہی ہے۔ امام ابو یوسف امام زفر اور اس
 ملا بیع کے صحیح ہونے کا حکم فرماتے ہیں۔ اس لئے کہ جسے اختیار حاصل ہے اسے دوسرے عقد کرنے والے کی جانب سے بیع کے صحیح ہونے کا حق
 حاصل ہے۔ تو جس طریقہ سے بیع کا غنا اس پر منحصر نہیں تو اسے عاقل کو علم ہوا یا نہ ہی صحیح کرنے کو بھی اس کے علم پر موقوف نہ تو اس
 کے امام ابوحنیفہ امام مالک کے نزدیک بیع کا صحیح کرنے بغیر کے حق میں ایک اس امر کا تعارف ہے جو کہ اس کے واسطے ضرور سامی ہے۔ جس
 اس اس کے علم پر ضرور اوردی ہے۔ اس کے برعکس بیع کا غنا نہ کہ اس کے اندر دوسرے عاقل کا کوئی ضرر نہیں۔

وافادعات زلفہ۔ اگر دوسرے خیال حاصل تھا سو کہ سے مستند ہو جائے تو خیال نہ رہا بولتا نہ ہو گا۔ یہ دیکھا اس کے وارفتگی کی
 بہ نسب منتقل نہ ہو گا یعنی اور اس کے صحیح سے بیع صحیح نہیں ہوگی۔ امام مالک اور امام مالک فرماتے ہیں کہ خیال شرط کے اندر اور حث کا غنا ہو گا
 ان کا فرما ہے یہ کہ خیال شرط کی حیثیت الزام حق کی ہے۔ جس میں اس کے اندر غنا واقع ہو گا۔ مثلاً جس طرح وراثت فی یقین اور خیال حسب
 میں نافذ ہوا کرتی ہے۔ مثلاً اوصاف وراثت کا غنا ان امور میں جہاں ہے جن کا منتقل ہونا متصور ہو سکتا ہو۔ مثلاً کے طور پر ذوات اور امیان۔
 اور وہ کیا خیال تو وہ قصد و حثیت کو کہتے ہیں اور اس میں منتقل ہونا متصور ہو سکتا ہو۔ مثلاً کے طور پر ذوات اور امیان۔ اور وہ کیا خیال تو وہ قصد
 قصد و حثیت کو کہتے ہیں اور اس میں منتقل ہونا متصور نہیں۔ اس لئے کہ غنا سوائے اس کے سرنے کے و حث منتقل ہو سکتا ہو۔ مگر یا تو اس کے زکوٰۃ
 دو اس واسطے درست نہیں کہ سوائے غنا کے صحیح یا حق وارفتگی اس کے وارفتگی کو بھی صحیح نہ کہ حق وارفتگی اس کے وارفتگی کا غنا متصور
 ہے۔ نیز وارفتگی کے واسطے خیال وراثت ہونا خلاف کے طور پر ہے وراثت کے طور پر نہیں۔ ایسے ہی یقین کا ثابت ہونا اس واسطے ہے کہ اس کی
 حکیت دوسرے کی حکیت سے محمول ہوگی۔

ومن باع زلفہ۔ کوئی شخص غلام اس شرط کے ساتھ خریدے کہ وہ روٹی پکانے والا ہو یا یہ کہ غائب ہے۔ مگر وہ اسے اس شرط حال نہ
 پانے تو خرید کر دے کہ یہ ہے کہ خواہ وہ چوری قیمت میں لے لے اور غنا نہ لے۔ لیکن یہی فعل میں کمال قیمت کا لازم اس بناء پر ہے کہ مقتضیہ
 اوصاف قیمت نہیں ہوا کرتی۔ اور کیونکہ روٹی پکانا۔ زیادتی ہونا۔ کتابت ہونا۔ یہ اوصاف ہیں۔ جس میں اس کے نہ ہونے کی منتقل میں بیع صحیح
 کرنے کا حق حاصل ہو گا۔

بَابُ خِيَارِ الرَّوْنَةِ

باب خیار رویت کے بیان میں

وَمِنْ خَيْرِ مَا نَزَلَ عَلَيْهِ حَاضِرٌ وَهُوَ لِيُخَيَّرَ إِذَا زَالَ إِنَّ شَاءَ
 اور میں نے اسی چیز خریدی جس کو اس نے دیکھا نہیں تو ایسا ہزار ہے اور اسے اختیار ہے جس وقت دیکھے اگر چاہے تو اسے
 أَخَذَهُ وَإِنْ شَاءَ زَادَهُ وَمِنْ نَادٍ فَلَا خِيَارَ لَهُ وَإِنْ نَظَرَ إِلَى وَجْهِ الْمُسْتَرَدِّ زُو
 لے لے اور اگر چاہے تو اسے واپس کر دے اور میں نے اسی چیز میں جسے اس نے دیکھا نہیں تو اسے اختیار نہیں اور اگر زوڑج نے ظاہر کو
 إِلَى ظَاهِرِ الثُّوبِ مَطْلُومًا تَوَّابِي وَجْهِ الْجَاوِبَةِ أَوْ إِلَى وَجْهِ الدَّافَةِ وَتَعْلَفُهَا فَلَا خِيَارَ لَهُ
 جسے تو نے پڑے کے ظاہر کو یا بائیں کے چہرہ کو یا سونے کی اگلی در پچھڑی کو دیکھ لیا تو اسے اختیار نہ ہوگا
 لغت کی وساحت:

مظاهر الثوب: کچھ کالا، حصہ: حصہ، پیر: پیر، دافہ: سونے کی۔

تشریح و توضیح:

باب الثوب: خیار واجب علم کے لازم ہونے میں مذکور تھا جہاں خیار رویت تمام قسم میں، کاہت بنتا ہے۔ اور علم لازم ہونا اس
 وقت ہوتا ہے جبہ علم کا تمام ذریعہ۔ جس عارضہ کوئی خیار رویت کو اختیار واجب سے نکل جائے گا۔ جہاں خیار رویت کے اندر سبب کی
 اضافت سبب کی جانب ہے، یعنی یہاں خیار رویت کا حصول خریدار کو ہی دیکھنے کے بعد ہو گا کہ ہے۔ چار قسمیں ایسی ہیں جن میں خیار
 رویت ثابت ہوتا ہے: (۱) اذات اور عین کے خریدنے میں۔ (۲) اندر دینا یا بیرون دینا (۳) اندر دینا یا بیرون دینا (۴) ایسی چیز میں جو اس کے
 جوئے کے باعث کسی شخص کی چیز پر ہو۔ لہذا مذکور دونوں اور ان دونوں کے اندر خیار رویت حاصل نہ ہوگا جو خریدنے کے باعث کسی شخص کو
 کرتے۔ مثال کے طور پر بدلہ ملے اور ہر خریدار صاحب ثوب اللہ پر فرماتے ہیں کہ جو کہ وہ جن کے اندر خیار رویت حاصل نہیں تو اسی طرح مسلم
 فیہ میں بھی خیار رویت حاصل نہ ہوگا۔

ومن الموقوفی ثمن: اختلاف و نام کی اور خیار تمام خریدار بھی چیز خریدنے کے کو چاہے قرار دیتے ہیں اور یہ کہ دیکھنے کے بعد خریدار کو یہ
 حق حاصل ہے کہ لے لے یا واپس کر دے۔ اگرچہ دیکھنے سے پہلے وہ اس پر رضامند ہو چکا ہو۔ اس مسئلہ میں تفسیر کے بعد یہ قول کے مطابق نہیں
 دیکھی ہے خریدنے کے بعد حق خریدار یا بیانیے کا اس واسطے کہ حق کے اندر جہالت ہے۔ وفاق کا مصلحت اور رسول اللہ ﷺ کا یہ
 ارشاد ہے کہ جس شخص نے ایک شے خریدی جو اس نے نہ دیکھی ہو تو بعد دیکھنے کے اسے یہ حق حاصل ہے کہ خواہ لے لے اور خواہ چھوڑ دے۔ یہ
 روایت دار تقی میں حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے۔

ومن باع ثمن: فروخت کرنے والا اگر بیعہ دیکھی چیز فروخت کرے تو اسے خیار حاصل نہ ہوگا۔ مثال کے طور پر بھور اور اخص کوئی
 نے شے اور وہ بیعہ بیعہ فروخت کر دے تو بعد دیکھنے کے حق خریدار کے لئے قائم نہ ہوگا۔ صاحب بدایہ وغیرہ اس کی صراحت فرماتے ہیں
 کہ اولاً یہ ضروریہ فروخت کرنے والے کے لئے خیار رویت تسلیم فرماتے تھے مگر پھر اس قول سے رجوع فرمایا۔ دوسرا صاحب یہ ہے کہ اگر

ذکر کردہ راہیت میں متبادرہ بیت فرمادی کے ساتھ قسموں سے۔ لفظا عربی کے بغیر یہاں بہت سنگ

وان لفظ رائج، روایت کے اندر یہ ازیم نہیں کہ ساری شیخ دشمن ہائے جگہ اس قدر حصہ دیکھا کہانی ہے کہ اس کے ذریعہ مایہ نگی کا
محم ہوجائے۔ مثلاً نانی اور ذوق کی جائے والی اشیاء کے طور کو اور ایسے ہی لپٹے ہوئے کپڑے کا ٹکڑا دیکھ لے تو خیر ہر رویت ہائی تو ہے کہ یہ
ایک ہتھیار جس کے افراد کے اندر فرق ہونا میں اس وقت تک خیر و برقرار ہے کہ جب تک ساری ہی دیکھتے لے۔

وَأَنْ رَّاهِي ضَعْفَ الْمَذَابِ فَلَا حِيَاةَ لَهُ وَأَنْ لَمْ يَنْجِدْ لِيُؤْتِهَا وَيَنْجِ تِلْكَ لِيُؤْتِهَا وَبِرَّاءُهَا جَائِزٌ وَآلَةٌ
اور اگر گھر کا گھر دیکھ لیا تو اسے اختیار نہیں ہے اگرچہ اس کے کرے نہ دیکھے ۱۱ اور ایسے کا فریاد اور اس کا بچہ جائز ہے اور سے
الْبَيْتِ وَإِذَا اخْتَرَى وَنَسْقَطُ حِيَاةُ بَانَ بِخُصِّ السَّيْفِ إِذَا كَانَ يُعْرَفُ بِالْعَيْشِ أَوْ يَشْفَعُ إِذَا
اختیار ہو کہ جب وہ خریدے اور اس کا اختیار ساقط ہو جائے گا مٹی کو ٹٹولے سے جبکہ وہ ٹٹولے سے مطہر ہو جائی ہو یا اس کو دیکھ
كَانَ يُعْرَفُ بِالشَّمِّ أَوْ يَدُوقُ إِذَا كَانَ يُعْرَفُ بِالذُّوقِ وَلَا يَسْقَطُ حِيَاةُ فِي الْعَقَارِ حَتَّى
لینے سے جبکہ وہ سگنے سے مطہر ہو جائی ہو یا کچھ لینے سے جبکہ وہ سگنے سے مطہر ہو جائی ہو یا اس کا اختیار زمین میں متعلق ہو کہ برسات
يُوضَعُ لَهُ وَمِنْ بَدَعٍ بَلَّكَ غَيْرُهُ بَغِيرِ أَمْرِهِ فَالْعَيْشُ بِالْبَيْتِ إِنْ شَاءَ أَحَدُ السَّيْفِ وَأَنْ
کہ اس کی حالت بیان کر دی جائے اور جس نے دوسرے کی چیز یا اجازت چاہی تو مالک کو اختیار ہے اگر چاہے تو بیع کو نافذ کرے
شَاءَ فَيَسْخِرُ وَآلَةُ الْإِجْلَاءِ إِذَا كَانَ الْمَقْضُودُ عَلَيْهِ بِأَقْبَا وَالْمَقْضُودُ بِمَالِهِمَا وَمَنْ رَأَى
اور اگرچہ ہے تو اس کے ذریعے اور سے بھڑکنے کا حق اسی وقت ہوگا جب معقولہ اور حقائق میں اپنے عالی پر پائی ہوں اور جس نے
أَخَذَ التَّوْبَةَ فَاسْتَرْاعَهَا ثُمَّ رَأَى الْآخَرَ جَزَاءَهُ أَنْ يُؤْتِهَا وَمَنْ حَاتَ وَآلَةُ حِيَاةِ
وہ کپڑوں میں سے ایک کو دیکھا اور وہ اسے خرید لے پھر دوسرا کپڑا دیکھا تو وہ دونوں کو لوٹا سکتا ہے اور اگر مریگی جس کو دیکھنے کا
التَّوْبَةُ بِطَلِّ حِيَاةِ وَمَنْ رَأَى شَيْئًا ثُمَّ اخْتَرَاهُ بَعْدَ مَذْذُ فَإِنْ كَانَ عَنِ الصَّبْغَةِ النَّبِي
اختیار تھا تو اس کا خیال باطل ہو گیا اور جس نے کوئی چیز دیکھی اور پھر ایک دھت کے بعد اسے خریدنا نہیں اگر وہ اسی حالت پر ہو جس
وَالْهَ فَلَا حِيَاةَ لَهُ وَأَنْ وَخَذَهُ مُتَقَبِّوًا فَلَهُ الْخِيَارُ
یہ اسے دیکھا تھا جب تو اس کو اختیار نہ ہو گا اور اگر اس کو بدلا ہو یا تو اسے اختیار ہو گا

لغات کی وضاحت:

الادار: گھر۔ ویدو: بیت کی جگہ گھر سے المشم: سونپنا۔ المقضود علیہ: مٹی۔

خیار الرویہ: دیکھنے کا اختیار۔ متقبیر: بدلا ہوا

تشریح و توضیح:

وان دہی رائج۔ امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف و امام محمد فرماتے ہیں کہ یہ کافی ہے کہ دار کے خاہر باس کے گھر کو دیکھ لیا جائے۔
امام شافعی کے نزدیک یہ بھی لازم ہے کہ کسی کا گھر یاں اور وہاں کو دیکھ لیا جائے۔ امام زفر کا قول رائج قرار دیا گیا اور عقلی یہ کہنا قول ہے
اور اس اختلاف کا انحصار درحقیقت عادات کے اختلاف پر ہے۔ بخدا اور کوئی کے مکالموں میں یہ ہے اور چھوٹے اور پرانے دیکھنے کے

مختلف طور پر پیش کیا کرتے ہیں۔

مختلفہ آدمی دو قسموں پر مشتمل ہے۔ ایک تو وہ جس کی پیدائش اصل سے ہو۔ مثال کے طور پر پشاور وغیرہ۔ یا نہ زلیخا کے لوانے میں نالغ ہو گیا ہے۔ دوسری وہ جس کی پیدائش اصل سے نہ ہو۔ مثلاً کھائی کی یہ نسا شیخ کے لوانے میں نالغ نہ ہوگا۔ اس لئے کہ سب دہائی کسی حال میں بھی مال نہیں کر سکا۔ اور نہ نالغ سے مراد کرتے ہیں۔

اوصافہ انہم اس جگہ سے منظور کیا گیا ہے۔ اور وہ کچھ تو کمالاً عجیب ہے تو امام ابو یوسف دہا پہنچا کرتے ہیں۔ تب بھی یہی حکم پڑتا رہے گا۔ کیونکہ دوسری کی مالکانہ ہے۔ ایک بھی اضافہ فرما دیتے ہیں۔ البتہ امام ابو یوسف پہنچے ہوئے نالغ کا لے رکھ کر بھی سب پر فرما دیتے ہیں۔

وَمِنْ الْمُسْتَوْرِى غَيْبًا فَاعْتَفَهِ أَنْ مَاتَ غَيْبَةً ثُمَّ أَطْلَعَ عَلَى غَيْبٍ وَجَعَلَ يَنْقُصَانِهِ فَإِنْ قَبِلَ
اور جس نے غایب ہو کر مرنا اور دیا ہو جس کے پاس مر گیا ہو وہ کسی عیب پر مطلق ہوگا۔ عیب کا نقصان دے سکتا ہو۔ اگر حضری کا غلام کسی
المُسْتَوْرِى عَلَّقَهُ أَوْ كَلَنَ طَعَامًا فَالْكَفْلَةُ ثُمَّ أَطْلَعَ عَلَى غَيْبٍ لَمْ يَزِجْ عَلَيْهِ بِشَيْءٍ فَبَيَّ قَوْلُ غَيْبٍ
کر دیا یا بیچ کر دیا یا کسی کو کھانا دیا یا دوسری پر مطلق ہو کر وہ امام عظیم کے قول میں کچھ دیکھ دیکھ کر لے کر دیا
خَبْلًا زَجَفَ اللَّهُ وَالْأَلَا يَزِجُ نَقْصَانٍ لَغَيْبٍ وَمَنْ بَاعَ غَيْبًا فَبَاغَا الْمُسْتَوْرِى ثُمَّ رَدَّ
اور صاحبین فرماتے ہیں کہ عیب کا نقصان نہ سکا ہے اور کسی نے خرید بھی کر لیا ہے اور نہ اسے دوسرے کے ہاتھ بیچ دیا ہے جس نے بیچ دیا ہے
عَلَيْهِ غَيْبٍ فَإِنْ قَبِلَهُ بِقَضَاءِ الْقَضَى قُلَهُ أَنْ يَرُدَّهُ عَلَى بَاغَا الْأَوَّلِ وَإِنْ قَبِلَهُ بِغَيْرِ
اور امام عیب کی وجہ سے جس نے دیا یا کھانا یا کر لیا ہے اس کے لئے اسے قرض یا قرضہ دے کر اس کے لئے بیچ دیا ہوگا۔ یا نہ اسے قرضہ دیا ہوگا۔ یا نہ
قَضَاءِ الْقَضَى فَبَيَّ لَهٗ أَنْ يَرُدَّهُ عَلَى بَاغَا الْأَوَّلِ وَمِنْ الْمُسْتَوْرِى غَيْبًا وَخُطِرَ الْبَاغِ
کھانا یا دوسرے کے لئے باغ نہیں کر دیا ہے اس کے لئے بیچ دیا ہوگا۔ یا نہ اسے قرضہ دیا ہوگا۔ یا نہ اسے قرضہ دیا ہوگا۔ یا نہ اسے قرضہ دیا ہوگا۔ یا نہ
الزَّادَةُ مِنْ كُلِّ غَيْبٍ فَلْيَبَيِّنْ لَهٗ أَنْ يَرُدَّهُ بِغَيْبٍ وَإِنْ لَمْ يَمْسَسْ بِعَمَلَةِ الْغَيْبِ وَلَمْ يَخْلُفْ
تو مشنری اس کو عیب کی وجہ سے نہیں لانا سکتا کہ اس نے قرضہ نہیں کیا تو امام نے کیا ہو اور نہ کسی غلام کو یہ دو

تشریح و توضیح: خیر و عیب کے باقی احکام

فَاعْتَفَهِ أَنْ مَاتَ غَيْبًا۔ اگر کوئی خریدار مال بدلے کے بغیر غلام کو حلقہ نکالی ہے۔ آزاد کر دے یا غلامت سے سزا دے تو اس کے بعد اس کے عیب سے واقفیت ہو جائے نقصان کے بغیر نہیں۔ جس کے لئے کائنات ہوگا۔ مرنے کی شکل میں تو اس کا عیب کوئی ایسی ملکیت اس کی مالیت کے اعتبار سے ہوتی ہے اور موت کے باعث مالیت کا اختتام ہو گیا تو ملکیت بھی ختم ہو جائے گی اور وہ اسکی موت ہے۔ عیب و نقصان کا رجوع تو درست ہے تو اس سے خریدار کے نقصان کا زبرد ہوگا۔ وہ کسی اشرف کی نقل تو قیاس کا قضاہ جو اس سے مراد ہوا ہے۔ اس لئے کہ اس کی پیدائش لوانے کے مستخرج ہونے کا سبب اس کا فیصلہ ہے۔ البتہ اسے لوانے کے مانند نہ ہوگا کہ اس کی شکل میں رجوع ممکن نہیں۔ کیونکہ بد رجوع بھی ملکیت کا اختتام ہو جاتا ہے۔ اس واسطے احمد بن حنبل کے طور پر نقصان سے سزا دے تو رجوع کو درست قرار دیا گیا

فان قيل نعم ان کوئی خریدار غلام خرید کر اسے دت کے گھاتے یا تارے یا سے مال کے بدلہ آزاد کر دے یا بیچ کر دے یا کسی غلام کو اسے سے ہمارا دے گا تو امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ اس کی شکل شرع سے ہمارا دے گا تو امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ اسے رجوع کا حق نہ ہوگا۔ امام ابو یوسف دہا پہنچا کرتے ہیں کہ اس کی شکل شرع سے

کا۔ جس کا کھلم ہوتا تو وہ ثابت و قریب اور جاری امر ہے، غلط ہے، اصل حقہ کے سب سے نہیں۔

ومن صبح الیم۔ کوئی شخص نہ رات ہی وقفہ کی کوئی شخص اور غلام و نوکرا کر دے یہ وہ مذکورہ کفری اور مردہ کفری۔ کبھی کر دے۔ جس میں صورت میں گریہ ایک کے غم کو کف ایک ذکر کیا: جو امام ابو یوسف و امام محمد رحمہما رحمہ اللہ نے کفری میں کتب صحیح قرار دینے ہیں۔ حضرت امام ابو یوسفؒ، انہوں سرور میں صحیح ظن کر دیتے ہیں۔ اور اگر کوئی شخص نہ لیں ظاہر اور نہ ہو کف کا کہہ یا اپنے ظاہر اور دوسرے کے ظاہر کو کھلا کر دے، مفسد و مفسد، خواہ ظاہر اور نہ ہو۔ کہ اپنے غم کے سوا کوئی اور دین کے۔ اس لئے کہ وہ مفسد کے ہوتے ہو کر دے اور نہ کہ حقہ اصل از غم ظہر اور دین میں ہی اور یا ہے کہ انہیں میں نہ ہونے کے باعث حق کف قرار نہیں دیا۔ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک آزاد اور دین کا تحت مفسد و نہ کف نہیں کہ یہ بابت میں نہیں رکھے اور مفسد کف ہے اور غرضت کرنے والے نے ظہر کی کف کے اندر آزاد گھر کی کف قبول ہونے کی شرط کافی جو کہ حقہ کے مستحق کے بالکل خلاف ہے۔ اس کے برعکس یہ برابر دوسرے کا عدم کف کی کف اٹھا رہا ہونے کے باعث نہیں تحت مفسد و مفسد قرار دینے کو۔

وَقَدْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ عَنْ النَّخَشِ وَ عَنْ السُّوْمِ عَلٰی سُوْمٍ غَیْرِہٖ وَ عَنْ لَفَیْہِ
اور رسول اللہ علی اللہ علیہ وسلم نے بلا ارادہ غریب بھاء بھائے، دوسرے کے بھاء بھائے، ہزار گریں سے
لَفَیْہِ وَ عَنْ سَبِّ الْحَاضِرِ بِفَادٰی زَالِیْعٍ جُنْدِ اَذَانَ الْخُفْعَا وَ کُلِّ ذٰلِکَ بِکُفْرَہٖ وَلَا یُسْفَہُ
فرمان دینے کا یہی شری کے قرار دے کر نے ہر سو کہ ان کے وقت فرجہ ہذا سے کہنے سے صحیح قرار ہے اور یہ سب مردہ ہے مگر اس سے حق
بہ السُّبْحِ وَ مِنْ مَلَکٍ مَّعْلُوْمٌ صَغِیْرٌ اَخْلَعْنَا دُورَہِم مَّعْیُوْمٌ مِّنَ الْاٰخِرِ لَمْ یَقْرَی
ناسد کفر بولی اور جو ایسے دو چھوٹے خالص کاماک ہو کہ ان میں سے ایک دوسرے کا زور محرم ہو تو ان میں بدائی
بہنہما و تَعْدِلُکَ اِذَا کَانَ اَخْلَعْنَا صَغِیْرًا وَاَلَاخِرِ صَغِیْرًا فَاِنْ لَّفَیْہِ تَبْتٰہِمَا کُفْرَہٗ ذٰلِکَ وَ جَاہِز
نہ کرے اور اسی طرح جب ان میں سے ایک یا اور دوسرا چھوٹا ہو جس میں بدائی کی تو یہ مردہ ہے نہیں یہ کف
السُّبْحِ وَاِنْ کَانَ کَبِیْرٌ فَلَا نَاسَ بِالْفَقِیْہِ بِہُنَّہِمَا
چاہے ہوئی اور اگر دونوں بڑے ہوں تو ان کو ہذا کرنے کی کوئی حرج نہیں

تشریح و توضیح: مکروہ صبح کا بیان

وہی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: یہ بات کہ است سے خالی نہیں کہ خود فرجہ ہذا کے قصد کے بغیر کھلے اور اس کو بھاء نہ کی
خاطر میں کی قیمت پر بھاء ہے، ماکہ میں کی کھجور کھل قیمت کا ان یا کھجور۔ اس کے کہیں دی و مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے
کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے کہا: فرماؤ، وہی طریقہ سے دوسرے کی کافان ہوئی قیمت پر قیمت کا ماکہ جبکہ دونوں قصد کرنے والوں کا میں پر
اتفاق ہو چکا ہو کہ است سے خالی نہیں۔ اس واسطے کہ غرضی و مسلم میں حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے
میں فرمایا: اسی طرح حق چاہ میں میرا ان کا آگے آ کر دینے کے کافان دے کا کافان طاقت کے کہے نہ نہ مستحق یہ لینا مستحب کہ است
ہے جبہ قائم دالہ شہر کے بھاء سے آ کافان اس۔ اس لئے کہ حدیث شریف میں اس سے کھجور کھل فرمایا ہے۔

قول کے زمانہ میں یا کہ کوئی شخص کافان بیچنے کے لئے ناکے اور شہر کا آدمی اس سے کہے کافان نہ کر، میں یہ کافان نہ کر دے کہ وہ

اس لئے کہ اس کے اندر شہداء والوں کا غم ہے۔ اور بخاری و مسلم میں حضرت انسؓ اور حضرت ابن عباسؓ سے مروی روایات میں اس سے منع فرمایا گیا۔ یہ کہو رہے کہ جس کے روزہ بقیہ اقبال الخیر و درود خیر کی جائے۔ ارشاد ربانی ہے: **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَدَيْتُمُ الصَّلَاةَ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَدَعُوا الْبَيْعَ** (ہادی)

[illegible]

بَابُ الْإِقْلَابَةِ

باسب اقلہ کے بیان میں

[illegible]

مادہ ۱۲: اقل اور بیچ کا سود میان باہم مسابقت میں مطرح ہے کہ ان دونوں ہی کے اندر جو سود فی حق بیع وقوع کرتے ہوئے اس کی جانب تعلق ہے۔ اقل اور اصل اور بیچ یا بی۔ البتہ بعض نے اس کا اعتقاد قبول سے تسلیم کرتے ہوئے اسے اجراء ذوی کبہ دیا ہے کہ اگر ہر روز کے طلب ہے لیکن منہ و جوب ذوی اجراء کے باعث درستی نہیں (۱) اہل عرب کے یہاں "عقبت السبع" بیان مروتان سے ہے۔ "عقبت مروتان" نہیں۔ (۲) اس کا جو معانی مسطور آ کر رہا ہے وہ یہی ہے۔ دوسری نہیں آتا۔ ثناء اقل بیع۔ بیع طاعت جو نے کے بعد اس کے نزدیک نہیں کر کے کہا ہے۔

لان سرط (لہ) انوکھی سی کھال کے اندر پہلے نمبر سے یاد رکھنا کہ پاپک پہلے نمبر سے تم کی طرف لگے۔ مثال کے

طور پر پہلا جن میں سورہ اقل کے اندر چھ سو کی شرط لگانے اور بیچ بدستور باقی دو سورہوں اور اس کے اندر کسی طرح کا عیب بھی نہ ہو والا کتب خانہ کے اندر کسی دوسری جن کی شرط لگانے۔ مثال کے طور پر کوئی نئے بیونس اور ایم فریڈی ہو۔ اور اقلہ بیچ میں دیکھو اس کی شرط لگانے قرآن انگوں میں امام ابو حنیفہ اقل پہلے جن کے ساتھ ہونے اور شرط کے لغو ہونے کا حکم فرماتے ہیں۔ امام ابو یوسف و امام محمد بھی در تیسری شکل میں فرماتے ہیں کہ ختم کرنے کے مطابق ہر کتاب کے اندر شرط ہے کہ بقدر کا سورہ اقل کا حکم بیچ ہیہ کا سورہ اور دوسری شکل میں امام ابو حنیفہ امام محمد اقل پہلے جن کے ساتھ ہونے کا حکم فرماتے ہیں اور امام ابو یوسف مطابق شرط اقل کا حکم فرماتے ہیں۔

وہی صلیح لفظ۔ یہاں اگر قاضی ہونے کے بعد دو در اس میں صراحۃً اقلہ والا گیا ہوتا ہے حقائق میں کے ساتھ جیسے بعض کے میں حکم بیچ ہیہ کو مگر یہ کہ اسے حق حقائق میں بیچ کہا جائے یا نہ۔ اس کے اندر لفظ کا اختلاف ہے۔ امام ابو حنیفہ کے نزدیک اقلہ کا شمار ان میں جو بواسطہ خمس فقہات جوتے ہوں حکم بیچ ہوا کرتا ہے۔ اور اگر کسی سب سے یہ ممکن نہ ہو تو اقلہ کے مطلق ہونے کا حکم ہوگا۔ اگر اقلہ قاضی ہونے سے پہلے ہوتا خود حقائق میں ہوں اور خواہ غیر حقائق میں۔ تمام کے حق میں حکم بیچ قرار دیا جائے گا۔ امام ابو حنیفہ کا ہاں کہ اور قلم اول کے مطابق اس مشافہاتی اقلہ کو حقائق میں کے حق میں اصول بیچ قرار دیتے ہیں۔ امام محمد امام فرقا اور امام شافعی کے بعد یہ قول ان سے اقلہ ہوتا ہے بیچ ہیہ ہے۔

بَابُ الْمُرَابَحَةِ وَالْتَوَلِيَةِ

باسب تولیہ اور مرابحہ کے بیان میں

الْمُرَابَحَةُ نَقْلٌ مَا مَلَكَكَ بِالْعَقْدِ الْأَوَّلِ بِالْفَتْحِ الْأَوَّلِ
مرابحہ ایک چیز کو زمین اقل یا کچھ نقل کی زیادتی کے ساتھ نقل کیا ہے جس کا پہلے عقد کے ساتھ ۱۰
میع (بافقہ) ربح وَالْتَوَلِيَةُ نَقْلٌ مِمَّا مَلَكَكَ بِالْعَقْدِ الْأَوَّلِ بِالْفَتْحِ الْأَوَّلِ مِنْ غَيْرِ زِيَادَةٍ
مائل ہو تھا ہر قولہ ایک چیز کو پہلے جن یا غیر جن کی زیادتی کے نقل کرنا ہے جس کا ۱۰ بیسے عقد کے ساتھ ایک ہوا تھا
ربح وَلَا تَصَحُّ الْمُرَابَحَةُ وَالْتَوَلِيَةُ حَتَّى يَمُكِّنَ الْمُعْرَضُ مِثْلَهُ بِمَنْ
اور مرابحہ و تولیہ صحیح نہیں یہاں تک کہ ان کا عوض مثلی چیزوں میں سے ہو
لغات کی وضاحت:

ربح: فتح۔ المعروض: ہلکا۔ مثلی: مانند۔

تشریح و توضیح:

باب (۱۰) علامہ قدوسی ان عبارت کے ذکر اور ان کی تفصیل سے غرض تو کہ جن کا حقیقی تعلق بیچ کے ساتھ ہوا کرتا ہے اب ایک چیز کا عیان فرماتے ہیں جو جن سے تعلق ہوں۔ یعنی دوسرے الفاظ میں اس وقت تک ان چیزوں کو اگر فرما دے جسے جن کے اندر بیچ کی جانب کا لگا ہوتا ہے ہر سب ایک چیز کا کہ ہے جن میں جن کی جانب کا لگا ہوا کرتا ہے۔ ان کی تعداد اگل چار ہے۔ (۱) بیچ مرابحہ (۲) بیچ

ہاں۔ اس وقت تک اسے چھ اور نو لکھنا مکروہ تحریمی ہوگا۔ اس لئے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شیخ طعام کی اس وقت تک ممانعت فرمائی جب تک وہ صانع کو نفاذ نہ ہو گیا ہو۔ ایک فرخت کرنے والے کا دور دوسرا فرخت کرنے والے کا۔ ان بعد و غیرہ میں حضرت چارہست اسی طرح کی ممانعت فرمائی ہے۔ یہ روایت اگرچہ کسی قدر ضعیف ہے مگر متعدد اصناد سے روایت لکھنا ازہر کے۔ جراح کی عام ہر یہ کمال استدلال سے اسباب پر عمل کرنا واجب ہے۔ وزن کی جانے والی اشیا اور ضرر شہادگی اسی قسم میں داخل ہیں کہ وزن کرنے اور گھسنے سے بھی ان کی بچ درست نہیں۔

والصرف الیم۔ غنم کے اندر بعض ہونے سے قبل صرف جائز ہے وغیرہ یہ بہ کے طور پر ہو یا بیع کے طور پر۔ غنم کی تمیز ہو گئی ہو۔ مثلاً گنم کے زمرہ میں نہیں ہوئی ہو مثلاً غنم اور غنم کے اندر اضافہ بھی درست ہے خواہ غریب اور کی ہو تب سے وہ اس کے کسی درست کی جانب سے یا خریدار کے حکم کے باعث کسی انہی شخص کی جانب سے۔ ایسے ہی بیع کے اندر فروخت کنندہ کی جو تب سے اضافہ درست ہے۔ غنم اور انہی میں اور اندرون بیع کی بھی درست ہے۔ نام ہذا اور امام حنفی کے نزدیک جمع اور غنم کے لئے کی اور اضافہ اگرچہ باعتبار ہر اسلہ اور دست ہے مگر ان کے نزدیک کسی انہی کا حلق اصل مقرب بیع کے ساتھ نہیں ہے۔ غنم کا اضافہ انہی کے لئے اور اضافہ اگرچہ جمع اور غنم کے اندر کی اور اضافہ کے ساتھ مقرب کو بیع متروک وصف کے واسطے سے دوسرے متروک وصف کی جانب منتقل کر رہے ہیں اور بیکہ انہیں بطور کار۔ غنم مقرب ہی ختم کرنے کا حق ہے تو کسی اور اضافہ کا احتیاق بدرجہ انہی ہوگا۔ مگر کسی اور اضافہ کے بعد جو مقرب مقرب بیع میں صحیح ہوگی فروخت کنندہ اور خریدار اس سے ہر ایک اس کا حق دار ہوگا۔ غنم کے طور پر فروخت کرنے والے نے بیع کے اندر اضافہ کی تو اس پر لازم ہے کہ یہ اضافہ۔ اگر اگر غیب وغیرہ کے باعث بیع کو انہی جانب تو خریدار کو غنم اضافہ سے ملنا ہوگا۔

وخلل جہن۔ بخراس کے دین کی تاویل کو درست قرار دیا گیا اسے قطع نظر کر دیں مقرب بیع کے ذریعہ ہو یا واسطہ استعمال کی البتہ قریش کی تاویل کا یہاں تک نقص ہے وہ درست نہیں۔ ہذا اگر ایک ماہ کے بعد یا قرض و یا ہوتو خود ہی طور پر بھی اس کا مطالبہ درست ہے۔ امام حنفی کے نزدیک قرض کی و غنم قریش کے علاوہ کی تاویل بھی درست نہیں۔ اس کا جواب یہ ہو گیا کہ صاحب دین و جب یہ درست ہے کہ وہ وصف کر دے تو مطالبہ سے اندر تاخیر بدرجہ کوئی درست ہوگی۔ امام مالک کے نزدیک اس سے دین کی مانند تاخیر قرض بھی درست ہے۔ اس کا جواب یہ کیا کہ قرض کا اضافہ مواضع ہو کر ہے اور اس میں راہ قرض کا جواب نہ ہوا کرتا ہے۔ اس اعتبار سے تاخیر درست نہ ہوگی۔ ورنہ درہن کی بچ درہنوں سے اور ہمارا نام آئے کی اور یہ نصی و اور موجب فضلاء ہے۔

بَابُ الزَّبَا

باب سود کے بیان میں

لَقَوْلُوا مَخْزُومٌ مِنْ شَيْءٍ مَكْنُكِلٍ اَوْ مَوْزُونٍ اِنَّا نَبِيعُ بِحَبِيبٍ مَخْضَبًا
سود ہر کچل اور وزن چیز میں رام ہے جب اسے سوا کی جس کے خوش میں زیادتی کرتے ہیں جانے
تشریح و توضیح:

باب زل۔ خرما میں بیع و خرید کرنے کو اور ان کی بہاشت کا حکم ہے ان کی نوعوں کے بیان اور ان کی تمیز سے ذرا غور کر

سوال: سونا میں سوجھ کر حضرت علیؑ نے ایک انتہائی اونٹن کے بدنہ اودھار لیا۔ اس سے یہ چلا کہ اٹھادھن سے اودھار کا حرام ہے۔ عبادت گاہ میں بھی فرماتے ہیں۔ اس کا جواب دیا گیا کہ قرطبی وغیرہ حضرت سرہانہ جندب سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میان کو مینوں کے بدلے بیچ کر مراغت فرمائی۔ اس سے یہ چلا کہ سونے کی قطعہ کا ایک جو شتی جس کا سٹھ ہوتا اودھار فروخت کرنے کے حرام ہونے کی علت کاملہ ہے۔ دینی احکام کی حدیث کو اس سے ثابت ہوتی ہے اور حضرت سرہانہ روایت سے حرمت اور حرمت کو علت پر ترجیح ہوا کرتی ہے۔

وَمَنْ شَرِبَ نَقْرَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُلِي تَغْوِيمِ النَّفَاضِ فِيهِ كَيْلًا فَهُوَ نَجِسٌ أَنْذَا
اور یہ وہ چیز کہ جس میں رسول اللہ ﷺ نے زیادتی کے حرام ہونے کی کھل کے لحاظ سے تصریح فرمائی ہو تو وہ بیشک نجس رہے گی
وَأَنَّ تَرَكَّ النَّاسُ فِيهِ الْكَيْلَ بِنَلِّ الْجَنْطَةِ وَالشَّيْبِ وَالشَّوْرَةِ وَالْبَلْعِ وَكُلُّ شَيْءٍ نَقْرَ رَسُولِ
بچھ لوگ اس میں کھل کو چھوڑ دیں جیسے گیہوں، جو، جھوڑ، ٹکڑ اور یہ وہ چیز کہ جس میں رسول
اللہ ﷺ نے زیادتی کے حرام ہونے کی دلت کے لحاظ سے تصریح فرمائی ہو تو وہ بیشک نجس رہے گی اگرچہ
النَّاسُ الْوَزْنَ فِيهِ بِنَلِّ الْقُطْبِ وَالْبَصِ وَمَا قَمَ يَنْصُ عَلَيْهِ فَهُوَ مَعْصُولٌ عَلَى عَذَابِ
لوگ اس میں دلت کو چھوڑ دیں جیسے سونا چاندی اور وہ جس کی بابت کوئی تصریح نہیں فرمائی وہ لوگوں کی
النَّاسِ وَغَدَقَ الصَّرْفِ مَا وَقَعَ عَلَى جَسِّ الْأَفْطَانِ يَغْتَصِرُ بِلَبِّهِ قَبْضَ حَوْضِهِ فِي الْمَتْبِيسِ
عادات پر محمول ہوں اور حد صرف جو انہوں کی مجلس پر واقع ہو تو اس میں اس کے دونوں غنموں پر مجلس میں عین بند کرنا معتبر ہے
وَمَا بِيَاةٌ مَعًا فِيهِ الزَّوْزَا يَغْتَصِرُ فِيهِ التَّغْيِثُ وَالْغَيْثُ فِيهِ النَّفَاضُ
اور اس کے علاوہ دوسری چیزوں میں بھی معتبر ہے اور ان میں چاہتا ہے بعد کرنا معتبر نہیں
لغات کی وضاحت:

نقص: مراغت، وضاحت۔ انسان: شمن کی جمع قیمت۔ النفاض: قابض ہونا۔

تشریح و توضیح: کھل والی اور وزن والی ہونے کا معیار

وَمَنْ شَرِبَ نَقْرَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ نے فرمایا کہ وہ کھلی ہیں۔ مثال کے طور پر گلاب، اور کھجور، نمک، تو وہ
دو کی طور پر کھلی ہی شمار ہوں گی۔ خواہ لوگ انہیں کربھڑک عی کیوں نہ کریں۔ اور انکا چیز جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ دلتی ہیں
وہ دلتی طور پر دلتی ہی قرار دی جائیں گی، خواہ لوگوں نے انہیں وزن کرنا چھوڑ دیں نہ یہ جو اس واسطے کہ نقص عرقہ کے مقابلہ میں اتنی
ہے۔ اور اتنی کو دلتی کے باعث نہیں چھوڑ سکتے تو ان چیزوں کو انہیں کی جس کے بدلے بیچے پر مساوات مگر یہ ہوگی اور کہ زیادتی درست نہ ہوگی
اور برابری کھلی میں کھل کے لحاظ سے معتبر ہوگی اور دلتی شے میں وزن کا اعتبار ہے۔ لہذا اگر کوئی شخص گندم کے بدلے باقیہ وزن برابر برابر
بیچے تو صحیح درست نہ ہوگی، اس لئے کہ گندم کا شمار شری اعتبار سے کھل میں ہوتا ہے، وزن میں نہیں۔

فہو معصون بشرط: ایسی اشیاء جن میں شریعت کی طرف سے کسی طرح کی مباحث نہ ہو تو اسے لوگوں کی عادات پر محمول کریں

فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی ممانعت فرمائی کہ گوشت حیوان کے بدلہ بچا جائے۔ امام ابو حنیفہ امام ابو یوسف کے نزدیک اس جگہ وزن والی چیز کی بجائے غیر وزن والی کے ساتھ اور کیا ہے۔ اس لئے کہ عادت کے مطابق جانور کو نئے نہیں اور وزن والی شے کی بجائے غیر وزن والی کے ساتھ جائز ہے۔ مگر شرط صحت یہ ہے کہ قطعاً ہونے کے ساتھ ساتھ اوجہات ہو۔

وہ جو ذبیح الرطب الخ پختہ و تر کھور، پختہ و تر کھور کے بدلہ متاعاً یعنی تازہ متعلقہ طور پر درست ہے۔ مگر امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ یہ بھی درست ہے کہ پختہ کھور جو بارہ کے بدلہ ٹھکانہ کیل برابر زبردستی جائے۔ امام ابو یوسف و امام محمد اور احمد انہ اسے درست قرار نہیں دیتے۔ اس لئے کہ یہ فوری طور پر مسادات کے ہونے کو کافی قرار نہیں دیتے، بلکہ ان کے نزدیک انہام کے اعتبار سے بھی مساوات نامکرم ہے۔ ان کا مسئلہ یہ رہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پختہ کھور کی بجائے بارہ میں جو چھاپا گیا تو غصور سے دریافت فرمایا کہ کیا ذبح ہونے کے بعد اس میں کسی آہٹ ہے؟ انہوں نے عرض کیا ہاں اے اللہ کے رسول کی آہٹ ہے۔ تو ارشاد ہوا کہ یہ بھی درست نہیں۔ یہ روایت سن کر احمد و غیرہ میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

وَلَا يَخْوَزُ بَيْعُ الزَّيْتُونِ بِالزَّيْتِ وَالْبُسْبُجِ بِالْمُنَجَّجِ خَشْيَ يَخُونُ الزَّيْتُ وَالشُّورُجُ أَخْفَرُ
اور زیتون کی بجائے زیتون کے عوض جائز نہیں اور نہ مل کی روغن مل کے عوض یہاں تک کہ روغن زیتون و روغن تل
مساوی الزیتون و البسبج فليكون اللغن بغيره والزيتون بالمشجورة ويخوز ببيع اللخضار
اس مقدار سے زیادہ یا جو زیتون اور مل میں ہے پس تل میں کے مقابلہ میں اور زائد تل مل کے بدلہ میں ہوگا اور تلخ گوشتوں
المختلفة بعضها ببعض متفاضلا وكذلك البان الابل والشعر والغنم بعضها ببعض
کی بیع بعض کی بعض کے عوض کی بیشی سے جائز ہے اور اسی طرح اونٹ، گائے اور بکری کے روغنوں کی بیع بعض کی بعض کے
متفاضلا وغلب التل بخل الغنم متفاضلا ويخوز ببيع الغنم بالجنطية والذبيح
عوض کی بیشی سے اور کھور کے سر کی کھور کے سر کے عوض کی بیشی سے (جائز ہے) اور روغن کی بیع گھوڑوں اور آٹے کے عوض
متفاضلا ولا يوزن المولى وغنم ولا من البسبج والخرنبي في ذل الحرب
کی بیشی کے ساتھ جائز ہے اور آقا اور اس کے غلام کے درمیان اور نہ مسلم و حرابی کے درمیان اور الحرب میں
لغات کی وضاحت:

زيت: روغن زیتون۔ المنجج: روغن مل۔ ثعبيرة: کھلی۔ لخنار: نم کی بیج گوشت۔

البان: لیس کی بیج اور وہ۔ مولى: آقا، مالک۔ عید: عہد، عہدہ۔ العربی: دار الحرب کا باشندہ۔

تشریح و توضیح:

ولا يخوز بيع الزيتون الخ۔ روغن زیتون کے بدلہ بیع زیتون اور روغن مل کے بدلہ تل کی بیج درست نہیں۔ البتہ روغن زیتون اور روغن مل کی مقدار اگر زیتون اور تل میں موجود مقدار سے زیادہ ہو تو بیع درست ہوگی اور تل کی مقدار میں ہو جائے گا اور زیادہ تل کی مقدار میں آ جائے گا۔

ولا يوزن المولى الخ۔ آقا اور اس کے غلام کے بیچ ہر ایک حق نہیں ہوتا۔ اس واسطے کہ غلام کے پاس موجود نہ اور اصل آقا کا ہے جس

طریقت سے چاہیے۔

ولا ہیں المسلم (۱)۔ وہ مسلمان جسے اہل عرب کی جانب سے دار الحرب میں پروانہ آت ملے اور اسے امام ابوحنیفہ اور امام محمد کے نزدیک اس کے دو کارفرماری کے بیچ دو عالم میں نہ رہے کے دوران دیوانہ ہوگا۔ امام ابوحنیفہ نے اہل انارکلاطس سے خلاف فرماتے ہیں۔ اس لئے کہ جو اسے حرام ہونے کی خصوصیت کا اطلاق ہیں خواہ وہ دار الحرب ہو یا دار الاسلام۔ ہر جہاں رو حرام ہے۔ امام ابوحنیفہ اور امام محمد کا متحمل روایت "لا دہو" ہیں المسلم والمومن فی دار الحرب" ہے۔ یہ روایت اگرچہ مرسل ہی ہے لیکن اسے روایت کرنے والے حضرت محمد بن عوف شامی ہوتے ہیں۔ اور روایت اگر ثقہ عوف اس کی مرسل روایت بھی قہر قبول ہوتی ہے۔

فمکہ: روایتی درست میں پانچ شکوک کا اشتہار کیا گیا (۱)۔ یہ ہیں: (۱) آقا اور عام کے بیچ (۲) حضرت صادق کے دو شرکا کے بیچ، (۳) حضرت عثمان کے شرکین کے بیچ، (۴) دار الحرب کے اندر مسلم اور عرب کے بیچ، (۵) مسلم اور اپنے انعم کے بیچ میں نے دار الحرب میں اسامہ بن جہل کیا۔

باب المسلم

باب بیع مسلم کے احکام کے بیان میں

شرح و توضیح:

مف (۱)۔ علامہ قدوری نے اقرآن میں جو کچھ بیان فرمایا ہیں کے بعد روایت بیان میں سے ایک پر کا بعض جواز میں مذکور ہے: باب بیعت کا ذکر فرما رہے ہیں جس کے اندر مومنین یا اہل انعم میں پر کا بعض جواز مذکور ہے اور وہ یہ ہیں۔ بیع صرف اور بیع مسلم۔ بیع مسلم اور بیع صرف پر عقد کر کے اور پھیلنے کا صاحب یہ ہے کہ مسلم میں تو مومنین میں سے ایک پر کا بعض جواز ضروری ہوگا کرتا ہے اور بیع صرف میں (دوسرے پر) ضرور ہے لغت مسلم اور صفحہ ستم مبنی ہیں۔ جس میں بیعت کی صورت میں اس عرب بولا کرتے ہیں "سلف فی کفہ" شرعا علم آج کی بیع عامل کے ساتھ ہونے کا نام ہے۔ سلف سے مقصود ستم ہے (جس میں علم واقع ہو) اور عاملی سے مقصود اس المال ہے جو صاحب مال ہوا کہ عرب اسلام و مسلم اور بیعت کے دوسرے شریک و مسلمان اور بیعت کو مسلم فیہ اور اس مال کا کس کو کہتا ہے۔ فائدہ: قیاس کے اعتبار سے بیعت مسلم درست نہیں۔ اس لئے کہ یہ عقد عقد بیعت مومنین (بیعت) نہیں بنائی جاتی۔ لیکن بیعت مسلم کا ثبوت کتاب و سنت و اجماع سے ہونے کے باعث قیاس چھوڑنا پڑا۔

حضرت ابوالمظاہرین عباس فرماتے ہیں، واللہ اللہ تعالیٰ نے سلف یعنی مسلم و مال کہ ہوا اس سے متعلق آیات میں کسی آیت آماری، لیکن "یا ایہا الذین امنوا اذا عدلتم فی امرکم" ہے روایت طبرانی وغیرہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

دوسری روایات میں جو کے ذریعہ بیعت مسلم ثابت ہوتی ہے۔

الشم خائف فی المعکلات والنوزات والنزوات والبی لا تنفوت کما یخوز والبی بیع مسلم یعنی، روایتی اور انکی ہوا کہ چاروں میں جو مقادیر کتب ہوئی جیسے فروت اور الف

و یحوز بیع الکلب لہم عند الامتلاف کئے کی فتح درست قرار دی گئی۔ اس سے قطع نظر کہ وہ معلوم (ترتیب یافتہ) کاروبار ہو اور نہ خانہ دہانہ ہو البتہ امام ابو یوسف کی ایک روایت کے مطابق کائے دار تجارت نہ تعلیم قبول کی نہیں کرتے اس کی فتح درست نہ ہوگی۔ ”میسوطہ“ میں اسی نوعیت نہ سب قرار دیا گیا ہے۔ امام شافعی روایات امتلاف کی فتح و مطلقہ درست قرار نہیں دیتے۔ بعض مالکین کا قول بھی یہی ہے۔ مگر امام و کتب کے مشہور قوی کے مطابق درست ہے۔ ہاں نہ ہونے کی دلیل رسول اللہ ﷺ کا اثر اقرار دیا گیا ہے کہ اگر نہ کرنے والی کی اہمیت، قیمت کلب اور پیچھے کانے والی کی کمائی جائز نہیں۔ یہ روایت امام فاضل میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے۔

امتلاف کا مسئلہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شیخ کلب کی ممانعت فرمائی اور فقہاری کتب کو مستثنیٰ فرمایا۔ علماء اربع امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے ساتھ حضرت ابو ہریرہؓ میں اتفاق ہے۔ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے شکار کرنے والے کتب کے نہیں کو جائز فرمایا۔ ابہر اور کوئی یہاں یہ غلط کرے کہ کہہ کر دے۔ امتلاف سے استدلال درست نہیں اس واسطے کہ دعوت کے غرض تو یہ ہے کہ اگر وہ کلب محسوس ہے۔ یہ نہ کہ حدیث شریف سے عمل جاری کئے کی فتح کا دعوت۔ اور تو اس کا جواب یہ دیا گیا نہ نہ دیا گئے کے ساتھ دوسرے باتوں کا امتلاف الحاق ہے۔ روایتی ممانعت کی روایت تو اس کا قطعاً رد کرتی نہ دیتے ہے۔ اس واسطے کہ اگر امام میں باتوں کے بارے میں جو شدت تھی اور بعد میں خیر کر دی گئی۔ مادہ اربعی اور دوسری کی فتح کو بھی درست قرار دیا گیا۔ اس لئے کہ یہ بھی ایسے جانور ہیں کہ جن سے قطعاً منع فرمایا جاتا ہے۔

ولا یحوز بیع ذود لہم حضرت ابو ہریرہؓ روایت فرماتے تھے ہیں کہ کبڑا جو رستم کا ہوتا ہے اور نہ کبڑے کے اندھ کی فتح مطلقہ امتلاف کے باقی ہونے کے باعث درست ہے۔ امام ابو یوسف کے نزدیک اس پر رستمین ہونے کی صورت میں اسے تابع رستم قرار دے کر یہی فتح درست ہوگی۔ امام ابو حنیفہ کے نزدیک اس کے حرث امتلاف میں سے ہونے کی بناء پر اس کی فتح درست نہیں۔ مگر امام محمد کا قول مستثنیٰ ہے۔

ولا یحل لہم۔ امام ابو حنیفہؒ روایات ابو یوسفؒ کی بھی کی فتح کو حرث امتلاف میں سے ہونے کے باعث جائز قرار نہیں دیتے۔ جس طرح کہ صاحب تجرید وغیرہ کی فتح مشرط امتلاف میں سے ہونے کی بناء پر درست نہیں کہانی۔ امام محمدؒ اور زکریاؒ میں بھی کی فتح اس کے بچنے کے ساتھ درست قرار دیتے ہیں۔ اس لئے کہ شہد کی بھی ثوبی اور حقیقی باتوں کا طالع سے امتلاف کے لائق ہے۔ اگرچہ وہ کھائی نہیں جاتی۔ جس طرح کہ تجرید اور زکریاؒ کی فتح درست ہے۔ صاحب غنایہ وغیرہ فرماتے ہیں کہ امام محمدؒ کا قول صحیح ہے۔

واعل اللعۃ لہم۔ ثانی ذمہ دارے معانات علم اور بخدا وغیرہ میں مسلمانوں کے مانند ہیں۔ لہذا جس طرح جو معاملات مسلمانوں کے واسطے درست ہیں وہ ان کے واسطے بھی ہوں گے اور جو مسلمانوں کے واسطے جائز نہیں ان کے واسطے بھی ناجائز ہوں گے۔ البتہ شرب اور خمر کا استثناء ہے کہ ان لوگوں کے لئے انہیں خمر اور خمرچہا درست ہے اور مسلمانوں کے واسطے ناجائز نہیں۔ اس لئے کہ ان کے نزدیک ان کی اہمیت صم ہے۔



مجلس شہر پاسے۔ اس کے بعد انہوں نے عقد کرنے والے کا بعض بڑے۔ سے قبل اہلک دہلے تو کھادی کی بیج درستی روئی جائے گی۔ مگر شرط یہ ہے۔ تو اگر کار و بروس طرح ایک کیا جائے کہ کوئی نقصان نہ ہو اور پوری بیج باطل قرار دیں گے۔ اس لئے کہ بڑے کے حصہ میں چلے گا۔ اس لئے کہ بعض ہوں ضروری ہے اور وہ بھی۔ وہ اپنے چاہے کی۔ نہ۔ پختہ باطل ہوگی اور بغیر نقصان کے زیادہ بھڑا جاسکتا تو اور اور پورا ہونا ہی کی بیج باطل قرار دی جائے گی۔ اس لئے کہ بڑے کا اور بڑا ہے۔

ومن باغ اثناء عقد (الح) کوئی شخص سوئے یا چاندی کے کسی برتن کو فروخت کرے اور اس کا کچھ حصہ نقد وصول کرے اور کچھ باقی رہ جائے اور پھر نقد لینے تک ہو جائے تو اس صورت میں شریعت کی بعض مقدار نقد وصول کر چکا ہے اس لئے کہ بقدر باغ درست ہوگی اور اب باقی میں میں دونوں کا اشتراک ہوتا ہے۔ مگر اس کا سبب یہ ہے کہ یہ کھلی باغ صرف ہے جو جس قدر حصہ میں بیج صرف کی شرط ہو پورا ہوگی فقط اس کی بیج درست ہوگی اور یہ نقد حاصل نہ ہونے کے باعث اس کا اثر کل میں نہ ہوگا اس لئے کہ کوئی اس برتن میں مقدار باقی آئے تو یہ امر کو یہ حق ہوگا کہ وہ باقی ماندہ برتن اس کے حصہ کے بدلے لے لے اور خواہ وہ لے۔ اس لئے کہ اس برتن میں نہ صرف کا رہا نہ صرف میں داخل ہے۔ ومن باغ دو حصین (نہ) یہ درست ہے کہ دو درہم اور ایک انچہ کی ایک درہم اور دو درہم کے بدلے دو اس لئے کہ عمداً اسلاف سے بدلے گئے یہ ہے کہ مختلف جنسوں والے جو بی مالوں میں کر ایک جنس کی بیجن کا بعض قرار دینے میں معتقد ہیں اس لئے لازم آتا ہے تو خلاف جنس کا بعض قرار دے لیا جائے گا۔ کہ متعلق میں قصداً ہے اگرچہ جو جائے لہذا اس بیکور و بیکور کے مقابلہ میں اور بیکور کے مقابلہ میں ہوتا ہے۔ اس لئے کہ یہ صورت درست ہو جائے گی۔ اس لئے کہ یہ صورت اختلاف جنس میں سہل و آسان ہے۔

اہم فرقہ اور غرض انہوں نے اس عقیدے کو باطل قرار نہیں دیتے۔ اس واسطے کہ اسلاف جنس میں معتقد ہونے والے کے تعریف کا بدلہ لازم ہے۔ اس واسطے کہ اس لئے توکل و مقابلہ میں رکھنا اور اس کا تباہی ہے کہ تعریف ہو بطریق حیدر ہو تعین کے طریقہ پر نہ ہو اور تعریف کرنے والے کے تعریف کو بدل چاہئے نہیں۔ اور اس کے تعریف سے متاثر میں یہ تعریف دینی ہوگا۔ عمداً اسلاف معتقد کا قصداً متعلق نہیں ہے۔ جس کے بدلے متعلق جنس باقی ہے۔ اس قابل جنس بخلاف اس حسب اور تعریف کلی باطل اور تعریف فرما بالقرآن کا اطلاق پایا جاتا ہے اور تعریف بالقرآن کی صورت میں معتقد کا صحیح ہونا لازم آتا ہے۔ پس نقد کا فرد۔ جو بھائی کی حافری برکتوں سری کے ہم سے۔ مگر تعریف خیال کرنا یہ ضابطہ ہی پہنچا ہے۔ اس لئے کہ اس شکل میں جس معتقد میں کوئی حق نہیں ہوا۔ مگر اندرون وصف جدیدی ہوئی اور اس میں راجع نہیں۔

ومن باغ اجمالیہ عشرہ (نہ) اس کے حکم و بھی ہی ضابطہ ہی قرار دیا جائے کہ جو اس میں نہ ہو پکا۔ اور نقد و نقد اس کے واسطے ذکر کر رہا ہے۔ یہ کہ یہ بدل چلا جائے کہ کچھ جنس باقی خلاف جنس کے۔ اس میں جو جنس میں سے برکتوں کے اندر و جنسوں کا جو ہے جس طرح کہ مسئلہ ادنیٰ میں ہے اور لوگوں میں سے کسی ایک کو اس کا جو نہ ہو اور حیدر کو اس مسئلہ کے نقد۔ یہ وہاں باقیہ و کچھ سال ہیں اور اس کے درمیان کسی طرح کا فرق نہیں۔ لہذا اس بیکور و بیکور کے درمیان ہر درہم اور ایک انچہ کا تبادلہ ایک درہم ہے۔

وَإِنْ كَانَ الْغَالِبُ عَلَى الذَّاهِبِ فَهُوَ عَلَى حَكْمِ الْفَيْضِ وَإِنْ كَانَ الْغَالِبُ عَلَى الذَّاهِبِ فَهُوَ عَلَى حَكْمِ الْغَالِبِ وَتَوَدَّ أَنْ يَدْرِيَنَّكَ أَنَّكَ لَا تُبْدِيَنَّ فِي حَقِّكَ الْفَيْضَ فِيهِمَا مِنْ تَحْرِيمِ الْفَضْلِ مَا يُخْصَرُ فِي الْحَبْلِ وَإِنْ كَانَ غَالِبٌ تَوَدَّ أَنْ يَدْرِيَنَّكَ أَنَّكَ لَا تُبْدِيَنَّ فِي حَقِّكَ الْفَيْضَ فِيهِمَا مِنْ تَحْرِيمِ الْفَضْلِ مَا يُخْصَرُ فِي الْحَبْلِ وَإِنْ كَانَ غَالِبٌ تَوَدَّ أَنْ يَدْرِيَنَّكَ أَنَّكَ لَا تُبْدِيَنَّ فِي حَقِّكَ الْفَيْضَ فِيهِمَا مِنْ تَحْرِيمِ الْفَضْلِ مَا يُخْصَرُ فِي الْحَبْلِ

نے امام زکریاؑ کو روک دیا کہ راسخ نے مرثیہ کی تائید کیا کر دی تو اس صورت میں بیخ کا غلا ہو جائے گا۔ اور نہ مزید اور کو یہ حق ادا کر دین کے بھونے تک میرے کام نہ آئے۔ قاضی کے یہاں یہ معاملہ رکھا ہے تاکہ وہ بیخ کے فتح کا گھر کرے۔ حضرت امام ابو یوسفؑ کی ایک روایت کے مطابق بیخ کا غلا ہو جائے گا۔ اس لئے کہ راسخ کا یہ تعریف قصہ میرے لئے صرف اپنی ملکیت میں ہے۔ تو اس کو مرہون سے قطع نہائی ہے۔ آزاد کرنے کی مانند ہو جائے گا آزاد کی کا غلا ہوتا ہے مگر غلام اور دیہہ وراثت واجب اولیٰ ہی ہے اور اس سبب سے کہ راسخ کا تصرف اپنی ملکیت میں ہونے کے باوجود مرثیہ نے حق کی اس کے ساتھ واسطی ہے۔ اس لئے امام زکریاؑ مرثیہ بیخ کا غلا نہ ہوگا۔

وان اعتق الہم۔ اگر کوئی ایسا بلا اجازت کرے جس پر عیدوں کو حفظ تعالیٰ ہے آزاد نہ کرے۔ تو آزاد کی کا غلا ہو جائے گا۔ حضرت امام شافعیؒ سے اس بارے میں تین قول نقل کئے گئے ہیں۔ (۱) علی الاطلاق نہ نکلاؤ۔ (۲) اصل الاطلاق نہ کر۔ (۳) راسخ کے مال دار ہونے کی صورت میں نکلاؤ اور مفلس ہونے کی شکل میں نہ نکلاؤ۔ حضرت امام نسائیؒ اور حضرت امام احمدیؒ بھی فرماتے ہیں۔ عند الامکان مطلقاً اس کا غلا نہ ہوگا اس لئے کہ حق راسخ کی جگہ سے ملک رہتا ہے نہیں ہوتی تو یہی آزاد ہونے کے لئے شرط ہے۔ کلام بھی شبہ نہ گا۔ اب راسخ کے بعد ضروری ہے کہ غلام کو بیخ کا غلا نہ کرے کی صورت میں وہ راسخ کے غلام رہے۔ اور اس کے لئے آزاد ہونے کی صورت میں غلام اقل دین اور اقل قیمت کے لئے سہی کر کے دین کی ادائیگی کرے گا۔ اس لئے کہ دین کا تعلق اس کے ذریعہ ہو گا اور اس کے آزاد ہونے کے باعث دین۔ یہ ضمان پورا کرنا ضروری ہے۔

اس واسطے تمام کے لئے سنی لازم ہوگی اور یونکہ وہ علیہ اضرار اور ایسی ہیں کہ نہ چاہئے ہوا اور وہ قدر و قدر و اوقات و صوم ترک کا۔
وَجَبَانَةُ الرَّاهِنِ عَلَى الرَّاهِنِ مُضْمُونَةٌ وَجَبَانَةُ الْمُتَوَهِّنِ عَلَيْهِ تَنْقِصُ مِنَ الْذَلِيلِ بِفَقْدِهَا وَجَبَانَةُ
الرَّاهِنِ عَلَى الرَّاهِنِ وَغَلِي الرَّاهِنِ وَغَلِي الْمُتَوَهِّنِ وَغَلِيهِ تَنْقِصُ مِنَ الْذَلِيلِ بِفَقْدِهَا فِيهِ الرَّاهِنُ
غَلِي الْمُتَوَهِّنِ وَأَجْرُهُ الزَّوْجِيُّ عَلَى الرَّاهِنِ وَتَنْقِصُ الرَّاهِنِ عَلَى الرَّاهِنِ وَتَنْقِصُ الرَّاهِنِ عَلَى الرَّاهِنِ
 مرثیہ کے ذمہ ہے اور چاہے کی اجازت راسخ پر ہے اور راسخ کا دین تلف دین پر ہے۔
 تشریح و توضیح: مرہونہ شے میں نقصان پیدا کرنے اور وصول کے ذمہ مرہون کی جہانیت کے لئے جائے گا۔

وجہانۃ الراہن تلخ مرہون کے اوپر مرثیہ اور راسخ دونوں کی جہانیت کا علم لازم آئے گا۔ بشرط مثال کے طور پر اگر راسخ رکھے ہوئے غلام کو آزاد کرے یا اس کے کسی عضو کو خف کر دے تو اس صورت میں مرثیہ برحقان کا جوہ ہوگا۔ اس لئے کہ اس میں مرثیہ کے محترم حق کا زوال ہے اور اس کی ملکیت کا تحقق مایہ سے ہے۔ جس حق حاکم کی حیثیت وحشی کی ہی ہوگی۔ ایسے حق اگر مرثیہ مرہون کے ساتھ ہو تو جہانیت کرے تو اس کے اوپر بھی کاروبار ہوگا۔ اس لئے کہ وہ ملکیت غیر تلف کرنے کا مرتکب ہوگا۔ سب یہ یہ نکالنا ہے کہ اگر اس نے کسی قدر جہانیت کا ارتکاب کیا۔ جہانیت کے مطابق دین کے ساتھ ہوئے کا حکم جاری ہے گا۔ اور اگر مرہون غلام نے مرثیہ یا راسخ یا ان میں سے کسی کے مال پر جہانیت کا ارتکاب کیا تو اس کی جہانیت کو موقوفہ از غلبہ قرار دیا جائے گا اور کسی چیز کا جوہ نہ ہوگا۔ مثلاً یہ قول بھی بہت غرضاً یہ ہے کہ یہ جہانیت سبب قصاص نہ رہتی کہ جہانیت واجب قصاص سے ہے کی صورت میں قصاص لینے کا حکم ہوگا۔

یہاں پر ایک اور حیرت انگیز واقعہ بیان کیا گیا ہے کہ سید ابوالحسن شکیہ مدام افادہ ویت گندہ کو کھانے کے لیے کھانے میں حاضر ہوئے۔ اس کے لیے کسی نے دعا پڑھا، وہاں پر کہہ دیا کہ وہ خود کھانے میں حاضر ہوئے۔ اس کے لیے کسی نے دعا پڑھا، وہاں پر کہہ دیا کہ وہ خود کھانے میں حاضر ہوئے۔ اس کے لیے کسی نے دعا پڑھا، وہاں پر کہہ دیا کہ وہ خود کھانے میں حاضر ہوئے۔

[illegible]

تشریح و توضیح:

[illegible]

واللہ اعلمیٰ ذمہ نہ ہو کہ یہ اشکال نہ ہو کہ اس مسئلہ کے بارے میں "کوجانبہ العربین علی الوہر لہما علی النہر" وغیرہا" میں کیا حکم ہے کہ یہ غلطی قول کے بعد احوال کے خلاف ہے اور نہ ہی اس کی وجہ سے کسی مسئلہ پر اثر ہے۔

[illegible]

کتاب الحبر

کتاب قونی تصرفات سے روکنے کے بیان میں

الاسباب	الموجبة	للمحبر	للفة	للتصویر	والزنی	والمختون
حبر واجب کرنے والے اسباب میں	حبر واجب کرنے والے اسباب میں	حبر واجب کرنے والے اسباب میں	حبر واجب کرنے والے اسباب میں	حبر واجب کرنے والے اسباب میں	حبر واجب کرنے والے اسباب میں	حبر واجب کرنے والے اسباب میں
ولا یخوڑ تصروف الطبعی الا یاذن ولیہ ولا یخوڑ تصروف الغیب الا یاذن متبذہ	ولا یخوڑ تصروف الطبعی الا یاذن ولیہ ولا یخوڑ تصروف الغیب الا یاذن متبذہ	ولا یخوڑ تصروف الطبعی الا یاذن ولیہ ولا یخوڑ تصروف الغیب الا یاذن متبذہ	ولا یخوڑ تصروف الطبعی الا یاذن ولیہ ولا یخوڑ تصروف الغیب الا یاذن متبذہ	ولا یخوڑ تصروف الطبعی الا یاذن ولیہ ولا یخوڑ تصروف الغیب الا یاذن متبذہ	ولا یخوڑ تصروف الطبعی الا یاذن ولیہ ولا یخوڑ تصروف الغیب الا یاذن متبذہ	ولا یخوڑ تصروف الطبعی الا یاذن ولیہ ولا یخوڑ تصروف الغیب الا یاذن متبذہ
اور جبکہ کا تصرف جائز نہیں مگر اس کے دل کی اجازت سے اور عوام کا تصرف جائز نہیں مگر اس کے آقا کی اجازت سے	اور جبکہ کا تصرف جائز نہیں مگر اس کے دل کی اجازت سے اور عوام کا تصرف جائز نہیں مگر اس کے آقا کی اجازت سے	اور جبکہ کا تصرف جائز نہیں مگر اس کے دل کی اجازت سے اور عوام کا تصرف جائز نہیں مگر اس کے آقا کی اجازت سے	اور جبکہ کا تصرف جائز نہیں مگر اس کے دل کی اجازت سے اور عوام کا تصرف جائز نہیں مگر اس کے آقا کی اجازت سے	اور جبکہ کا تصرف جائز نہیں مگر اس کے دل کی اجازت سے اور عوام کا تصرف جائز نہیں مگر اس کے آقا کی اجازت سے	اور جبکہ کا تصرف جائز نہیں مگر اس کے دل کی اجازت سے اور عوام کا تصرف جائز نہیں مگر اس کے آقا کی اجازت سے	اور جبکہ کا تصرف جائز نہیں مگر اس کے دل کی اجازت سے اور عوام کا تصرف جائز نہیں مگر اس کے آقا کی اجازت سے
ولا یخوڑ تصروف الغیب الا یاذن ولیہ ولا یخوڑ تصروف الغیب الا یاذن متبذہ	ولا یخوڑ تصروف الغیب الا یاذن ولیہ ولا یخوڑ تصروف الغیب الا یاذن متبذہ	ولا یخوڑ تصروف الغیب الا یاذن ولیہ ولا یخوڑ تصروف الغیب الا یاذن متبذہ	ولا یخوڑ تصروف الغیب الا یاذن ولیہ ولا یخوڑ تصروف الغیب الا یاذن متبذہ	ولا یخوڑ تصروف الغیب الا یاذن ولیہ ولا یخوڑ تصروف الغیب الا یاذن متبذہ	ولا یخوڑ تصروف الغیب الا یاذن ولیہ ولا یخوڑ تصروف الغیب الا یاذن متبذہ	ولا یخوڑ تصروف الغیب الا یاذن ولیہ ولا یخوڑ تصروف الغیب الا یاذن متبذہ
اور غیب کا تصرف جائز نہیں مگر اس کے دل کی اجازت سے اور عوام کا تصرف جائز نہیں مگر اس کے آقا کی اجازت سے	اور غیب کا تصرف جائز نہیں مگر اس کے دل کی اجازت سے اور عوام کا تصرف جائز نہیں مگر اس کے آقا کی اجازت سے	اور غیب کا تصرف جائز نہیں مگر اس کے دل کی اجازت سے اور عوام کا تصرف جائز نہیں مگر اس کے آقا کی اجازت سے	اور غیب کا تصرف جائز نہیں مگر اس کے دل کی اجازت سے اور عوام کا تصرف جائز نہیں مگر اس کے آقا کی اجازت سے	اور غیب کا تصرف جائز نہیں مگر اس کے دل کی اجازت سے اور عوام کا تصرف جائز نہیں مگر اس کے آقا کی اجازت سے	اور غیب کا تصرف جائز نہیں مگر اس کے دل کی اجازت سے اور عوام کا تصرف جائز نہیں مگر اس کے آقا کی اجازت سے	اور غیب کا تصرف جائز نہیں مگر اس کے دل کی اجازت سے اور عوام کا تصرف جائز نہیں مگر اس کے آقا کی اجازت سے

تشریح و توضیح

کتاب المحبر رقم۔ باعتبار قریب قریب اصطلاح، دیکھو کہ ہم نے۔ اسی بنیاد پر جو جس کو کہا جاتا ہے۔ اس لئے کہ بذریعہ عقل آؤں فیض ازال کا مرتب ہونے سے باز رہتا ہے۔ اور اصطلاحی اعتبار سے جو تصرف قوی سے روک دینے کا نام ہے، فعلی تصرف سے روکنے کا نام نہیں۔ تو یہ تصرفات جو بذریعہ زبان ہو کر آتے ہیں۔ مثلاً خرید و فروخت و ہبہ و غیرہ۔ فعلی تصرف سے جو ذریعہ اعطاء ہو کر آتے ہیں، مثلاً مال تلف کرنا اور قتل و غیرہ تو اندرونِ قریب قریب تصرف کو خارج نہیں ہوا کرتا۔ اور چنانچہ اس کے سامنے وضاحت کرو۔ جو حسن کا موجب ہوگا۔

الاسباب الموجبة رقم۔ ہر کے اسباب کی تعداد میں ہے (۱) کبر و (۲) کفایت (۳) پاگل پن۔ چکی عقل ناقص ہونی ہے اور پاگل میں عقل ہی نہیں ہوتی کہ وہ اپنے فیض و نہ کی شے خست کر سکے۔ اس واسطے شرفاں کے قونی تصرفات کو ناقص اعتبار قرار دیا گیا اور نہ وہ کہ چہ صاحب عقل ہو اسے سرزد پہنچے پاس جو کچھ بھی دیکھے اس کا مالک ہونا آقا کی اجازت سے قونی آقا کی رعایت کرتے ہوئے اس کے تصرفات قابل اعتبار قرار دیا جائے گا۔

ایک مثال یہ ہے کہ کیا مثلاً جن لوگوں کو عامہ نیلے مٹا ہو اور اسی طرح بے ہم طیب ہو لوگوں کو پاگل اور نقصان پہنچانے والی دوا دے اسے بھی تو محذور تصرف قرار دیا جائے اور یہاں ان دونوں کا ذکر نہیں اس کا جواب یہ کہ کیا کہ یہاں دراصل اسباب کا حصر محال یعنی شرعی کیا تو اولیٰ ان اسباب یعنی شرعی صادق نہیں آ رہے ہیں جس ذکر کہ وہ مضر سے منکر ہوگا کہ نقصان دہ نہیں۔

محال توجہ۔ یہاں پہلے جسے کسی بھی وقت شے دے اس کے تصرف کو کسی بھی حال میں درست قرار نہیں دیا جائے گا حتیٰ کہ اگر اس کے دل سے اس کے تصرف کو درست قرار دیا جائے بھی درست نہ ہوگا۔ اس لئے کہ وہ عقل پرست سے باعث تصرفات کی اہلیت ہی نہیں رکھتا۔ ادا کیا جنوں کو کہ جس سے اتفاق ہو جائے اور کچھ نہیں تو وہ بیخبر بچہ کے نظم میں ہوگا۔

تعمیر۔ صاحب غایۃ البیان ص ۱۸۰ حسب نہ یہ بیان کرتے ہیں کہ ایسا شخص جو کچھ ایسا ہی ہو جائے اس کا حکم عقلی معجزہ کار ہے اور صاحب زبانی اسے عقل کی طرح تسلیم کرتے ہیں۔ مگر عقلی نہ عقلی ان دونوں قریب میں اس طرح ملاقات پیدا کرتے ہیں کہ اس کے ساتھ قوت و طاقت معنی ہونے کی صورت میں اگر وہ بعد امان کوئی مقدار کے بے قوت لہلہ کی طرح اس کے قند کا لفظ ہوگا اور اگر مادہ کا

اسے صرف سے منع نہ کریں گے۔ امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اس کو روکا جائے گا۔ امام ابو حنیفہؒ کا استدلال یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حضرت حسان بن صہد کا ذکر ہوا جنہیں بیشتر اوقات خریدے اور بیچنے میں ملوث نظر آتا تھا اور وہ دھوکہ کھا جاتے تھے۔ خود رسول اللہ ﷺ نے ان سے پارٹا دلایا کہ تم کہہ پا کر دھوکہ دینے کا اندھ بھونکو نہیں۔

امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کا استدلال یہ اور تھا۔ پانی ہے: "فان كان الذي عليه الحق مغفرا او صعبا فلا يستطيع ان يعطى هو عليه عطا ولية بالعقل" (پھر جس شخص کے ذمہ حق واجب تھا وہ اگر غنیف و عقلی ہو یا ضعیف و البدن یا غور و کھلمے کی قدرت نہ رکھتا ہو تو اس کا ذکر کرنا ٹھیک ٹھیک طور پر ٹھکروے) اس سے یہ بات صاف طور پر مفہوم ہوتی ہے کہ یہ قول ہے اس کے ولی کی امانت مسلم ہے۔ اور بخیر و غیرہ میں لکھا ہے کہ مفتی پانامہ ابو یوسفؒ و امام محمدؒ کا قول ہے۔

فأما: اردو سے لکت۔ لغت اللہ وافی اور عقل کے غنیف ہونے کا نام ہے اور شرعاً صاحب سے قصور واجب اسراف ہے جو شریعت اور عقل دونوں کے خلاف ہے۔ تو اس کے علاوہ اردو سے لکنا نہیں مثلاً شارب نفی وغیرہ کا مرتبہ ۱۸۰۸ء میں اصطلاح مسابقت کے تحت مرے میں داخل ٹھیک۔ علامہ حنفیؒ کے نزدیک فقہ میں خصوصاً حرجی یا کسی غرض کے بغیر صرف کرنا الجبانہ عادت ہے۔ اسی طرح دیکھی جگہ صرف کرنا جہاں دین و دار فانی و اشی صرف نہیں کرتے اور اسے غرض قرار نہیں دیتے مثلاً ٹھیک کر کے والوں کو زیادہ فیور نہ دیتے۔

الانہ ظال الہم۔ جو شخص جو بظاہر کو بیچنے کے بعد اس قدر دیکھ داریں ہو کہ اسے بیچنے میں غمگینی کی شامت نہ رہے تو امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ اسے اس کا مال بیروں دیا جائے سب تک کہ اس کی عمر چوبیس سال نہ ہو جائے۔ پھر چوبیس سال کا ہونے پر اسے مال ویرس سے خواہ وہ "مصلح ہو یا مفسد" امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ اور اس میں اسے ذل نہ دینے کا حکم فرماتے ہیں جس وقت تک کہ قہم و اصلاح کے آدھ کا ٹھکانہ ہو خواہ چوری عمر کی میں میں کیوں نہ گزر جائے۔ اس لئے کہ آیت کریمہ "فان انتم منهم وعلما فادفعوا اليهم اموالهم" میں ذل بیروں کو دشمن کے پائے جانے پر مطلق ہے۔ تو اس سے پہلے مال دینے کو درست قرار دے دیں گے۔ امام ابو حنیفہؒ کا مصلحت یہ آیت کریمہ ہے: "واتوا اليه اموالهم" اس کے بعد مال بدینہ پر دکر کا مقصود ہے۔ لہذا بظاہر کے بعد مال اس کے سپرد کر دیا جائے گا۔ وہی چوبیس برس کی مدت تو اس کا سبب یہ ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ سے روایت کی گئی ہے کہ آدمی کے بچیس برس کا ہو جانے پر اس کی عقل اپنی انتہا تک پہنچ جاتی ہے۔ بخیر کا اخصی خان صاحب تحریر اور صاحب مکتب فرماتے ہیں کہ مفتی پانامہ ابو یوسفؒ و امام محمدؒ کا قول ہے۔

و نعوذ بالمرکوة الخ۔ معنی کے مال سے ذکوۃ کا جہاں تک تعلق ہے تو وہ نکالی جائے گی۔ اس لئے کہ ذکوۃ کی حیثیت ایک واجب حق کی ہے جس کا ادا کرنا لازم ہے۔ صاحب بدایہ فرماتے ہیں کہ قاضی ذکوۃ نے بقدر مالی سہ کے حوالہ کر کے کہہ دیا ہے آپ ذکوۃ کے مصارف میں صرف کر سکتے۔ اس لئے کہ ذکوۃ عبادت ہے اور عبادت کے لذت نہایت ناگزیر ہے۔ اگر معنی شخص مع فرض کرنا ہے تو اسے اس سے روکا نہیں جائے گا۔ اس لئے کہ یہ بھی اللہ تعالیٰ کے واجب کرنے سے واجب ہوا ہے۔ اُفتاب ایسا کیا جائے گا کہ مال منور کر دینے کے بجائے کسی مستحق عانی کے سپرد کر دیا جائے گا کہ حسب ضرورت اس پر صرف کرے اور مال ضائع ہونے سے بچ جائے۔

وَيُلَوِّغُ الْعِلَامَ بِالْإِخْلَامِ وَالْإِخْلَامُ إِذَا وَطِئَ لَازِئٌ ثُمَّ يُوجَدُ ذَلِكَ فَخْصِي يَنْفِمْ
دور کے مال کو بے مقام و منزلت اور مائل کر دینے سے ہے۔ جب وہی کرے اور ان میں سے اگر کوئی لذت نہ کر پانی پئے تو اس صاحب کے مال
لَهُ لَمَّا بِي عَشْرَةَ سَنَةٍ بَعْدَ أَبِي حَبِيبَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ وَيُلَوِّغُ الْحَارِيَةَ بِالْخَيْصِ وَالْإِخْلَامِ وَ
جسب اظہارہ میں کا سو جائے اور لڑائی کا بالغ یعنی اس کا

وَلَيْكُنْ نَجْعُهُ أَهْلًا حَتَّى يَنْفَعَهُ لِيْ ذِيْهِ وَإِنْ كَانَ لَمْ يَنْفَعَهُمْ وَ قَبْلَهُ شَرَاهُمْ فَضَاءُ الْقَاضِي
 اس کو تیرے جیسے یہاں تک کہ وہ اہل نگہ دین میں سے نہ بنے اور اگر اس کے پاس درام ہوں اور دین بھی درام ہوں تو قاضی اس کی اجازت
 بغير امرہ وَاِنْ كَانَ ذِيْهِ فَرَاهُمْ وَ لَمْ يَنْفَعَهُمْ اَوْ غَلِيْ جَدَّ ذِيْكَ بَاعَهَا الْقَاضِي لِيْ ذِيْهِ وَ
 کے بغیر اسے اگر وہ اور اگر دین درام ہوں اور اس کا مال دانیہ ہو یا اس کے برعکس تو قاضی اس کے دین میں انہیں نکال دے اور
 قَالَ الْوَيْوُسُفُ وَ مُخَمَّدٌ وَ جَمْعُهُمَا اللَّهُ إِذَا حَلَبَ غُرْمَاءُ الْمُطْلَسِ اَلْمَحْبُورِ عَلَيْهِ خَيْرُ الْقَاضِي
 ساتین فرماتے ہیں کہ جب مطلق کے قرض غلام اس پر بھر غصب کریں تو قاضی اس پر بھر کر دے
 عَلَيْهِ وَ مَنَعَهُ مِنَ التَّبَعِ وَ التَّصَرُّفِ وَ اَلْاِقْرَارِ حَتَّى لَا يَحْبُزَ بِالْغُرْمَاءِ وَ نَاعَ عَالَهُ ابْنُ اَمْتَعِ الْمُطْلَسِ مِنْ سَبْعِ
 اور اس کو بچا، تصرف اور اقرار سے روک دے تاکہ نہ بھڑکے اور اس کا مال بچ جائے۔ اگر وہ خود نہ بیچ
 وَ فُسِفَةُ بَنِي غُرْمَاءِهِ بِالْمَحْبُورِ فَإِنْ أَقْرَأَ فِي خَالِ الْمَحْبُورِ بِالْقَرَارِ فَإِنْ لَوْ مَنَعَهُ ذِيْكَ بَعْدَ قَضَاءِ الدُّيُونِ
 اور اسے اس کے قرض توہوں میں حصہ دے نہ سیکم کر دے بلکہ اگر وہ عالت ہو کر ہی مال کا اقرار کرے تو چاہے اس کی دینوں کے بعد لازم ہوگا
 لغات کی وضاحت:

مطلق: محکومت غصب۔ دیون: دین کی فتح۔ غرماء: غریب کی جمع۔ قرض کے طلب گار۔ ابن: قیدس ذوالا۔

تشریح و توضیح: محکومت قرض و دار کے احکام

لا احصرہ فی الدین الخ۔ حضرت امام ابو حنیفہ کے نزدیک مطلق مقرض کو روکا نہیں جاسکتا، خواہ قرض خود اس کے طلب گار
 ہی کیوں نہ ہوں۔ اس لئے کہ اسے روک دینا گویا اس کی صلاحیت کو یکجا ختم کر دے اور جو پاؤں کے ساتھ اس کا طلاق کرنے کے وجہ میں
 ہے۔ اس واسطے کہ موصی ضرر یعنی قرض خواہوں کے نقصان کے دفاع کی خاطر اسے قید کرنا درست ہے۔ اگر مقرض کا مال اور دین دونوں
 درام ہوں یا دونوں دین ہوں تو قاضی مقرض کے لئے بغیر پیر و بیورام و دانیہ قرض کی اجازت بھی کرے اور مالی اگر دین ہوں اور دین درام
 ہوں تو قاضی انہیں بچ کر دے یا ان کی قرض کرے اور مال اسباب و جائیداد ہونے کی صورت میں انہیں نہ بیچے

وقال ابو یوسف الخ۔ امام ابو یوسف امام محمد اور احمد علیہ السلام کے نزدیک اگر قرض خود محکومت کے بھر کے طلب گار ہوں تو اسے بھر
 کرنا درست ہے۔ علاوہ ازیں وہ اسباب و جائیداد ہونے کی صورت میں قاضی کا انہیں بچ دینا درست ہے۔ صاحب درمند اور ترمذی قاضی
 خالی وغیرہ فرماتے ہیں کہ دونوں سنیوں میں مطلق یا امام ابو یوسف امام محمد کا قول ہے۔

وَمَنْعَهُ عَلَى الْمُطْلَسِ مِنْ مَّالِهِ وَعَلَى زَوْجَتِهِ وَ اَوْلَادِهِ الصَّغَارِ وَ ذَوِي الْاَرْحَامِ وَ اِنْ لَمْ
 اور مطلق پر اور اس کی بیوی، چھوٹے بچوں اور ذوی ارحام پر اس کے مال سے خرچ کیا جائے اور اگر مطلق
 بِمَرْتٍ اِلَى الْمُطْلَسِ مَالٌ وَ حَلَبَ غُرْمَاءُوهُ خُسَّةً وَ ذَوُو بَقُولٍ لَا خَالَ لِيْ خُسَّةً اَلْمَحْكَمِ لِيْ كَلِّ
 کے لئے مال مطلق نہ ہو اور قرض خود اس کی قید کا مطالبہ کریں اور وہ بیکار ہو کہ بھرے اس مال نہیں ہے تو حاکم اس کو ہر ایسے
 ذین لؤمۃ بذلّا عَنْ مَالِ خَصَلٍ لِيْ يَذِيْهِ تَكْتَفِيْ التَّبَعِ وَ تَذَلُّ الْمَرْحُومِ وَ لِيْ تَحْلُ ذِيْنِ التَّزَمَّةِ
 دین میں قید کرے جو اس کا یہ مال کے بدلے میں لازم ہوا ہو جو اس کے پاس ہے وہی قیمت بچا، بدل قرض اور ہر ایسے دین میں (قید کرے) جو

وَمِنْ أَفْلَسٍ وَعَيْنُهُ مَنَاحٌ قَوْحِلٌ بَغِيهٌ يَتَنَاقَهُ جَنَّةٌ فَصَابَتْهُ الشَّخَاجُ أَمْوَةٌ لِّلْعَوَامِ إِلَيْهِ
اور عاقل ہو جائے مرنے کے ہاں بھی کا کوئی نہ، میں جیل میں ہو کر میرا اس نے اس شخص سے نریہ اتفاق کیا کہ اسے اس میں میں نے گرفتار خواہوں گے ہمارے
نجات کی دشا صحت:

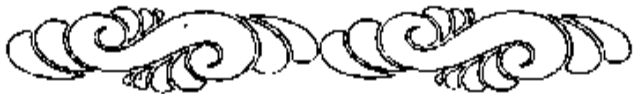
فلس: قاضی کا کمر کے بازے میں فلاں وغیرت کا حکم لگا دیا۔ سولہ برابر اسوہ تیار۔

تشریح و توضیح:

والفلسه الحاكمة: فلس کی قید سے مراد ہے، براہ منہ پند کے نزدیک، راجح کو چاہئے کہ فلس اور قرض خواہوں کے درمیان
میں رکاوٹ ہے۔ اور قرض خواہ فلس کے پیچھے گئے رہیں، اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ صاحب حق کے لئے، محمد اور
ان کا ہے۔ "مگر اور زبان سے یہاں مشہور مارا اور براہ منہ کی نہیں بلکہ پیچھے لگا اور غصہ کرتے رہتا ہے۔ امام ابو یوسفؒ نے دہام کے
نزدیک ہے کہ اسے فلس قرار دینے کی صورت میں اسے اس کے اور قرض خواہوں کے درمیان رکاوٹ بنا چاہئے۔ اور برکت نہ ضا
کرنے سے باز رکھنا چاہئے۔ جب یہ ہے کہ وہ اسے درست قرار دیتے ہیں کہ قاضی کسی کے بازے میں فیصلہ افلاس کرے اور فلس کا
افلاس ثابت ہو جائے، اسے مال دار ہونے تک صبر کا امتحان ہو گیا۔ امام ابو حنیفہؒ تھا۔ بالافلاس کی روٹی کے توکل نہیں۔ اس واسطے کہ
ماں تو آئے ہائے والی ہے۔ کچھ سے اور کچھ نہیں۔

ولا يحدج علي القاسي: مگر۔ عند الاحناف قاضی کو مجبور نہ کریں گے۔ اس سے قطع نظر کہ اس کی قس و قسلی ہو یا عارضی و عارکی۔
اور شافعی کے نزدیک، اگر قرض کے طور پر صرف سے روٹیں گے، عند حنفیہ آیت کریمہ "فان احسن منهم دسقا" میں روشنی سے
مستند دیا گیا۔ اور عند شافعیہ ہونے کے باعث اس میں کمی اور زیادہ ہوتی آتے ہیں۔ اور عند ابو حنیفہؒ ابو الہم کے
زمرے میں قاضی بھی آتا ہے۔ اس واسطے اسے مجبور نہ کریں گے۔

ومن اهلن لزم: جو شخص فلس قرار دیا جائے اور وہ چیز اپنے پاس جس کی توں، لٹکا ہو جو وہ اس سے خرید چکا ہو تو عند حنفیہ خلاف
اور دوسرے قرض خواہوں کے مساوی قرار دیا جائے گا۔ مگر شرط یہ ہے کہ اس شے پر قرض ہونے کے بعد فلس ہو۔ امام شافعی کے نزدیک وہ
فلس بنے بنے کا مستحق ہوگا اور عند شافعیہ کر کے اسے اپنی چیز بننے کا حق ہے۔ اس واسطے کہ حضرت سرورین جناب کی روایت میں ہے۔ "عن
وجد مدافعة عند مفلس بعينه فهو احق" (کہ جس شخص کو اپنا سامان مفلس کے پاس جبراً کاٹوں سے تو اس کا زیادہ مستحق ہے) مگر عند
امریکی اس روایت کی سند میں ایک راوی ابو نجران صاحب کے نزدیک ناقابل بحث ہے۔ عند الاحناف مستحل ان حضرت کا پادشاہ امرای
ہے کہ جس شخص پر سامان خود غنیمت کرے، پھر اسے اس شخص کے پاس پائے جو فلس ہو چکا ہو اس کا مال قرض خواہوں پر مستحق ہوگا۔ اور فلس کی
پرداوت اگرچہ مرسل ہے مگر عند الاحناف مرسل حدیث بنت ہے اور اس کے روایت کرنے والے اس حدیث کو امام احمد مستحق قرار دیتے ہیں۔



درست نہ ہوگا۔ قیاس کا تقاضا بھی درست نہ ہوتا ہے۔ حضرت امام مالک اور حضرت امام شافعی دونوں شلوں میں مستحب بھی قرار دیتے ہیں۔ امام شافعی کا استدلال یہ ہے کہ اشتہاء سے کہا جاتا ہے کہ اس کے نہ ہونے کی صورت میں مشکلی مستحبی سے جس میں شامل ہو اور ایسا نہ خلاف جنس ہونے کی شکل میں ممکن نہیں۔ اس واسطے کہ رسول اور پیادوں سے ان کے غیر کے اشتہاء اور درست قرار نہ دیں گے۔ امام شافعی کے نزدیک ان کے ذریعہ خواہ کھل لی جائے الی حج کا اشتہاء کر دیا ہو یا نیل کے طرہ کا، دونوں شلوں میں مشکلی اور مستحبی ملاحظہ نہایت اندرون جنس متحد ہیں۔ اس پر اشتہاء درست ہوگا۔

امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کے ذریعہ ایک نہیں کیا جانے والا دعوت نہ کی جانے والی اور مٹی جانے والی اشیاء اور درہم و دینار اگرچہ صورت کے اعتبار سے مختلف انسان اس میں کفر معنی اعتبار سے ایک ہی چیز ہیں۔ اس لئے کہ یہ تمام جنس کے درہم سے ہیں، اگر طاعت فی اللہ ہو جائی ہیں۔ نہیں ان کے اشتہاء کو درست قرار دیا جائے گا۔ اس کے برعکس وہ اشیاء جو مکمل نہیں کی جاتی۔ مثالی کے طور پر پیرا مکان اور کمری وغیرہ کہ ان کی مالیت کا علم نہیں کہ ان چیزوں میں بذاتہ نسبت سے اعتبار سے فرق ہوتا ہے۔ تو ان کے اشتہاء کی صورت میں اشتہاء ناجوہر کا لازم ہوگا، جو درست نہیں۔

للأمانة كلها ربح اگر قرار کرنے والے قرار کرے کہ حج پر جان کا نوا اور ایک درہم ہے تو اس پر مارے درہم میں ایک دو ایک کا وجوب ہوگا۔ اور اگر وہ یہ کہے کہ ہر مارے درہم اس کے سوا اور ایک کپڑا ہے تو اس صورت میں اس پر ایک کپڑا واجب ہوگا۔ اور سو کے بارے میں خود اس سے پوچھا جائے گا کہ اس سے اس کا مقصود کیا ہے۔ قیاس کا مقصود "لَا تَقْضُوا قَوْلَهُ عَطَايَا مَعْلُومَةً" میں لکھا ہے کہ پتہ کی وضاحت اگر قرار کرنے والے پر چھوڑ دی جائے۔ وہ ہدف اپنی ترکیب فرماتے ہیں۔ عثمان کا سبب یہ ہے کہ عادت کے اعتبار سے لفظ "دوہم" سے مقصود "معلقہ" ہوا کرتا ہے۔ اس لئے کہ لوگ درہم کے لفظ سے مراد تمام شکل سمجھتے ہیں اور جس ایک مرتبہ نظم کو کافی قرار دیتے ہیں اور یہ زیادہ استعمال ہونے والی چیزوں میں ہوا کرتا ہے۔ اور اشتہاء کی کثرت اس وقت طاعت ہوتی ہے جبکہ سبب کی زیادتی کے باعث واجب کی قدر ہوا ہوگی کثرت کے ساتھ ہو۔ مثلاً درہم و درہم کی اور ذریعہ ہر کس کا درہم قرض دینا اور غرض یہ ہوا کرتا ہے۔ اس کے برعکس کپڑے اور مکمل ماروں نہ کی جائے الی اشیاء کی ان کا واجب ہونا اس قدر کثرت کے ساتھ نہیں ہوا کرتا۔ اس واسطے کپڑوں اور غیر مکمل اور غیر ذریعہ اشیا میں ما فی وضاحت کا نقصان قرار کرنے والے پر، دو یا درہم رسول اور پیادوں وغیرہ میں قرار دینا پر اطمینان ہوگا۔

وقال ابن شاذان، اللہ ربح "دو شخص کسی کے حق کا قرار کرتے ہوئے حصول ان شائدات کہہ دے تو کسی نہ کہہ دے اگر درہم نہ ہوگا۔ اس سے کہ مشیت خداوندی کا اشتہاء تو کسی کے انتقاد سے نہیں ہوتا، ان حکم کے واسطے ہوا کرتا ہے یا مطلق کرنے کی خاطر اگر بطلان کے واسطے موقوف یہ کچھ کہنے کی احتیاج نہیں کہ اس نے خود ہی مطلق کر دیا اور برائے تعلیق ہوا ہے۔ علی قرار دیں گے۔ اس لئے کہ قرار خواہر کے زمرے میں ہونے کی بنا پر اس میں تعلیق کا احتمال نہیں۔

ومن أقر بدار ربح اگر قرار کنندہ کسی کے واسطے مکان کا قرار کرے اور اس کی شارت کا اشتہاء کر دے۔ لیکن اور قناتے بغیر قرار کنندہ کے واسطے ہوں گے۔ اس لئے کہ قیہر تو داخلی مکان ہے۔ البتہ اس کے ضمن کا اشتہاء کرنے کی صورت میں اشتہاء درست ہوگا۔

ومن أقر بدار ربح "فَوَضَعَهُ لِي قَوْضُورُهُ كَرْمُهُ السُّعْرُ وَالْفَرْصَةُ وَمَنْ أَقْرَبَ بَدَانَةً فِي أَصْطِلِمْ" اور جس نے کوئی میں سمجھ کر قرار کیا تو اسے سمجھ اور کوئی لازم ہوگی اور میں نے اصطیل میں کھڑے کا قرار کیا

فرماتے ہیں کہ دونوں کا لازم ہوگا۔ اس بارے میں آئی مضابطہ واصل یہ ہے کہ جس شے میں طرف بننے کی اہلیت ہو اور اسے منتقل کرنا بھی ممکن میں ہو اس طرح کی چیز کے اقرار میں دونوں کا لازم ہوا کرتا ہے۔ مثلاً نوکری مجبور کا اعتراف کہ دونوں کا واجب ہوتا ہے اور اگر ایسی چیز ہو جو منتقل نہ کی جا سکے مثلاً اسٹیشن اور اس جیسی دوسری اشیاء۔ تو امام ابوحنیفہ دوام ابو یوسف کے نزدیک فقط طرف مثلاً جانور وغیرہ کا واجب ہوگا۔ اور اگر اس شے میں طرف بننے کی اہلیت نہ موجود ہو تو محض پہلی شے واجب ہوگی۔ مثلاً اس طریقہ سے کہے کہ میرا ایک بچہ لازم ہے چار میں تو فقط پہلا چار واجب ہوگا۔

قوب فی حشرۃ الخ۔ کوئی شخص یہ قرار کرے کہ میرے ذمہ دو بچوں کے اندر ملاں کا پکڑا ہے تو امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ فقط ایک بچہ لازم ہوگا۔ امام ابوحنیفہ بھی یہی فرماتے ہیں اور یہی مطلق ہے۔ امام محمد کے نزدیک کیا دو بچوں کا لازم ہوگا۔ اس لئے کہ بعض زیادہ عمدہ اور قیمتی بچوں میں لینا جاتا ہے تو فقط "مئی" طرف پر محمول کیا جاسکتا ہے۔ امام ابو یوسف کے نزدیک "مئی" برائے وسط بھی مستقل ہے۔ ارشاد ربانی ہے: "فلا علی فی عبادی" یعنی تین عبادی۔ تو ایک سے زیادہ کے اندر تک رائج ہو گیا۔ پس ایک ہی کا واجب ہوگا۔

حصصہ فی حصصہ الخ۔ اگر کوئی شخص یہ قرار کرے کہ میرے ذمہ ملاں کے پانچ میں پانچ ہیں تو فقط پانچ ہی کا لازم ہوگا۔ اگرچہ اس کی نیت ضرب و حساب کی ہو۔ پس لئے کہ بڑا بڑا ضرب بعض اجزاء میں اضافہ ہوا کرتا ہے، اصل حال میں نہیں۔ تو "حصصہ فی حصصہ" کے معنی یہ ہونے کہ پانچوں میں سے ہر ایک پانچ پانچ اجزاء پر مشتمل ہے تو پانچ دوام کے بچوں اجزاء ہو گئے۔ پانچ کے بچوں دوام نہیں ہوئے۔ حضرت حسن بن زیاد بھی اس کا واجب فرماتے ہیں۔ حضرت امام زفرؒ اس کا واجب فرماتے ہیں۔ عند اختلاف اس عمل واجب ہوں گے مگر شرط یہ ہے کہ اقرار کنندہ "مئی" یعنی جمع" لے۔

من دوہم الی عشوا الخ۔ اگر اقرار کنندہ کہے کہ میرے ذمہ ایک اور ہم سے دس تک لازم ہیں تو امام ابوحنیفہ دوام لازم ہونے کا حکم فرماتے ہیں اور حضرت عائشہؓ کی لازم فرماتے ہیں۔ ان کے نزدیک ساتھ اور اعتقاد دونوں حدوں کی موجودگی لازم ہے۔ اس لئے کہ ایسے امر کے واسطے جو کہ جوئی ہوئی متعدد چیز کا مجموعہ ہو سکتا ہے۔ حضرت امام زفرؒ کے نزدیک آٹھ دوام واجب ہوں گے۔ وہ کہتے ہیں کہ بعض عبادات اس طرح کی ہوتی ہیں کہ وہ دنیا میں داخل ہو جایا کرتی ہیں۔ اور بعض نہیں ہوا کرتیں۔ تو اس کے اندر شک پیدا ہو گیا۔ پس اعتقاد اور اعتقاد دونوں حدوں کو کھود دین۔ اصل نہ کریں گے۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اصل تو حدود کا محدود میں داخل نہ ہونا ہے۔ اس لئے کہ ان کے درمیان سفایت ہوا کرتی ہے۔ مگر اس جگہ ہم نازل یعنی ابتداء کو داخل ماننے کا جب یہ ہے کہ ایک سے اوپر یعنی دو اور تین کا پانچ یا چار ذمہ کے بغیر ممکن نہیں۔

فان ذکو عینا الخ۔ اگر مثلاً مرد اقرار کرے کہ میرے ذمہ ملاں کے چار دوام اس مقام کی قیمت کے واجب ہیں جس کے اوپر بھی جس تک قابض نہیں ہوا۔ اس صورت میں اگر اقرار کرنے والے نے غلام کی تعیین کر دی تو جس کے لئے اقرار کیا ہے اس سے غلام پرورد کر کے جرہ و دوام لینے کے واسطے کہا جائے گا۔ اور اگر اقرار کرنے والا غلام کی تعیین نہ کرے تو امام ابوحنیفہؒ امام زفرؒ اور حسن بن زیاد فرماتے ہیں کہ اقرار کنندہ بزرگ دوام واجب ہوں گے اور اس کا قابض نہ ہو تو قابل سلع اور قابل انقضاء نہ ہوگا۔ خواہ وہ مصلح کیے یا مصلح نہ کیے۔ اس لئے کہ یہ تو رجوع عن الاقرار ہے۔ امام ابو یوسفؒ امام محمدؒ اور ان کے پیروں فرماتے ہیں کہ اگر وہ مصلح کیے تو اس کی تصدیق کا حکم کیا جائے گا اور مال کا واجب نہ ہوگا۔ اور نہ تصدیق نہ کرنے کا حکم ہوگا اور مال لازم ہو جائے گا۔ البتہ جس کے لئے اقرار کیا ہے اگر وہ ثرو

کے جب میں اس کی قصہ نقل کرتا ہوں تو ان مشکل میں بھی اقرار کرنے والے کی تصدیق کرنے کا حکم ہوتا ہے۔

وَلَوْ قَالَ ثَلَاثِينَ عَلَى الْآلِ فَرَأَيْتَ مِنْ ثَمَنِ حَبِيرٍ أَوْ حَبِيرٍ لِرَمْلَةِ الْآلِ وَلَمْ يَكُنْ تَقْسِيمَةً ۖ

در میان فرقی کا سبب یہ ہے کہ نسب کے واسطے کسی نسبت علوی کی جانب ہوتی ہے تو گویا یہ قرآن ہے لڑکے کے واسطے ہوا اور درست نہیں۔ اس کے برعکس ناسخ کی نسبت واجب نجات کی جانب ہوتی ہے تو یہ افراد ہونے کے واسطے ہوا اور یہ اپنی جگہ درست ہے۔

ومن طلاق لیمضی فیہ مرض لیسوت کے دوران اپنی امیر و عین طلاق دینے سے۔ اس کے بعد اس کے واسطے افراد کرے تو اس صورت میں یہ دیکھا جائے گا کہ افراد اور میراث میں تم کو ملتا ہے۔ اس میں سے جو بھی تم کو دے دے تو مل جائے گا۔ اس لئے کہ اس جگہ زوجین کا اندرون افراد جم ہونا اس میں ممکن ہے کہ عدت کا زمانہ پائیے اور اگر رکاب بندہ قبول ہوتا ہے تو عدت کے وقت کو زیادہ دوانے کی خاطر اہل دم طلاق کر دے ہوا اور کم مقدار کے اندر چھوٹا مکان آہستہ پائی نہیں دیتا۔ اس جگہ پر اس کے لئے مقدار کا حکم ہوگا۔

تنبیہ: ذکر کردہ قسم کے اندر یہ شرط بھی ہے کہ افراد کرنے والے کا اعتدال دوران عدت ہو گیا ہو۔ اگر بعد عدت اس کا اعتدال ہو تو اس کا افراد درست قرار دیا جائے گا۔ نیز اس کی بھی شرط ہے کہ وہ طلاق یا عدت سے عین طلب کرنے کی حامل ہو۔ مگر طلب کے بغیر طلاق اسے کافی صورت میں عدت سے مستثنیٰ ہوگی اور اس کے واسطے قرار درست نہ ہوگا۔

ومن اقرو بخلام لیمضی فیہ قرآن کرے کہ طلاق پھر ہوا لڑکا ہے تو وہ افراد کرنے والے سے جہت نسب ہوگا۔ مگر اس نسب سے طاعت ہونے کے واسطے چند شرائط ہیں (۱) اس طرح کا پیدائش کے یہاں ہے: ہونا ممکن ہونا کہ اس کے خاتمہ کے اعتبار سے کذب قرار نہ دیا جائے۔ (۲) اس جگہ کذب معترف نہ ہو۔ اس واسطے کہ میراث نسب ہونے پر خاص ہے کہ اس کا نسب دوسرے سے ثابت نہ ہو سکے گا۔ (۳) پھر اس کے قول کی تصدیق کرنے والے خود کو اس کا لڑکا قرار دے۔ من شرائط کے پاسے چلنے پر یہ اس سے جہت نسب ہو جائے گا تو دوسرے درجہ کے ساتھ وہ بھی قرار کرنے والے کی میراث میں سے حصہ پائے گا اور شریک میراث ہوگا۔

وہو الذی لو اقر بخل لیمضی فیہ قرآن کرے کہ کوئی شخص یہ قرار کرے کہ وہ کسی کا باپ ہے و بیوی و بیٹا ہو گا ہے اس واسطے کہ اس کے ساتھ دائمی بات کا قرار ہے کہ اس کا لڑکا خود ہی پر ہوگا اور اس میں یہ بھی لازم نہیں ہے کہ اس نے نسب کا انتساب کسی غیر کی جانب کیا۔ ولا یغنی لہما حال لیم۔ اگر کسی عدت سے یہ دعویٰ کیا کہ نکاح پھر ہوا ہے تو اس صورت میں تا وقتیکہ وہ نہ اس کی تصدیق نہ کرے اور وہ اس کی گواہی نہ دے کہ یہاں پیدائش اسی سے یہاں ہوئی تھی اس وقت تک عدت کے اس افراد کا طے قبول کرنا نہیں ہے۔ اس واسطے کہ اس قرار کے اندر نسب دوسرے بھی ٹھانہ پڑا ہے۔ لہذا کرنا ہے۔ چونکہ نسب دوسرے سے متحقق ہوا کرتا ہے عدت سے نہیں۔ اس بنا پر یہ کہ یہ ہے کہ شوہر اس کے قتل کی تصدیق کرے۔

ومن مات اولہ لیم۔ اس پر اجمال کیا گیا کہ جن کو قتل یہ سند اس سے پہلے ہی پیدا ہوا ہے اس سے یہ منکر ہوگا۔ مگر مانا ہوا۔ لیکن درحقیقت یہ ظاہر درست نہیں۔ اس لئے کہ مسئلہ لای میں قرار کرنے کا صورت ہے اس میں سند میں قرار کتبہ و صورت نہیں بلکہ وارث ہے۔ اس اعتبار سے دونوں کے الگ الگ گم ہیں۔ اگرچہ نسب کے ثابت نہ ہونے کا خلاف اس میں یکساں ہے۔ عین شریک و اعتراف درست نہیں۔



أَنْ يَزْرَعَ فِيهَا مَاءً وَيَخْشَوْ أَنْ يَسْخَرَهَا السَّخَاةُ لَيْسَ فِيهَا أَوْ يَغْرَسَ فِيهَا نَخْلًا أَوْ شَجَرًا
 کہ اس میں جو پائے ہوئے گا اور جو زمین کو عمارت بنانے یا درخت لگانے کے لئے کرنا ہو یا نہ ہو
 فَإِذَا انْقَضَتْ مُدَّةُ الْأَخَاذَةِ لَوْفَةً أَنْ يَقْلَعَ الْبَاءُ وَالْفَرْسُ وَيَسْلُمَهَا لَارْعَةً إِلَّا أَنْ يَنْخَازِ
 جس جب عمارت کی مدت گزر جائے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ عمارت اور درخت اکٹھے لے اور خالی زمین موائے کر دے اور کہیں کہیں کہ
 صَاحِبُ الْأَرْضِ أَنْ يَغْرَمَ لَهُ قِسْمَةً ذَبَكَ مَقْلُوعًا وَيَسْلُمَهَا أَوْ يَرْضَى بِتَرْكِهِ عَلَى صَاحِبِهِ
 بکھرے اس کے قیمت دے کہ مالک بوجھتا پسند کرے یا اس کو عمل مالہ چھوڑنے پر راضی ہو جائے
 فَيَكُونُ الْبَاءُ لِيْلًا وَالْأَرْضُ لِيْلًا وَيَخْشَوْ أَنْ يَسْخَرَهَا الْمَذَوْبُ لِلْمُخْطَبِ فَإِنْ
 پس عمارت اس کی ہوگی اور زمین اس کی اور چوپائیں کو سوار سوسے یا دو سو لائے کے لئے کرنا ہو یا نہ ہو
 نَظَرًا لِلْمُخْطَبِ عَارِضًا أَنْ يَرْكَبَهَا مِنْ شَاةٍ وَحَدَّكَ بِنِ الْمَسْخَرِ ثَوْبًا لِلْبَيْسِ وَأَطْلَقَ
 اگر کسی نے سوار ہوئے کو مطلق رعایت جس کو چاہے سوار کر سکا ہے اور اسی طرح اگر چاہے لے لے کر اڑے کر لیا اور بیٹے کو مطلق رکھا
 فَإِنْ قَالَ لَهُ عَلَى أَنْ يَرْكَبَهَا فَلَا أَوْ لَيْسَ الثَّوْبُ فَلَا فَاذْكَبْهَا غَيْرَهُ أَوْ الْهَيْسَةَ غَيْرَهُ
 اور اگر اس نے اس سے کہا اس شرط پر کہ تھیں اس پر سوار ہوگا یا نہیں تو چاہے یا نہ چاہے اور کو اس پر سوار کرے یا نہ کرے اور کو اس پر سوار
 كَانَ صَاحِبًا بِنِ عَطَبِ الدَّائَةِ أَوْ خَلَفَ الثَّوْبُ وَكَذَلِكَ كُلُّ مَا يَخْتَلِفُ بِاخْتِلَافِ السَّخْلِ
 تو صاحب ہوگا اگر چوپایہ مالک ہو جائے یا اگر افساد ہو جائے اور اسی طرح ہر دو چیز جو اختلاف کرنے والے کے ہوتے ہیں
 فَأَمَّا الْفَعْلُ وَالْأَفْعَالُ بِاخْتِلَافِ لِمُسْتَعْمِلٍ فَبِنِ لُحْظِ سَخْنِي وَاصِلٍ بِغَيْبِ فَلَهُ أَنْ
 ہو جاتی ہے وہی زمین اور وہ چیز جو مقبول کرنے والے کے ہوتے ہیں مختلف ہوتی تو اگر کسی مائل آدمی کی یا کسی کی شرط کی ہو یا کسی
 لَيْسَ غَيْرَهُ وَأَنْ يَسْبِي نَوْعًا وَقَلَرًا يَحْمِلُهُ عَلَى الدَّائَةِ مِثْلُ أَنْ يَقُولَ حَمْسَةُ الْهَيْسَةِ حَمْلَةً
 دوسرے کو کہتا اس کے لئے چاہے یا نہ چاہے اگر اس سے اس مقدمہ کو سمجھ کر لیا جو وہ چاہو پر دے گا خطا کیا نہیں کے لئے چاہے
 فَلَهُ أَنْ يَحْمِلَ مَا هُوَ مِثْلُ الْجَنْطَةِ فِي الشَّرَرِ أَوْ الْوَلَّى كَالشَّيْبِ وَالْبَيْسِ وَلَيْسَ لَهُ أَنْ يَحْمِلَ
 تو اس کے لئے چاہے یا نہ چاہے کہ وہ کسی چیز اور اسے مختلف میں کہیں بھی ہو اس سے کہ ہر چیز جو اس کے لئے وہی چیز اور نہ کہیں
 مَا هُوَ أَصْرٌ مِنْ الْجَنْطَةِ كَالْمَلْحِ وَالْحَدِيدِ وَالرَّضَاصِ فَإِنْ مَسَّخَرَهَا لِيَحْمِلَ عَلَيْهَا
 ہو نہیں سے زیادہ تکلف وہ اس سے کہ ہر چیز جو اس کے لئے وہی چیز اور نہ کہیں
 فَهَذَا سَبَابُ لَيْسَ لَهُ أَنْ يَحْمِلَ مِثْلَ وَزْنِهِ خَيْدَةً
 روٹی لانے کے لئے اسے (چاند) کرنا ہو یا نہ ہو اس پر روٹی کے ہم وزن کرنا اور اس کے لئے ہر چیز
 وَإِنْ مَسَّخَرَهَا لِيَرْكَبَهَا فَارْزُقْ نَمْلَةً وَشَلَا أَوْ لَيْسَ لَيْسَ بِصَفٍ قِيَمَتِهَا بِنِ كَانَتْ
 اور اگر چاہے سوار کی کے لئے کرنا ہو یا نہ چاہے دوسرے کو سوار کر لیا اور وہ مالک ہو گیا تو نصف قیمت کا ضامن ہوگا اگر
 الدَّائَةِ لِيَحْمِلَهَا وَلَا يَخْشَوْ بِالْفَقْرِ وَإِنْ مَسَّخَرَهَا لِيَحْمِلَ عَلَيْهَا جَدَاوَةً مِنَ الْجَنْطَةِ فَحَمْلُ
 چوپایہ میں دونوں ہی حالت رخصت اور ہو چکا اعتراض ہوگا اور اگر کہیں کی ایک مقدار لانے کے لئے اسے کہہ کر لیا اور اس سے
 عَلَيْهَا أَكْثَرُ مِنْ لَيْسَ مَا رَادَ مِنَ الْبَقْلِ وَإِنْ كَتَبَ الدَّائَةَ بِلِحَابِهَا نَوْ صَرَفَهَا
 زیادہ لانا اور وہ مالک ہو گیا تو ذائقہ ہو چکا ضامن ہوگا اور اگر چوپایہ لگام سے کھینچا یا اس کو مارا

عَطِيتُ ضَمِيں عِنْدَ اِنِّیْ حَبِیْفَہٗ رَاجِعَۃٌ اِلَیَّ وَلَیْلَ اَبْرَیْوُ شَفِی و مُحَمَّدٌ رَاجَعُہُمَا اِلَیَّ لَا یُطْمَیْنُ
 ہر دو ملک ہوئے تو انہیں سامنے کے نزدیک غائب ہو گا اور سامنے فرماتے ہیں کہ نہ مجھ میں ہے نہ
 لغات کی وضاحت:

حدائق: گلابی، قصاصہ: کپڑے بھرنے کا پیشہ، اراکسہ: ارض کی فتح زمین (زارعہ) بجتی، ساحۃ
 میدان، جانب۔ بقلع: قلعا، تختہ دار، درباب۔ ایک مجمع یا قلعہ جس پر سوار کی ہو ہو۔ نقل: ہجرت، عطفہ:
 ہلکے ڈوبے۔ ارفف: ساری پر پیچھے بھاگنا۔

تشریح و توضیح:

وہ جو درستی اور دور رس ہو، مکان اور زمان کو اجرت پر لینا درست ہے۔ اگرچہ اس میں کئے جانے والے کام کی صورت
 نہ ہو، لیکن یہ نظم و انتظام ہے۔ قیاس کے اعتبار سے اس پر حد تک کیا جس کے مجمل ہونے کے باعث درست نہیں۔ اعتدال اور درست ہونے کا
 سبب یہ ہے کہ ان میں متعارف عمل غلط ہے اور وہ مال کے بدلے میں بیگنی اور متعارف امر کا ٹکڑا دیا گیا ہے۔ "المعروف
 کالمستوی"۔ بند اس میں اجرت پر لینے اور جو کہ کرنا چاہے غلط ہو اسے بنا پر درست ہے۔ پتا اس کے لئے کہ درست نہیں
 کہ وہ اس کی وجہ سے کام کرنے والے یا کچھ دے دینے والے کو ملے گا۔ اس لئے کہ ان کاموں کے باعث قیاس میں کمزوری پیدا ہوتی ہے۔
 فانی مصنف تحریر: یہ درست ہے کہ زمین اجرت لگانے کی خاطر یا بارے کی اجرت کرایہ پر لے جائے مگر اجرت دینے کی صورت
 ہونے پر اجرت پر لینے والا دینے اور سخت اکھاڑ کر اجرت تو ذکر خالی زمین مالک کے لئے ہرگز کرنا درست نہیں۔ لیکن اگر مالک اس پر رضامند ہو کہ وہ
 اکھاڑے گا تو اجرت اور کمری ہوئی اجرت کی قیمت دینے پر تو یہ بھی درست ہے۔ قیمت کی ادائیگی کے بعد اسے وہ حق اور اجرت پر
 ملکیت حاصل ہو جائے گی اور اگر زمین مالک یہ درست اور اس کی زمین پر یہ قرار ہے تو یہ بھی درست ہو گا۔ کسی عقلی میں زمین پر
 مالکیت پر قرار ہے کی اور درست اجرت کا مالک اجرت پر لینے والا ہو گا۔

وہ جسے ملتا ہو، کوئی جو فائدہ کرایہ پر لے اور اس کے لئے دے جائے وہ اس کے لئے فائدہ مند اور کمری ہے۔ مرنے کے
 طور پر ایک من گھڑا یا دوسرا کلام ہو گا۔ اس صورت میں اس کے لئے نفع نہ ہو گا۔ تخریروں پر لانا اس سے کبھی صحیح
 روٹی دیکھو کہ اجرت دینا۔ محمد اچھے خاتمہ دینے سے بڑھ کر تکلیف دہ جو اس کا لہذا درست نہ ہو گا۔ مثال کے طور پر ملک اور ملو پاتا ہے
 وغیرہ اس لئے کہ اجرت پر لینے والا اس پر رضامند نہیں۔

وہ جسے کبیح اللہ ہے، اگر اجرت پر لینے والے سے کچھ نہ لیا دے گا تو اسے کبیح اللہ ہے۔ اس کے باعث ساری مر جائے تو اسے اس کی قیمت دینا ہے
 کہ اس پر کس قیمت کا صلہ لازم ہو گا، امام ابو یوسف، امام محمد اور اسے لایا فرماتے ہیں کہ صلہ اس وقت واجب ہو گا جبکہ ذکر کرنا فعلی طالب
 عربی ہو۔ لیکن جہاں تک یہ ہے۔ وہ حدیث میں آیا ہے۔ اس کی جانب سے امت اسلام نے منہ دیا کہ اگر یہ قرار قبول کر لیا ہے۔

وَالْاِخْرَافَ عَلٰی مِیْزَانِیْ اَحَبُّ فَمِیْثِرُکَ وَ اَحَبُّ خَاصٌّ فَالْمَشْرِکُ مِنَ لَا یَسْتَحِقُّ الْاُخْرَۃَ غَنٰی یَغْنٰی
 اور انہوں نے کہا کہ ان میں سے اچھے مشرک اور خیر خاص، اگر مشرک ہے جو اجرت کا ساقی نہیں لےتا تو اس میں کس کام
 کا مضامین والفقار اقامۃ فی یدہ اذ ھلک لہ نصیب فکنا عِنْدَ اِنِّیْ حَبِیْفَہٗ رَاجِعَۃٌ اِلَیَّ
 کر دے جیسے اگر یہ اصل اس کے پاس رہا نہ دیتا ہوتا ہے کہ ملک ہو جائے تو امام سامنے کے اس کی کچھ اضافی نہ ہو گا

نے زمین و دی نہ کہ اس حق کی (و) انگلی کی بھیجی۔ اس کے علاوہ احمد زبیر محکم قرأت قصہ نہ جانے کی بنا پر اس پر اجرت لینا جائز ہے۔
ظاہر ہے۔ وائیں دراصل کے اعتبار سے اگرچہ ملاقات پر معاوضہ لینا درست نہیں مگر خیرین انتہاء نے ضرورت کے پیش نظر اجازت
اذان اور تعلیم ترکان وغیرہ پر معاوضہ لینا جائز قرار دیتے اور فتویٰ ہذا کے نقل پر ہے۔

ولا يجوز استلام المشايخ رحمہم۔ حضرت امام ہدیفہ مشرک شے کے وہ وہ کو باہر کر فرماتے ہیں۔ خود سامان ہو یا اور کوئی
چیز۔ البتہ اگر صرف ایک شریک ہو درست ہے۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ اور طحاوی رحمہ اللہ درست قرار دیتے ہیں۔ امام مالک رحمہ اللہ امام شافعی بھی اس کے ذیل
ہیں۔ اس لئے کہ باہر کا انعام مسنت پر ہوتا ہے اور مشایخ و مشرک مسنت سے نکلتی ہیں۔ امام ہدیفہ کے نزدیک مقصود باہر ہونے والے شے سے
حصول نفع جہاں کہ ہے اور مشایخ میں اس کا مقصود بھی کیا جاسکتا ہے۔ لے کر اس کا ہر کوئی ممکن نہیں۔

استيعاذاً لغيرهم رحمہم۔ بچہ کو دوسرے پلانے والی عورت کے لئے مسکن و مقرباتیات بخانا درست ہے۔ اگر بار بار دینی ہے۔ انہی
لوصفہ الکام فلو من اجودھن" (آئیے) مہاجر رسالت آپ ﷺ میں یہ طریقہ بطریق کی غیر کے رتبہ خدا ایسے کی یہ بھی درست ہے کہ
بعض خوراک و پوشاک اجرت پر لیا جائے۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ اور ہمدانی رحمہ اللہ کے نزدیک قیاس کی رو سے اجرت بھرنے والے کی بناء
پر یہ درست نہیں۔ حضرت امام ہدیفہ فرماتے ہیں کہ اجرت میں اس طرح کی جہالت ہے جو کسی راجح کا صاحب نہیں۔ اس لئے کہ کچھ کی اجرت
کے باعث دوسرے پلانے والی عورت کی خوراک و پوشاک کا خلیفہ عادت و رواج ہر ہے۔ اجرت لینے والے کو یہ حق حاصل نہیں کہ اس دوسرے
پلانے والی عورت کے شوہر کو اس کے ساتھ جھڑپ سے روکے۔ کہ حق شوہر ہے۔ البتہ اگر یہ عادت عائد ہو جائے تو وہ ملکا کو دوسرے پلانے والے
تصانیر دہانے کے باعث باہر کے لئے جائز قرار دیتے ہیں۔

وَكُلُّ ضَامِعٍ لِبَعْدِهِ أَثَرٌ فِي الْغَنِيِّ كَالْقَضَاءِ وَالضَّيَاعِ فَلَهُ أَنْ يُجْعَلَ الْغَنِيُّ بَعْدَ الْفَرَاغِ مِنْ غَنِيهِ
اور ہر وہ کارکن جس کے فعل کا اثر شے کا ہو جو عیسے دعویٰ اور دیگر تو وہ شے کو اپنے کام سے فارغ ہو کر روک سکتا ہے
حتیٰ یَسْتَوِي فِي الْأَجْرَةِ وَمَنْ لَمْ يَسْرِ لِبَعْدِهِ أَثَرٌ فِي الْغَنِيِّ فَلَيْسَ لَهُ أَنْ يُجْعَلَ الْغَنِيُّ لِلْأَجْرَةِ
یہاں تک کہ وہ اپنی اجرت لے لے۔ اور جس کے فعل کا اثر شے میں ظاہر نہ ہو تو وہ اجرت کی وجہ سے شے کو نہیں روک سکتا
كَالْحَصَانِ وَالْمَلَاخِ وَإِذَا اشْتَرَطَ عَلَى الضَّامِعِ أَنْ يُعْمَلَ بِغَنِيهِ فَلَيْسَ لَهُ أَنْ يَسْتَعْمَلَ عَمَلَهُ وَائِ
جیسے بار بار دہا اور اٹھا اور جب کارکن پر شرط لگا دی کہ وہ خود کام کرے تو اس کے لئے ہر کارکن کو دوسرے سے کرے اور اگر
أَطْلَقَ لَهُ الْعَمَلَ فَلَهُ أَنْ يَسْتَأْجِرَ مِنْ بَعْدِهِ وَإِذَا اشْتَرَطَ الْخِيَاطُ وَالضَّامِعُ وَالضَّامِعُ الْقَوْبَ
عمل کو شرط لگا دیا تو اس آئی کو تو یہ شرط ہے جو اس کام کو کرتا ہے۔ جب اوزلی اور دیگر کارکن کرتے ہیں۔ البتہ میں الحاق ہر ہے
فَقَالَ ضَاغِبُ الْقَوْبِ بِالْخِيَاطِ أَمْرُكَ أَنْ تَعْمَلَ لِيَا وَلَئِنْ الْخِيَاطُ قَبِضَ أَقْبَالَ ضَاغِبُ
جس کو کہے گا اے اوزلی سے کہ کہہ کر نے تجھے قبا بنانے کے لئے کہ قبا اور روزی کے لئے کہیں کے لئے کہا تھا یا کہہ کرے گا
الْقَوْبَ لِلضَّامِعِ أَمْرُكَ أَنْ تَصْبِفَهُ أَخُو تَصْبِفَهُ أَصْفَرُ فَلَا تَقُولَ قَوْلَ ضَاغِبِ الْقَوْبِ مَعَ بَيْبِ
مالک دیکھ کر یہ کہہ کر میں نے تجھے سرنا دیکھا تو کہہ تو نے درد نہ دیا تو کہہ کرے گا مالک ہاں میں تو اس کی قسم کے ساتھ
فَإِنْ خَلَفَ الْخِيَاطُ ضَامِعًا وَإِنْ كَانَ ضَاغِبُ الْقَوْبِ غَمَلَهُ لِيَا بِغَيْرِ أَجْرَةٍ وَلَئِنْ الضَّامِعُ
جس کو کہہ کرے تو روزی خاص ہو گا اور اگر کہہ کرے گا مالک نے جا کر تو نے میرے لئے وہ اجرت نام لیا ہے اور کارکن نے کہا
بِأَجْرَةٍ فَلَا تَقُولَ قَوْلَ ضَاغِبِ الْقَوْبِ مَعَ بَيْبِ غَمَلَهُ رَحِمَهُ اللَّهُ وَقَالَ أَبُو يُونُسَ
کہ جرت سے (کی۔ جے) تو نام صاحب کے اپنا کہہ کرے گا مالک کا قول صحیح ہے اس کی قسم کے ساتھ اور امام ابو یوسف

بند ہو جائے وغیرہ۔ البتہ اگر جرت پر لینے والا شخص عیب کے باوجود اس سے کمال فائدہ اٹھا چکا ہو تو کھل بدل کا لازم ہو گا اور اگر نہ ہو تب اس نقص عیب کا ذکر کرنا واجب اور عیب پر لینے والے کو یہ حق حاصل ہے کہ چارہ کو فتح کر دے۔ علاوہ ازیں اجارہ اس صورت میں فتح ہو گا جبکہ اجرت پر دینے والا بھی موجود ہو ورنہ اس کی عدم موجودگی میں فتح کرنے پر کمال اجرت لازم ہوگی۔

۱) احکامات (نہج) (۳) دونوں عقد کرنے والوں میں سے کسی ایک کا موت سے ہٹنا کر ہوا جبکہ ان کا پورا رہنے ہی واسطے ہو۔ اگر اجرت پر دینے والا مر گیا تو اجارہ اس واسطے فتح ہو جائے گا کہ انتقال کے بعد اس چیز کے مالک اس کے درکار نہ ہوئے۔ اب اجرت پر لینے والے کا اس سے فتح ٹھکانا کو یا دوسری ملک سے نفع اٹھانا ہو گا اور یہ درست نہیں۔ البتہ اگر یہ اجارہ اپنے لئے نہیں بلکہ دوسرے کے لئے ہے۔ یہ مثال کے طور پر، مکمل موٹر کے واسطے یہ بھی حکم کے واسطے کہ یہ عقد کرنے والا ریف کا مکانی دوتہ عقد میں سے کسی سے ایک کے مرنے پر اجارہ فتح کر دیتا ہے اس لئے کہ اس شخص میں دوسرے کی ملک سے نفع اٹھانا یا اجرت کے لئے اگر نہ کارآمد نہیں ہوتا۔

۲) بیع شرط اشباع (نہج)۔ اگر اجرت پر دینے والا یا اجرت پر لینے والا ان میں سے کسی کے واسطے شرط خیار حاصل ہو یا یہ کہ اس میں سے کسی کو خیار بیعت حاصل ہو تو اسے بھی درست قرار دیا جائے گا جو اس کے باعث اجارہ فتح کرنے کا حق حاصل ہوگا۔ امام شافعی کے نزدیک عقد ہونے کا شرط خیار شرط ہے۔ علاوہ ازیں بغیر کبھی چیز کا فروخت کرنے کا اجارہ سرے سے جائز ہی نہیں۔

۳) اختلاف اجارہ کی حیثیت ایک عقد معاوضہ کی ہے جس کے واسطے اللہ وہ مجلس تاملی ہو یا نہ ہو یہ بھی تو بیع کی مانند اس کے اندر بھی خیار شرط درست قرار دیا جائے گا۔ یہ درست ہے۔ اور جامع معمرات میں اسی طرح ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا رشتہ آرمی ہے کہ جس شخص نے کوئی چیز بیورو دیکھے خرید لی تو اسے دیکھنے کے بعد خیار بیعت حاصل ہے اور اجارہ معاوضہ کی خرید کا نام ہے تو اس کے بعد بھی رویت کا خیار بیعت ہو جائے گا۔

۴) جلا عذر (نہج) (۳) عقد اجارہ کرنے والے کا اس قدر مجبور ہو جائے کہ اگر وہ اس عقد کو برقرار رکھے تو اس کی وجہ سے ایسے ضرر کا سامان ہو جائے جسے عذر جہدہ کہتے ہیں نہیں تھا۔ مثال کے طور پر کوئی شخص دولت نکالنے کی خاطر کسی کو بطور اجرت لے اور پھر اچھی رفت نکالنا چاہے کہ تکلیف پائی تو اجارہ کے ختم ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ اس واسطے کہ وہ بارہ برقرار رکھے جس میں اچھا دولت نکالنا چاہتا اور یہ اجرت پر لینے والے کے لئے عقد اجارہ کے باعث لازم و واجب نہ ہو گا۔ ایسے ہی مثلاً کوئی شخص برائے تجارت کسی کی دکان کرایہ پر لے۔ اس کے بعد اس کا مال خف ہو جائے یا کوئی شخص دکانا مکان یا دکان کسی کو کرایہ پر دے، اس کے بعد وہ خود اطلاع میں مبتلا ہو کر خود ہو جائے اور اس کے پاس قرض ہو کر نہ لے کی خاطر جو اس دکان یا مکان کے دور رسوں موجود نہ ہو یا کوئی شخص برائے سفر کسی سے کرایہ پر سواری لے۔ اس کے بعد اسے کوئی ایسی مجبوری پیش آجائے کہ سفر نہ کر سکے تو ان تمام شکلوں میں اجارہ کے فتح ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ البتہ جو شخص کرایہ پر دے یا دکان سے فتح میں مجبور یا معتد نہ ہو گا۔

۵) حضرت امام شافعی کے نزدیک عذر کی وجہ سے اجارہ ختم نہ ہو گا۔ اس لئے کہ ان کے نزدیک مبالغہ کی حیثیت ایمان کی ہی ہے۔ مثلاً اختلاف بیع شرط میں عذر مبالغہ کی حیثیت ہو گیا تو اجارہ کے باب میں عذر کی حیثیت ہو گیا لیکن یہ بھی بیع کی سمجھ میں بھی پر فاضل ہونے سے اس کا عیب وار نہ ہونا ظاہر ہو کر فتح ہو جاتی ہے۔

۶) بیع القاضی (نہج)۔ اس عبارت سے انسان کی جانب اشارہ مقصود ہے کہ عقد ختم کرنے کے لئے قاضی کے فیصلہ کی امتیازی ہے۔ زیادہ میں بھی ہو گیا۔ اگر کیا تیار ہے مگر صاحب جامع صفیہ فرما ہے میں کرام نے جو خبر بیان کی ہے اس میں اجارہ ختم ہو جائے گا اس عبارت سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اجارہ ختم کرنے کے لئے قاضی کے فیصلہ کی ضرورت نہیں۔

فہم للہجاء ایضاً: تیسرے نمبر کا شیخ وہ ہے جس کا گھر اس سے بالکل متصل ہو، امام ابوہریرہؓ اپنی ذات اور ملاقی و وصیعت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ پڑوس کے باعث حق شفعہ حاصل نہ ہو گا۔ اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ سے حق شفعہ پر انہیں راجحین میں مصافحہ، یا جس کی تکمیل نہ ہو۔ مگر حدیث مذکور سے جو سامنے آ رہا ہے اس سے ثابت ہے کہ حق شفعہ نہ ہوتا ہے۔

علاوہ انہی شخصوں کے جن کا جیسا کہ گفتگو ہے دو قیاس کے خلاف ہے۔ میں نے کہا کہ اس کے اندر دوسرے کے مالی کا اس کی رضا کے بغیر ہر ایک ہونا چاہیے اور جوئے آج کے خلاف کہ وہ اپنے سرور کے برقرار رہے یا نہ رہے اور شرعی اعتبار سے سزا دینا یا نہ دینا ہے۔ اس کا اہم جزو نہ ہونا اور نہ اس کو جزاء پر قیاس کرنا درست نہ ہوگا۔

احناف کا مذهب ایسی بہت سی روایات ہیں جن کے اندر ہواد کے شیعہ کی جانب اشارہ کے بجائے تصریح پائی جاتی ہے۔ روایا حضرت امام شافعیؒ کے استدلال کا معاملہ تو یہی بات ہے کہ اس میں مطلق جوار کے شیعہ کا انکار نہیں پایا جاتا۔ بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ تقسیم ہوجانے پر اس کے واسطے شیعہ شریک بن جاتی ہیں۔ دوسری بات یہ کہ اس میں شیعہ کا انکار صرف طرق اور تصدیقہ عد کے پائے جانے کی صورت میں ہے۔ اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ صرف طرق اور راستے بدلنے سے فعل میں شیعہ حاصل ہے۔ اور یہ مطلب حضرت جابرؓ کی روایت ”انصار احق منصفہ بنظر مہذا کمین طرفہما واحد“ کے بالکل موافق ہے۔ اور جس حدیث کے اندر ”انصار المنصفہ“ کے الفاظ ہیں ان سے اس کے علاوہ کا انکار نہیں بلکہ یہ قائم ہے کہ اعلیٰ شیعہ کا انحصار ان میں ہے کہ شیعی حضرت نبیؐ میں رکھتا ہو۔ اس کے بعد باقریہ شریک منافع اور میر پڑنی کو حق شیعہ ہوگا۔ اس طریقہ سے ہمارے روایات اپنی اعلیٰ تصریح پر باہم اختلاف کے بغیر اپنی رشتہ ہیں۔ مگر وہ ان میں ایسی جانیدہ اور انہی تقسیم ہوتی ہواد سے حق شیعہ شیخ کو سال کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے کہ صرف حد کا مشعل رہنا باعث تصدیق نہ ہواد۔ یہ تقاضائے قیاس کے موافق ہے اور اندر میں ضرور پڑنے کی شکل میں بھی پایا جاتا ہے تو اب اس نقصان کو دور کرنے کی دو علیٰ مشیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ جس مرتبہ سے خریدہ ہو، مگر خریدہ چکا ہے ہی طریقہ سے پڑوسی نہ کہ کوئی خرید لے دوسرے پ کا خرید کر وہ حصہ کو لینے کا پڑنی خواہ اختیار ہو۔ مگر یہ کہ پڑوسی کی حیثیت صحت کی ہے اور خرید لے والے کی حیثیت دشمنی کی اور شرعا ترجیح کے کاٹش اسماعل ہوتا ہے، نیز اسماعل ہی اس کا حق دار ہے۔ اگر پایا جائے مگر وہ اگر خریدہ کو پڑوسی کا خریدہ لے گا اختیار حاصل ہوتا پڑوسی کہہ دے۔ یہ درخصص ان کا سبب ہوگا کہ اسے اس طرح پایہ دہ کی قیام کا دور ان کی مائیداد سے محروم کر دیا جائے اور اس کا فہم ہونا ظاہر ہے۔

تجب بقصد البيع المانع، یعنی اس کے یہ کہ بعد تکمیل عقد بیع شفعہ عاریت ہو اگر تا ہے ورنہ اقصائی ملک کے باعث یہ حق حاضر ہوتا ہے۔ تب روٹنی یہ بات کہ عقد بیع سے قبل شفعہ کا سبب موجود رہے ہوئے بھی شفعہ کا حق نہیں ملتا۔ پھر نکسہ ہوتا تو اس کا جواب یہ دیا گیا کہ دراصل حق شفعہ ثابت ہوتا انصاف ملک عدا کے باعث ہوتا ہے مگر عقد بیع کا جہاں تک معاملہ ہے وہ اس حق کی وصولیابی کا سبب ہے، جس طرح کہ شفعہ خانی کے حکم سے وہ بابت اولی غرضی واجب کی ادائیگی کا سبب ہوا اس مال کو رد کرنا جائز ہے۔

وہ سفر الخ۔ بعد کئی عرصہ ہی شفق ثابت ہو جا کر کتا ہے لیکن اس کے بعد جہاں تک استقرار و استحکام کی بات ہے وہ اس وقت پہلے ہے کہ بیچ کی اطلاع کے ساتھ ہی اس مجلس کے مداخلت سے یہ سچے سچے مطالبہ شفق پر شاہد بنا لے ہو گا کہ میں اس صریح شفق کا مطلب گوہر ہوں۔ اس مجلس کے اندر مطلب نہ کرنے پر شفق کے باطل ہونے کا قلم ہو گا اس لئے کہ بیچ کی اطلاع اس سے پر فروخت کرنے والے کی ہے لیکن کا اظہار ہو گا۔ علاوہ ان میں اس واسطے بھی کہ اسے قاضی کے یہاں مطالبہ شفق کے ثبوت کی احتیاج ہو گی اور اس کے ثبوت

کے طور پر گمان کی جگہاں میں

وَاذْ عَنِ الشَّيْخِ نَالِيٍّ أَشْهَدُ فِي مَخْلَصِهِ ذَلِكَ عَلَى الْفُتُوَّةِ ثُمَّ يَنْهَضُ مِنْهُ فَتَشْهَدُ عَلَيْهِ
 ۱۔ سب شیخ کو فتح کا دم ہو تو وہ اسی مجلس میں خطاب پر کھڑا ہوتا ہے جس سے انھوں نے ہاتھ پر کھڑا ہونا
 تسلیم کیا ہے۔ اسی اثناء میں وہ اوجہ اشعار دیکھ کر اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور کہتا ہے: اَشْهَدُ فِي مَخْلَصِهِ ذَلِكَ
 اے مجلس! میں نے آئندہ کے دور میں یہ دیکھا ہے کہ جو شخص اس کی طرف متوجہ ہو گا وہ اس کی طرف متوجہ ہو گا۔
 مَعْنَى أَبِي حَبِيبَةَ رَجَعْنَا إِلَهُ وَقَالَ فَمَحْمَدٌ وَحَبِيبَةُ اللَّهِ أَنْ تَرَكْنَاهَا مِنْ غَيْرِ خَلْفٍ شَهْرًا بَعْدَ الْأَشْهَادِ بَعْلَتُهَا شَلَعَتْ
 ارمہ رضی اللہ عنہا کی ایک اور بات ہے کہ اس نے کہا ہے: اے محمد! یہ ایک ماہ کے بعد اس کی شہرہ کی طرف متوجہ ہو گا۔
 افسانہ کی وضاحت:

شہد الامام۔ منہج۔ فریہ نے وہاں مستطرب: پڑھا۔

تشریح و توضیح:

۱۔ اذ عني الشيخ ناليٍّ اَشْهَدُ کے تحت وہ امر مابہ ہونے کے باعث اس کی جگہ ایک شخص نے اذ عني کے تحت
 مابہ کر کے لیا ہے۔ کہتا ہے کہ اس نے اس کی جگہ ایک شخص نے لیا ہے۔ کہتا ہے کہ اس نے اس کی جگہ ایک شخص نے لیا ہے۔
 اپنے آئندہ کی طرف متوجہ ہو گا۔ کہتا ہے کہ اس نے اس کی جگہ ایک شخص نے لیا ہے۔ کہتا ہے کہ اس نے اس کی جگہ ایک شخص نے لیا ہے۔
 وہو یصلح ویاخرہ وہی شہد ہے۔ کہتا ہے کہ اس نے اس کی جگہ ایک شخص نے لیا ہے۔ کہتا ہے کہ اس نے اس کی جگہ ایک شخص نے لیا ہے۔
 نے کہہ دیا کہ اس نے اس کی جگہ ایک شخص نے لیا ہے۔ کہتا ہے کہ اس نے اس کی جگہ ایک شخص نے لیا ہے۔ کہتا ہے کہ اس نے اس کی جگہ ایک شخص نے لیا ہے۔
 کا ہوں۔ کہتا ہے کہ اس نے اس کی جگہ ایک شخص نے لیا ہے۔ کہتا ہے کہ اس نے اس کی جگہ ایک شخص نے لیا ہے۔ کہتا ہے کہ اس نے اس کی جگہ ایک شخص نے لیا ہے۔
 افسانہ کی وضاحت: کہ اس کی موت سے پہلے شیخ کا قاضی سے اس طرح کہہ کر اس کی طرف متوجہ ہو گا۔ کہتا ہے کہ اس نے اس کی جگہ ایک شخص نے لیا ہے۔
 پر میری طرف سے اس کے شیخ سے ہے۔ کہتا ہے کہ اس نے اس کی جگہ ایک شخص نے لیا ہے۔ کہتا ہے کہ اس نے اس کی جگہ ایک شخص نے لیا ہے۔

وہ تسبیح علیہ السلام، اور شیخ اُتار دیتے ہیں کہ اس کی جگہ ایک شخص نے لیا ہے۔ کہتا ہے کہ اس نے اس کی جگہ ایک شخص نے لیا ہے۔ کہتا ہے کہ اس نے اس کی جگہ ایک شخص نے لیا ہے۔
 وہ حضرت امام ابو حنیفہ کی مجلس پر دیتا ہے۔ کہتا ہے کہ اس نے اس کی جگہ ایک شخص نے لیا ہے۔ کہتا ہے کہ اس نے اس کی جگہ ایک شخص نے لیا ہے۔ کہتا ہے کہ اس نے اس کی جگہ ایک شخص نے لیا ہے۔
 اس مجلس میں طالب اس کی مجلس پر دیتا ہے۔ کہتا ہے کہ اس نے اس کی جگہ ایک شخص نے لیا ہے۔ کہتا ہے کہ اس نے اس کی جگہ ایک شخص نے لیا ہے۔ کہتا ہے کہ اس نے اس کی جگہ ایک شخص نے لیا ہے۔
 کے پیچھے کھڑے ہیں۔ کہتا ہے کہ اس نے اس کی جگہ ایک شخص نے لیا ہے۔ کہتا ہے کہ اس نے اس کی جگہ ایک شخص نے لیا ہے۔ کہتا ہے کہ اس نے اس کی جگہ ایک شخص نے لیا ہے۔
 شہد کے کہنے کے باعث اس کی مجلس پر دیتا ہے۔ کہتا ہے کہ اس نے اس کی جگہ ایک شخص نے لیا ہے۔ کہتا ہے کہ اس نے اس کی جگہ ایک شخص نے لیا ہے۔ کہتا ہے کہ اس نے اس کی جگہ ایک شخص نے لیا ہے۔
 میں نے کہتا ہے کہ اس نے اس کی جگہ ایک شخص نے لیا ہے۔ کہتا ہے کہ اس نے اس کی جگہ ایک شخص نے لیا ہے۔ کہتا ہے کہ اس نے اس کی جگہ ایک شخص نے لیا ہے۔

تشریح و توضیح: کہ اس کی مجلس پر دیتا ہے۔ کہتا ہے کہ اس نے اس کی جگہ ایک شخص نے لیا ہے۔ کہتا ہے کہ اس نے اس کی جگہ ایک شخص نے لیا ہے۔ کہتا ہے کہ اس نے اس کی جگہ ایک شخص نے لیا ہے۔
 ہونے کے بعد اس وقت تک اس کی مجلس پر دیتا ہے۔ کہتا ہے کہ اس نے اس کی جگہ ایک شخص نے لیا ہے۔ کہتا ہے کہ اس نے اس کی جگہ ایک شخص نے لیا ہے۔ کہتا ہے کہ اس نے اس کی جگہ ایک شخص نے لیا ہے۔
 اس کی مجلس پر دیتا ہے۔ کہتا ہے کہ اس نے اس کی جگہ ایک شخص نے لیا ہے۔ کہتا ہے کہ اس نے اس کی جگہ ایک شخص نے لیا ہے۔ کہتا ہے کہ اس نے اس کی جگہ ایک شخص نے لیا ہے۔

اس لئے یہ شخص لوگوں اور روایات کا بڑا مخالف ہے اس کے لئے وہ سفر فرماتے رہتے کی بنا پر ان کا شمار بھی متقدموں میں ہوگا۔ علامہ ابن کثیرؒ نے انہیں "مفسرین" قرار دیا ہے۔ علامہ ابن کثیرؒ نے انہیں "مفسرین" قرار دیا ہے۔

چنانچہ ان تشریحات کے بغیر ان کے کلام کے بارے میں شک و شبہ قائم رہتا ہے۔

یہ یونانی پادشاهان نے کہہ دیا کہ "لا شفعۃ الا فی ربح و حائط" ہے۔ یعنی یہاں سب سے بڑا ربح ہے اور یہی ربح
 شیعہ مسلح فوجیں، تو اس کا ربح ہے اور یہاں کہہ رہے ہیں کہ ہم اسلامی معاشرے، جن کی مثال منظر ابھی نہیں، ایسا یہ منظر ابھی ربح ہے، اس کا ربح ہے۔
 ملازمین کے ربح ہے۔ یہ ربح ہے۔

[illegible]

ولا تشقة الى الدار الخ جس کو کہتے ہیں کہ اس کی محبت کو کائنات میں لانے والے حجت اور خلیفہ اہل بیت علیہ السلام کے واسطے کہ جن کو وہ کہتا ہے کہ ان کو یہ طریقہ میں مصروف نہ رہنا چاہیے۔ اس کو بھی اہل بیت علیہ السلام کا حق غلامی سے آزاد کر کے مشائخ کے حضور یہ دعا ہے کہ میں نے تجھ کو خیر نصیب کیا ہے کہ ان کے خیر مصلحت سے ہے آزاد ہو، وہ انھیں آزاد کر کے غلامی میں تو یہ کہہ دے اور حکام روضہ آقا پر یہ ہے تو ہی غریب کے گھر میں حق شفعہ حاصل۔ وہ جیسا کہ ہے کہ غلام کو اس کی تعلیق ہے اور اس کا دین اور مال سے سونپ دیا صورت شہداء و انصار ہے کہ وہ روزِ آخر مرد و عورتوں کو آزاد کرنا، مال میں نہیں دیا۔ بلکہ جس میں حق شفعہ طاعت نماز و شہادت کے قرار ہے وہ ان کا یہ کہ ان کو انھوں کو قتل سے اور کشتہ میں نہ لیں کہ ان کے مال کا غلام ہو کر کھانا کھاتے ہیں۔

انہی حوش نے قول کیا ہے: یوں دیکھا کہ نروں امرائے زمان تلابد جہاں تک معاملہ ہے یہ بھی مشفقہ نہیں ہی باتیں اس لئے کہ
 قریح و مہارت ہے جو ایسی محکمہ معنی قصود کے نروں دوسری ہے کی قائم مقام ہے بنے ہوئے بات ہیں ثابت نہیں ایسے نہیں مشفقہ و قریح
 درجہ و دست ہے ہو کہ

مادر کا بڑا بڑا مسکایا۔ اللہ تعالیٰ کو جس کی خدمت میں ہم نے دعا کی کہ وہ اس کا کام آئے اور ہمیں مایہ خالی غور پر نظر آویز جائے۔ اس کے علاوہ بھی عقیدہ ہے۔ اس کے بعد وہ انھیں اپنے سہیل سے جو حال ہے وہ فرما دیتا ہے کہ تو نے اس صورت میں جس طرح میں حق شہدہ میں نہ رہے گا۔ اس لئے اس وقت تک اس صبر کے خیال کے مطابق اس کی حکمت کو سمجھنے کی کوشش کرنا چاہئے۔ یہ کہ ساتھ ساتھ یہاں ہمارے لئے ایک صورت میں حق شہدہ میں ہوگا۔ اس لئے کہ یہ خدا کا ارادہ ہے کہ اس کے ساتھ اس کا عمل نہ

وإد نقادهم الخبيث إلى تقاضى ولاغنى الشراء و غلب الخطة على التدبير الطمعى عليه
و حسب الخلق الضال كان له دور في انقراضه من بعد انه قد ذهب الى قراقرم - في غيبة عن دياره هزلة

سابقہ سہ ماہی کے درمیان دل جڑ جھینا ہوا۔ مولانا جانے کا سن لگے۔ فائدہ بے تعلیمت حق سلف کا نام ہے۔ - میں بھی کجا بول چلنے کو، درست قرآن نہیں لکھا ہے۔

[illegible][illegible][illegible][illegible]

عالمِ مسلمتہ الفسحِ اربعہ : مثالاً کے طور پر یہاں نے دو نمونہ کسی ایسے کوچ اور توتھیں میں ادبِ حق کا قصہ بیان کیا ہے۔
 قصہ کہانی سے بازار ہٹانے کی کوشش کے برعکس ہمارے ان محقق و نقادوں نے اس کو ایک دھوکا دیا ہے۔

وادی الشہر اندھی دلایا محسن الفح۔ لہذا انہی تین دوروں کی ہی سے تو جو مشرب یا خمریہ کے بلوغت اور صفا
کو پہنچا بیٹھ: ان ہی دوروں کی صورت میں اسے ان کی عیاشی و خمریہ کی قیمت دے کر لینا ہوتی ہے اور بیٹھ کے ہی نہ، اور صحت
وہ نے کی صورت میں وہ مشرب و خمریہ دونوں کی تین قیمت دے کر اسے لے کر مسلمان کے واسطے یہ صحیح ہے۔ وہ خود مشرب و
الذی یطہرہ۔

یہاں اگر کوئی یہ اشکال کرے کہ خیر کی قیمت کا بیان تک تعلق ہے وہ اس کی ہلکے ہوتی ہے تو اس طرح ہونا ہی چاہیے کہ قیمت خیر بھی برائے مسلمان حرام ہے۔ اس کا جواب یہ آیا گیا کہ مسلمان کے لئے قیمت خیر کا لینا دینا انکی صورت میں حرام ہوگا جبکہ عوف خیر کی واسطہ کے بغیر ہو اور اس میں عوف واسطہ کے ساتھ ہے۔ لہذا حرام نہ ہوگا۔ اس لئے کہ اس جگہ قیمت خیر برائے عوف کا عوف ہے جس کا عوف ان کے عوف تو عوف خیر واسطہ کے بغیر نہیں ہوا۔

وَإِذَا اخْتَلَفَ الشَّيْخُ وَالْمُسْتَفِي فِي الثَّمَنِ فَالْقَوْلُ قَوْلُ الْمُسْتَفِي فَإِنَّ أَقْلَ الْفِيئَةِ لَا يُنْفَعُ بِئِنَّ
اور جب شیخ و مستفی میں عین اشکال کریں تو قول مستفی کا مستبر ہوگا اور اگر دونوں نے بیکہ کام کر دیا تو طرفین کے نزدیک شیخ کا بیکہ
الشَّيْخُ عِنْدَ أَبِي خَبِيعَةَ وَمُعْتَبَرٌ وَجْهُهُمَا اللَّهُ وَقَالَ أَبُو يُونُسَ وَجْهُهُمَا اللَّهُ الْفِيئَةُ بِئِنَّ الْمُسْتَفِي
مستبر ہوگا اور امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ مستفی و شیخ مستبر ہوگا
وَإِذَا ادَّعَى الْمُسْتَفِي فَنَحْنُ أَكْثَرُ وَادَّعَى الْبَائِعُ أَقْلُ بَيْنَهُمَا وَنَحْنُ نَقْضُ الثَّمَنِ أَخْذَهَا الشَّيْخُ بِئِنَّ
اور جب مستفی زیادہ قیمت کا دعویٰ کرے اور بایع اس سے کم کا دعویٰ کرے اور (اچھی تک) اس نے جس پر قید نہیں کیا تو شیخ
قَالَ الْبَائِعُ وَكَانَ ذَلِكَ خَطًا عَنِ الْمُسْتَفِي وَإِنْ كَانَ قَبْضُ الثَّمَنِ أَخْذَهَا بَيْنَهُمَا فَإِنَّ الْمُسْتَفِي
بایع کی دعویٰ قیمت میں اس لئے ہے کہ یہ مستفی کے ذریعہ قیمت کم کرنا ہوگا اگر بایع نے بیکہ شیخ اس مستفی کے کہنے کے مطابق ہے
وَلَمْ يَنْقُضْ إِلَى قَوْلِ الْبَائِعِ وَإِذَا خَطَّ الْبَائِعُ عَنِ الْمُسْتَفِي بِنَقْضِ الثَّمَنِ بِنَقْضِ ذَلِكَ عَنِ الشَّيْخِ
اور بایع کی بات کی طرف توجہ نہ دے اور جب بایع مستفی سے بیکہ قیمت کم کرے تو اس کی شیخ سے ساتھ ہو جائیگا
وَإِنْ خَطَّ عَنْهُ جَمِيعَ الثَّمَنِ لَمْ يَنْقُضْ عَنِ الشَّيْخِ وَإِذَا الْمُسْتَفِي لِلْبَائِعِ فِي الثَّمَنِ لَمْ يَنْقُضْ الزَّيَادَةَ لِلشَّيْخِ
اور اگر بایع قیمت سے بیکہ شیخ کے ذریعہ سے ساتھ نہ ہوگی اور اگر مستفی بایع کو زیادہ قیمت دے دے تو یہ زیادہ شیخ کو لازماً ہوتی

تشریح و توضیح: شیخ اور خریدار کے درمیان مسلسلہ قیمت اختلاف کا ذکر

وَإِذَا اخْتَلَفَ الشَّيْخُ وَالْمُسْتَفِي فِي الثَّمَنِ فَالْقَوْلُ قَوْلُ الْمُسْتَفِي اور خریدار کے درمیان اختلاف ہو تو اس صورت میں مختلف خریدار کے قول کو ناظر اعتبار کر دیا جائے گا اور شیخ کو اس کا حق ہوگا کہ خریدار کی ذکر کردہ قیمت کے بدلہ لینے اور غلام نہ لے۔ سب یہ ہے کہ شیخ خریدار سے کم قیمت کے بدلہ لینے کے حق کا رکھے اور اگر خریدار اس کا انکار کرتا ہے اور عدم قیمت کی صورت میں انکار کرنے والے کا قول مختلف مستبر ہو کر تا ہے مگر اس میں شیخ اور خریدار دونوں طرف ملابہ لازم نہ ہوگا۔ اس لئے کہ ملابہ ہی عقل میں منصوص ہے جبکہ دونوں طرف سے انکار اور دونوں طرف سے دعویٰ ہو۔ اور اس میں خریدار شیخ پر کسی شے کا دعویٰ نہیں اور نہ شیخ انکار کر رہا ہے۔ یعنی میں اس کی طرف سے۔

فَإِنْ أَقَامَ الْبَائِعُ الثَّمَنَ وَكَرَّرَ دَعْوَاهُ جِدَّ جِدَّ لَمْ يَنْقُضْ فِي سَوَدِّهِ مِلْكِيَّةً اور اگر دہرہ جہش کرے تو ہماری کے مطابق حکم کیا جائے گا۔ اور اگر خریدار شیخ کو اس میں بیکہ جہش کر دے تو اس صورت میں انعام ابو حنیفہ و امام مالک کے نزدیک شیخ کا بیکہ ناظر اعتبار قرار دیا جائے گا۔ اور امام ابو حنیفہ و امام مالک کے نزدیک مستبر قرار دیں گے۔ اس لئے کہ اس کے بعد سے ایک ذمہ اس بات ہو رہا ہے کہ وہ اضافہ کو ثابت کرنے والے ذمہ کا ادویت حاصل ہوتی ہے۔

حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل صورت میں دونوں کے بیکہ اس کا قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ خریدار کا قول مستبر ہوگا۔

حضرت امام ابو حنیفہ اور حضرت امام مالک کے نزدیک خریدار کے بیکہ سے اگرچہ بیکہ اضافہ ثابت ہو رہا ہے مگر حقیقت عقلی کے

الغبار سے شفعی کے چہرے سے انسانا نہایت ہوتا ہے جس کی وضاحت اس طریقہ سے کی جاسکتی ہے کہ عیادت کے ذریعہ کسی امر کا لزوم ثابت کیا جاتا ہے اور اس جگہ شفعی کے چند ضروریات بتا کر دیا ہے خریدار کے چہرے سے نہیں۔ اس لئے کہ شفعی کے پید کو قبول کرنے کی صورت میں یہ لازم آئے گا کہ خریدار کو شفعی کے پر و کر دے۔ یہ خریدار کے چند کو قبول کرنے کی صورت میں شفعی پر کسی چیز کا جواب نہ ہوگا اس واسطے کہ اسے پتہ چلے حاصل ہے کہ وہ لے اور غواہ لے۔

وإذا دفع المعضوق الملع. اگر فروخت کرنے والے اور خریدار میں مسلسل جسم اختلاف ہو، خریدار و فروخت زیادہ سے زیادہ دوسرے فروخت کنندہ کو فروخت کر دے، ابھی قیمت کی وصولی نہ ہوئی ہو تو اس صورت میں حق شفعی فروخت کرنے والے کے قول کو مستحق قرار دیا جائے گا۔ اس لئے کہ حقیقتاً فروخت کنندہ کو قبول درست ہونے پر اس پر انعقاد کا حق نہیں ہے۔ اور خریدار کے قول کے درست ہونے کی شکل میں یہ سمجھیں گے کہ فروخت کرنے والے نے اپنی طرف سے اندوہ کی قیمت کی کر لی۔ ہر صورت میں اگر فروخت کنندہ کا قول ہی ہوگا۔

اگر فروخت کرنے والا جس پر کاغذ ہو جائے تو اس کے بعد خریدار کی مقدار کے بارے میں اختلاف واقع ہو۔ اس صورت میں اگر شفعی اپنے پاس کو اور کھانا تو اس کی وہی قابل قبول ہوگی اور گواہ ہونے کی شکل میں خریدار سے حق لے کر خریدار یا جائے گا۔ اور فروخت کنندہ کے قول کو کوئی توجہ قرار نہ دیں گے۔ اس سے قطع نظر کہ وہ خریدار یا فروخت کنندہ میں سے کسی کو فروخت کنندہ کے حق کی وصول کر لینے کے بعد بیچ کی قیمت ہو چکی اور خریدار کو بیچ پر شکستہ حاصل ہو گئی اور فروخت کنندہ کو اپنی شخص کی طرح ہو گیا۔ اور اب اختلاف نظر پیدا۔ اور شفعی کے حق میں رہ گیا۔ اگر غلات کے ذریعہ، انہوں صورتوں میں خریدار کو قبول مستحق ہوگا۔

وإذا حط المانع الملع. شفعہ کو دھڑے جسم معاضدہ شفعی پر لزوم ہوتا ہے حق مکمل ہو جانے اور فروخت کنندہ کے خریدار کے اس سے قیمت میں کمی کی کر دینے پر شفعی کو بھی اس کا حق پہنچتا ہے کہ وہ اس کی کم کردہ قیمت پر پھر ملے۔ البتہ اگر یہ ہو کر فروخت کرنے والا خریدار سے بچو نہ لے اور ساری رقم معاف کرے تو اس صورت میں حق شفعی یہ معافی نہ ہوگی اور رقم اس کے ذمہ سے ساقط ہونے کا حکم نہ ہوگا۔ سبب یہ ہے کہ نہ نئی قیمت کے ساتھ کہ دینے کا الحاق عقد کے ساتھ ہوتا ہے لیکن جس قدر سب سے شفعی کی کوئی قرار دیا جائے گا۔ اس لئے کہ پورے حق کے ساتھ کرنے میں دوسری ضرورتیں آئیں گی۔ (۱) یا تو عقد بیع ہو جاتا ہے۔ (۲) یا یہ عقد حق کے بعد ہوگا جس کا فائدہ ہونا ظاہر ہے اور بیع کا فائدہ میرا جہاں تک تعلق ہے ان میں شفعہ کا حق حاصل نہیں ہوتا۔ صواب جو خریدار کے نزدیک شفعی کے حق کے سرفہرہ نہ ہونے کا حکم اس شکل میں ہوگا جو خریدار سے فروخت کنندہ جس کو ایک کمر سے ساقط کرے اور بیچنے والوں کے ذریعہ ساقط کرنے پر اختیار کا مکمل مستحق ہوگا۔

وإذا دفع المعضوق الملع. اگر خریدار فروخت کنندہ کے واسطے حق میں عداوت ہو تو اس وضاحت لزوم شفعی پر نہ ہوگا۔ اس لئے کہ کچلی ہی قیمت پر بیع کو حصول اشتقاق ہو گیا۔ یعنی یہ قیمت جس پر کہ پہلا عقد ہو چکا تھا اب بعد میں خریدار وغیرہ کے فعل کے ذریعہ اضافہ کا غلط نہیں پڑتا ہوگا۔

وإذا أجنع الشفعة فلا شفعة بينهم على غلب زوابعهم ولا يقبض بالاختلاف الأملاك.

اور جب چند شفعی بیع ہو جائیں تو شفعہ ان کے درمیان ان کی عداوت کے مطابق ہوگا اور ملک کے اختلاف سے انہیں نہ ہوگا۔

تشریح و توضیح: کسی حق شفعہ رکھنے والوں میں شفعہ کی تقسیم کا ذکر

وإذا أجمع الملع. اگر کوئی شفعی اس طرح کے اکٹھے ہو گئے ہوں کہ اگرچہ ان کے اعتبار سے برابر ہوں تو اس صورت میں حق شفعہ

وَلَا تُنْكِرُ الْجَبَلَةَ فِي الْمَقَاطِ الشُّغْبَةِ بَعْدَ أَبِي يُرْسُفَ رَحِمَهُ اللَّهُ وَقَالَ سَمِعْتُ رَجُمَةَ اللَّهِ تُنْكِرُ
اور امام جوہر نے اس کے نزدیک شغل ساتھ کرنے کے لئے جملہ کرنا تحریر نہیں اور امام جوہر فرماتے ہیں کہ کرم ہے
تشریح و توضیح:

وَلَا تُنْكِرُ الْجَبَلَةَ الْحِجْ كَوْنِ فِي طَرَحِ كَيْ تَدِيرُ اِتِّخَاذَ كَرَامِكُمْ كَيْ بَاعَثَ قَلْبُكَ كَوْنِ خُصْمٍ مَعَهُ كَرَامِكُمْ سَبَبِ اس كِي دُر
فہمیں ہیں: (۱) شغل کے ساتھ کرنا جملہ نامہ (۲) اس كِي تدبیر اختیار کرنا اس كے باعث ثوابت شغل نہ ہو سکے تو شغل ثابت
ہو جائے كے بعد اسے ساتھ کرنے كے تدبیر کو امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ تحریر فرماتے ہیں۔ مثال كے طور پر خریدار كے مکان خریدنے كے بعد
شغل كے كے كے اس كے مکان كے بعد اسے خریدار اس كے سبب نہ ہو كے اس كے قصور خریدار كے ساتھ جتنی شغل باقی نہ رہے گا۔ اس كے كے ادرام
نہیہ دراصل شغل سے پہلو كے كے عزت سے قویہ جملہ مختصر طور پر سب كے نزدیک باعث كرامت ہے۔ دوسری عقل اس كے تدبیر اختیار کرنا كے
اس كے باعث شغل ثابت نہ ہو كے۔ امام محمدؒ نے بھی كہا نہ ہے كے ہیں۔ امام ثمالیؒ بھی كہا فرماتے ہیں۔ البتہ امام ابو یوسفؒ نے كہا نہ
فرما نہیں دیتے۔ شغل كے سلسلہ میں معنی یا امام ابو یوسفؒ كے قول كے سبب سبب كہتے ہیں كہ یہ جملہ ہوا اس صورت میں ہے كہ كے خریدار
كو اس كے احتیاج نہ ہو۔ صاحب شریعہ قویہ فرماتے ہیں كے شغل كے شروع ہونے كے بعد خریدار كے کو نقصان سے پہلے ہے۔ كے خریدار كے اس
طرح كے ہو كے اس كے سبب ہمارا نقصان ہو تو یہ درست نہیں كے شغل ساتھ کرنے كے تدبیر كے جائے اور اگر خریدار صانع شخص ہوا تو شغل
صحیح دوسرے كے اس كے خریدار كے ہونے كے ساتھ ساتھ کرنے كے جملہ اختیار كے جائے۔

وَإِذَا نَفَى الْمُشْتَرَى أَوْ غَرَسَ نَمَ فُضِيَ لِلْمُشْتَرِي بِالشُّغْبَةِ فَهِيَ بِالْجِبَارِ إِنْ شَاءَ أَخَذَهَا بِالشُّغْبِ
اور اگر مشتری نے (زمین پر) مکان یا باغ یا باغ پر شغل كے حق میں شغل كے بعد یا یا تو شغل كے اختیار ہے اگر چاہے زمین كو مکان كے قیمت
وَقِيمَةُ الْبَيْتِ وَالْقُرْسِ مَقْلُوعَيْنِ وَإِنْ شَاءَ تَكَلَّفَ الْمُشْتَرَى بَقِيَّتَهُ وَإِنْ أَخَذَهَا الْمُشْتَرَى قَسِي
اور اگر كے ہو كے ممانعت اور باغ كے قیمت كے عوض سے لے اور اگر چاہے مشتری نو كے زمین پر مجبور كے۔ اور اگر شغل كے زمین كے مکان یا باغ
أَوْ غَرَسَ نَمَ اسْتَصْحَفَتْ وَشِعْ بِالْمُشْتَرِي وَلَا يَرْجِعُ بَقِيَّتُهُ الْبَيْتِ وَالْقُرْسِ وَإِذَا تَهَضَّبَتِ الْمَنَارُ
یا باغ یا باغ پر اس كے بعد اس كے آقا قریہ قیمت دائیں سے گا اور عادت اور اس كے قیمت نہیں سے لے گا۔ اور اگر بیخوش كے زمین كے مکان كے
وَإِخْتَرَفَتْ مَنَارُهَا أَوْ جَعَلَ شَعْرَ الشَّوَابِ مَعْرِ غَمَلٍ أَخَذَ فَلِلْمُشْتَرِي بِالْجِبَارِ إِنْ شَاءَ أَخَذَهَا
اور اس كے قیمت میں كے یا یا یا كے عادت كے نو كے شغل كو اختیار ہے اگر چاہے اس كے قیمت كے عوض سے لے لے
بِصِيحِ الشُّغْبِ شَاءَ غَرَسَ وَإِنْ نَقَصَ الْمُشْتَرَى الشَّاءَ قَبْلَ الشُّغْبِ إِنْ بَشَتْ قَعْبَةُ الْقَرَصَةِ
اور اگر چاہے مجبور ہے اور اگر مشتری نے عادت تو زمین تو شغل سے بچا ہونے كا كے اور تو چاہے زمین كے اس كے حصہ كے
بِحَضْبِهَا وَإِنْ بَشَتْ حَذَّاعٌ وَلَيْسَ لَهُ أَنْ يَأْخُذَ الْبَيْضَ وَفِي الْبَيْضِ أَوْهَا وَ عَلَى تَغْلِيظِ شَعْرٍ
عوض میں لے اور اگر تو چاہے مجبور ہے اور وہ نہ ہوتے ہوتا اس كے لیے چاہے نہیں اور كے یا یا یا خریدار اس كے زمین پر بچل گے ہونے
أَخَذَهَا الشُّغْبِ بِغَيْرِهَا وَإِنْ جَعَلَ الْمُشْتَرَى مَقْلُوعَيْنِ الشُّغْبِ جَعْلُهُ وَإِذَا فُضِيَ لِلْمُشْتَرِي
یسا تو شغل كے زمین كے صورت مراد۔ اور اگر مشتری بچل تو زمین تو شغل سے آتی كے قیمت ساتھ ہو جائے كے اور اگر شغل كے حق میں ایسے مکان
بَالِدُوهُ وَنَمَ يَكُنْ رَافَا فَلَهُ جِبَارُ الرُّؤْيَةِ قَالِ وَأَخَذَهَا غِيَابَ فَلَهُ أَنْ يُؤْذَهَا بِهِ وَإِنْ كَانَ
کا قبضہ ہو زمین كے اس نے دیکھا تھا تو اس كے لئے نہ رویت ہے جس كے اس میں بچا ہونے كا اور (ب) اس كے سبب سے اور اگر اس كے ایسے ہونے كا چاہے

الْمُسْتَرَىٰ خُرُوطُ الْبِرَاءَةِ مِنْهُ وَإِذَا انْقَضَىٰ بِمَنْ مَوْجِلُ فَالْمُسْتَعِ بِالْخِيَارِ إِنْ شَاءَ أَحَدُهَا
مُسْتَرَىٰ نَافِئَةً عَنْهُ بِمَنْ مَوْجِلُ فَالْمُسْتَعِ بِالْخِيَارِ إِنْ شَاءَ أَحَدُهَا
بِمَنْ خَالَ وَإِنْ شَاءَ صَبَرَ حَتَّىٰ يَنْقَضِيَ الْأَجَلُ ثُمَّ يَأْخُذُ وَإِذَا انْقَضَىٰ الشُّرُوكَا الْعَقْدَ فَلَا
قِيَمَةَ لَهُ كَرِهَ لَهُ أَنْ يَكُونَ بِمَنْ مَوْجِلُ فَالْمُسْتَعِ بِالْخِيَارِ إِنْ شَاءَ أَحَدُهَا
شَفْعَةً لِّجَارِهِمْ بِالْعَقْدَةِ وَإِذَا انْقَضَىٰ ذَاكَ فَلَمْ يَلَمْ الشُّفْعَةُ ثُمَّ رَدَّهَا الْمُسْتَرَىٰ بِخِيَارِ
لِي جَوَازٍ بِمَنْ مَوْجِلُ فَالْمُسْتَعِ بِالْخِيَارِ إِنْ شَاءَ أَحَدُهَا
وَأَنْ يَكُونَ بِمَنْ مَوْجِلُ فَالْمُسْتَعِ بِالْخِيَارِ إِنْ شَاءَ أَحَدُهَا
وَأَنْ يَكُونَ بِمَنْ مَوْجِلُ فَالْمُسْتَعِ بِالْخِيَارِ إِنْ شَاءَ أَحَدُهَا

لغات کی وضاحت:

عمرس : ارقت کا پودا لگا، بڑا خوش - مقلو غین - قلع : تر سے کھینچنا - کٹنگ : عقل کا کام کا مرکز -
الطمان : بارگ - العرمیہ : میدان - مؤجل : اجماع - العفو : زشت - جزو : حصہ - سلم : پھول ڈالنے کا نام -

تشریح و توضیح:

فرد جسی العسکری نفع اگر خریدار نے جو زمین خرید لی ہو اس میں دو قسم کے بارے یا باغ کے ساتھ بھر پور ہو چکے اور باغ کے لئے کے بعد شہد کے حق کا حکم ہو جائے تو اس صورت میں حضرت امام ابوحنیفہ اور حضرت امام محمد رحمہ اللہ سے یہاں کہ شیعہ کو زمین حاصل ہوگا کہ خواہ وہ زمین بیع فسخ اور منہدم شدہ تعمیر اور قسب یا بیع کے ساتھ لے اور وہ خریدار سے کہے کہ وہ اپنا صاحب اور اکھر سے کہے کہ وہ رشتہ افغانے اور ذیلی نہیں حاصل کرے۔ اور حضرت امام ابو یوسف مفت فرماتے ہیں کہ حق شہد کہنے والا خود اپنی زمین زمین و قمار سے لے اور خود کو قطعاً نہ لے۔ حضرت امام شافعی ان اعتبارات کے ساتھ اسے یہ اختیار بھی دیتے ہیں کہ وہ خریدار سے کہے کہ وہ رشتہ افغانے لے اور بقدر نقصان کا وہ ان کی ادائیگی کر دے۔ حضرت امام ابو یوسف کہتے ہیں کہ خریدار کو اس تصرف کا حق حاصل ہے۔ اس لئے کہ اس کا تصرف اپنی خرید کردہ شے میں ہے۔ لہذا اسے یہ اسرار کہ کہ وہ تعمیر وغیرہ افغانے ایک طرف قطعاً اپنی ہوا، اگر شہد کا حق نہ رکھے والا ہوتا تو کسی قیمت اور کر کے فیسے یا قطعاً ترک کر دے۔ حضرت امام ابوحنیفہ اور حضرت امام محمد کے نزدیک خریدار کا یہ تصرف اگر چاہا کہ خرید کر دے میں ہے مگر حق شیعہ کی ایک اس کے ساتھ مربوط بلکہ کیا جائے کہ پختہ ہو جائے اس واسطے اس کے تصرف کو رد نہیں ہے۔

وَن اَعْدَاہُ التَّقْصِیْعِ الْح. روزِ مَکِن میں کاپیٹلِ مَکِن شیعہ ہونے کے باعث شیعہ اس میں مکر ہائے دیباغہ ہے۔ اس کے بعد کوئی دعویٰ کرنے والا چلا نکلتا ہے کہ عارفِ بخت کرنے والے اور خریدنے والے کی بیعت کے متعلق باطل ہونے کا حکم کتاب اور یہ زمین شیعہ سے حاصل کر کے لہارت وغیرہ اکٹرا دے تو اس صورت میں شیعہ کا محض یہ حق ادا کا نہیں رہا پس لے لے، لہارت وغیرہ کی قیمت کی بھولیابی کا نہ فروخت کنندہ سے حق ہو گا اور نہ خریدار ہے۔ دونوں مسئلوں میں سبب فرق یہ ہے کہ مسندِ اولیٰ میں خریدار کے لئے نسبت کنندہ کی جانب سے تسلیم ہے۔ پر شیعہ نہ دعو کر میں بلکہ یہ کہ میں میں ہر طرح کے تصرف کا حق ہے کہ وہ اس جگہ خریدار کی طرف سے حق شیعہ کسی طرح کا دعو کر نہیں پایا جاتا۔ اس لئے کہ خریدار تو اس پر مجبور ہے کہ وہ شیعہ کے حوالہ کرے۔

الحاق کی وضاحت:

طرب۔ قسم۔ نصب۔ حصہ۔ لفظ: اجازت

تشریح و توضیح:

کتاب الشریکۃ الحج۔ کچھ مسائل شدہ کا حق شرکت سے ہونے کے باعث اس جگہ شرکت کے مسئلہ ذکر کئے گئے۔ جہاں تک نفس شرکت کا حق ہے اس کا شروع ہونا کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ دونوں سے ثابت ہے۔ ارشاد ربانی "لھم شریکاء فی فلتات" سے شرکت ثابت ہو رہی ہے۔

لغت کے اعتبار سے شرکت اس طریقہ سے دو حصوں کو ملا دینے کا نام ہے کہ ان سے ان کوئی امتیاز نہ رہ جائے۔ علاوہ انہیں مفاد شرکت پر اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ اور شرعی اصطلاح کے لحاظ سے شرکت ایسے عقد کا نام ہے کہ جس کا وقوع قطع میں بھی ہوا اور رأس اس میں بھی ہو۔ لہذا کہ یہ شرکت رأس المال میں نہ ہو اور مشترک محض نقد میں ہو تو اس کا نام مضاربت ہوگا اور اگر نقد میں نہ ہو بلکہ نقد رأس المال میں ہو تو اسے مضاربت کہا جاتا ہے۔

الشریکۃ علی ضربین الحج۔ شرکت دو قسموں پر مشتمل ہے۔ ایک شرکت الماک اور دوسری شرکت عقود۔ شرکت الماک تو اسے کہا جاتا ہے کہ جس میں آدمی کو کم اور اخلاص کا طور پر یا بطور وراثت یا بطور صدقہ یا فریضے وغیرہ کے ذریعہ حصہ میں جڑ پر ملکیت حاصل ہوئی ہو۔ مگر شرکت یہ ہے کہ اس کے اندر دونوں شرکتوں میں سے ہر شریک کی دوسرے کے عقد کے اعتبار سے حیثیت انہی کی ہی ہوتی ہے کہ جس طرح انہی کوئی اجازت تصرف کا حق نہیں ہوتا تاہم ایک طرح ایک دوسرے کے حصہ میں اس کی اجازت کے بغیر تصرف کرنا جائز نہیں ہوگا۔ شرکت عقودی اقسام و طریقہ کی تفصیل اور مکمل وضاحت آگے آ رہی ہے۔

والضربۃ الثانیۃ شریکۃ الغنود ویحیی علی ازیغۃ اویجہ مفاویضہ وعبان وشریکۃ الضنایم اور دوسری قسم شرکت غنود ہے اور "د چار قسم ہے ہے منافضہ۔ عبان۔ شرکت مضاعفہ وشریکۃ المویجہ۔ فاما شریکۃ المفایضہ فہی ان یشرط الرجلان فی شراوین فی مالہما اور شرکت وجہ بہ مال شرکت منافضہ تو یہ ہے کہ ہر ایک اولیٰ سے نمونہ کر لیں کہ مال و نصیب لہما و فیہما لیکوز بنی الخوتین المستلفین المایضین المالین ولا یخوز بنی الخوتین تصرف اور طرفہ میں دونوں برابر و پس گئے ہیں یہ شرکت "آ آزاد۔ مضاعف۔ باقی ماعلیٰ آدمیوں کو دوسریاں جائز ہے اور آزاد و المستفویک ولا یمن القسی والبالغ ولا بین المسلمین والکافر وتنفذ علی المویجۃ والمکفالیہ وما انکام کے دوہاں جائز نہیں اور نہ چھوڑنے کے دوہاں اسے مسلمہ کا کر کے دوہاں مال پر مالیت یا کفالت پر منصف ہوتی ہے اور دونوں میں سے ہر ایک جو کہ یشترکہ کل واجب منہما یشکر علی الشریکۃ الا طعام اقلہ ویمسکونہم وما یلزم کل واحد فربے کا تو وہ شرکت پر ہلکے سوائے اس کے ہاں ہوں کے کھانے اور نکرت کے اور میں سے ہر ایک من الذنوب بذلًا عما یصلح فیہ الا شریک فلا یختر صاحبی فہ فانی ووث انسلختا خلاصیح کو جو قرعے کی چیز کے بدلے میں لازم ہو گئے جس میں شرکت کی ہے تو دوسرا مال کا نام نہیں ہوگا۔ اور ان میں سے کوئی ایک بیخ کارادت ہو گیا فیہ الشریکۃ اویجب فہ ووصل الی یدہ بطلت المفایضہ وضاربت الشریکۃ عانًا ولا جس میں شرکت کی نہیں ہے (ایسی چیز) اس کو دینا کہی اور اس کے قبضہ میں آگئی تو شرکت منافیہ باطل ہو کر شرکت حلال ہو جائے گی اور

[illegible]

خان وراثت احمد علیج - انھوں نے اپنے دور میں کئی نئی چیزیں جن میں شریعت اور سنت پرانے میں سے کئی نئی ایجاد شریعہ و سنی کے طور پر برقرار رکھے گئے تھے ان کے اندر شریعت کے خلاف ہر قسم کی اصلاح فرمادی جائے تو اس کے لئے کثرت سے مقرر کیا جاتا تھا لیکن یہاں میں فقہاء سنی، ائمہ اربعہ کے احکامات پر عمل کیا جاتا تھا اور کفر و فسق پر کڑی نگرانی کی جاتی تھی۔

ولید زاد شریعت نامہ و جہان علیج - انھوں نے راجہ کے لئے ایک کتاب لکھی جس میں شریعت کے خلاف ہر قسم کی اصلاح فرمادی جائے تو اس کے لئے کثرت سے مقرر کیا جاتا تھا لیکن یہاں میں فقہاء سنی، ائمہ اربعہ کے احکامات پر عمل کیا جاتا تھا اور کفر و فسق پر کڑی نگرانی کی جاتی تھی۔

پھر متحد قزاق کے ہاتھ پہ قرآن مجید شریعت مقدسہ لکھی اور یہ دو اسٹار جوں میں سے جو ایڈ کوارٹر۔۔۔۔۔۔۔۔

تعریف گزار دست بستہ کیا، ایک اور بے گئے مصلحتی تعریف کے جام پر جو دیکھا جاتی خیر عرصہ بند

[illegible]

[illegible]

بعض مالہ الخ۔ اگر ایسا دیکھ دوں تو کون جس سے ہر شریک نامہ پورے ماں کے بچے تہجد میں کے ساتھ شریعت کو تو اس میں بھی مضائقہ نہیں۔ اس لئے کہ شریعت اعلان میں مساوات کو شرط صحت قرار نہیں دیتا، ایسا یہ علاوہ زمین، آخر وقت انہیں جہاد کے ساتھ شریعت کو تو یہ بھی اپنی توجہ درست ہے۔ اس لئے کہ عند احوال شریعت اعلان کے عند ماں کے مطلق ہونے اور رہنے کی بھی شریعت نہیں۔ امام زفرؒ اس سے دست بردار نہیں رہتے۔ اصناف فرماتے ہیں کہ ایسے بہت سے احکام ہیں جن کے عند احوال میں اور ہر ہمسوں کو اپنی ہی ہر میں شریعت کو کیا گیا۔ مثلاً زکوٰۃ کے سلسلہ میں دونوں کو باہم ملا بیٹھیں۔ جہاد ہر ہمسوں اور جہاد میں ہر ہمسوں کو کیا جائے گا۔ دیکھنا یہ کہ بعض فرماتے ہیں۔

و اما شریکۃ المصلحت، شریکۃ عقد کی قسم کو شرکت منافع کہتے ہیں۔ وہی ہے اور اسے ہم شریکۃ منافع اور شریکۃ تعاون بھی کہتے ہیں۔ شرکت منافع یہ ہے کہ دو پیشہ والے مل جل کر کے کار پر یکہ تحریر کر لیا اور ایک ایسی دکان پر اتفاقاً دو جانے کر رہے اور اس کام کو اس کر کے جو ممکن ملاقات و اتفاق دہا اور اس سے حاسن شدہ کو ان کی شریکۃ ہوگی تو اس کے بعد وہ اس شریکوں میں سے کسی نے بھی کام لیا وہ دونوں کو انجام دینا لازم ہو جائے گا اور جو صورت ایک شریک کے کام سے ملے گی اس میں شریک کے ساتھیوں کے دوسرا ان تقسیم ہوگی خواہ اسے شریک بنے ہو یا نہ ہو۔ اور چونکہ یہاں حضرت امام شافعی اس بات کو درست قرار نہیں دیتے۔

[illegible]

الْفَلَّ وَتَحْتَ شَرْكَهَ فَاصْبِدْ فَالْمَرْجُ فِيهَا عَلَى قَلْبِهِ رَأْسُ الْعَالِ وَ يَبْطُلُ سَرْعُ الْقَضَائِلِ وَإِذَا غَابَتْ أَعْيُنُ
وَأَجِبْ بَدَنِي. اور ہر دفعہ شرکت میں شریک اس مال کے حساب سے تنبیہ ہوگا اور کسی شریک کی شرط یا حق ہوگی، پھر اگر ایک شریک مر جائے یا مرتد ہو کر
الشَّرِيعَتَيْنِ أَوْ إِذْنَهُ وَتَحْتَ بَذَارِ الْخُزْبِ يَغْلِبُ الشَّرِيعَةُ وَلَيْسَ لَوَاجِبِهِ مِنَ الشَّرِيعَتَيْنِ أَنْ يُلْغَى زَكَاةُ عَالِ
وَالْحَرْبِ جَزَاءُ شَرِكْتِ بَاشٍ جَوَابُهُ نِي. اور شریکین میں سے کسی کے لئے یہ شرط ہوگی کہ اگر وہ مرے یا مال کی رقم نہ لے کر مرے یا اجازت سے جس نے
الْآخِرُ إِلَّا بِإِذْنِهِ فَإِنْ تَحَلَّى وَاحِدٌ مِنْهُمَا لِصَاحِبِهِ أَنْ يُلْغَى زَكَاةُ قَادِي. مثلاً: وَاحِدٌ مِنْهُمَا فَالْقَائِي هَذَا مِنْ
ان میں سے ایک ہے دوسرے کو اپنے زکوۃ دے دینے کی اجازت دینی اور ان میں سے ہر ایک نے زکوۃ دے دی تو امام اوسطین کے نزدیک ہر
سَوَاءٌ عَنْهُمْ بِإِذْنِ الْأَوَّلِ أَوْ لَمْ يَعْلَمْ عَدْلُ أَبِي حَبِيبَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ زَقَالًا وَحَمَلُهُمَا اللَّهُ إِنْ لَمْ يَعْلَمْ لَمْ يَعْضَنْ
میں سے اگر کسی نے زکوۃ دے چکے ہو تو اسے اپنے کسی شریک کو یا نہ ہو اور صاحبین فرماتے ہیں کہ اگر اسے معلوم نہ ہو تو ضامن نہ ہوگا

اغست کی وضاحت:

المشعري: شريك و شريك. طريق: طريق. احتساب: اگر دیاں اٹھیں نہ۔ ردوہ: چری۔ الکسب: آمدنی۔

قلمر: مقدار۔ رأس المال: اصل مال۔ لغی: لے نہ۔

تشریح و توضیح:

و اما شرکتہ انو صوحہ مع: یہاں صاحب کتاب شرکت کی قسم چاروں میں شرکت وجود کے متعلق ذکر فرما رہے ہیں۔ شرکت
وجود کی شکل یہ ہوا کرتی ہے کہ دو یا چند شریکوں میں سے کوئی شریک بھی اپنی سب سے رکھتا اور وہ حصہ اپنے اثر و سوغ اور ہر ایک کے حدود کی بنیاد پر مختلف
تاجروں سے ملان اور خریدنے آئے ہیں اور ہر ایک ملان کا کچھ حصہ رکھتا ہے اور وہ اس کی شرکت ہو جاتی ہے تو شرکت کی اس شکل کو بھی درست قرار دیا
میں۔ اس کے بعد یہ کہنے لگے کہ لکھا ہے شریک کی قسم چاروں میں سے کوئی شریک بھی اپنی سب سے رکھتا اور وہ حصہ اپنے اثر و سوغ اور ہر ایک کے حدود کی بنیاد پر مختلف
شریک ہوں اور اگر ایک نے ایک شریک کی شریک داری کی تو دوسرے نے دھتکتی کی تو قطع بھی اس کا حصہ ہے تقسیم ہوگا۔ اگر کوئی شریک اس طرح
کی شرکت لگائے کہ زیادہ قطع اس کا ہو گا تو یہ شرط باطل قرار دی جائے گی۔ حضرت ابو ہریرہؓ حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت امام احمدؒ اس شرکت
کو بھی درست قرار دیتے ہیں۔

ولا يجوز الشركة في الاحتساب الع: صاحب کتاب اس جگہ سے شرکت فاسدہ کے حکام ذکر فرماتے ہیں۔ شرکت
فاسدہ اسے کہاجاتا ہے کہ جس میں ان شرائط میں سے کسی شرط کا وجود نہ ہو جو کہ شرکت صحیح ہونے کے لئے ہوں۔ اور انہی اعتبار جو اصل کے
اعتبار سے سبج ہوں۔ مثال کے طور پر اگر کسی اور محتاس و غیرہ تو ان کے اصول میں شرکت کو درست قرار دے دیں گے اس لئے کہ شرکت و
تخاسیہ ہے کہ وہ متشکل علی الذلک ہو اور مہاجیر وہ کے مصوب میں اکانت ممکن نہیں۔ جب یہ ہے کہ مبرا اشد کا جہاں تک متعلق ہے ان پر خدا
وکیل بنانے والے کو کیفیت حاصل نہیں ہوتی۔ سہا کا کو حق نہ ہوگا کہ کو کسی سہر۔ لکھا قائم مقام بنائے۔

ولا حصصه بغير الع: اگر ایک شخص اپنے پاس بچہ رکھتا ہو اور دوسرے کے پاس پانی بچھنے کی خاطر چرنا یا غنیمت ہو اور ہر
دونوں کا اس میں اشتراک ہوگا۔ نہ کہ وہ پانی ان کے واسطے سے لیا کر کسی کے اور اس سے ہونے والی آمدنی کی تقسیم دونوں کے درمیان
ہو جائے کہ اسے تو شرکت کو درست قرار نہیں دیا جائے گا اس لئے کہ اس کا اعتقاد (یعنی وہ کہ تو سب کے لئے فائدہ اٹھانے والی) نہیں

شعبہ پناہ میں داخل ہونے والی تعداد کا جائزہ دینے والا ادارہ ہے۔ اس کے تحت لی آجملہ میں داخلہ دینے والا ادارہ ہے۔ اس کے تحت لی آجملہ میں داخلہ دینے والا ادارہ ہے۔

[illegible]

ہیٹھ کے قادیان بننے لگی تھی مگر ۱۸۵۷ء میں اس کا رخ بدل گیا۔ وہ ایک ہندوستانی پانی کا علاقہ بن گیا۔ اس کے بعد اس کے قریب ہی ایک اور قصبہ بن گیا۔ اس کا نام بھی قادیان ہی رکھا گیا۔ اس کے بعد اس کے قریب ہی ایک اور قصبہ بن گیا۔ اس کا نام بھی قادیان ہی رکھا گیا۔ اس کے بعد اس کے قریب ہی ایک اور قصبہ بن گیا۔ اس کا نام بھی قادیان ہی رکھا گیا۔

[illegible]

کتاب المضاربة

منشیاری کے احکام و فرائض

[illegible]

[illegible]

دفع. دینہ، مفاکرہ۔ ربيع. قطع. ثلث. تہائی. فاو رقت الف. اللہ جو تجھ سے کرے، اور اللہ جو سے مصلحت نہ کرے۔

تشریح و توضیح:

۱۔ تم بعض مبالغہ افراطی اور ایسا جو محقق مضارب کرتے : بالابا اجازت صاحب مال کسی اور شخص کو لاپرواہی مضاربت مال
 اور یہ تو اس صورت میں پہلے مضارب پر دوسرے کو کھنکھلا رہے ہیں کہ وہ اس سے مضارب لازم ہوگا جو کھنکھلا رہے ہیں اور مضارب نے اس میں اس
 تجارت نہ کیا اور اس سے قطعاً فکر کہ دوسرے مضارب کو اس سے بھی ہو جائے : دوسرے کا یہ امر وہی ہے کہ وہ مضارب نام نہاد جو مضارب
 حضرت امام غزالی فرماتے ہیں : اور حضرت امام ابو یوسفؒ سے کہو کہ حضرت حسن مروی ہے کہ کو کا تھنکا : اور یہ مضارب کو کھنکھلا رہے ہیں
 مضارب پر مضارب لازم نہ ہوگا اور یہ مبالغہ افراطی ہے کہ امام ابو یوسفؒ نے فرمایا : امام ابو یوسفؒ کے قول کی کو
 سے قطعاً مال دینے کی یہ مضارب لازم نہ ہوگا۔ اس لئے کہ مضارب کا جہاں تک تعین ہے سے اس کے طور پر مال دینے کا اختیار ہے
 مگر مضارب اس کے طور پر دینے کا حق نہیں۔

ابن تیمیہؒ کا وہ عقیدہ کہ کافر کو زندہ دیا جائے گا اور اس کی امانت ہے۔ یہ جو اسے حضورؐ کے اس صورت میں دیکھنا چاہیے اور اسے
مطار کے کی جانب سے دیکھنا چاہیے۔ امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ مال کا دینا یا اس کے قتل سے بچنے سے پہلے یا اس کا قتل کرنے کا ارادہ ہے۔

لہذا چاہئے کہ غلام و جبر و غارتگری کو ختم کر دیا جائے اور انسان کو انسان قرار دیا جائے۔ اس کے لیے اب اس میں دوسرا قدم درپیش کیا جائیگا۔

فذلہما ثالث جواز الفخ اگر مضارب یا بازتہ رب لہل کی دوسری کو غارت بہرہ مالک پر مال دے دے اور نہ یہ صاحب مال پہنہ مضارب ہے یہ طے رہا ہو کہ اقدار مالی جہن غارت کرے گا وہ دونوں میں آجوا آجوا نہ کہ اس شرط کے تحت بل و ما آدمی فسخ کا حق ہوگا دوسرے مضارب کو یہ حق ملے گا اس کے لئے کہ اس کے لئے اس کے اسلئے صاحب فسخ کا یہ حق ہی ملے گی کہ وہ کیا چاہتا ہے اس کا حق ہار پہنہ مضارب ہوگا۔ مثال کے طور پر دوسرے مضارب کو پھر تاخیر دفع ہو رہا ہے یا اس کا مستحق صاحب مال ہوگا اور نہ کا حق دوسرے مضارب اور اس کے مستحق پہنہ مضارب ہوگا۔

عمری مآرد لکنہ انفقہ دفع : گرایا ہو کہ صاحب مال پیسے مضارب سے یہ کہے کہ خدا تعالیٰ بولے مجھے مضارب کا ہے تو وہ مجھ پر فوٹو کے ٹھکانہ آ رہا ہو گا۔ اور مستحق باقی صورت جنوں کی تو رہے تو اس صورت میں دوسرا مضارب ایک چٹائی پر بٹے گا اور قیسمہ و ادائیگی پہلے مضارب اور صاحب مال کے درمیان آجھا آجھا تقسیم ہو جائے گا۔ نیز اس ٹکس میں تو مینا ۱۹۳۱ء و ۱۹۳۲ء کے واپس آئے گئے۔ صاحب مال نے اپنے اپنے اسٹے لکھ کر اس مقدار میں سے آٹھ لکھنے کی ہے جو کہ پہلے مضارب کو ہے اور وہ مقدار اس بگ دوڑ میں ہے۔ جس اس کے مطابق مضارب مال اس کے آٹھ لکھ لکھ کر لے گا۔ اس کے برعکس چلی کر آٹھ لکھ مضارب مال نے اپنے اسٹے مارے۔ یہ طریقہ کا آج بھی کرنا ہے۔

فَلْيَتَصَدَّقْ الْمَالِغُ. اگر وہ چاہے اس پہلے مضارب سے یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ جو کچھ فتح و عطا کرے گا میں کا احاطہ کرنے لگے دو گا اور اس کے بعد پہلا مضارب ہی دوسرے شخص کو اٹھنے کی مضاربت لیا کر دے اور مال دے تو اس صورت میں مال فتح میں سے آئے گا حتیٰ کہ مضارب مال ہو گا اور دوسرا مضارب کا ہو گا۔ اور پہلا مضارب یہ تو وہ کچھ نہ پائے گا جو پہلے کہے گا اور آجائے اور دوسرے مضارب یہ دے چکا ہے اور اگر یہ کہے پہلے مضارب کے واسطے فتح کے دو چوٹی کی شرط کی ہو تو اس صورت میں پہلا مضارب دوسرے مضارب کو فتح دے چکا ہے۔ عرصہ پانچ ہی پاس سے عطا کرے گا۔ اس واسطے کہ ہونے والے حادثے سے نفع میں سے شریک نہ ملے بلکہ حق و عطا مال کا ہو یا اور دوسرے مضارب کو اس نفع میں دو تہائی کا احتیاق ہو اور اس کے حصہ کے اندر چھ حصے حصہ کی جوی آئی اس کے تلافی اس صورت ہو گئی ہے۔ پہلا مضارب اپنے مال سے دے کر روٹی و قح ہونے والی کی چوٹی کرے۔ اسے نقصان سے بچے گا۔

منظما ریت نامہ کی وجہ:

[illegible]

وَإِذَا مَاتَ رَجُلٌ مِّنَ النَّبِيِّينَ أَوْ أَلْفُفَاتٍ بَطَلَتْ الْخُطْبَةُ وَإِذَا أُنْقِذَ رَجُلٌ مِّنَ النَّبِيِّينَ غِيَرِ الْإِسْلَامَ

وَنَجْعَلُ بِشَارَ الْغَرْبِ بَطْنُكَ الْمُضَارِبَةَ وَإِنْ غَزَلَ رَبُّ الْعَالِ الْمُضَارِبَ وَلَمْ يَغْنَمْ بِغَزْوِهِ
 اوردہ الحرب چلا جائے تو مضاربہ باطل ہو جائے گی۔ اور اگر مالک نے مضارب کو مہر دل کر دیا اور اسے مہر دل کرنا معلوم نہ ہوا
 حَتَّى اسْتَوْصَى أَوْ بَاعَ فَضْرُفَهُ جَهْدًا وَإِنْ غَلِمَ بِغَزْوِهِ وَالْعَالُ غُرُوضٌ فِي يَدِهِ فَلَهُ أَنْ
 یہاں تک کہ اس نے غریہ فروخت کر دیا تو اس کا مضارب صحیح ہے۔ اور اگر اس کا مہر دل کرنا سے معلوم نہ ہو کہ اس میں کمال سالانہ ہے اس کے ہندوستان تو اس کو
 يَبْنِيهَا وَلَا يَنْتَعِلُ الْغَزْلُ مِنْ ذَلِكَ ثُمَّ لَا يَنْجُزُ أَنْ يَشْتَرِيَ بِغَنَمِهَا شَيْئًا آخَرَ وَإِنْ غَزَلَهُ
 فروخت کر سکا ہے۔ اور مہر دل کرنا اس کے لئے اس سے مانع نہ ہوگا۔ پھر اس کی قیمت سے کئی اور چیز خرید جائے گی اور اگر اس مال میں مہر دل
 وَرَأْسُ الْعَالِ فَرَاهِمُ أَوْ دَبِيرٌ لَمْ تَكُنْ فَلَيْسَ لَهُ أَنْ يَشْتَرِفَ لَهَا وَإِذَا الْفَتْحُ وَفِي الْعَالِ
 نیا دہ کہ مال راجہ یا اثرباں نقد ہیں تو اب اس کیلئے ان میں نصف کرنا جائز نہیں ہے۔ اگر وہ دونوں جدا ہو گئے اور مال میں
 ذُبُونٌ وَقَدْ رَجَعَ الْمُضَارِبُ بِوِ اجْتِرَاءِ الْحَاكِمِ عَلَى انْقِضَاءِ الدُّيُونِ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ لِي الْعَالِ
 اور ہے۔ اور مضارب اس سے بچنے کے چکا ہے۔ تو عالم مضارب کو ادھار وصول کرنے پر مجبور کرے۔ اور اگر مال میں
 رَجْعٌ لَمْ يَلْزَمْهُ الْانْقِضَاءُ وَيُقَالُ لَهُ وَكُلُّ رَبِّ الْعَالِ فِي الْانْقِضَاءِ وَمَا هَلَكَ مِنْ شَيْءٍ الْمُضَارِبَةُ
 نہیں۔ تو مہر دل کرنا مضارب پر نہیں ہوگا۔ اس سے کہا جائے کہ مہر مہر دل کے سے مال کو کچل دے۔ اور مضارب نے اس سے ہر مالک ہو جائے
 فَفُزَ مِنَ الرِّجْحِ فَوْنُ رَأْسِ الْعَالِ فَإِنْ رَأَى الْهَالِكَ عَلَى الرِّجْحِ فَلَا ضَمَانَ عَلَى الْمُضَارِبِ فِيهِ
 تو وہ فتح سے ہو گا۔ نہ کہ اصل پوچھ سے۔ پھر اگر کھ شہد مال فتح سے جہ جائے تو اس کا ضمان مضارب پر نہ ہوگا
 وَإِنْ تَكَادَ يَفْتَسِمَانِ الرِّجْحَ وَالْمُضَارِبَةُ عَلَى حَالِهَا ثُمَّ هَلَكَ الْعَالُ تَحْلَةً أَوْ بَعْضَةً تَرَادَا الرِّجْحُ
 اور اگر وہ دونوں فتح تقسیم کر رہے ہوں اور مفادیت بدستور ہو پھر سارا مال بے کچھ مال تلف ہو جائے تو دونوں فتح لیا دیں
 حَتَّى يَسْتَوْفِي رَبُّ الْعَالِ رَأْسَ الْعَالِ فَإِنْ فَضَلَ شَيْءٌ كَانَ بَيْنَهُمَا وَإِنْ قُضِيَ مِنْ رَأْسِ الْعَالِ
 یہاں تک کہ مالک کی اصل رقم پہلی ہو جائے۔ پھر جو کچھ بچے تو اس میں تقسیم ہو گا۔ اور اگر اصل رقم میں سے کچھ کم رہ جائے
 لَمْ يَغْنَمْ الْمُضَارِبُ وَإِنْ تَكَادَ انْقَضَى الرِّجْحُ وَفَسَدَ الْمُضَارِبَةُ ثُمَّ عَقِدَا لِهَلَاكِ الْعَالِ فَوْبَعْضَهُ
 تو مضارب نامنہ نہ ہوگا۔ اور دونوں نے فتح تقسیم کر کے مضاربیت توڑی اس کے بعد پھر مقدمہ ریت کر لیا۔ اور سارا مال بے بعض مال تلف ہو گیا
 لَمْ يَفْرَأْ الرِّجْحَ الْأَوَّلُ وَيَخْزُوا بِالْمُضَارِبِ أَنْ يَبْنِي بِالنَّقْعِ وَالسَّبِيحَةِ وَلَا يَزُورُ غِلَةً وَلَا أَمَانَةً مِنْ قِبَلِ الْمُضَارِبَةِ
 تو پہلے فتح لیں۔ اور مضارب کیلئے خزا اور نہ حار دونوں طرف فروخت کرنا نہ مضاربیت سے غلامی یا مالک کا کچھ نہ ہے۔

لغات کی وضاحت:

لوقد: اور انہما سے مل جانا۔ غزل: جہد سے ہٹانا۔ الانقضاء: وصولی۔ هلك: ضائع ہونا۔ مال۔

النسبة: ادھار۔ عجل: قلام۔ دبا: ہانکنا۔ النسبة: ادھار۔

تشریح و توضیح:

اذا مات رَبُّ الْعَالِ الْحِ اگر مضارب مال یا مضارب کا انتقال ہو جائے تو اس صورت میں مضارب باطل ہو گا۔ دہرہ قدوری
 جائے گی اور اسے شہد و عقد خود بخود و سوخت ہو جائے گا۔ یہ ہے کہ بعد میں مضارب کا علم تو کیا۔ کا سا ہو جائے اور وکالت میں خواہ موکل

موت سے پہلے روزِ ایکٹیل مریم نے دوڑوں مسوڑوں میں کال کر لی۔ اُسے ہوا چاہیے تھی۔ یہ تو تحریکِ اچوت کی طرح خضارت کو کچھ اس شکل میں باطنِ قرار و باجہ نے دکھا۔ عداوتِ قرین، آئندہ انوارِ سببِ عالی راہِ اسلام سے نکل کر اور زمین سے پھر کر اور خراب جلاویزِ نجاتِ ابدی صورت سے میں بھی مضاربہ باطنِ قرار و باجہ چمائی۔ اور خاتمِ کائنات کے بارِ عجب میں اُس کے جیسے ہے اور اُن کے باطنِ باجہ کا سہم کا سہنے کی امانت اُن کی ملکیت سے اُن کی کرار و باجہ کی جانب منتقل ہو جاتی ہیں تو کچھ یہ مرنے سے غلبہ کے آخر سے اُن کی امانت کا قتل و شہدہ کچھ کا کچھ دیکھا اور حاسہ کے غلبہ اُن کی طرف سے اُن کی مضاربہ باجہ قرار و باجہ کی امانت کا قتل و شہدہ کچھ کا کچھ دیکھا۔

وان عولہ ربه العالمی الخ۔ اسیا ہرگز صاحب مالی نہاد وہ ایک کہہ سکتی ہیں وہ لڑا بہ اس طرح کی کا تعلق مومنہ سوا اور وہ اپنے جنازے جانے سے پہلے جہنمی کہہ دی جائے غریب فرودست کہہ کر ان صورت سے اس کی غریب فرودست اور دست دہانی اس لئے کہ وہ بہاب مصلوب اس کی شہیت سے ہے اور اداۃ اکیل کی دکانے ختم نہ اس کا کھسار اس نے محرم ہوا کرتا ہے۔ ہذا ۱۳۱۲ھ قیلا۔ وہ اس بیٹے جانے کے آگاہ ہو مگر وہی قرار نہ دیا جا سکے گا۔ اور اس سے پہلے کہ جانے کا طم اس حال میں ہو کہ مال جانے فقہ ہونے کے سامان اور قریب صورت سے بھی اس کا کلام چاہا یا سامان کے فروخت کرنے میں۔ کا وہ نہ چاہے کہ اس لئے کہ حق کا جہاں محمد نقی ہے اس سے مضارب کا حق حلقہ وہ نہ ہے۔ اور اس کا اکلار تقسیم ہی نے اور جرح نفس ہے۔ شہداء و فقہاء اس المال پر ہے وہ اس المال کا معافیہ ہے کہ اس کا صحیح انداز وہی وقت ہو کہ خدا سامان فروخت ہو کر نقد ہو جائے۔

وَاِذَا اخْتَلَفَا فِي شَيْءٍ فَلْيُحْلِلْ لِحُكْمِ اللَّهِ وَرَأْيِ الرَّسُولِ ۚ اُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

وما يهلك من ماله الصدقة الخ. اور مہربانیت کا اہل تکلف بنانا تو اسے تقصیر سے بچنے کی بات ہے، اس لئے کہ اگر اس مال کی حیثیت اصل میں یہ ہے اور تقصیر کی حیثیت تابع ہے تو اس وجہ سے کہ تکلف شدہ کو مال کی جانب لوٹا دیا جائے۔ اور اگر تکلف شدہ مال کی مقدار اتنی ہو کہ تقصیر سے بڑھ جائے تو مفاد پر یہ کام کا علاج لازم ہے جو کہ اس لئے تقصیر کی حیثیت میں ہی ہے اور اس میں یہ ضمان لازم نہیں ہوا۔

وامکاننا بقسطنطنیہ و المصاریف علیہ۔ اور انصار سے برقرار رکھتے ہوئے نفع کی تقسیم ہوتی رہی اس کے بعد سدا اعلیٰ و چو
ماں ملک ہو گیا تو اس صورت میں نفع و خالص کرے دوسرے اہمال کی ادائیگی کی جائے گی اس لئے یہ مدت نہ صرف اہمال وصول نہ ہو جائے نفع
پانچہ ہست نہیں بلکہ راس اہمال کی ادائیگی کے بعد چو اچاق رہے گا اسے تقسیم کرنا چاہئے گا اگر ایسا ہو گا نفع بانٹ لینے کے بعد عقد مضاربت سے فتر
کرے یا داور پھر نئے سے سے عقد مضاربت ہو یا پھر اس نے بعد خالص ملک ہو جائے تو اس صورت میں سابق نفع واپس نہ ہو گا کیونکہ یہ جس
عقد مضاربت کا جہانک تعلق ہے وہ بھی بیکہ مکمل ہو گیا اور اس نئے عقد مضاربت سے کاسے سے کوئی تعلق نہیں۔

ہے کہ وکیل اس کام کو اپنے موئے ہوؤ کیلئے اس کے ہر ایک بار۔

وَيَجُوزُ التَّوَكُّلُ بِالْمَخْصُومَةِ فِي سَائِرِ الْحَقُوقِ وَالْإِثْمِ وَالْجُورِ إِلَّا فِي الْخُذُوعِ
اور غصومت کے لئے تمام حقوق میں اور اس کے اثمت میں وکیل ہر جا ز ہے اور حقوق ماضی کرنے کے لئے (آپس کر) یا غصہ کے مگر۔
وَالْفَضَائِلُ لِأَنَّ التَّوَكُّلَ لَا يَصِحُّ بِاسْتِيفَاتِهَا مَعَ غَيْبَةِ التَّوَكُّلِ عَنِ الْمَخْلُصِ وَقَالَ تَوْخِيفًا
وہد میں میں کہ جس سے ممکن ہے غیب ہونے کی صورت میں ان (حدود) قدس (کہہ مل کر) کہ اس کے لئے اس میں وہاں صاحب فرماتے ہیں
لَا يَجُوزُ التَّوَكُّلُ بِالْمَخْصُومَةِ إِلَّا بِرَحْمَةِ الْغَضَمِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ التَّوَكُّلُ مَوْضِعًا أَوْ غَائِبًا
کی مثال کی رہا۔ اس کے بعد توکل کی خصوصیت جائز نہیں ہے کہ توکل چاروں طرف یا
میسرہ لفظ اقام لخاصہا و قال أبو يوسف و مَعْنَى رَحْمَتِهَا اللَّهُ يَجُوزُ التَّوَكُّلُ بِغَيْرِ رَحْمَةِ الْغَضَمِ
میں اس سے زیادہ کی سیاحت پر غائب ہوا اور جائز فرماتے ہیں کہ مثال کی رہا کے بغیر بھی توکل جائز ہے
تشریح و توضیح:

وَجُوزُ التَّوَكُّلِ بِالْمَخْصُومَةِ لِمَا عَلِمَ قَدْرُكَ أَنَّ الْغَضَمَ يَجُوزُ كَرَارًا بِحَيْثُ كَانَ فِي مَسْأَلَةٍ مِمَّا كَانَتْ تَحْتَ يَدِهِ
درست ہے کہ مقرر کرنا بھی درست ہے۔ یعنی حقوق غائبہ کا جہاں تک تعلق ہے اس میں غصومت کی خاطر وکیل مقرر کرنا جائز ہے۔
وَجُوزُ الْإِسْتِيفَاءِ لِمَا عَلِمَ قَدْرُكَ أَنَّ الْغَضَمَ يَجُوزُ كَرَارًا بِحَيْثُ كَانَ فِي مَسْأَلَةٍ مِمَّا كَانَتْ تَحْتَ يَدِهِ
درست ہے اور کہیں نہ کہ تو مستقام کر رہا جائے گا مگر حد و اختصاص اس خطہ سے متعلق ہیں اور ان میں وہاں صاحب فرماتے ہیں کہ
سبب یہ ہے کہ حد و اختصاص کا خلاف جرم پر زنا کرتے ہیں اور اس کا جرم کرنے والا دراصل توکل ہے۔ اس لئے نہیں۔ اس طرح توکل کی حد
موجود کی حد و اختصاص کے خلاف کرنے کے لئے وکیل بنا سکتا ہے۔ درست نہیں اس لئے کہ حد و اسٹی سے ملک و شہر کی بنیاد قائم ہو جاتی ہے اور
توکل کی عدم موجودگی میں یہ باقی ہے کہ وکیل خود حاضر ہوتا تو ممکن ہے۔ عاف کر دیتا۔

وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ لَا يَجُوزُ التَّوَكُّلُ بِالْمَخْصُومَةِ لِمَا عَلِمَ قَدْرُكَ أَنَّ الْغَضَمَ يَجُوزُ كَرَارًا بِحَيْثُ كَانَ فِي مَسْأَلَةٍ مِمَّا كَانَتْ تَحْتَ يَدِهِ
ازم ہے کہ حد و اختصاص میں اس پر نہ متدہ ہو۔ بلکہ توکل باقی کی وجہ سے شخص جائز نہیں نہ اس کے باوجود حد و اختصاص کا خلاف نہ ہو جائے گا
ہائے وانا کی صورت پر جو پروا کرتی ہو کہ حد و اختصاص میں حاضر ہے۔ نہ پر بھی اپنی حق از غلطی۔ یہ چیت ہے کہ حد و اختصاص کا خلاف نہ ہو جائے گا
توکل مقرر کرنے کے لئے حد و اختصاص کے خلاف نہ ہو جائے گا۔ نہ پر بھی اپنی حق از غلطی۔ یہ چیت ہے کہ حد و اختصاص کا خلاف نہ ہو جائے گا۔

وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ لَا يَجُوزُ التَّوَكُّلُ بِالْمَخْصُومَةِ لِمَا عَلِمَ قَدْرُكَ أَنَّ الْغَضَمَ يَجُوزُ كَرَارًا بِحَيْثُ كَانَ فِي مَسْأَلَةٍ مِمَّا كَانَتْ تَحْتَ يَدِهِ
ازم ہے کہ حد و اختصاص میں اس پر نہ متدہ ہو۔ بلکہ توکل باقی کی وجہ سے شخص جائز نہیں نہ اس کے باوجود حد و اختصاص کا خلاف نہ ہو جائے گا
ہائے وانا کی صورت پر جو پروا کرتی ہو کہ حد و اختصاص میں حاضر ہے۔ نہ پر بھی اپنی حق از غلطی۔ یہ چیت ہے کہ حد و اختصاص کا خلاف نہ ہو جائے گا
توکل مقرر کرنے کے لئے حد و اختصاص کے خلاف نہ ہو جائے گا۔ نہ پر بھی اپنی حق از غلطی۔ یہ چیت ہے کہ حد و اختصاص کا خلاف نہ ہو جائے گا۔

وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ لَا يَجُوزُ التَّوَكُّلُ بِالْمَخْصُومَةِ لِمَا عَلِمَ قَدْرُكَ أَنَّ الْغَضَمَ يَجُوزُ كَرَارًا بِحَيْثُ كَانَ فِي مَسْأَلَةٍ مِمَّا كَانَتْ تَحْتَ يَدِهِ
صاحب ہدایہ کے نزدیک اختلاف کی دو قسم زیادہ توکل کا لازم ہے۔ توکل کا جائز نہ ہونا نہیں۔ یعنی امام ابو حنیفہؒ پر یہ مذہب
کی رہا کے بغیر توکل کو درست قرار دیتے ہیں لیکن یہ لازم نہیں۔ جس واسطہ سے حق کے نزدیک اگر قاضی توکل کی جانب سے نہ رہا سالی

[illegible]

تشریح و توضیح:

واللعنفۃ النبی بھقدها الخ۔ جو معاملات وکیل کے ذریعہ انجام دینے جاتے ہیں ان کی دو قسمیں ہیں۔ ایک تو ایسے معاملات جن کا احتساب وکیل اپنی جانب کیا کرتا ہے، مثلاً خرید و فروخت، اجارہ، اقرار پرصل۔ اور دوسرے اس طرح کے معاملات جن کے وکیل وکیل بجائے اپنے ان کی نسبت وکیل جاننے والے (موکل) کی جانب کیا کرتا ہے۔ مثلاً نکاح اور طلاق اور وہم و ہر (قصداً قتل کرنا) کے سلسلہ میں مصالحت۔ تو ایسے معاملات جن کا احتساب وکیل وکیل کی جانب نہ کرتا ہو اور نسبت اپنی طرف کرتا ہو ان میں وکیل کے حقوق کا نقل وکیل سے ہوگا اور وہی سے اس بارے میں رد جرم کیا جائے گا۔ مگر شرط یہ ہے کہ وکیل کو تعریف کا اعتبار دیا گیا ہو اور اسے اس سے روکا نہ گیا ہو تو قرعہ گردہ ختم کے پیر کر کے نہیں پرکا جیسا ہونے نہریہ کی بنا پر محفل کے لئے وکیل کو کرنے ان صدارت کے حقوق کے طلب کرنے کے سلسلہ میں وکیل سے رد جرم کیا جائے گا اور ایسے عقود و معاملات جن کا احتساب وکیل کی طرف ہو اور ہر ہر ہر کے بارے میں وکیل کو مجبور کر وکیل سے رد جرم کیا جائے گا کہ ان میں رد جرم وکیل کی حیثیت قطعاً سفیرہ کا صدقہ ہوتی ہے۔ لہذا محفل امر کے مطالبہ کا جہاں تک تعلق ہے وہ وہاں سے وکیل سے طلب نہیں کیا جائے گا اور وکیل ہی سے اس کا مطالبہ ہوگا۔ ایسے ہی عورت کی جانب سے مقرر شدہ وکیل پر یہ قطعاً لازم نہ ہوگا کہ وہ عورت کو حوالہ کرے۔ حضرت امام شافعی کے نزدیک ہر عقد کے لئے رد حقوق کا نقل وکیل ہی سے ہوا کرتا ہے۔ اس لئے کہ جہاں تک حقوق کا معاملہ ہے وہ مکمل تصرف کے تابع ہوا کرتے ہیں اور حکم مثنیٰ دوسرے الفاظ میں ملکیت وکیل ہی سے متعلق ہوتی ہے، لہذا جو حکم کے قواعد شمار ہوتے ہوں وہ بھی اسی سے متعلق ہوں گے۔ مثلاً خلاف حقیقت کے اعتبار سے بھی اور حکم کے لحاظ سے بھی اس کا تعلق وکیل سے ہوگا۔ ہاں حقیقت تو اس طرح کہ دہائی کے کام کے ذریعہ وکیل قیام عقد و معاملہ ہوا چار و حکم سے اعتبار سے اس کی وجہاً نہیں کہ اس کی نسبت وکیل کی جانب ہو۔ لہذا حقوق کے بارے میں وکیل کی حیثیت اصل کی ہوتی۔ پس حقوق دہائی کی جانب لائیں گے۔ اس کے برعکس عقد نکاح وغیرہ وکیل کی حیثیت قطعاً سفیرہ کا صدقہ ہوتی ہے۔ لہذا وہاں حقوق کا نقل وکیل سے ہوتا ہے۔

وَمَنْ يُؤْكَلْ مِنْهَا بِشْرَاهُ فَشَيْءٌ مِمَّا يُلْقَىٰ مِنْ ثَمَرِهِ وَمَنْ يَسْتَمِعِ مِنْهُ خِصْمًا فَلَا يُنْقِصُ مِنْ ثَمَرِهِ إِلَّا أَنْ يُؤْكَلْهُ
اور جو شخص کسی کو کھائی چیز خورے گا وہ کھل کرے تو اس کی جس، صفت اور قیمت کی مقدار ۳۳۳ مٹھی ہے ۱۱۱ ہے کہ اس کو

اس میں مسیحا، انجیل و غیرہ کے معاملات مختلف ہو کر رہے۔ اور اس کی جہتیں آشکار ہوتی ہیں۔ صاحبِ فکر کے نزدیک یہ نظم اپنے ملک سے متعلق ہوگا جہاں کہ گھروں میں کچھ افتراق ہوگا، اور اگر ملکہ کسی کو پکڑے تو غریب لڑکی کا مکمل مقرر کیا اور کو پکڑے کی تعلیم و مصراست نہیں لی تو اس کا دل کٹ کر درست قرار دینے سے اس واقعہ کو پکڑے مختلف قسم کے ہوتے ہیں ان تعلیم کے بغیر اس کا فائدہ زیادہ سے زیادہ ہوگا۔

فلان جرحہ یا تعجب الیہ۔ گرد وکیل کوئی شے خرید کر اس پر جو بعض دوا جانے تو اس کے بعد جس کی وجہ کا علم ہو تا تو فائدہ خرید کر دوا تجویز وکیل کے پاس سونپ کر اس وقت وہ اس کے عیب دہ رعوں سے جان یا فروخت کرنے سے دوا مانگا کرتا ہے۔ اس لئے کہ پھر عیب کو ماننے کا شہادت تو حق مقدم میں ہوتا ہے اور عقد کے حقوق عیب دہ کو ملنے سے یہ دوا فروقا کر لیا ہو کہ وکیل نے دوا بیچ سونچ لی ہے خواہ کر دے یا نہ ہو۔ عیب سے دوا سے کا حق نہ ہو گا۔ اس لئے کہ خرید کر دے، دوا کو ملنے سے یہ دوا کرے دوا و عیب دہ دولت کی تکمیل کرے گا۔

وینحو: التوکل بعقد العہد الخ۔ خواہ عقد طہر ہو یا کہ عقد صرف دونوں میں ایک بلکہ تین درست ہے اور ان کے انکار
مراکل کے جدا ہونے کی کوئی اثر نہ رکھتی ہے۔ اگرچہ یہ نہیں پڑتا تاہم اگر کسی کا ایک ہوا مستحب اور بیع کی صحت پانچ انداز ہوتا ہے۔ اس سے قطعاً غلط کہ اکثر
جہانے والا موجود ہو یا نہ ہو اور جب یہ ہے کہ دراصل عقد و معاملہ کرنے والا کہیں سے ہو کہ نہیں بلکہ ایسا اگر وہ ایک قانون ہونے سے قبل صاحب
معاملات الگ ہو جائے تو سرے سے یہ عقد بنی بالحق قرار دیا جائے گا۔ دراصل اگرچہ وہیں نکلا ہے کہ کسی جہانے والا (عقلمند) اگر حاضر ہو
تو ممکن ہے کہ جدا ہونے کا حق نہ پڑے گا اس لئے کہ عقد کی حیثیت حاصل کیا ہے۔ دراصل نہ اس کا خاتمہ مقام ہے۔ لیکن یہ قول مستحسن
جب یہ کہ عقد میں اگر وہ ایک کی حیثیت نہ ختم ہو کر اس کے حقوق عقد کا جو یہ نہ تعلق سے اس میں یہ کی حیثیت حاصل کی جاتی ہے۔

وَتَدْعُ الْوَلَدَ الْوَكِيلَ مَقْتُولًا اِصْحٰقَ النَّبِيِّ. مگر فریاد پڑی کہ اے مظلوم وارث! کیوں نے تو مجھے قسمت ایسے ہی مال سے نہ دی تو اسے پہنچا ہے کہ وہ کل سے قرعہ ہی مہربانی کی کاغذ فریاد کر رہا ہے۔ شہرہ رک لے۔ دھرتی کا سارا کفایت میں کر کے گیس گور کے کالہ ہی سے ہر کاس نئے کر ملک کا کاہل ہوتا ہوا ہو ملک کا ہنس ہوتا ہوا ہو، دیکھیں نذر خیر ہو، شے خوشی۔ کچھ دھڑکی میں جس اس کہہ گئے کالہ ہائی نہ۔

دیکھا اور متوجہ فرماتے ہیں، دیکھیں! کیفیتِ قیمت کے مطابق میں مذمت کرنے والوں کی نی ہے۔ اور فروخت کرنے والے کو قیمت وصول کرنے کی خاطر خریدار کو چھوڑ دینے کا کافی ہے۔ یہی وہی نوعی انسان و اتفاق کوٹا۔ آپ اگر خریدار کے دستانے سے پہلے ہوئیں گے تو اس وقت جو اسے تو مالِ موقوف سے کتب شدہ رقم دی ہو گئی اور نہ نکل پر قیمت کی اصلاح لازم ہوئی اس نے کہ دیکھیں! کاؤ میں ہوا، تو اس کا کاغذ ہونا ہے اور اس کے خرید کر دینے پر بھی خریدار کو دینے سے تو نکل کے پاس تک ہوتا ہے کہ وہ اس کا کاروبار نکل پر اس کا منافع ہوا، اور اس کے روکنے کے بعد تلف ہونے پر لازم نہ ہو، یہ تو وہی چیز ہے کہ خرید کر دینے کا تحریک کے لئے ہوا اور موقوف سے قیمت سنا دیا جاتا ہے۔ اس نے کہ دیکھیں! کی کیفیت، بچے کی کیا ہے، قیمت کی اصلاحی کی خاطر اس سے بھی، دینی اور موقوف ہوئی تو جس طرح بچے کو روکنے پر قیمت سنا دیا جاتی ہے، اس طرح اس کے روکنے سے یہ قلم ہوا ہے۔ امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ یہ منی کی طرح ہے کہ شخص کی قیمت سے زیادہ ہونے پر بیکل زمانہ قلم اور نکل سے ملے گا۔

وَوَدَّ أَنْ يُشْرِكَ بَيْنَ يَدَيْهِ إِلَٰهًا آخَرَ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ يُدْرِكُهُ الْيَوْمَ بِشَرِّ الْفَٰسِقِينَ

یہ کہ وہ بیعت جندہ اؤلجندہ منہ غلبہ ولس بشو کس ان یو کمل فینا وکل بہ الا ان
 یثقی و یثقی یا یا فرض اور کس کے لئے کمل یا ہوا اور کس کے لئے نہ رہیں ان کا ہم میں دوسرے کو کمل کہ جس میں اس کو کمل یا کیا ہے
 یأخذ لہ الموکمل فویقول لہ اعزل بوائیک فان وکل بغیر یغن مؤکلبه فقد وکبلہ
 اور یہ طرح بہت ہے۔ اسے دوسرے کو کمل یا ہوا کے مطابق جس گراہے کمل یا ہوا کے خلاف اسے کمل یا ہوا کمل نے یہی ہے ہوا
 بحضورہ جاز وان غفہ بغیر حضورہ فاجازہ الموکمل الا وکل جاز و یلغو علی ان یغزل
 میں کو کمل یا ہوا ہے اور اگر اس کی عدم موجودگی میں کیا اور کمل اور نے نہ کو پسند یا تو بھی نہ ہوے اور وکل و کمل کو کالت ہے۔
 الموکمل غیر الموکمل فان لم یلغ علی الموزن فهو علی وکالیہ ونصیرہ خاثر حتی یعلم
 سوال کرتا ہے نہ اور کمل کو معلوم کی خبر نہ پہنچو وہ اپنی اقامت پر ہے اور ان کا صرف جاز ہو گا یہاں تک کہ اسے معلوم نہ ہو
 تشریح کا توضیح:

ایک شخص کے دو وکیل مقرر ہونے کا ذکر

اولاً وکل وحلی وجلس الخ۔ اگر کوئی شخص عداوت، صلح، وغیرہ میں وراثی وکیل مقرر کرے تو ان دونوں میں سے
 ایک کو دوسرے کے بغیر صرف کرنا درست نہ ہوگا۔ اس لئے کہ معاملات میں جو ممکن ہو کہ دوسری کے لئے کے ذریعہ آتی ہے اور جو قوت پیدا
 ہوتی ہے انکی مرگی ہے کہ ایک کی رائے سے نہیں آتی اور نہ وکل، یہاں تک تعلق ہے اور انکی ایک کی رائے پر رضامند نہیں بلکہ دونوں کی رائے
 کے مطابق ہے اور صرف میں اس کی رضامند ہوا کہ وہ وکل مقرر کرنے کا مقصد بھی یہاں ہے کہ ہر ایک کے تصرف کا غرض ہو۔ لیکن اس
 فرض میں صرف کو اس سے مستثنیٰ قرار دیا گیا اور ان میں صرف ایک کا تصرف کا غرض ہے۔ وہ چیز یہ ہیں: (۱) بغیر طلاق۔ (۲)
 بغیر طلاق۔ (۳) نکاح کی راجحی۔ (۴) فرض کی ادائیگی۔ (۵) نکاح اور نکاح۔ (۶) عداوت کی وراثت۔ (۷) نصب کرو
 چیزوں کا۔ (۸) نکاح و مسئلہ نکاح کا۔ (۹) نکاح پر وراثت۔

ولیس لئو کمل ان یو کمل الخ۔ شخص جسے کسی کام میں نہ طریق کمل خبر کی گیا ہو وہ اس کے لئے کسی اور کو کمل مقرر کرے یہ
 درست نہیں۔ اس لئے کہ کو کمل کی یہ سب سے اعلیٰ اختیار صرف ضرور ہے کہ وکیل نے اسے تعلق نہیں۔ علاوہ ان میں کو کمل کی رائے ایک ایک
 ہو کر ہی ہیں۔ اور وکل میں اپنے وکل کی رائے پر رضامند ہے دوسرے کی رائے پر نہیں۔ البتہ اگر وکل ہی دوسرا وکیل ہائے کی اجازت
 دے دے کہ یہ چیز میں اس کے مطابق عمل کرے تو اسے یہ حق حاصل ہوگا اور دوسرے کو کمل مقرر کرے۔ یہ اگر ایسا ہو کہ وکیل بلا
 اجازت ہو کمل کسی اور کو کمل مقرر کرے اور دوسرا وکیل پہلے وکیل کے سر مشہد معاملہ کے اور پہلا وکیل اس معاملہ کو صرف دوسرے کو
 درست ہوگا۔ اس لئے کہ یہاں فیوض پر پہلا وکیل کی رائے مطلوب ہے اور وکیل اولیٰ کی موجودگی میں یہ معاملہ ہوا اور اس نے اس میں
 اپنی رائے کو برآمدی

وَنَظَرُ الْوَكَّالَةِ بِغَوَابِ الْمَوْكَلِي زُجُوبًا جَوْنًا مُطْلَقًا وَلِخَافَةِ بَدَايِ الْغَرَبِ مَوْكَلًا وَ
 اور کالت ہو کمل کے کرنے، وکل کو کمل ہونے کا مرتبہ ہو کہ اگر العرب۔ ہر جانے سے جانے ہو جاتی ہے اور
 اذ وکل المکاتب زجلا ثم عجز او المادون لہ فخرج علیہ او الشرط کان فافترقا فہلہ
 جب کالت نے کسی کو وکیل کیا پھر وہ عجز ہو گیا۔ ماذون تلام نے پھر وہ عجز ہو گیا۔ یا شرط کان نے پھر وہ عجز ہو گئے تو یہ

اَلْخَوْفُ كُلُّهَا تَغْلِبُ الْوَكْلَةَ غَيْبُ الْوَكْلِ اَلْغَيْبُ وَادَا ذَاتِ الْوَكْلِ اَزْوَاجُ خُفُونٍ
 یہ سورہیں وکالت تو باقی کر دیتی ہیں خواہ وکیل کریم ہو یا بد۔ جب تک مرہبات یا وکیل دیا نہ ہو ہے۔
 مُعْتَصِفًا مَعْلُکَ وَکَلَّتْہِ اِنْ لَیْسَ لَیْسَ اِلَّا اَنْ یُعْلَی
 قرین کی بجاوے وکیل ہو جائے گی اور نہ وکیل رہتا ہو کہ اگر وہ وکیل چلا جائے تو اس کے لئے تعریف چاہی نہیں اور اس کے بعد
 مُسْلِمًا وَمَنْ وَکَلَّ وَحْدًا یَسْئَلُ فَمَنْ یُضْطَرُّ لِمَنْ یُضْطَرُّ فَمَنْ یُضْطَرُّ فَمَنْ یُضْطَرُّ فَمَنْ یُضْطَرُّ
 دو کرہت سے اور اس نے کسی کو تو کم کام کے لئے وکیل کر پھر وہی نے وہ کم تو کر یا تو کالت باقی ہو کہ

تشریح و توضیح: وکالت کو ختم کرنے والی باتیں

و تَغْلِبُ طَوَّ كَالَهُ مَعْمُوتِ الْعَوَّلِ مَخ. یہاں یہ فرماتے ہیں کہ اپنے ذکر و تدبیروں میں سے اگر کوئی ایسی بات بھی واقع ہو تو
 وکالت بڑا سودہ ہے گی۔

(۱) سوئل کا انقراض ہو جائے۔ (۲) وکیل قتل ہو جائے یا وکیل ہو جائے۔ (۳) سوئل وادہ اسلام سے نکل کر یا غریب کا
 ہو جائے (۴) سوئل صاحب ہو جائے یا عدل کا نسبت اور نہ کمال کر۔ جب (۵) سوئل تجارت کی جائزہ یا کیا جائے اور کچھ اور
 اس سے وکیل دیا جائے۔ (۶) دونوں شرکیوں میں سے کوئی ایک ہو جائے۔ (۷) وکیل کا انتقال ہو جائے۔ (۸) وکیل وادی پائل
 ہو جائے۔ (۹) کسی اسلام سے ہجر کر دیا۔ اگر وہ وکیل چاہا تو (۱۰) اس کا ہم کے انتہا رہنے کے لئے وکیل مقرر کیا ہو تو اس سے خود کر
 اور اب وکیل اس میں تعریف نہ کئے۔ مثلاً ہم آ کر اور کسی عین پرز کی فریاد نہ کر لیں۔

و جَوْنَهُ حَتَّى مَعْلُفًا مَخ. جن میں سے تعریف کیا ہے۔ اس کی تعریف کے سلسلہ میں متعدد قول ہیں۔ اور میں وہ لکھا ہے
 تو اس لکھ کر ہے کہ اگر سال مخرج وکیل ہیں رہے تو اسے متوکل مطلق (وکیل ہیں) کہا جائے گا۔ اس لئے کہ
 اس کے باعث مادی عبادتیں ملحق ہو جاتی ہیں اور وہ ایسی ہی تمام مادی کا مطلق نہیں رہتا مطلق پر تو اس کو درست قرار دیتے ہیں۔
 صاحب ہر یہ فرماتے ہیں کہ چاہا کہ یوسف کا قول ہے اور اس کا سبب ہے اسے اس قدر وکیل ہیں کہ اگر یہ وہ زمانہ شریف کے وہ اس کا اس
 کے اس سے متوکل ہو جاتا ہے۔ اور اگر وہ ایسی لئے سخت تمام یوسف سے اس طرح کا قول آگیا ہے اور قاضی اس قول پر وہ یوسف کے اسی
 قول کو مطلق قرار دیتے ہیں۔ امام ابو یوسف کی ایسی روایت کی ہے کہ اس میں ایک اور روایت رہا بھی مطلق میں داخل ہے۔ اس
 واسطے کہ یہ انچس نمازوں کے ساتھ ہو جائے کا سبب ہے۔

لَمْ یَعْلَمْهُ الصَّوْفُ ۱۶ اِنْ یَعْلَمُ مَسْلُکُ الْح. اور وکیل وادہ اسلام۔ لکن اگر وہ عرب چاہا تو وہ اس سے
 فرماتے ہیں کہ جس وقت تک کسی اس کے اور اگر وہ چاہے کہ وہ وکالت سے معزول نہ ہو کہ صاحب کالج بھی اس طرح
 یہ فرماتے ہیں۔

وَالْوَكْلُ بِالْبَيْعِ وَالنِّسَاءِ لَا یَعْلَمُ لَهُ اَنْ یَقْعَدَ عِنْدَ اَمْنِ خَلِیْفَةِ رَحِمَہُ اللہُ مَعَ اَبِیہِ وَجَدَہِ
 اور امام صاحب نے نزدیک خرید و بیعت کے ذکر کر کے جائز بھی کر دیا ہے۔ اور وکیل
 وَوَلَدَہِ وَوَلَدَہِ وَوَلَدَہِ وَوَلَدَہِ وَوَلَدَہِ وَوَلَدَہِ وَوَلَدَہِ وَوَلَدَہِ وَوَلَدَہِ وَوَلَدَہِ
 ایسے ہیں۔ یہاں یہ ہے۔ یہ تمام اور اس کے ساتھ مل جائے۔ اور اس کے لئے یہ

يَجُوزُ بَيْعُهُ مِنْهُ بِعَلَى الْفَيْئَةِ أَوْ فِي عَيْدِهِ وَمَكَاتِهِ وَالْوَكِيلُ بِالْبَيْعِ يَخُوزُ بَيْعَهُ بِالْقَبْلِ
 كَرَانِ بَعْدَ كَيْلٍ كَوْنِ قِيَمَتِ كَيْسِهِ كَيْسُ بَيْعِهِ بِفَرْقَةٍ كَيْسُ بَيْعِهِ بِفَرْقَةٍ كَيْسُ بَيْعِهِ بِفَرْقَةٍ
 وَالْكَبِيرُ عِنْدَ ابْنِ حَنْفَلَةَ زَقَالًا لَأَنْخُوزَ بَيْعَهُ بِفَضْلِ النَّاسِ فِي مَثَلِهِ وَالْوَكِيلُ
 دُرُثِي كَيْسُ بَيْعِهِ بِفَرْقَةٍ كَيْسُ بَيْعِهِ بِفَرْقَةٍ كَيْسُ بَيْعِهِ بِفَرْقَةٍ كَيْسُ بَيْعِهِ بِفَرْقَةٍ
 مَانُفَرَاءَ يَخُوزُ عَقْدَهُ بِعَلَى الْفَيْئَةِ وَزَيْلَهُ بِفَضْلِ النَّاسِ فِي مَثَلِهِ وَالْوَكِيلُ
 دُرُثِي كَيْسُ بَيْعِهِ بِفَرْقَةٍ كَيْسُ بَيْعِهِ بِفَرْقَةٍ كَيْسُ بَيْعِهِ بِفَرْقَةٍ كَيْسُ بَيْعِهِ بِفَرْقَةٍ
 النَّاسِ فِي مَثَلِهِ وَالْوَكِيلُ بِعَلَى الْفَيْئَةِ وَزَيْلَهُ بِفَضْلِ النَّاسِ فِي مَثَلِهِ وَالْوَكِيلُ
 دُرُثِي كَيْسُ بَيْعِهِ بِفَرْقَةٍ كَيْسُ بَيْعِهِ بِفَرْقَةٍ كَيْسُ بَيْعِهِ بِفَرْقَةٍ كَيْسُ بَيْعِهِ بِفَرْقَةٍ
 الْوَكِيلُ بِالْبَيْعِ الْفَيْئَةِ عَنِ الْفَيْئَةِ فَتَمَامُهُ نَظَرٌ

نظر کی جانب سے قیمت کا مضمون یہ تو ان کی ملامت بالکل ہے

تشریح و توضیح: دو کام جن کی خرید و فروخت کے لئے مقرر کردہ ہیں کو ممانعت ہے

وَالْوَكِيلُ بِبَيْعِ الْوَكِيلِ وَالْوَكِيلُ بِبَيْعِ الْوَكِيلِ وَالْوَكِيلُ بِبَيْعِ الْوَكِيلِ وَالْوَكِيلُ بِبَيْعِ الْوَكِيلِ
 ممانعت نہ ہو کہ جس کی ضمانت تھی اکیلے قابل قبول ہوتی ہے مثلاً اب دلا دینا پوت زچہ اور تمام وغیرہ چاہے کہ ان میں
 باہم ممانعت کا اتصال ہو ہے اور اس کی وجہ سے مکمل حکم ہو سکتا ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہ اور حضرت امام محمد فرماتے ہیں کہ بجز اپنے ظاہر
 اور کاتب کے قیمت کا مال کے ساتھ نقد ہونے کو ضرورت نہیں ہے۔ یہ معاملہ صحیح درست ہے۔

وَالْوَكِيلُ بِبَيْعِ الْوَكِيلِ وَالْوَكِيلُ بِبَيْعِ الْوَكِيلِ وَالْوَكِيلُ بِبَيْعِ الْوَكِيلِ وَالْوَكِيلُ بِبَيْعِ الْوَكِيلِ
 پیش کے ساتھ جو اذکار و امانت کے بعد ہر طریقہ سے فروخت کرنا درست ہے اس لئے کہ جب مضمون اور باہمی قید کے بغیر بیچا گیا تو
 اس میں کوئی قید نہیں لگا کر جائے گی۔

حضرت امام ابو حنیفہ و حضرت ابو یوسف فرماتے ہیں کہ وکیل کی بیع کے بعد بیچنے والے کی تخصیص کا کوئی قیمت و نحو اور ضمانت و موقوفہ
 مدت کے ساتھ نہ لگی ہے۔ حضرت امام مالک، حضرت ابو ثانی اور حضرت امام احمد کے نزدیک وکیل کا احوال و ضمانت کرنا درست نہیں۔
 صاحب برائے فرماتے ہیں کہ حضرت امام ابو یوسف اور حضرت امام محمد کا قول مطلقاً درست ہے اور امام شافعی کا قول صحیح ہے حضرت امام
 ابو حنیفہ کے قول کو صحیح قرار دیتے ہیں۔

وَالْوَكِيلُ بِبَيْعِ الْوَكِيلِ وَالْوَكِيلُ بِبَيْعِ الْوَكِيلِ وَالْوَكِيلُ بِبَيْعِ الْوَكِيلِ وَالْوَكِيلُ بِبَيْعِ الْوَكِيلِ
 تو وہ اس قیمت میں خریدے بغیر جس میں وہ فروخت کیا ہو یا اس قدر اضافہ کے ساتھ خریدے کہ اس کی قیمت سے آگے واک اس چیز کی
 قیمت میں شامل کیا کرتے ہوں۔

اس قید نہ ساتھ اور اس کی رعایت کرتے ہوئے خرید و بیچ کا حاکم نہ ہوگا۔ اس لئے کہ اس جلد بہت اگلی جا سکتی ہے کہ اس کا
 خریدنا پسند نہ ہو اور اگر اس میں خسار ہو تو اسے یہود و خریج سے بچانے کے لئے اس کو حلال کرنا ضروری ہو جائے گا۔

وَالْوَكِيلُ بِالْمُصَوِّفَةِ وَكِيلٌ بِالْفَقِيهِ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبْنِ يَوْسُفَ وَنَحْنُ بِرَحْمَتِهِمُ اللَّهُ وَالْوَكِيلُ
 ہر جواب دہی کا وکیل امام صاحب اور صاحبین کے نزدیک بعد کا بھی وکیل ہے اور قرض ہے
 بغير الضمان وَكِيلٌ بِالْمُصَوِّفَةِ فِيهِ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَإِذَا الْفَرَاغُ بِالْمُصَوِّفَةِ
 بعد کرنے کا وکیل امام صاحب کے پاس قرض کی بات جواب دہی کا بھی وکیل ہے اور جب جواب دہی کا وکیل قاضی کے
 عَلَى مَوْثِقِهِ جَنْدَ الْقَاضِي جَاوَزَ الْفَرَاغَ وَلَا يَجُوزُ الْفَرَاغُ عَلَيْهِ جَنْدَ غَيْرِ الْقَاضِي عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ
 اس اپنے وکیل کے بعد کی چیز کا اقرار کرے تو اس کا قرض بھی ہے جس طرح اس کے نزدیک غیر قاضی کے پاس وکیل کے ذریعہ اس کا اقرار بھی نہیں
 وَنَحْنُ بِرَحْمَتِهِمَا اللَّهُ إِلَّا أَنَّهُ يَخْرُجُ مِنَ الْمُصَوِّفَةِ وَقَالَ أَبُو يَرْسَفَ وَرَحْمَةُ اللَّهِ يَخْرُجُ الْفَرَاغُ
 مگر وہ جواب دہی سے نکل جاتا ہے اور امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ غیر قاضی کے پاس (بھی) اس کے ذریعہ اس کا
 عَلَيْهِ عِنْدَ غَيْرِ الْقَاضِي وَمَنْ أَضْهِىَ اللَّهُ وَكِيلٌ الْقَاضِي فِي قَبْضِ خِيَمَةٍ فَضْلُهُ الْقَرْنَةُ أَمْرٌ بِسَلِيمٍ
 اور کسی نے دعویٰ کیا کہ میں قاضی کا وکیل ہوں اس کا قرض ہوں کرنے کے لئے جس قرض سے اس کی تصدیق کر دی تو اس کو
 الْفَقِيهِ فَإِنْ خَضَعَ الْقَاضِي فَضْلُهُ جَاوَزَ وَإِلَّا ذَلِكَ إِلَيْهِ الْقَرْنَةُ الْقَضِي لَيْسَ لِي وَزَجَعُ بِهِ عَلَى الْوَكِيلِ
 قرض میں سے نکلے گا کہ امام صاحب کہہ رہے ہیں کہ کسی کی تصدیق کر دے تو نہ رہے گا نہ اسے عرفی یا شرعی یا کفارہ ہو سکتا ہے۔ مگر یہ
 إِنْ كَانَ بَاقِيًا فِي يَدِهِ وَإِنْ قَالَ ابْنُ وَكِيلٍ بغير الضمان فَضْلُهُ الْمَوْثِقُ لَهُ لَوْ هُوَ بِالسَّلِيمِ إِلَيْهِ
 اگر اس کے پاس باقی ہو اگر کسی نے ہمارے حق میں دیت قبول کر لے گا تو اس کی تصدیق کر دی تو اس دیت اس کے پر کرے گا کہ ہم کیا بجا ہے
 تشریح و توضیح:

وَالْوَكِيلُ بِالْمُصَوِّفَةِ وَكِيلٌ بِالْفَقِيهِ الخ۔ کسی شخص کو خصوصیت کی خاطر وکیل مقرر کیا گیا تو امام زفر، امام مالک، امام
 شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ وہ وکیل بالخصوص قرار نہ دیا جائے گا۔ اس واسطے کہ وکیل اس کے شخص وکیل بالخصوص ہونے پر
 رضامند ہے۔ اس کے وکیل بالخصوص ہونے پر نہیں۔ بعد یہ ہے کہ خصوصیت اور قصد کا جہاں تک معاملہ ہے دونوں کا الگ الگ ہونا کافی ہے تو
 یہ بالکل ضروری نہیں کہ وکیل اگر ایک پر خاص ہو تو دوسرے پر بھی خاص رہی ہو۔

امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ وکیل بالخصوص کو وکیل بالخصوص بھی قرار دیتے ہیں، مگر اس لئے کہ جس شخص کو کسی چیز پر ملکیت
 حاصل ہوئی ہے اس کی تکمیل کا بھی حق حاصل ہوتا ہے اور حکومت کی تکمیل کا بھی ہونے سے ہوا کرتی ہے۔ لہذا اسے اس کا بھی حق ہوگا۔
 مگر یہاں مسئلہ یہ امام زفر کا قول ہے۔

وَالْفَرَاغُ الْوَكِيلُ بِالْمُصَوِّفَةِ الخ۔ اگر خصوصیت کا وکیل قاضی کے یہاں وکیل بنانے والے کے خلاف تصادم اور عداوت کو
 چھوڑ کر کسی اور سے اس کا اقرار کرے جو تو امام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمہم اللہ کے اقرار کو درست قرار دیتے ہیں۔ اور قاضی کے یہاں سے دوسرے کے یہاں
 اقرار کرے تو یہ قرار درست نہ ہوگا۔ امام ابو یوسف دونوں صورتوں میں درست قرار دیتے ہیں۔ امام زفر، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد
 دونوں صورتوں میں اسے درست قرار نہیں دیتے، اس واسطے کہ خصوصیت کا وکیل اس پر مقرر کیا گیا نہ کہ اقرار اس کی حشد شمار ہوتا ہے۔ لہذا
 خصوصیت کی نکالت میں اقرار کو شامل قرار دینی گے۔ امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ وکیل وکیل کا قائم مقام ہے اور وکیل بنانے والے کے

قرآنی تحفہ میں محض قصائد ہی نہیں تھے بلکہ جو قصائد مقام کے فرشتے بھی لکھا کرتے تھے ان کے ساتھ مذہبی و علمی مضمون بھی لکھا جاتا تھا۔ یہاں پر ان کے قصائد کی وضاحت کی گئی ہے۔

زمین دھیر اندھو کھل اعلیٰ الحجہ کوئی کھس اڑ پھوٹی کرے کہ وہ اس کا سبب نقص کی جانب سے اس کا قرض وصول کرنے کی خاطر اس کا اوٹیل ہے اور یہ جو نقص بقرض ہو وہ اس کے قرض پر درست قرار دے گا وہ اس صورت میں مقرب ہو جیگر کہیں نہ گئے کہ وہ قرض وکالت سے مددی سے جاری کر دے اس لئے کہ وکالت سے محض دار و درست قرار دے کہ اس نے خود اعتراف کر لیا اب اگر غیر حاضر شخص نے بھی گئے کے بعد اس کے قول کو درست قرار دے تب تو مفاد عدلی نہیں اس کے تصدیق نہ کرنے کی صورت میں مقرب اس نے نہیں کیا کہ وہ دوسرے قرض دار کرتے اس سے کہ غیر موجود شخص کے تکلف یہ کہنے پر کہ وہ اس کا کوئی نہیں اسے قرض دار کرنا درست نہ ہو۔ میں دیکھا وہ اوٹیل لازم ہو کر اب کر وکالت کے محض زائد وہ بڑا قرض پر قرار دے ہو مقرب اس سے وصول کر لے گا۔ اس لئے کہ اس کے سینے سے مقصد قرض سے اسے قرض دار قرار دے گا اس کا حصول نہیں ہو گا۔ میں وہ اس سے کہ لڑا کہ دار و کمال ہو تو یا نہ مقرب وکالت سے مددی نہیں لے سکتا۔ میں اسے کہ تصدیق وکالت کرنے اور اس میں غیر موجود ہے۔ البتہ جو عقد قرض میں اسے اس کے لئے ہے۔ اسے ہی اگر وکالت لے لگی کہ کوئی شخص نہ لے گا وہ اس سے وصول کر سکتا ہے۔

كِتَابُ الْكِفَالَةِ

کفالت کا بیان

مکات الخ۔ مسابہ الخ۔ کتاب الخ کہ جو کتاب الکفر است بیان فرمے ہیں۔ من دونوں کا شمار حق تعالیٰ میں ہوتا ہے اور میں بھی کافر ہوتا ہے۔ نیز ہاں میں اسی صریح ہے۔

[illegible]

اصطلاحی الفاظ:

وضیح رہے کہ اس نظام میں ہر نئی، کٹنی، ڈسکس کا قرضہ ہوا سے معقول، زیادہ و کم میسر ہے۔ یہ معقول فی ماہ اور اسٹیل پورہ مالی سلفٹس کو نافذ کیا ہے۔

مشریح و توضیح: جان کا فیصل ہونا اور کفالت بالانفس کے احکام

والکھلافہ صوابان طبع۔ فرماتے ہیں کہ کفالت دو قسموں پر مشتمل ہے (۱) بوجہ ان کی کفالت، (۲) مال کی کفالت۔ اختلاف ہوا دونوں قسموں کو درست قرار دیتے ہیں۔ حضرت امام شافعی جان کی کفالت کے قائل نہیں ہیں۔ اس لئے کہ کفالت کے باعث جس کی کفالت کی گئی اس کو حوالہ کرنا لازم ہے اور جان کی کفالت کا جب تک تحقق ہے کفیل کو اس پر قدرت حاصل نہیں کہ وہ مکمل لے لے کر جان پر ولایت کا حق نہیں رکھتا۔

احناف کا استدلال رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد مذکور ہے کہ مکمل صائم ہوا کرتا ہے۔ یہ روایت ترمذی شریف، ماہو، داؤد، شریف، وغیرہ میں حضرت ابوامامہ سے مروی ہے۔ اس حدیث کے مطلق ہونے کے باعث کفالت کی دونوں قسموں کے مشروع ہونے کی اس سے نشاندہی ہوتی ہے۔ دوسری یہ بات کہ جان کے مکمل کو کفالت پر قدرت نہیں تو یہ کہاں تا کی قہ نہیں۔ اس واسطے کہ حوالہ کرنے کے متعدد طریقے جیل و برہان سے کام لے کر اس کا مضر کر دیا نہیں ہے۔

وتبعہ اذا قال الخ۔ جان کی کفالت کا انعقاد نفس انکا کہنے سے ہو جاتا ہے کہ میں غلام کی جان کا ضامن ہوں اور اگر نفس کی جگہ کوئی دوسرا ایسا لفظ ہو جائے جس کے ذریعہ پر مدین مراد لیا جاسکے، مثال کے طور پر رقبہ، راس وغیرہ یا کوئی دالہ شمع بزم بیان کر دیا جائے مثلاً اس کا نصف یا تہائی تو اس کے ذریعہ بھی کفالت درست قرار دی جائے گی۔ اور اگر بجائے اس کے حسنة یا حلی یا الف یا فاء یا جیم یا فیصل یہ کہہ دے تب بھی کفالت درست قرار دیں گے۔

واذا كفَّلَ عني ان يسلّم الخ۔ اگر کفالت میں اس کی شرط کر لی گئی ہو کہ وہ مکمل ہو کہ کوئی شخص یا جنس میں لائے گا تو اس پر واجب لا لازم ہوگا۔ مگر بجائے شخص کے مثلاً بازار میں لائے تو امام زفرؒ کے نزدیک اسے بری الذمہ قرار دینا گئے۔ اب مطلق یا قول بھی ہے۔ امام ابوحنیفہؒ امام ابو یوسفؒ امام محمدؒ کے نزدیک اگر مکمل یا ذمہ میں لے آئے تب بھی اور ہی الذمہ ہونے کا۔

وان كفَّلَ مذهب علي ان الخ۔ کوئی شخص کسی کی ضمانت لیتے ہوئے کہے کہ اگر وہ اسے کل نہ لایا تو وہ ایک ہزار جو اس پر لازم ہے وہ اس کا ضامن ہوگا اس کے بعد مکمل اسے مضمین وقت پر نہ لائے تو اس صورت میں مکمل بریل کا ضمان آئے گا اور اس کے ساتھ ساتھ جان کی کفالت سے بھی بری الذمہ نہ ہوگا۔ اس لئے کہ اس جگہ جان اور مال دونوں کی کفالت انھیں ہو گئی ہے اور باجمہان میں کسی طرح کی ضمانت بھی نہیں پائی جاتی۔

امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اس جگہ مال کی کفالت درست نہ ہوگی۔ اس لئے کہ مال کے واجب ہونے کا جو سبب ہے اس کی تعلیق ایک مشکوک امر سے کہ اس کفالت کو مشابہ خیال کرو یا اور کچھ کے اندر اس کے واجب ہونے کے جب کو مطلق کرنا درست نہیں تو اس کفالت میں بھی درست قرار دیں گے۔

اختلاف فرماتے ہیں کہ کھانا انتہاء کفالت کا جب تک تعلیق ہے وہ مشابہہ دفع ضروری ہے مگر لحاظ لیتے ہوئے مشابہہ لازم ہے۔ وہ اس طرح کہ اس کے اندر ایک غیر لازم شے کا لازم ہوا کرتا ہے۔ اس بناء پر یہ تاثر یہ ہے کہ رعایت ان دونوں ہی مشابہہ ہونے کی کی جائے۔ مشابہہ لکھ ہونے کی اس طرح سے رعایت کی جائے گی کہ اسے مطلق شرائط کے ساتھ تعلیق کرنے کو درست قرار دیا گیا ہے اور مشابہہ نہ ہونے کی اس صورت سے رعایت ہوگی کہ ایسا شرط کے ساتھ جو کہ خلاف ہو تحقیق درست ہوگا۔ اور مضمین وقت پر حاضر نہ ہونے کی تعلیق خلاف ہونے کے باعث ضمانت پر نہ لایا جائے گا۔

ولا تخشوا الكفالة في المحبرة الخ. در مشروبات یعنی حدود و قصاص کا جہاں تک تعلق ہے ان میں جان کی کفالت درست نہیں۔ اس لئے کہ اس کا پورا کرنا کفیل کے کسی میں نہیں۔ لہذا اس پر قیاد نہیں۔ پس ہزاروں ضابطہ ان میں اس کی ضمانت بھی درست نہ ہوگی۔

رَأَى الْكُفَّالَةَ بِالنَّسْلِ فَجَارِزَةً مُنْقَلَبَةً كَانَ لَمُكْهَلٍ بِهِ أَوْسَعُهُوَلَا إِذَا كَانَ ذُنْبًا ضَعِيفًا يَمُتِلُ

اِنْ تَقُولُ نَكَلْتُ عَنْ بَالِغِ دِرْهَمٍ اَوْ بِمِائَةِ عَلَيْهِ اَوْ سِتِّمِئْتُمْكَ فِى هَذَا الشَّيْءِ وَالْمُتَقَوِّلُ

اللَّهُ بِالْجَهَنَّمَ إِنِّ شَاءَ طَلَبُ الْإِصْلَ وَأَنَّ شَاءَ طَلَبُ الْكَيْفِ وَنَحْوُ تَحْلِيلِ الْكَيْفِ

بِالشَّرْطِ بِعَلَى أَنْ يَقُولَ مَا بَيَّعْتُ لِقَاتَا فَعَلَيْ أَوْ مَذَابَ لَكَ عَلَيْهِ فَعَلَيْ وَأَمَّا عَفْكَ لِقَاتَا

وَاِذَا قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكِ اُنۡزِلُوۡا عَلٰی رَسُوْلٍ مِّنۡكُمْ مَّوَدِّعًا ۚ وَتُجْعَلُ لَهُ فِی الْكِتٰبِ ذِكْرًا ۝۱۰۰

ثَلَاثَةُ الْفُرُوقِ قَوْلُ الْكُفَّيْنِ نَحْوَ بَيْنِهِ فَيُفْقَدُ مَا يَخْتَصِفُ بِهِ فَإِنَّ اِخْتَرَفَ الْمُكْفُولِ عَنْهُ

بِأَكْثَرٍ مِنْ ذَلِكَ لَمْ يَصْلُقْ عَلَى كَيْفِهِ وَنَحْنُزُ الْكَافَّةَ بِأَمْرِ الْمَخْفُولِ غَنَاءٌ وَ بَغِيرُ أَمْرِهِ فَإِنْ
تَوَضَّعَ لِمَنْ جَاءَهُ فِي دَارِ الْكَلَامَةِ مَقْبُولٌ عَنِ الْعَهْمِ هُوَ وَأَمَّا فِي الْحَمْدِ فَهِيَ الْجَانِبُ الَّذِي

مَکْشَلُ مَانَرُو دَجَمَعِ بِمَا يُؤَدُّی غَلِبَهُ رَانَ کَفَلَ بَغیرِ اَنَرُو لَمْ یُوجِعِ بِمَا یُؤَدُّی وَتَسَّ بِنَکْبِلِ
اس کے علم ہے مکمل ہوا تو اس سے وہ لے لے جو کوہا کرے اور اگر اس کے علم کے بغیر مکمل ہوا تو جو کہو راہو چسپا لے سکا ہو مکمل نہیں کیا کہ

اَنْ يَطْلُبَ اَمْعُوْلُ غَنَةٍ بِالْمَالِ اَنْ يُوَدَّى عَنْهُ فَاِنْ لُوْزِمَ بِالْمَالِ غَنَانٌ لَّمَّا اَنْ يَلْزِمَ

الْمَكْفُولُ عَنْهُ حَتَّى يَخْلَصَ وَإِذَا انْقَلَبَ الْمَكْفُولُ عَنْهُ أَوَسْتَوْفَى مِنْهُ بِرَجْعِ الْكَمِيلِ وَ

اِنَّ اَفْوَا الْكَافِيْنَ لَمْ يَتَرَا الْمُكْشُوْرَ عِنْدَ وَلَا يَخُوْرُ نَعْلِيْقِي الرِّءَاةِ مِنْ الْكُفَالَةِ بِشَرْطٍ وَكُلِّ
 مَرَكَّبِيْلٍ كُوْهِيْ كَمَا تُوْشِكُوْنَ مِنْ يَدِيْ نَ اَوْ كَمَا اُوْرَكَتْ مِنْ يَدِيْ كَرْنِيْ لَوْ شَرَطَ كَسَ سَاجِدٍ مَّطْلُوقٍ كَرْمَ جَانِئِيْ اَوْ يَدِيْ

حق لا يمكن استغارة من الكفلي لا تصح الكفالة به كالعقود والقصص وإذا تكفل

عَنِ الْمُشْتَرِي بِالْثَمَنِ جَارٌ وَإِنْ تَخَلَّلَ عَنِ الْبَائِعِ بِالْبَيْعِ لَمْ تَصُحْ وَعَنِ اشْتَاخَرِ ذَابِلَةً

100

مواضع اسے سرے سے درست اتنی قرار نہیں دیتے اور عند الاحتمال اگرچہ جائز ہے لیکن اس شرط کے ساتھ کہ کلمہ ہونے کی صورت میں اس کی قیمت کو جب مانا ہو یا نہ مانا جائے۔ نے سے نقل حکایت پہنچا درست نہ ہوگی۔

ومن استاجر دابة للمضمل الخ. اگر کوئی شخص اجرت پر بار برداری کی خاطر سواری لے تو اس کی بار برداری کی ضمانت پر درست نہ ہوگا۔ اس نے کہ کھیل کی سواری پر چاروں نہیں تو وہ اس کے حوالہ کرنے سے مجبور ہوگا۔ البتہ سوار کی غیر یقینی ہونے کی صورت میں ضمانت درست ہوگی اس لئے کہ اس صورت میں وہ کوئی بھی سواری دیتے پر قادر ہے۔

وَلَا تَصِحُّ الْكَفَالَةُ إِلَّا بِقَوْلِ الْمُكَفَّلِ فَإِنِّي مُنْعِلُكَ الْقَدْبِ إِلَّا لِي خَسْلَةٌ وَاحِدَةٌ وَهِيَ أَنَّ
 دُرَّ كَلَامٍ دُرَّ نَحْنُ مَرَّ لَحْنٍ عَقْدٌ فِي كَلِمَةٍ ۚ كَيْ قَوْلٍ كَرَنَ كَيْ مَعَهُ مَرَّ مَرَّ فِي سِلْطَةٍ فِي لَدْرٍ وَهِيَ ۚ
 يَقُولُ الْمُتَرَفِّعُ لِوَلِيِّهِ تَكْفُلُ غَنِيًّا بِنَا عَلِيٍّ مِنَ الذَّيْنِ فَتَكْفُلُ بِهِ غَنِيًّا غَنِيًّا بِالْفَرْغَاءِ جَلَّ
 کہ پدارتھ واث سے کہے کہ میری طرف سے اس کا کھیل ہو یا جو میرے ذمہ فرض ہے اس سے فرض خواہ اس کی عدم موجودگی میں کھیل ہوگی تو
 إِذَا كَانَ الذَّيْنُ عَلَى الْقَتَنِ وَكُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا تَكْفِيلُ طَائِفَةٍ مِنَ الْآخَرِ فَمَا أَذَى أَخَذْنَاهَا لَمْ يَزُجِعْ
 یہ جو شرط ہے اور جب دو آدمیوں پر فرض ہو تو ان میں سے ہر ایک دوسرے کی طرف سے ضمانت ہوگی اس میں سے ایک جو کلمہ کرے وہ
 بِهٍ عَلَى شَرِيكَهِ حَتَّى يَرْتَدَّ مَاؤُذَيْنِهِ عَلَى النَّصِيبِ فَيُزَجِّعُ بِالْإِثْمَانَةِ وَإِذَا تَكْفَّلَ ثَقَانٌ
 اپنے شریک سے نہ لے یہاں تک کہ جو اس نے ادا کیا ہے وہ نصف سے زیادہ ہو جائے جس زیادہ مقدار اس سے لے لے اور جب دو آدمی
 عَنْ رُجُلٍ بِالْقَدْبِ عَلَى أَنْ تَكُلَّ وَاحِدٌ مِنْهُمَا تَكْفِيلُ عَنْ صَاحِبِهِ فَمَا أَذَى أَخَذْنَاهَا يَزُجِعُ بِصِفَةِ
 ایک شخص کی طرف سے ایک بڑے کے ذمہ میں ہوئے اس میں ہر کوئی اس سے ہر ایک دوسرے کا ضمانت ہے تو ان میں سے ایک جو کلمہ کرے تو اس کا ادھا
 عَلَى شَرِيكَهِ قَلِيلًا ثَقَانٌ أَوْ كَثِيرًا وَلَا تَجُوزُ الْكَفَالَةُ بِنَاءً الْكَلَابَةِ سِوَاهُ خَوْفٍ تَكْفُلُ بِهِ أَوْعِلُ
 اپنے شریک سے لے لے خواہ وہ کم ہو یا زیادہ اور اس کی ضمانت کی ضمانت جائز نہیں خواہ آزاد آدمی اس کی ضمانت کرے یا غلام
 وَإِذَا فَاتَ الرَّجُلُ وَغَلَبَهُ ذِيُونٌ وَلَمْ يَتْرُكْ فَيُنَا تَكْفُلُ وَجُلَّ غَنَةً بِالْفَرْغَاءِ لَتَصِحَّ
 اور جب کوئی آدمی مر گیا اور اس کے ذمہ بہت سا فرض ہے اور اس نے کلمہ نہیں چھوڑا پھر اس کی طرف سے فرض خواہوں کے لئے کوئی قلم ہو گیا
 الْكَفَالَةُ عِنْدَ أَبِي خَيْفَةَ وَجِهَةٌ اللَّهُ وَجَعَلْنَاهَا تَصِحُّ
 تو امام صاحب کے پاس یہ ضمانت صحیح نہیں ہو یا نہیں کے پاس صحیح ہے

تشریح و توضیح: باقی ماندہ مسائل کفالت

وَلَا تَصِحُّ الْكَفَالَةُ إِلَّا بِقَوْلِ الْمُكَفَّلِ لَمْ يَخُفْ ۚ فرماتے ہیں کہ ضمانت خواہ جان کی ہولناکی اور خوف میں یہ لازم ہے کہ
 اسے مکمل اور عقد کی مجلس میں قول کرے۔ اور اگر مکمل اور عقد کی مجلس میں قول کفالت کرے تو امام ابوحنیفہ امام محمد کفالت کے درست
 نہ ہونے کا حکم فرماتے ہیں۔ اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک عقد کی مجلس کے بعد مکمل اور اس کے بدلے میں طلم ہونے پر اسے درست قرار دے تو
 کفالت درست ہو جائے گی۔ امام مالک، امام شافعی اور امام احمدؒ بھی یکساں فرماتے ہیں۔ امام ابوحنیفہ اور امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ جب کفالت کا
 جہاز تک نقص ہے اس میں مٹی متھک پائے جاتے ہیں پھر اس کا انحصار مکمل اور جو ساری کے ساتھ ہوگا مگر ایک کے ساتھ نہیں۔

الای فی مسئلہ واحداً الخ۔ اس کا حکم ذکر کر رہا ہوں۔ عام حکم سے انکس۔ عام حکم تو یہ ہے۔ جو فقیر مکمل از حدت کی مجلس میں قبول نہ کرے گا نہ کسی طرح۔ درست نہیں۔ البتہ اگر کسی سر میں نے اپنے وارث سے باک نہ کر لی یا نب سے یہ مال کی ضمانت سے لے کر جو بھی پڑیں (قرض) ہے اور پھر وارث فرض خواہوں کے موجود نہ ہوتے ہوئے ضمانت سے لے کر قرضے محفوظ پر درست قرار دیتے۔ مگر وہ یہ ہے کہ اصل ایسی ضمانت کی حیثیت وصیت کی ہے اور یہ مکمل از حدت کا قائم قدم ہے اور یہ مکمل از حدت کے لئے باعث فائدہ ہے تو یہ کیا جانے کو کہ گویا وہ خدایا ہی بقا کا عنصر ہے۔

وإذا كان الله يعلی الخ۔ اگر ایک شخص کے معروض دو شخص ہوں اور قرض یا ہب و سبب وصیت کیسا ہو۔ مثلاً کے طور پر وہ دونوں ایک قوم ہوں اور اہم میں خیر کر ایک دوسرے کے ضمان میں چاہیں تو یہ ضمانت درست قرار دے کر لے گا اور ان میں سے کوئی بھی جب تک آزاد ہے۔ نہ زیادہ کی اور ان میں سے لے دوسرے سے وصول پائی نہ کرے گی۔ پھر قرض سے جس قدر دلاوے۔ اگر یہ کامی نہ ہو تو دوسرے سے وصول کرے گا۔ اس کا سبب دراصل یہ ہے کہ دونوں شخصوں میں سے ہر شخص کی حیثیت آدمی میں اس میں اصل یہ ہے کہ ہر دونوں آدمی میں کفیل کی۔ علاوہ ان میں مطالبہ حقیقت تان دین (قرض) ہے۔ اس واسطے کہ اس کی ادائیگی ان کے زمرے میں نہ آئے۔ اس سے زیادہ وہی ادائیگی پر سرکھالت ہوئے۔

وإذا انكس انما من حلی بالغ الخ۔ اگر کوئی شخص کسی کا قریبی ہو اور اس کی یا نب۔ نہ، مجھے انکس انکس انکس انکس سے دین کی ضمانت کر لیں۔ اس کے بعد ان دونوں کفیلوں میں سے ایک دوسرے کو ضمان میں چاہے تو ان دونوں میں سے جو جس قدر مال کی ہر ادائیگی کرے اس کا اہل چاہے ساقی سے وصول کرے اس لئے کہ ان ضمانت میں اصل ہونے کا کوئی شیعہ یا ملک یہ نہ لڑتا ہے ضمانت نہ دیتی ہے۔

ولا تجوز الكفالة بعالم الكفالة الخ۔ یہ درست نہیں کہ ایک غلام کو چاہے وہ کسی کتابت کا کفیل ہو یا نہ اس سے قطع نظر کہ اس قرض یا ہب ہو یا وہ آزاد ہو۔ جو غلام ہو اس لئے کہ کفیل ہونا اس طرح کے مال کا درست ہوتا ہے کہ جو دنیا میں شیعہ ہوتا ہو اور وہ اس وقت تک مالکان کا ہو جب تک کہ اس کی ادائیگی نہ ہوئی جائے یا زنی اللہ مدتہ نہ کر دیا جائے۔ یہ ہر ادائیگی کتابت و دوام کا سبب کے واسطے سے مجبور ہونے کے باعث ساقط ہو جاتا ہے تو اس کا شمار اس شخص میں نہ آتا۔ غلام ہر عقیقہ مولیٰ عاقبت کا الیٰ حق جہاں کتابت کے ساتھ کرتے ہیں کہ اس کی کتابت صحیح قرار نہیں دیتے۔

موت حو کفیل الخ۔ اگر یہ مال کوئی یا مکمل کرے کہ انکس نے آزاد ہونے کی مجلس میں بھی جب کتابت نہ ہو تو اسے آزاد نہیں دیا گیا تو کفیل۔ کیا آزاد نہ ہونے اور غلام نہ ہونے کی مجلس میں تو ہر دو ادائیگی کتابت درست نہ ہوگی۔ پھر صاحب کتاب نے اس کے بعد ستر عدد "کس لئے لیا" اس کا مال کا یہ جواب دیا کہ آزاد شخص کو ہر دو ادائیگی کتابت حاصل ہے اور کفیل کی حیثیت انکس کے تاج کی ہوا کرتی ہے۔ اور اس جگہ اس کا یہ منکر ہے کہ کتابت کے درست نہ ہونے کی بنیاد یہ ہے کہ اس کے درست تسلیم نہ کرے کی صورت میں آزاد ہو غلام کے تاج قرار دیا جائے گا۔ جبکہ آزاد اس سے افضل اور مرفی ہے۔ غلام تو توڑی ہے "او عدد" کی نیک کا اضافہ کر کے اس کی مدد کوئی نہ دے کہ کتابت کا درست نہ ہو یا جہاں کتابت کے احسن بھی نہ ہونے کی بناء پر ہے۔ آزاد کے تابع غلام ہونے کے دوسرے نہیں۔

والاعمال الروحانی وعلیہ دیون الخ۔ کسی شخص کا معاملہ فلاں اشکانہ ہوئے اور انھیں وہ مقرر ہے اور پھر اس کی جانب سے زائد قرض کی کوئی خدمت کرے تو امام یوسف فلاں کتابت کو درست قرار نہیں دیتے۔ امام ابو حنیفہ امام محمد امام مالک امام ابو

”میں نے امریکا جاتے ہوئے امریکیوں کو بتایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی ہے کہ وہ امریکا کو اللہ کی طرف سے بھیجا ہوا ایک قوم بنا دے۔“ (مترجم نے یہ فقرہ عربی کے طور پر لکھا۔)

اعطلا تمی بقا نر .

مقررہ فیروزہ بن گئے جو ان کے لئے بڑے اور اصطلاح میں ٹیکل اور غرض ان کو کھانا، مکان، اور سروس فراہم کرنے والے ادارے کے نام سے دیے۔ طلبہ کو سرکاری کمروں میں رکھا گیا جہاں پر مشائخ کے طور پر سہارا دیا گیا۔ یہ سروس اور مشائخ اور طلبہ کے مابین رابطہ اور فوری جواب دہی کے ذریعے سے ہوا۔ ان کے احوال اور ضروریات کی طرف توجہ کی گئی۔ ان کے تعلیمی مسائل میں معاونہ کی گئی۔ مشائخ اور استادانہ خیالات پر ان کو توجہ دی گئی۔ ان کے مسائل اور پیچیدگیوں کے بارے میں ان کے پاس سے۔

[illegible][illegible][illegible]

مقرر ہے جس کا رد دشمنوں کے علاوہ ایک تیسری قسم بھی جن تکف ہو جانے کی ہے وہ یہ کہ حاکم نے اس کی حیثیت میں اس پر اطمینان کا حکم کیا ہو اور اسے اطمینان قرار دیا ہو تو ان ذکر کردہ وجوہ کے باعث مال تکف شدہ شمار کرنے سے اجتناب کرنا یہی حاصل ہوگا کہ وہ محض مسترد ہو جائے تاکہ اس کی غائی ہو سکے۔

وَإِذَا طَلَبَ الْمُضْطَلَّ عَلَيْهِ الْمُجْبِلُ بِمَجْلٍ خَالَ الْمُتَوَلَّيْ فَقَالَ الْمُجْبِلُ أَخَذْتُ بِذَنْبِي لَمْ يَخْلُكْ
اور جب قائل علی نے مجل سے حواص کا وہی طلب کیا پس مجل نے کہا کہ میں نے اسی قرض کی حالت کی تھی جو میرا تیرے ذمہ
لَمْ يَخْلُكْ قَوْلُهُ وَخَالَ عَلَيْهِ بِنِزْلِ الذَّنْبِ وَإِذَا طَلَبَ الْمُجْبِلُ الْمُضْطَلَّ بِمَا أَخَذَهُ بِهِ فَقَالَ أَنَا أَخَذْتُكَ
فتاویٰ کا قول مستحسن ہوگا اس پر یہی کہ ہر ماہ لازم ہوگا اور اگر تکلیف سے دور رہے طلب کیا جس کی اس نے حالت کرتی تھی یہی کہ
بِنَفْسِهِ لَمْ يَخْلُكْ الْمُضْطَلَّ لَا بَلْ أَخَذْتُ بِذَنْبِي لَمْ يَخْلُكْ قَوْلُ الْمُجْبِلِ نَعَمْ لَمِنْهُنَّ ذِ
میں نے اسی حالت کی کہ کیا اسے میرے لئے اصل کر کے اصل کے لئے نہیں ہاں میں نے فرض کیا کہ ہر ماہ لازم ہوگا اور اگر تکلیف مستحسن ہوگا اس کے ساتھ
بِنُكُونِ الْمُضْطَلَّيْ زَهْرٍ قَرْضٍ اسْتَفَادَ بِهِ التَّشْعُرُضُ أَفْنٌ عَظُمَ الظُّرْبُ
اور حواص کردہ ہے اور وہ قرض ہے جس کا دینے والا داس کے خوف سے اسوں کو چاہے

تشریح و توضیح حواص کے بارے میں باقی مسائل

وَإِذَا طَلَبَ الْمُضْطَلَّ عَلَيْهِ الْخُجَّازُ كَمَلِ سَعَالٍ طَلَبَ يَدِ الْكَلْبِ حَتَّى يَخْلُكَ حَوَالَهُ كَمَلِ سَعَالٍ
طالب کے جواب میں کہہ کر میں نے قزوین کا حال کیا تھا جو کہ میرا تیرے ذمہ تھا تو مجل کے اس قول کو تاہم بقول قرائن دین کے اور وہ محل
دین کے میں اس کی مثال علیہ اور اس کی کرے گا۔ اس واسطے کہ مجل قزوین کا دعویٰ کر رہا ہے اور مثال ملیہ اس سے انکار کرتا ہے اور قول انکار کرنے
والے کا محض مستحسن ہوگا۔ وہ یہی ہے کہ اصل علیہ کے خلاف کہہ کر اس نے اس کی ناکامی دہری ہے کہ وہ اصل کمال کا مقرر ہے۔ فتاویٰ اس
شہد کا جواب یہ ہے کہ اصل علیہ بن کے قرائن کی بنیاد میں نہیں کرتا اس لئے کہ وہ الکاجہ بن تک تعلق ہے وہ ملاوین کے بھی درست ہے۔

وَإِذَا طَلَبَ الْمُجْبِلُ الْمُضْطَلَّ الْخُجَّازُ كَمَلِ سَعَالٍ طَلَبَ يَدِ الْكَلْبِ حَتَّى يَخْلُكَ حَوَالَهُ كَمَلِ سَعَالٍ
کہے کہ میرا حال کرانے سے مستعد یہ تھا کہ میرے واسطے اس کی اصل کی وصولیابی کرے اور مثال یہ کہے کہ میرا حوالہ کرنا اسی دین کا تھا جو میرا تھا
پر واجب تھا تو اس کے مختلف کمال کا توں قائل اعتبار ہوگا۔ اس لئے کہ مثال دین کا دعویٰ کر رہا ہے اور کمال انکار کرتا ہے۔ اور بہت محض اس
قد رہے کہ وہ محض حوالہ کے لئے نکالت استعمال کر رہا ہے اور اس استعمال میں وہ حقیقت کوئی ترجیح نہیں اس لئے کہ لفظ "حوالہ" کا استعمال
بخاری طور پر برائے نکالت ہوا کرتا ہے۔

وَبِنُكُونِ الْمُضْطَلَّيْ زَهْرٍ قَرْضٍ اسْتَفَادَ بِهِ التَّشْعُرُضُ أَفْنٌ عَظُمَ الظُّرْبُ
طریقہ سے کچھ مال دے کر تم مجھے دوسری جگہ بچے دے اس لئے کہ اس شخص کے نام ایک خریدا ہو کہ وہ اس خریدا ہو کہ یہی ہے کہ وصولیابی کر لے اور
اس طریقہ سے راستہ کے خطرات سے حفاظت کر لے۔ تو یہ کہ اس ذکر کردہ محل میں قرض دینے والا قرض سے نفع اٹھا رہا ہے کہ وہ راستہ کے
خطرات سے بچ گیا اور "سکلی قرض" جو نقصان دہ ہو "کی رو سے ایسے قرض میں سے ٹاکہ اٹھایا جائے شرعاً ممنوع ہے۔ پس یہ محل بھی
مکروہ قرض ہی ہونے کی نہ کہ بہت ہی صورت میں ہے جبکہ پیرا اس تحریر وغیرہ حاصل کرنے کی شریعت کے ساتھ نہ رہا ہو۔ اور اگر اس
شرع کے منہ دے تو پھر بہت نادر ہے۔

كِتَابُ الصُّلْحِ

صلح کے بیان میں

الطَّلَعُ عَلَى ثَلَاثَةِ أَضْرِبٍ صُلَحَ مَعَ إِفْرَادِهِ وَ صُلَحَ مَعَ سُكُوتٍ وَهُوَ
 صُلَحَ مَعَ خَمْسٍ هِيَ (۱) صُلَحَ مَعَ إِتْرَادٍ (۲) صُلَحَ مَعَ سُكُوتٍ (۳) صُلَحَ مَعَ إِفْرَادٍ
 لَمْ يَلِغْزِ الْمَدْعَى عَلَيْهِ وَلَا يَنْكُرُ وَ صُلَحَ مَعَ بِنَاكَ وَ تَحْلٍ ذَلِكَ جَائِزٌ وَفَعِ الطَّلَعُ عَنِ الْفَرْغِ أَغْبِزُ
 بِهِيَ كَرِهِي طَلَعُ إِتْرَادٍ كَرِهِي (۳) صُلَحَ مَعَ إِفْرَادٍ هِيَ إِفْرَادُ مَعَ إِفْرَادٍ وَفَعِ طَلَعُ إِفْرَادٍ كَرِهِي
 بِهِيَ مَا يَنْفَعُ فِي الْمُنَاعَاتِ بِهِيَ وَفَعِ عَنِ خَالٍ بِسَدَالٍ وَفَعِ عَنِ خَالٍ بِسَدَالٍ مَا يَنْفَعُ فِي الْمُنَاعَاتِ
 هِيَ إِفْرَادُ مَعَ إِفْرَادٍ وَفَعِ طَلَعُ إِفْرَادٍ كَرِهِي (۳) صُلَحَ مَعَ إِفْرَادٍ هِيَ إِفْرَادُ مَعَ إِفْرَادٍ وَفَعِ طَلَعُ إِفْرَادٍ كَرِهِي
 تَشْرِيحُ وَتَوْضِيحُ

[illegible]

احکام فرماتے ہیں کہ آیت کریمہ میں "والصالح عبید" صحیفہ آیات ہے۔ ہر ایسی امریت حدیث شریف میں "الصالح حاضر بین الصالحین" کے الفاظ مطلق ہیں۔ جس کے ذریعے میں یہ تینوں تہیں آتی ہیں۔ وہ ہے حدیث شریف ہے کہ "آخری الفاظ" "الصالحا محل حوائض و حرم حلال"۔ قوس کا مضمون یہ ہے کہ کوئی شخص جس کے باعث تمام یونین کا قیام لازم آتا ہے۔ تاہم ان کے طور پر کوئی شخص شراب پرستی کرے یا حلال لحد کا اس کے ذریعہ تمام ان لازم آتا ہے تاہم قوس غرض فی میں نہ نہ ہوگی۔

فلان وقع الصلح عن القواد المبيع اگر اس صلح کا ثبوت بمقتایہ مال مدعا علیہ کے قرار کے باعث ہو تو اس صلح کو محکم قرار دیا جائے گا۔ ویسے سب سے اس کے اندر بیع کے معنی یعنی دونوں غصہ کرنے والوں کے درمیان مال کا بدلہ مال کے ساتھ پایا جاتا ہے۔ پس اس میں احکام بیع کا نفاذ ہوگا۔ جب تک کہ ایک طرف کی صلح دوسرے کو مہر بدلہ ملے ہوئے نہ ہو تو اس میں غصہ کا حق ثابت ہونے کا حکم ہوگا۔ اور مثال کے طور پر یہ صلح ختم ہونے پر اگر وہ مہر بدلہ دار پایا گیا تو اسے لوٹا دینا درست ہوگا۔ غرض کہ اس صلح کے تحت وہ سب سے زیادہ جس پر غصہ ثابت ہوئی وہ سب سے زیادہ کو ملے گا۔ اگر اس سے کسی شخص کو غصہ ملے گا تو اسے سب سے زیادہ سے ملے گا۔ اس لیے کہ اس صلح کے تحت وہ سب سے زیادہ کو ملے گا۔

فلم یحبب لہما التعلد الخ۔ اس معنی کی وضاحت اس طریقہ سے ہے کہ کوئی شخص دوسرے شخص پر مکان کا دعویٰ کرتا ہو اور اس کے جواب میں دعویٰ یا قواس کا اقرار کرے اور یا سکوت اختیار کرے مگر یہ معنی نئے سلسلہ میں کچھ معاونہ کے کرمض کر کے قواس مکان میں شفعہ کا جواب نہ دے گا۔ اس لئے کہ دعویٰ علیہ کا اسے لینا ہے جسے اس کی بنیاد پر ہے۔ اس سے خریدنے کی بنا پر نہیں۔ اور اگر کوئی کہنے والا دعویٰ مال کرے اور پھر مدعی علیہ اسے ایک مکان سے کرمض کر لے قواس صورت میں اس سے کچھ شفعہ کا جواب ہو گا۔ اس لئے کہ یہاں دعویٰ کرنے والے کا سے لینا معنی اس سے غرض سمجھنے ہونے ہے۔ قواس میں دعویٰ کا دعویہ ہے اس میں شفعہ کا جواب ہو گا۔

وإذا كان الصلح على أقراب الخ. اگر ایسا ہو کہ صلح میں اقراب کی صورت میں جس چیز پر صلح ہوئی ہو وہ قسم میں اور فی کل سے ایسا نہ ہو کہو کہ جسے اور بالکل بیوقوف اس صورت میں بھی اس کے حصہ کی مقدار معاوضہ صلح کی خلیہ کو لکھا ہے اس (اصول صلح) میں کی جائے مطلق معاوضہ ہے اور اس کے بعد رحمہ علیہ سے کہ تحقیق کی صورت میں اس کے بقدر لکھا جائے ہے۔ جنہاں کے طور پر آخر خانہ ایسا تحریر کئے جانے میں ہوئی کہ اسے اور اس کے یہ عامہ کا بعض بیوقوف بعد اقرار خالصہ سے بیوقوف اور اہم پر صلح کئے اس کے بعد آدھا بیوقوف سے مکان کا کوئی دوسرا مستحق لکھ آئے تو وہ بھی غلطی میں خالصہ سے باقی بیوقوف دوسری شکل میں بیوقوف درج نہ لکھا۔

[illegible]

فہم برد شبتہ من العصوص الخ۔ کہیں شخص کسی شے کے بارے میں اس کا عدس ہو کہ اس میں اس کا حق شبتہ ہے یا کہ اپنے لئے کرے کہ اس میں اس کا حصہ ادا ہے یا تمام؟ اگر کوئی شخص اس کے بعد دوا سے کچھ معاوضہ کر حصہ شبتہ کر لے۔ اس کے بعد اس شخص کو کسی اور شخص سے حق دیکھنا ہے تو اس صورت میں یہ دعویٰ کرنے کے لئے اس شخص میں سے کچھ بھی نہ مانے گا۔ اس لئے کہ اس کے شخص سے جان نہ کرنے کے باعث اس مال کا کچھ ہے کہ اس شخص کا دعویٰ کچھ کے اسی حصہ کے سلسلے میں ہو جو کہ حصہ رکھے خواہ اس نے اس کے بعد برقرار رکھا ہو۔

[illegible]

— 22 —

[illegible][illegible][illegible][illegible][illegible]

ہے کہ کائنات کے بھارت کھاتا ہے۔

۱۰) انا صومعہ کو بزم مدح اس بزم صاحب آداب ان زکاویں اہل ان فرما رہے ہیں کہ جس نے باعث رجوع کرنا درست نہیں۔ وہ کاوشی صاب زیل ہیں۔

(۱) جس شخص کو کوئی چیز بہت قیمتی ہو اور وہ اسے بہت پر کرے اسے کوئی شے، اسے کسی کی وجہ سے دھپ کا حق دینا باقی نہ رہے گا۔ مگر شرط یہ ہے کہ وہ اپنی اس کی نسبت بہت کی جانب کی ہو۔ شر کے طور پر کہ اسے اپنے بہت کے کوئی واسطہ نہ لگتا ہو اس کے بدلے کے طور پر۔ لہذا ہر مہر اس چیز کا بخش بھی ہو جائے تو اس صورت میں دھپ کو رجوع کا حق نہ رہے گا۔

(۲) اگر یہ نہ ہو تو اسے بھی ایسے اضافہ کا حق ہو گا جس کے باعث اس کی قیمت میں بھی اضافہ ہو گا۔ اسے اس کے طور پر یہ نہ ہو خالی زمین ہو اور جسے بہت قیمتی ہو اس پر بھی کرے تو اس کی شکل میں نہ کرنے اسے کو رجوع کا حق باقی نہ رہے گا۔ اس واسطے کہ رجوع بغیر خلاف کے یہی ممکن نہیں۔

(۳) اگر وہوں قدر کرنے والوں میں سے کوئی ایک موت کی غرض میں ہو جائے تو رجوع کا حق باقی نہ رہے گا۔ کیونکہ اگر وہ غرض موجب رحمت سے ہلکا نہ ہو حکمت موجب لہو ہو گا کی جانب غفلت ہو جائے گی تو جس طریقہ سے اس کی حیات میں جسکے منتقل ہونے کے بعد رجوع کو درست قرار نہیں دیا جاتا۔ اسی طرح مرنے کے باعث حکمت غفلت ہو جائے گی رجوع درست نہ ہو گا اور دھپ کے انتقال کی صورت میں وہ اس کی حیثیت قدر بہت کم قرار دے گا۔

(۴) اگر یہ نہ ہو کہ رجوع موجب لہو کی قیمت سے گل ہوئے مثال کے طور پر دھپ کا حق نہ ہو۔ اس کی قیمتیں برابر دے کر دھپ کا حق نہ ہو۔ حق رجوع سادہ ہے گا۔ البتہ اگر یہ نہ ہو کہ اس سے آدھی چیز پیچے تو یہ نہ کرنے والے کو بھی حق رجوع کا حق نہ ہو گا۔

دھپ دھپ صومعہ مدح کوئی نہیں بجا۔ کوئی شے ذاتی و غیر ذاتی کہ اسے دھپ کا حق نہ ہو۔ اس کے بعد اسے دھپ کا حق نہ ہو۔ اس لئے کہ اگر دھپ کا حق نہ ہو تو اسے دھپ کا حق نہ ہو۔ اس لئے کہ اگر دھپ کا حق نہ ہو تو اسے دھپ کا حق نہ ہو۔

(۵) اگر کوئی دھپ کا حق نہ ہو تو اسے دھپ کا حق نہ ہو۔ اس لئے کہ اگر دھپ کا حق نہ ہو تو اسے دھپ کا حق نہ ہو۔ اس لئے کہ اگر دھپ کا حق نہ ہو تو اسے دھپ کا حق نہ ہو۔ اس لئے کہ اگر دھپ کا حق نہ ہو تو اسے دھپ کا حق نہ ہو۔

۱۱) انا استحق نصف العیون مدح۔ اگر کوئی دھپ دے دے اس کے بعد یہ بہت کم ہو گا کہ اگر وہ اس کے بعد دھپ دے تو اسے دھپ کا حق نہ ہو۔ اس لئے کہ اگر دھپ کا حق نہ ہو تو اسے دھپ کا حق نہ ہو۔ اس لئے کہ اگر دھپ کا حق نہ ہو تو اسے دھپ کا حق نہ ہو۔ اس لئے کہ اگر دھپ کا حق نہ ہو تو اسے دھپ کا حق نہ ہو۔

حضرت امام زکریاؑ فرماتے ہیں کہ یہ نہ کرنے والے کو بھی حق رجوع حاصل ہو گا۔

۱۲) انا دھپ بشرط العیون مدح۔ اگر کوئی دھپ دے دے اس کے بعد یہ بہت کم ہو گا کہ اگر وہ اس کے بعد دھپ دے تو اسے دھپ کا حق نہ ہو۔ اس لئے کہ اگر دھپ کا حق نہ ہو تو اسے دھپ کا حق نہ ہو۔ اس لئے کہ اگر دھپ کا حق نہ ہو تو اسے دھپ کا حق نہ ہو۔ اس لئے کہ اگر دھپ کا حق نہ ہو تو اسے دھپ کا حق نہ ہو۔

کتاب الوُفِّ

کتاب وقف کے احکام کے بیان میں

لَا يَزُولُ مِلْكُ لَوَاقِفٍ عَنِ الْوَقْفِ بَعْدَ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ إِلَّا أَنْ يُنَحِّكُم بِهِ الْقَضَايُكَم
 ۱۰۔ صاحب کے نزدیک ہائے وقف کو ملک وقف سے زائل نہیں ہوئی اور یہ کہ حاکم اس کا حکم کر دے
 اَوْ يُنْقَضَهُ بِمَنْزُومَةٍ فَقَوْلُ إِذَا مَلَكَ زَقَفْتُ دَارِي عَلَى عَدُوِّهِ قَالَ أَبُو يُوسُفَ رَحِمَهُ
 ۱۱۔ اسی جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے کہ میں نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ مال کے لئے وقف کر دیا ہے اور امام اس سے فرماتے
 اللَّهُ يَزُولُ الْمِلْكُ بِمَنْزُومَةٍ فَقَوْلُ وَقَالَ مُحَمَّدٌ رَحِمَهُ اللَّهُ لَا يَزُولُ الْمِلْكُ حَتَّى يَنْجَعَلَ لِلْوَقْفِ
 میں کہ ملک صرف کئے یا سے دس ہو جاتی ہے اور امام اس سے فرماتے ہیں کہ ملک زائل نہیں ہوئی یہاں تک کہ وہ وقف کا
 وَهَبًا وَتَسْلَمَةُ إِلَيْهِ وَإِذَا صُحِّحَ الْوَقْفُ عَلَى أَخِيهِ لِيُحْمِلَهُمْ نَوَاحِجُ مِنْ مُلْكِ الْوَقْفِ وَنَمْ يَنْجَعُ
 متول کا کرے اس کے پروردگار اور جب تک ان کے حقوق کے سوا کسی دوسرے کو وقف نہ ملے اس لئے چاہئے کہ وہ
 فِي مِلْكِ الْمَوْتَرَفِ عَلَيْهِ وَزَقَفْتُ الْمَشَاعِجَ جَاوِزَ عِنْدَ أَبِي يُوسُفَ رَحِمَهُ اللَّهُ وَقَالَ مُحَمَّدٌ رَحِمَهُ اللَّهُ
 متوقف ملک کی ملک میں زائل نہ ہوا اور مشرک چیز کا وقف امام اور ہست کے نزدیک جائز ہے اور امام اس سے فرماتے ہیں
 لَا يَحْجُزُ وَلَا يَتِمُّ الْوَقْفُ بَعْدَ أَبِي حَنِيفَةَ وَرَحِمَهُمَا اللَّهُ حَتَّى يَنْجَعُ أَحَرًا بِجِهَةٍ
 کہ جائز نہیں اور طریق کے نزدیک وقف پورا نہیں ہوتا یہاں تک کہ اس کا آخر اس طریق کر دے
 لَا تَنْفَوِجُ أَبَدًا وَقَالَ أَبُو يُوسُفَ رَحِمَهُ اللَّهُ إِذَا نَسِيَ فِيهِ جِهَةً تَنْفَطِعُ جَاوِزَ رَضَا بَعْدَهَا
 کہ وہ بھی غلط نہ ہو اور امام اس سے فرماتے ہیں کہ اگر کسی نے اس میں ان کی جہت کا نام لیا جو منقطع ہو جاتی ہے تب جائز ہے اور وہ
 لِيُفْقَرَهُ وَإِنْ نَسِيَ سَمِيحًا وَزَقَفَ الْعَقَابِ وَلَا يَحْجُزُ وَزَقَفَ مُنْقَلَبًا وَيَحْجُزُ
 اس جہت کے بعد فقہاء نے لے ہو کر ذکر ہے اس نے ان کا نام نہ لیا ہو۔ اس کے وقف کر کے اس میں جہت کا نام لیا جائے تو منقول اور جائز
 وَقَالَ أَبُو يُوسُفَ رَحِمَهُ اللَّهُ إِذَا زَقَفَ ضَيْقًا بِمَنْزُومَةٍ وَكَرِهًا وَهُوَ ضَيْقٌ خَلَا وَقَالَ مُحَمَّدٌ رَحِمَهُ اللَّهُ يَحْجُزُ حَتَّى يَكُونَ الْمَشَاعِجُ
 اور امام اس سے فرماتے ہیں کہ جب تک کہ اس کے لئے منقطع ہو جائے اور امام اس سے فرماتے ہیں کہ منقطع ہونا ضروری ہے کہ وہ

انہی کی وضاحت:

یقول: بحر جہاں ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتا۔ اگر اگر الارض جتنا کہ کاشت کرنا گھوڑے وغیرہ کو ہے۔
 کراخ الارض زمین کے گھسے۔ اگر کراخ الارض زمین کی آغوش ہے۔

تشریح و توضیح:

کتاب الوفاق۔ وقف کے اعتبار سے وقف کے معنی غیر اہل کفر یا کفر سے منع کرنا کے آتے ہیں۔ اور شرعی اصطلاح میں وقف کسی
 شے کو اپنی ملکیت میں رکھ کر اس کے منافع کو وقف وغیرہ کر کے کا نام ہے۔ وقف کی یہ تعریف حضرت امام ابوحنیفہؒ کے قول کی رو سے

ہے۔ حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ اور حضرت امام محمد رحمہ اللہ کے قول کے مطابق کسی شے کو اللہ کی ملک پر دیتے ہوئے اس کے متعلق کسی بھی وقفہ کرنے کا نام ہے۔

لا بدولی ملک الوافد الخ۔ وقف کا جہاں تک تعلق ہے اور حضرت امام ابو یوسف، حضرت امام ابو یوسف اور حضرت امام محمد وغیرہ کے نزدیک درست ہے مگر حضرت امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ اس کا رد نہیں ہوتا، یعنی وقف کرنے کو یہ حق حاصل ہوتا ہے کہ وہ وقف کو باطل و کاندھم کر دے۔ مگر حضرت امام ابو یوسف کے نزدیک وقف کی ملکیت روی صورتوں میں رد و ملغی ہوگی۔ (۱) یا تو یہ ہو کہ عام اس کا حکم ہے (۲) یا وقف کرنے والے نے اسے اپنے انتقال پر معلق کر دیا ہو یعنی وقف نے یہ کہہ دیا ہو کہ میرا انتقال ہو جائے تو میرا مکان ملاں شخص کے لئے وقف ہے۔

حضرت امام ابو یوسفؒ اور حضرت امام مالکؒ، حضرت امام شافعیؒ اور حضرت امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ اس طرح کہنے کی احتیاج نہیں بلکہ صرف وقف کے وقت کر دینے سے ملکیت وقف ختم ہو جائے گی۔ امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ موقوفی وقف مقرر ہونے کی صورت میں اور وقف کر دینے پر موقوفی سے قابض ہو جانے پر ملکیت وقف ختم ہوگی۔ فقہاء نے امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے قول کو راجح قرار دیتے ہوئے اسی پر فتویٰ دیا ہے۔

ووقف المصانع بخلاف الخ۔ ایسی چیز جو مشترک طور پر وقف ہو اس کی دو قسمیں ہیں: (۱) ایسی چیز جو جس کی تقسیم ممکن نہ ہو۔ (۲) ایسی چیز جو تقسیم کی جا سکی ہو۔ مثلاً گھر، خیرہ، قرائی، چیز کا مشترک وقف کرنا جس کی تقسیم ممکن نہ ہو یہ مختلف طور پر سب کے نزدیک درست ہے۔ اور دوسری ایسی چیز جس کی تقسیم ہو سکتی ہے اس کے وقف و امام ابو یوسفؒ درست فرماتے ہیں۔ اس لئے کہ تقسیم ہونے کے تمام سے قس ہے اور امام ابو یوسفؒ کیونکہ جس میں قابض ہونے کو شرط قرار نہیں دیتے تو اس کا اتمام بھی شرط نہ ہوگا۔ اس کے برعکس امام محمدؒ قابض ہونے کو شرط قرار دیتے ہیں لہذا ان کے نزدیک مشترک وقف درست نہ ہوگا۔

فقہائے عظام امام شافعیؒ کے قول کو اختیار فرماتے ہیں۔ اور فقہائے شیخ کا اختیار کر دیا تو امام ابو یوسفؒ ہے۔ جزئیہ وغیرہ مستتر سب فقہاء لکھا ہے کہ مشترک وقف کا جہاں تک تحقق ہے اس میں منافی یا ناممکن کو قول ہے۔ اور صاحب شرح وقایع قریب امام ابو یوسفؒ کو معلق پر قرار دیتے ہیں۔

ولا ینتم الوقف عند ابی حنیفۃ الخ۔ امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک اتمام وقف کے واسطے یہ شرط ہے کہ وقف کی ایسی شکل اختیار کی جائے کہ وہ غیر منقطع ہو دینی ہو مثلاً کے طور پر اگر وقف چند مخصوص لوگوں پر کر دیا کہ ایک وقت میں ان سب کے لئے ہونے کا امکان ہے تو اس میں یہ قید و گارے کہ ان لوگوں کے موجود نہ رہنے کی صورت میں اس کا نفع ملنا یا خیر اس کے لئے ہوگا۔ امام ابو یوسفؒ سے اس مسئلہ میں دو قسم کی روایتیں منقول ہیں۔ ایک کی زد سے یہ تاثر ہے کہ جب تک ابدی و دائمی ہو مگر اس میں دائمی کے ذکر کو شرط قرار نہیں دیا جائے گا۔ یا یہ روایت کو درست فرمودیا گیا۔ دوسری روایت کی زد سے صحیح وقف کے لئے ابدی اور دائمی کی شرط نہیں ملے۔

والمصاع وقف الفقار الخ۔ مختلف طور پر سب کے نزدیک یہ درست ہے کہ تہا زمین وقف کی جائے۔ اس واسطے کہ اس کا ثبوت ظننا وراثۃ میں رضوان اللہ علیہم اجمعین اور دوسرے مقام پر کرام رضی اللہ عنہم کے محل سے ہوتا ہے مگر حضرت امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ متعلق ہونے کے قابل چیزوں کا وقف درست نہ ہوگا۔ اور حضرت امام ابو یوسفؒ رحمہ اللہ کے نزدیک اگر زمین اس طریقہ سے وقف کی جائے کہ اس کے ساتھ ساتھ اس کے شلے اور کارندے بھی وقف ہوں تو یہ وقف درست ہوگا۔ اس لئے کہ ان چیزوں کا جہاں تک تعلق ہے اور راسل اس

تشریح و توضیح

کتاب الغصب الخ۔ کتاب الوقف کے بعد کتاب الغصب آتا ہے۔ اس کا مقصد ہے کہ اس کے لئے کہ نہ صلب کی غصب اردو چیز سے عبارت غصب کا نام دیا جائے اور اس کے مقابلہ میں وہ قولہ علیہ کا وقف اردو چیز کا نام دیا جائے۔
 ہاتھ بٹ غصب کسی کی چیز زبردستی لینے کا نام ہے۔ شرع کو ملحوظ رکھ کر اس کی طرف سے غصب قیست والی چیز کا نام ہے اجازت کے بغیر لینے کا نام ہے۔

وَمَنْ غَصَبَ شَيْئًا مَالًا مِلْكًا۔ یہاں سے یہ فرما رہے ہیں کہ اگر غصب کردہ چیز جو اس کی حق میں ہو تو اس کی واپس کر لی جائے۔ اور اگر غصب کردہ چیز ایسا ہو جو نہ ہو بلکہ ملک ہو جس کی غصب ہو کر ہو اور وہ ملک شدہ چیز ہے کر لی جائے۔ لی یا تو لی ہو جائے والی ہو تو غصب کردہ چیز کی مانند اس کی واپس کر لی جائے۔ ورا کر وہ ایسی ہو کہ ملک باقی نہ رہے اور بازار میں اس کی مانند چیز دستیاب نہ ہو تو ایسی چیز کی صورت میں اس کی قیمت لازم ہوگی۔ قیمت کے بارے میں تفصیل یہ ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ خصوصیت و زنا کے دن جو اس کی قیمت دینی ہے اسے معتبر قرار دیتے ہیں۔ لیکن مطلب یہ ہے کہ کما کم جس روز اس کے بارے میں فیصلہ کیا کہ اس روز اس کی جو قیمت ہو وہ معتبر ہوگی۔ اور اس کا وجہ یہ ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ اس کے غصب کے روز اس کی جو قیمت دینی ہو اس کا اعتبار ہوگا اور وہی لازم ہوگی۔ اور معتبر فرماتے ہیں کہ اس روز اس کا مشی خیر ہو اور مالکین نہ رہے۔ اس روز جو بھی اس کی قیمت ہو اسی کا جواب ہوگا۔

امام ابوحنیفہ بطور قیاس یہ فرماتے ہیں کہ اس کا مشی خیر ہو جائے۔ نہ باعث اس چیز کا اتفاق خیر مشی چیزوں کے ساتھ ہو گیا۔ نہ وہ قیمت معتبر ہوگی جو غصب کے دن دینی ہو۔ امام محمد یہ بھی فرماتے ہیں کہ غصب کرنے والے پر اس کے مشی کا جواب ہوگا اور اس کا مشی باقی نہ رہے اور نہ ملنے کی عاقبت میں اس کی قیمت کی جابجائی نہ ہو گئے اور نہ اتفاق مشی کے دن جو قیمت اس چیز کی ہوگی اس کا اعتبار کیا جائے گا۔
 حضرت امام ابوحنیفہ کے نزدیک مشی کے وجہ کا قیمت کی جابجائی نہ ہو جائے اس کا موجب مشی کا خلع ہونا اور پانی نہ دینا نہیں بلکہ اس کا سبب کا مشی کا فیصلہ ہے۔ لہذا فیصلہ کے روز جو قیمت ہوگی وہی معتبر قرار دی جائے گی۔ امام ابوحنیفہ کے قول کو ترکہ میں زیادہ صحیح قرار دیا گیا۔ اور یہ سبب شرع و کتابیوں امام ابوحنیفہ کو اسل اور صاحب نیا یہ معتبر قرار دیتے ہیں اور صاحب ذخیرۃ النکاحی فرماتے ہیں کہ فتویٰ امام محمد کے قول پر ہے۔

وَالغصب فيما ينقل ويحول الخ۔ حضرت امام ابوحنیفہ اور حضرت امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ غصب کے تحقق اور اس کے عرصہ ہونے کا جہاں تک تعلق ہے وہ شخص ایسی چیزوں میں ہوگا جو منتقل ہو سکے لائق ہوں۔ جو مثال کے طور پر اگر مالہ کسی شخص کی زینت پر کاغذ ہو جائے اور وہ اسی کے پاس کسی سدا کی آفت کے باعث ضائع ہو جائے تو مالہ اس کا ضائع واجب نہ ہوگا۔ حضرت امام محمد فرماتے ہیں کہ اس پر جہاں کا غصب ہوگا اس کا بدلہ ان کے لئے ان کے یہاں غصب ایسی چیزوں میں بھی ہوتا ہے جو منتقل ہونے کے لائق نہ ہوں۔
 امام۔ کہ امام شافعی، امام احمد و امام ابوحنیفہ اور امام زفر رحمہم اللہ کے قولی اول اسی طرف ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ مالہ کے زمین پر کاغذ ہونے کے باعث مالک کے قبضہ کا بقی نہ رہتا بالکل کاغذ ہے۔ اس کا مالک ایک حالت میں بحال اور دوسرے میں نہیں ہوگا کہ وہ کاغذ کاغذ تھا ہو۔ اس کی صورت میں جہاں لازم ہوگا۔ حضرت امام ابوحنیفہ اور امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ غصب کے واسطے یہ بھی ناگزیر ہے کہ غصب کرنے والے کا صحت منسوب کے اندر تعریف ہو اور زمین میں یہ نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ مالک کے قبضہ کے ختم کرنے کی شکل اسے

زمین سے نکال دیتا ہے اور یا اگر ناکہ میں تصرف ضرور ہوگا غصب کر دے یہ نہیں۔

صاحب بزاز نے نامہ توضیح لکھ کر امام ابو یوسفؒ کے قول کو درست فرمایا: یہ جس طرح بھی اور جہاں بھی اس کی سرامت ہے ایک طرف کے ساحل میں مٹی پر یا ہمارے کا قول ہے۔

وَمِنْ طَبَعِ شَاةٍ غَيْرِهِ لَهَا بِالْعَبْدِ الْخَلْعُ أَثَرُهَا وَكَرْهُ غُصْبِ كَرْتِ وَلَا كَيْسِي كِي كَرِي غُصْبِ كَرْتِ اور ہمارے اثر کر
اے آدمی اس صورت میں مالک کو یہ حق حاصل ہوگا اگر وہ دیگر غصب کرنے والے کے پاس ہو، جس طرح وہ اس سے بکری کی قیمت وصول
کرنے اور خواہ بکری خود نہ کر غصب کرنے والے سے نقصان کی مقدار وہ اس وصول کرے۔

وَمِنْ عَرَقِ ثَوْبٍ غَيْرِهِ الْخَلْعُ وَكَرْهُ قَطْعِ كِي كَا كُزَا بِمَارِزٍ۔ اسی اگر بھانے کی مقدار خودی ہو تو بھانے والے پر
نقصان کا نقصان لازم ہوگا اور اگر تار یا زار مقدار بھاری ہو کسی کی جگہ سے پکڑے کے اکثر فوائد قسم ہو گئے ہوں تو بھانے والے سے
مالک کو پکڑے کی ہر کی قیمت وصول کرنے کا حق ہوگا۔

وَأَمَّا تَغْيِيبُ الْغَنَى الْمُتَقَصُّوْنَ بِفَضْلِ الْغَايِبِ حَتَّى زَالَ بِسْمِهَا وَأَعْظَمُ غَنَائِهَا زَالٍ
اور جب میں غصب غائب کے شخص سے بدلے کے یہاں تک کہ اس کا نام اور اپنی اور کا عدم ہمارے تو اس سے
بِغَضِّكَ الْمُتَقَصُّوْبِ مِنْهُ عَلَيْهَا وَفَلَاحُهَا الْغَايِبُ وَصَحْنُهَا وَلَا يَجُوزُ لَهُ الْاِثْبَاتُ بِهَا حَتَّى يُوَفِّي بِذَلِكَ
غصب کرنے کے مال ہو جائے کہ مال غائب ہو جائے گا اور اس کا اعلان دے گا اس کے لئے اس سے فائدہ اٹھانے کی یہ تک کہ نہ بدلا دے
وَهَذَا كَمَنْ غَضِبَ شَاةً فَلَا تَحْمِلُهَا وَشَوَاهَا أَوْطَلَحَهَا أَوْ غَضِبَ سَهْطَةً فَطَلَحَهَا أَوْ حَبِيذًا فَطَحَّاهُ
اور جو دینے سے کسی نے اگر غصب کر کے زاع کر لے اور اسے بھول نہ پایا گیا کیوں غصب کر کے بھولنے یا کو غصب کر کے گدا
سَبِيحًا وَصَحْنًا فَصَحْنُهُ أَيْبٌ وَأَنْ غَضِبَ بَصْطَةً أَوْ ذَهَبًا فَصَحْنُهَا فَرَاهِمٌ أَوْ ذَهَابًا أَوْ اِبْنَةً لَمْ يَزَلْ
باقی وہی مثل غصب کر کے بھول جائے اور اگر ہم بھول کر اسے غصب کر کے ان کو اعلان کر دے اور یا بھول جائے تو اس صاحب کے ان اس سے
مَلِكٌ مَالِكُهَا بَعْدَ أَمْنِ خِيَانَةِ وَجْهَةِ أَمْنٍ وَمَنْ غَضِبَ مَخَاجَةً حَتَّى غَلِبَهَا زَالٍ مَلِكٌ مَالِكُهَا
اس کے مال کی ملک نہ ہوگی اور کسی نے بغیر غصب کرتے ہیں پر دست باقی تو اس کے مال کی ملک اس سے ناکل ہوگی
عَلَيْهَا وَلَوْ أَنَّ الْغَايِبَ قَبَضَهَا وَمَنْ غَضِبَ أَرْضًا لَعَرَسَ بِهَا وَبَنَى قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَ الْغَرَسَ وَ
اور جب یہ اس کی قیمت لازم ہوگی اور جس نے زمین غصب کر کے اس میں پودے لگائے یا گروت بنایا تو اس سے کہا جائے گا کہ روشت اور
الْأَنْدَاءُ وَزَادَهَا إِلَى مَالِكِهَا فَرَوْغَةً فَإِنْ كَانَ الْأَرْضُ تَنْقُضُ بِقِلْمٍ ذَلِكَ فَلِلْمَالِكِ أَنْ يَضْمَنَ
ملاوت اگر مالک کو غلبہ زمین دے اب اگر زمین میں ان کے کھیرنے سے نقصان آج سو مالک کے لئے جائز ہے کہ وہ
لَهُ قَبْضَةُ الْبِنَاءِ وَالْغَرَسِ مَقْلُوعًا وَمَنْ غَضِبَ ثَوْبًا فَصَحْنُهُ أَعْمَرُ أَوْ ثَوْبًا فَلَهُ بَيْعُهُ
غائب کو کا دے۔ روشت اور دست کی قیمت دیدے اور جس نے کپڑا غصب کر کے سرخ رنگ پایا تو غصب کر کے بھی مٹی لالہ
فَصَاحِبُهُ بِالْبَيْعِ إِنْ خَافَ صَحْنَهُ فَلَمَّا قُوبِ الْبَيْعِ وَيُضِلُّ الشَّيْءُ وَسَلَّمَ لِلْغَايِبِ
تو مالک کو اختیار ہے اگر چاہے خرید کر کے کی قیمت کا اور دیا جس سے اس کا اسے ضامن دے اور وہ کپڑا اور سو غائب کر دے وہ
وَأَنْ شَاءَ أَخَذَهَا وَصَحْنُهَا مَا زَالَ الصَّيْغُ وَالشَّيْءُ قَبْضُهَا
اور اگر چاہے ان کے لئے وہ خرید کر اور بھی ان میں زیادہ دے یا اس کا ضامن دے یا

ملک میں مستقل رہنے کی صلاحیت نہیں۔

والقول فی القیمة لولی الغاصب الخ۔ اگر ایسا ہو کہ غصب کرنے والے اور مالک کے بیچ قیمت کے متعلق اختلاف پایا جائے تو اس صورت میں غصب کرنے والے کے قول کو مستحکم قابل قبول قرار دیں گے۔ اس لئے کہ مالک اضافہ کو دعوے وار ہے اور غصب کرنے والا انکار کر رہا ہے۔ البتہ اگر مالک نے گواہ پیش کر دیئے تو وہ قابل قبول ہوں گے۔ اس کے بعد اگر غصب کردہ چیز میں ہوگی اور اس چیز کی قیمت غصب کرنے والے کے ہوا کر وہ مالکان سے بیوگی ہوئی تھی وہ اس حوالہ مالکان کی ادائیگی قبول مالک کے مطابق اس کے گواہوں کی گواہی کے مطابق یا غصب سے انکار کے باعث کی ہو تو اس صورت میں غصب کردہ چیز ملکیت غاصب شمار ہوگی اور مالک کو اس میں کوئی حق حاصل نہ ہوگا۔ اس لئے کہ مالک اسی قدر کا کام دے گا تھا اور اس پر وہ اندلی ظاہر کر چکا تھا اور اگر غصب کرنے والے نے اپنے قول کے مطابق غصب کر کے مالکان کی ادائیگی کی اور مالک کو یہ حق دیا کہ وہ غصب کردہ چیز سے اس کے مٹان کو لوٹا دے اور یہی ضمان باقی رکھے۔

وَوَلَدَ الْمُغْضُوبِ وَمَنَازِلُهُا وَتَمْرُهُ الْكِسْبَانُ الْمُغْضُوبُ أَهْلُهُ فِي بَيْدِ الْغَاصِبِ بَنِي خَلِكٍ
اور مغضوب چیز کا بچہ اور اس کی بیوی اور اس کی بیوی کا بچہ اور غصب کرنے والے کا بچہ مالک کے پاس آئے گا۔ اس کے پاس مالک ہو جائے
فِي بَيْدِهِ فَلَا ضَمَانَ عَلَيْهِ إِلَّا أَنْ يَتَعَذَّرَ فِيهَا أَوْ يَمْلِكُهَا مَا لَكُنَّهَا فَمِنْهَا أَهْلُهُ وَمَا تَقْضِيهِ الْخَبْرَةُ
تو اس پر ضمان نہیں ہے البتہ کہ وہ اس میں تعذر کرے یا مالک اس کا مطالبہ کرے اور وہ اس سے روکے اور بخدش میں ضمانت کی
بِالْوَلَدِ فَهِيَ لِمَنْ ضَمَانَ الْغَاصِبِ فَإِنْ كَانَ فِي لَبَةِ الْوَلَدِ وَفَاءً بِهِ جَبَرُ الْقَضَائِ بِالْوَلَدِ
جبر سے جبر ضمان آج۔ اگر غاصب کے مٹان میں ہو گا تو اس کی جبر سے ضمان ہو جائے۔ ضمان جبر سے ہو گا اور مالک کا
وَسَقَطَ ضَمَانُهُ عَنْ الْغَاصِبِ وَلَا يَضْمَنُ الْغَاصِبُ ضَائِعَ غَاصِبِهِ إِلَّا أَنْ يَنْقُصَ بِاسْتِغْنَائِهِ لِيُغْرَمَ النِّقْصَانُ
اور غاصب سے اس کا ضمان ساقط ہو جائے گا اور غاصب غصب کرنے والے کا ضامن نہیں رہتا اور مالک کے لئے ضمان سے اس سے ضمان ساقط ہو جائے گا۔
وَالِ اسْتِغْنَاءُ الْغَاصِبِ عَنْ الْغَاصِبِ أَوْ يَمْلِكُهَا مَا لَكُنَّهَا فَمِنْهَا أَهْلُهُ وَمَا تَقْضِيهِ الْخَبْرَةُ
اور جب ضمان مالک کی خرابی یا خرابی پر غصب کردہ مال کی قیمت کا ضامن ہو گا اور اگر ضمان سے کسی ضمان کی یہ چیز تک کر دیئے تو ضمان ہو گا
تشریح و توضیح:

وما نفقت الخوارية الخ۔ اگر اب ہو کہ کوئی شخص کسی شخص کی بخدش غصب کر لے بھر وہ بچہ کو حتم و سے بچہ کی پیداوار سے
باعث بخدش کی قیمت میں جو کسی نے غصب کرنے والے پر اس کے مالکان کا جواب دیا۔ البتہ اگر اس بچہ کی قیمت میں جتنا نقصان ہوا
اس کے بقدر ہو تو یہ کسی بچہ کی قیمت سے پوری کر دی جائے گی اور غاصب پر حریہ و کجہ واجب نہ ہوگا۔ اور بچہ کی قیمت کم ہو تو اسی صورت میں
قیمت کے بقدر ضمان ساقط ہوئے گا حکم ہوگا۔ مٹان کے طور پر غصب کردہ بخدش ہزار روپے کی ہو اور بچہ کی پیداوار کی قیمت سے اس کی قیمت
گھٹ کر آٹھ سو روپہ ہو جائے اور بچہ کی قیمت دوسروں سے ہو تو دوسروں سے بچہ کا نقصان پورا کرے۔ انہی بخدش بچہ سمیت مالک کے حوالہ کر دیں گے
اور غصب کرنے والے پر حریہ و کجہ واجب نہ ہوگا۔ اور اگر حریہ و کجہ کی قیمت صرف ۱۰ روپے ہو تو دوسروں سے بچہ کا نقصان پورا کرے۔ انہی بخدش بچہ سمیت مالک کے حوالہ کر دیں گے
اور اگر بچہ کی قیمت نقصان کی خلاف ورزی کرے گا تو دوسروں سے بچہ کا نقصان پورا کرے۔ انہی بخدش بچہ سمیت مالک کے حوالہ کر دیں گے۔

ولا يضمن الغاصب ضائع غاصبه الخ۔ اضافہ کے نزدیک غصب کرنے والے پر غصب کردہ چیز کے مٹان کا ضمان
لازم نہ ہوگا۔ اس سے قطعاً ہر کسی نے ان مٹان کا باطل حاصل کیا اور یہ غصب کردہ چیز بچہ کا ڈالے تھی اور اس سے کوئی فائدہ نہ تھا۔

فلا تلبس المات شعاف تعافرت پر محمول ہے اور امانت رکھنے والا اس خلاف شعاف طریقہ پر رضا مند نہ ہوگا۔

حضرت امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اہل سنت دیکھے والے کی طرف سے امانت کی حفاظت کا قصہ مطلقاً ہے۔ تو جس طرح اس کی تعلیم امانت کے ساتھ نہیں بلکہ اسی طرح تعلیم مع امکان بھی نہ ہوگی۔

وَأَذْهَبَ رَجُلَانِ مِنْهُمْ لِيُحْضِرَا لَهُمَا الْهَدْيَ مِنْ بَنِي إِسْرَءِيلَ فَأَمَرَهُمَا بِأَخِيهِ سَخِرَ مِنْهُمَا فِي الْمَدِينَةِ ثُمَّ أَرَادَهُمَا أَنْ يَقْتُلَاهُ فَوَجَدَا فِيهَا رَجُلًا ضَالًّا فَوَضَعَا لَهُ الْهَدْيَ فَوَظَّعَهُ عَلَيْهِمَا فَأَخَذَهُهُمَا بِالْأَغْلِقِ وَأَرْسَلَهُ يَأْتِيهِمَا فَسَخَّرَا لَهُ نِجْرَانِ فَجَاءَهُمَا بِسَخِرٍ مِمَّا رَمَوْا بِهِ وَأَخَذَهُمَا فِي الْبُقْعَةِ الَّتِي كَانُوا فِيهَا يَخْتَفُونَ وَلَهُمْ فِي ذَلِكَ عَذَابٌ عَظِيمٌ

[illegible]

کتاب العارِیة

عاریت (مانگنے) کے احکام کے بیان میں

عبارت چار ہے اور وہ اپنی کسی طرف کے ساتھ کا ایک ہے اور یہ اس کے قول میں ہے تجھے
 وَأَعْطَيْتُكَ هَذِهِ الْأَرْضَ وَمَنْطِقَكَ هَذَا الشَّرْبَ وَحَضْرَتُكَ عَلَى هَذِهِ الدَّائِلَةِ الْبَلَدِ يُؤَدُّ بِهِ
 مِلْكَ دُرِّ مِی نے تجھے یہ زمین لکھانے کے لئے دُرِّ مِی نے تجھے یہ کُڑا لکھانے کا اور میں نے تجھے اس جانور پر سوار کر دیا ایک اور
 الْهِنَةَ وَأَعْطَيْتُكَ هَذَا الْجَبَلَ وَذَارِي لَكَ سَكْنِي وَذَارِي نَبْكَ غَمْرِي وَسَكْنِي
 اور اس نے تجھے یہ غلام خدمت کیسے دیا میرا گھر میرے لئے ہے میرا گھر میرے لئے ہے میرا گھر میرے لئے ہے

الغائت کی وضاحت: العارضة: اوجھار لی ہوئی چیز۔ عرض: بدرجہ۔ منقطع: منقطع۔ اوجھار منقطع

تشریح و توضیح:

لفظ "انعاریہ" کے بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے کہ یہ کس سے مشتق ہے۔ صاحب ہدایہ اور ابی یوسف و امامی نے فرماتے ہیں کہ یہ دراصل "عریہ" سے مشتق ہے اور اس کے معنی بے ممانعتی و عطیہ کئے تھے۔ اسی اثر و غیرہ کے کہہ رہے کہ اس کا حساب عادی جانب

وَحَافَ أَنْ يُسْتَفْرَقَ الْفَقْعَةُ بَيْنَهَا بَاقِهَا الْحَاكِمُ وَأَكْرَمَ حَقَّهَا فَهِيَ وَأَنْ كَانَ الْأَصْلَحُ
أَوْ يَدْرُسُ كَرَفِغِ اسْ كِي بَسْتِ كَرَفِغِ لِي دَسْ دَسْ دَسْ دَسْ دَسْ دَسْ دَسْ دَسْ دَسْ دَسْ دَسْ دَسْ دَسْ دَسْ دَسْ دَسْ D
الْإِنْفَاقِ عَلَيْهَا أَنْ فِي ذَلِكَ وَجَعَلَ الْفَقْعَةُ دَيْنًا عَلَى رَأْسِهَا فَإِذَا حَضَرَ مَالُهَا فَلِلْمُتَصَلِّفِ
فِي تَوَادُّ مَسَابِ بُوْتِ اسْ كِي اِبَارَتِ دَسْ دَسْ دَسْ دَسْ دَسْ دَسْ دَسْ D
أَنْ يَنْفَعَهَا مِنْهَا حَتَّى يَأْخُذَ الْفَقْعَةُ بِالْقَطْعِ وَالْخَرَمِ سَوَاءً وَإِذَا حَضَرَ الرُّجُلُ لَأَوْعَى
أَسْ اسْ سَ رَكْ سَكْ سَ بِيَانِ عَمَّ كَرَفِغِ وَصَلْ رَ لَ لَ لَ لَ لَ لَ لَ لَ لَ L
أَنْ الْفَقْعَةُ لَهُ لَمْ يُفْعَلْ إِلَيْهِ حَتَّى يَفْقَهُمُ الْبَيْتَةَ فَإِنْ أُعْطِيَ غَلَامَتُهَا حُلَّ لِلْمُتَصَلِّفِ أَنْ
كَرَفِغِ بَرَا بَ تَو دَسْ دَسْ دَسْ دَسْ D
يَفْعَلُهَا إِلَيْهِ وَلَا يَنْجُزْ عَلَى ذَلِكَ فِي الْقَضَاءِ وَلَا يَنْصُدُّ بِالْفَقْعَةِ عَلَى غَيْرٍ وَأَنْ كَانَ
لِغَنٍ قَتَا اسْ دَسْ اسْ كِي كَرَفِغِ نَ كِيَا جَانَسْ كَا اِدَرِ قَتَا اِدَارِ بَرِ ثَرَاتِ نَ كَرَفِغِ اِدَرِ اِدَرِ
الْمُتَصَلِّفِ غَيْرِ لَمْ يَخْرُفْ أَنْ يَنْفَعِ بِهَا وَأَنْ كَانَ فَعِيرًا فَلَا مَاسَ بَأَنْ يَنْفَعِ بِهَا وَيُحْضَرُ أَنْ يَنْصُدُّ
قَتَا اِدَارِ بُوْتِ اسْ كِي سَ لَقْدَ سَ لَقْدَ سَ لَقْدَ سَ لَقْدَ S
بِهِ إِذَا كَانَ غَيْرًا عَلَى أَبِيهِ وَأُمِّهِ وَأَبْنَاهُ وَزَوْجَتِهِ إِذَا كَانُوا فَقَرَاءَةً
أَبِي بَابِ بَابِ بَابِ B
اِدَرِ بِيَانِ بَ ثَرَاتِ كَرَفِغِ جَانَسْ جَانَسْ جَانَسْ J

تشریح و توضیح: نقطہ کے سمجھ اور احکام

وَبِمَعْنَى الْقَطَاةِ الشَّعْرَةِ الخ. کسی کی کمری کا نئے یا نئے شمشیر کسی شخص کو طے تو اس کے لئے درست ہے کہ اسے پکڑے کمرے
اس صحت میں ہے بلکہ ان کے شمشیر کے پکڑے کا پورا خطبہ بخوار اگر اس طرح کا کوئی خطبہ نہ ہو تو یہ سب نہیں کہ کسی کے طواہن میں سے کسی کو
پکڑے۔ پکڑے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد کہ کسی ہے کہ ٹھری کو پکڑو وہ تمہاری آیت ہمارے ہونے کی ہے یا بھڑے کے لئے ہے۔
فَانِ اَمْعَى الْمَلْفُطِ الخ. فرماتے ہیں کہ تھوڑے علاقہ کا غرض کہ آتا ہمارے کے زمرے میں ہوا اور اسے یہ حق نہ ہو کہ گناہ
سے اس طرح کا مطلب کہ وہ اللہ کے حکم کو جس طرح کرتے ہو وہ نہ گناہ: میں شمار نہ کرو۔

وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ اللَّعْلَ وَالْحَرَمَ سَوَاءً الْخ. یہاں صاحب کتاب اس کی وضاحت فرماتے ہیں کہ اٹھ کا چہاں تک تعلق ہے غروہم
حرم کا ہو یا حلال کا ہو صورت میں پہنچا دے کہ اگر اٹھ لیا جائے نہ معصرت ا، مٹائی نہ رہے جس کو حرم کے تعلق کا حوالہ دینا تک نہ چاہئے مطلقاً
تیسرا داخانہ کر کے گا۔

وَلَا يَجْعَلْ عَيْنُ ذَلِكَ الْغِيْثِ كَوْنِي فِيْ غِيْثٍ مَّا سَكَدَ لِيْ مِنْهُ لَقَدْ سَمِعْتُكَ يَوْمَ كُنْتَ تَنْشَأُ بَيْنَ كُرْسِيِّ قَوْصِ مَقْدٍ اَوْ كَرِهْتَ اَنْ تَكُنْ اَسَافَةً

کتاب الحُشی

حُشی کے احکام کے بیان میں

اِذَا كَانَ لِلْمَوْلُودِ فَرْجٌ وَذَكَرٌ فَهِيَ حُشِيٌّ فَإِنْ كَانَ يُتَوَلَّى مِنَ الذَّكَرِ لَهَا
 حُشِيٌّ كَيْفَ لَرَجٍّ أَوْ ذَكَرٌ دُونَ ذَلِكَ قَدْ عَلِمَ بِهِنَّ أَنَّ هَذَا ذَكَرٌ مِنْ حُشِيٍّ كَرِهَ فِي
 الْحَلَامِ وَإِنْ كَانَ يُتَوَلَّى مِنَ الْمَرْجِ فَهِيَ أَشْيَىٰ وَإِنْ كَانَ يُتَوَلَّى مِنْهُمَا يُتَوَلَّى مِنْ أَحَدِهِمَا
 لَرَجٍّ أَوْ ذَكَرٍ فَتَرْتَبُ مِنْ حُشِيٍّ كَرِهَ فِي هَذَا دُونَ حُشِيٍّ كَرِهَ فِي ذَلِكَ وَفِي ذَلِكَ مِنْ حُشِيٍّ كَرِهَ فِي ذَلِكَ
 فَيَسْتَبِيحُ الْإِسْتِنْقَاطُ وَإِنْ كَانَ عَلَى السَّبَبِ مَوَدَّةً فَلَا يَحْتَاجُ إِلَى الْكُفْرَةِ عَذَابِي خِيَفَةً وَرَحْمَةً اللَّهُ
 تَعَالَىٰ كَرِهَ فِي هَذَا مِنْ حُشِيٍّ كَرِهَ فِي ذَلِكَ كَرِهَ فِي ذَلِكَ كَرِهَ فِي ذَلِكَ كَرِهَ فِي ذَلِكَ كَرِهَ فِي ذَلِكَ كَرِهَ فِي ذَلِكَ
 وَقَالُوا وَرَحْمَةُ اللَّهِ تَسْبُحُ إِلَيْنَا فَهِيَ بَوَاقٍ بِذَلِكَ الْمَعْنَى وَخَرَجَتْ لَهَا بَعْضُ الْأَوْصَالِ إِلَى التَّسْبِيحِ
 أَوْ مَعْنَى لَرَجٍّ كَرِهَ فِي ذَلِكَ مِنْ حُشِيٍّ كَرِهَ فِي ذَلِكَ كَرِهَ فِي ذَلِكَ كَرِهَ فِي ذَلِكَ كَرِهَ فِي ذَلِكَ كَرِهَ فِي ذَلِكَ
 فَهِيَ رَجُلٌ وَإِنْ ظَهَرَ لَهُ فَذَلِكَ تَكْذِيبُ الْمَرْأَةِ لَوَقُولَ لَهَا كَرِهَ فِي ذَلِكَ كَرِهَ فِي ذَلِكَ كَرِهَ فِي ذَلِكَ كَرِهَ فِي ذَلِكَ كَرِهَ فِي ذَلِكَ
 تَوَدَّعَ مِنْ حُشِيٍّ كَرِهَ فِي ذَلِكَ كَرِهَ فِي ذَلِكَ كَرِهَ فِي ذَلِكَ كَرِهَ فِي ذَلِكَ كَرِهَ فِي ذَلِكَ كَرِهَ فِي ذَلِكَ كَرِهَ فِي ذَلِكَ
 فَتَكُنِ الْوُضُوءُ لِلَّهِ مِنْ حُشِيٍّ كَرِهَ فِي ذَلِكَ كَرِهَ فِي ذَلِكَ كَرِهَ فِي ذَلِكَ كَرِهَ فِي ذَلِكَ كَرِهَ فِي ذَلِكَ كَرِهَ فِي ذَلِكَ كَرِهَ فِي ذَلِكَ
 اس سے فرج کی طرف سے محبت مکن ہو تو وہ عورت ہے اور اگر اس سے عورتوں میں سے کوئی علامت ظاہر نہ ہو تو وہ حُشی مکن ہے

لغات کی وضاحت:

مَوْلُودٌ: جو بالچرخ میں نکلا۔ سبق آگے پڑھا جائے سمجھتا۔ حُشِيٌّ: پوتان۔

الْوُضُوءُ: وضو۔ بہت کس ملایا۔ کئے والا۔ بہت دینے والا۔

تشریح و توضیح:

فہو عسی النج اصطلاح میں حُشی وہ کہلاتا ہے جس کے فرج بھی ہوا اور ذکر بھی۔ اب اس کے ذکر یا سوا ذکر قرار دینے جانے
 میں تفصیل یہ ہے کہ اس کے ذکر سے پیشاب کرنے کی سورت میں اسے ذکر قرار کریں گے اور وہ دوسری جگہ میں خلاف سمجھی جائے گی اور اس
 کے فرج سے پیشاب کرنے کی مثل میں اسے سوا کہلیم سمجھا جائے گا اور ذکر کو محض سورت قرار دینے کا۔ تکفیر وغیرہ میں حضرت عبداللہ بن
 عباس سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ سے حُشی کے بارے میں پوچھا گیا کہ وہ کیا وارث ہوگا (حُشی ذکر وراثت یا سوا ذکر)؟ ارشاد ہوا: جس
 طرح سے وہ پیشاب کرے۔ یعنی فرج سے پیشاب کرے تو موات اور ذکر سے کرے تو حکر۔

معصوم ابن ابی شیبہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بھی اسی طرح کی روایت ہے۔ اور اگر انکی مثل ہو کہ وہ پیشاب دونوں مقامات
 سے کرے تو یہ رکھا جائے کہ اول کسی راستہ سے کرتا ہے۔ جس راستہ سے اولیٰ ذکر ہو یا اگر اظہار کرتے ہوئے اس کے ذکر اور سوا ذکر ہونے کا
 علم ہو یا جانے کا یا نہ ہو اگر ایسا ہو کہ ایک وقت دونوں ہی سے پیشاب نکلتا تو اس کا معاملہ غرض عوار ہے اور ایک جانب فیصلہ مشکل ہے۔

کرے۔ اس واسطے کہ ٹھوکر کے واسطے بدست ہے کہ اپنے آقا کے سر کو دیکھے۔ فحش کے اعتبار اصل مرد ہونے پر تو سر سے بے اقبال ہی نہ ہوگا۔ اس واسطے کہ پانچویں کی ٹھوکر ہوگی اور عورت ہونے کی صورت میں بھی اقبال پیدا ہوگا۔ اس لئے کہ بہت مجبوری کی صورت میں ضرور غایب عورت کا دوسری عورت کے سر کو دیکھنا بدست ہے۔

وفن عات ابوہ و خلف الخ۔ اگر صورت و انداز طرح ہو کر کوئی شخص ایک لاکھ اور ایک فحش مرتے ہوئے اپنے وارث چھوڑ جائے تو فحش کو لاکھ کے مقابلہ میں آدھا ملے گا۔ یعنی ترکہ کے تین سہام ہو کر دسہام لاکھ کو لیں گے اور ایک سہم (حصہ) فحش کو ملے گا۔ اور امام ابو یوسف کا امام محمد کے نزدیک نصف حصہ نہ کر کا اور نصف وراثت کا اسے ملے گا۔ حضرت فحش بھی جی کہتے ہیں۔

و اختلاف علی قصابی قولہ الخ۔ حضرت حاسر بن ثراہیل المعروف بالعمی حضرت ام ابو یوسف کے ساتھ ہیں سے ہیں اور اس سلسلہ میں ان کا جوقی ذکر کیا گیا ہے اس کے اندر ابہام ہے۔ اس واسطے حضرت فحش کے قول کی تشریح و تخریج کے اندر امام ابو یوسف و امام محمد کے درمیان اختلاف واضح ہو گیا۔ مقصود یہ ہرگز نہیں کہ ان دونوں کی ذکر کردہ تخریج کو قطع کو ان کا قول قرار دیا گیا۔ اس لئے کہ صاحب سراہی اس کی وضاحت فرماتے ہیں کہ اس سلسلہ میں حضرت امام ابو یوسف کے ذکر کردہ قول کے مطابق حضرت امام ابو یوسف اور حضرت امام محمد کا قول بھی ہے اور اسی کو مستثنیٰ فرما دیا ہے۔ صاحبین کے حضرت فحش کے قول پر فحش نہ دینے کے حلقہ میں اس کا قطع کا قول کی تشریح بھی میں نقل کیا گیا ہے کہ حضرت امام ابو یوسف اور حضرت امام محمد نے حضرت فحش کے قول کی تخریج کی مگر اس پر فحش نہ دیا۔ فقال ابو یوسف المرئی حضرت امام ابو یوسف نے دراصل حضرت فحش کے پر تیس اور اس کی تخریج کرتے ہوئے ذکر کردہ فحش کا ہر وہ حصہ معتبر فرما دیا ہے جو اس کے قبا ہونے کی حالت میں ہے۔ لہذا وارث صرف لاکھ ہونے کی صورت میں سارے مال کا مستحق دو ہوتا ہے اور بعض فحش ہونے کی حالت میں اگر وہ نہ کر شہر ہوتا ہو تو اس کے واسطے سارا مال ہے اور اسی قرار دیتے جانتے پر آدھا ملے گا۔ لہذا فحش دونوں حصہ آدھے آدھے کا مستحق ہوگا۔ یعنی سارے مال کے چار ذریعہ اور تین ذریعہ فحش کے ملا کر مجموعی طور پر تصادمات سہام ہوگی۔ ان میں سے چار سہام کا مستحق لاکھ ہوگا اور تین کا مستحق فحش۔

وفان محمد بن یحیی الخ۔ حضرت امام محمد نے حضرت فحش کے قول پر تیس اور اس کی تخریج کرتے ہوئے لاکھ اور فحش کا وہ حصہ معتبر فرما دیا ہے جو دونوں کے واسطے ہونے کی صورت میں انہیں ملا کر آدھے حصہ میں اس طرف سے ہے کہ لاکھ کے ساتھ اگر یہ فحش نہ کر قرار دیا گیا تو سب مال بن دونوں کے درمیان آدھا آدھا ہوگا اور فحش کو نہ صرف قرار دینے پر لاکھ کے ساتھ نصف ملے گا یعنی کل تین سہام ہو کر دسہام لاکھ کو لیں گے اور ایک فحش کو ملے گا۔ مگر اور تین کے حصہ میں تو اسی نہیں۔ لہذا اول ایک حصہ کو دوسرے میں ضرب دینے پر کل حصہ چھ ہوگا اس میں فحش کو نہ صرف قرار دینے پر لاکھ کے حصہ میں دو سہام کا مستحق ہوتا ہے اور نہ کر قرار دینے پر تین کا۔ تو دونوں میں سے آدھے آدھے کا تین وارث ہوگا۔ ان میں دو کا آدھا تو ایک کسی کمر کے بغیر بدست ہے مگر تین کا جہاں تک تعلق ہے وہ بدست نہیں اور اس میں کسر آتی ہے۔ چلی چھ حصہ کو دسہام میں ضرب دینے پر کل حصہ چار ہوں گے۔ ان میں اگر فحش کو نہ کر تسلیم کیا جائے تو وہ چھ کا مستحق ہوتا ہے اور نہ صرف تسلیم کرنے پر چار کا۔ لہذا اول دونوں حصہ بھی چھ اور چار کے آدھے کا مستحق ہوگا اور اسے مجموعی طور پر چارہ سہام میں سے پانچ سہام لیں گے۔ رہا لاکھ کا وہ بارہویں سے سات سہام کا تین وارث ہوگا۔

کتاب المفقود

گم شدہ کے احکام کے بیان میں

۱۵ غَابَ الرَّجُلُ لِلَّهِ يُعْرِفُ لَهُ عَوَضُوعٌ وَلَا يَنْفَعُهُ اَنْتَى هُوَ اَمَّ تَمَّتْ
جب کوئی شخص گم ہو جائے تو اس کا عَوَضُوعُ معلوم نہ ہو اور نہ یہ معلوم ہو کہ وہ زندہ ہے یا مر گیا
نَصَبَ الْقَضِيَّ مَنْ يَحْفَظُ مَالَهُ وَيَقْوَمُ عَلَيْهِ وَيُسْرِفُ حَقَّقَهُ وَيُلْقِي عَلَى زَوْجِيهِ وَأَوْلَادِهِ
تو کسی شخص کو ایسا شخص مقرر کرے جس کی حفاظت کرے عموماً نظامہ کے ارکان نے اتفاق حاصل کر لیا کہ اس کی بیوی اور چھوٹے بچوں پر اس کے
الصغار بن جائے۔ وَلَا يُعْرِفُ شَيْئًا وَهِيَ امْرَأَتُهُ فَإِذَا تَمَّ لَهُ جَانَتُهُ وَعَشْرُونَ سَنَةً مِّنْ عِلْمٍ وَابْنُ
اس کے بیٹے ہو جائے اور اس سے اور اس کی بیوی کے دو بیٹے ہو جائیں نہ کرے پس جب اس کی بیوی اس کے من سے ایک سو بیس برس تک جاریں
خُكْمًا يَقْوَمُهُ وَاعْتَقَدَتْ امْرَأَتُهُ وَقَسَمَتْ مَالَهُ بَيْنَ زَوْجِيهِ وَالْعَوَالِيْنَ فَبَيَّ ذَلِكِ الْوَقْتُ زَمَنٌ مَّاتَ
تو جس شخص کی موت کا حکم ہو گیا اور اس کی بیوی نے اس کے بیٹے کی وراثت کا مال ان پر دیا تو اس میں شک نہ کیا جائے گا۔ پس وقت مقرر ہو جائے اور چون میں
مِنْهُمْ قَلِيلٌ ذَلِكِ لَمْ يَرُثْ مِنْهُ شَيْئًا وَأَلْيَافُ الْمَفْقُودِ مِنْ أَخِيذِ مَاتَ بَيَّ حَالُ لَقْدِهِ
سے اس سے پہلے ہی مر گیا تو وہ اس کی وراثت نہ ہو گا اور مفقود اس کا وارث نہیں ہوتا جو اس کے مفقود ہونے کی حالت میں مر گیا ہو
لغات کی وضاحت:

غاصہ: خبر موجود۔ محبت: اتفاق شدہ۔ يقوم: عقیقہ: مال کا بخلیم یا نظامہ رکھنے والا۔ المصعد: نابالغ۔

المفقود: گم شدہ۔ فقد: شرب سے گم کرنا۔

تشریح و توضیح:

اذا غاب الرجل لله الخ: شرعی اعتبار سے مفقود وہ شخص کہلاتا ہے جس کے ملنے کی کوئی امید کاظم نہ ہو اور کوشش کے باوجود
اس کا پتہ نہ مل سکے کہ وہ قید حیات ہے یا موت سے محکوم ہو چکا۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا۔ جس کی موت و حیات کا علم نہ ہو اس کے لئے یہ حکم ہے کہ
جہاں تک اس کی ذات کا قصق ہے وہ اس کے حق میں قید حیات شمار ہوتا ہے۔ مثلاً اس کے قید حیات ہونے کا اثر یہ ہوتا ہے کہ اس کی
زوجہ و اولاد کا کسکی ہے اور اسی طرح اس کے مال کے بارے میں جو قسم بھی لیں اس کی کڑکڑ کرنے کے لئے جو قسمیں ہوا کرتی ہیں اور یہاں اس کی
ذات کے حق میں است وراثت یافتہ تسلیم نہیں کیا گیا۔ اور جہاں تک دوسرے لوگوں کے حقوق کا معاملہ ہے اس کے سلسلہ میں وہ دولت یافتہ
قرار دیا جاتا ہے مثلاً اگر اس کے پاس سے کسی کا مال چلا جائے تو اس کے لئے کہ اس کے مفقود ہونے کے باعث اسے کچھ نہ
ہے گا۔ اور اسی طریق سے اگر کسی شخص نے اس کے حق میں وصیت کی اور پھر وہ وصیت کرنے والوں کے پاس نہ پہنچا تو اس وصیت کو رد و مال کا
اعتقاد ہو گا۔ بلکہ یہ وصیت کر دیا اس وقت تک محفوظ رکھا جائے گا جب تک کہ اس کے بعد مقرر اور ہم عمر لوگ دولت نہ پانچیں۔ خدا صبر
کر دوسروں کے حقوق کے بارے میں اسے مردہ تصور کیا جائے گا۔ ورنہ اس کے مطابق حکم ہو گا۔

تنبیہ: حالات و زمانہ کے اعتبار سے اور عہد پر اختلاف کے اندیشہ کے باعث اور لوگوں کی سہولت کے پیش نظر طوائف اختلاف نے حضرت

امام مالک کے قول پر اس سلسلہ میں فتویٰ دیا ہے اور اس پر مبنی ہے۔

ولا یفرق بینہ و بین امرائہ الخ حضرت امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ کاہن کو چاہئے کہ مطلقہ اور اس کی زوجہ میں تمیز نہ کرے، اور ان کا نکاح بدستور باقی رکھے۔ حضرت امام مالکؒ کے نزدیک اگر کسی شخص کی گمشدگی کو پانچ سال سے زیادہ مدت گزر جائے تو کاہن کو کم ہونے کے مترادف اعتقاد کے بغیر مطلقہ اور اس کی زوجہ کے بیچ تمیز کی ضرورت ہے۔ اب حرج کا اختیار ہوگا کہ ولایت کی مدت گزرنے کے بعد جس سے مرضی ہو نکاح کرے۔ آئندہ قول کے مطابق حضرت امام شافعیؒ بھی یوں فرماتے ہیں۔ اور ایک روایت کے مطابق حضرت امام حنفیؒ کا قول بھی یہی ہے۔ اس لئے کامیاب و خوش نصیب حضرت مرنے سے پہلے اس شخص کے بارے میں ای طرح کا حکم فرمایا تھا جسے بوقت شب بیٹوں نے اٹھالیا تھا۔

انہی دار قطنی میں حضرت مغیرہؒ سے مروی اس روایت سے استدلال فرماتے ہیں کہ مطلقہ کی زوجہ اس کی رہے گی تا آنکہ اس کے سر جانے یا طلاق دینے کی اطلاع ملے۔ علاوہ انہی امر لموسنین حضرت علی کریمؓ بعد از وفات فرما کر اس صورت کو استاء پیش آیا۔ لہذا اسے صبر سے کام لینا چاہئے تا آنکہ خداوند کے سر نے یا طلاق کا حکم ہو۔ حضرت قسمی، حضرت نخعی، حضرت ابو ثعلبہؒ اور حضرت جابر بن عبد اللہؒ کا قول بھی انہی مابین میں سے ہی طریق کا نقل کیا ہے۔ اور حضرت عمرؓ کے قول سے حضرت امام مالکؒ کا استدلال فرمایا تو دور دست نہیں۔ اس لئے کہ یہ بات بایں شوق کوئی بھی ہے کہ حضرت مرنے سے پہلے اس بارے میں حضرت علی کریمؓ اللہ علیہ وسلم کے قول کی جانب رجوع فرمایا تھا۔

فلانم لہ ما و ہشرون صنف الخ فرماتے ہیں کہ مطلقہ کی پیدائش کے حساب سے جب ایک سو بیس سال کی مدت گزر جائے تو وہ شخص کو اس کے وفات پا جانے کا فیصلہ کرنا چاہئے اور اس کی زوجہ صبر کی مدت پوری نہ کرے۔ حضرت حسنؒ نے حضرت امام ابو حنیفہؒ سے اسی طرح روایت کی ہے اور علامہ ہرالدیہ کے اعتبار سے مرنے کا حکم اس وقت کی ہے جب تک اس کے سر سے ہم صبر اور ہم عمر ہو کہ سر جانیں اس لئے کہ اگر کوئی بیشتر آؤں اپنے ہم عمر ہم عمر لوگوں کے مقابلہ میں کم بقید حیات ہے۔ حضرت امام ابو یوسفؒ اس کا عرصہ سو برس بیان فرماتے ہیں۔ بعض فقہاء کے نزدیک نوے برس سے زیادہ بقیہ حیات نہیں رہتا۔ معنی یہ قول نوے برس کا ہے۔

علامہ حنفیؒ فرماتے ہیں کہ اگر کسی شخص کی ضرورت میں کوئی شخص حضرت امام مالکؒ کے قول کے مطابق فتویٰ دے تو اس میں بھی حرج نہیں۔

تفتیحہ: حضرت تھانویؒ نے حالات زمانہ اور ضرورت کے پیش نظر اپنی معارف کتاب ”الخیلۃ النازکۃ“ میں حضرت امام مالکؒ کے قول کو اختیار فرماتے ہوئے اس کی گنجائش دی ہے۔

کتابُ الْاَبَاقِ

غلام کے بھاگ جانے کے احکام کے بیان میں

اِذَا تَمَنَّى الْمُسْلِمُكَ فِرْقًا زَجَلَ عَلٰی نَوْلَاہِ مِنْ شَبِیْرَہِ لِلَّہِ یَعْلَمُ فَضَاعَتَا قَلَّہِ جب غلام بھاگ جائے اور اس کو کوئی آدمی اس کے آگے پاس تمنا لگائے اس سے زیادہ کی صداقت سے وہیں لائے تو اس عَلَیْہِ جُعْلَہُ وَہُوَ لَوْ تَمَنَّوْنَ وَرَہْمَا وَاِنْ وَدَّہُ لَاقْلَ مِنْ ذٰلِکَ لَیَحْسِبُہِ وَاِنْ کَانَ لَ یَجْعَلُہُ اَقْلَ کے لئے اس پر اس کی جروری ہوگی اور وہ چالیس درہم میں اور اگر اسے اس سے کم صداقت سے وہیں لائے تو اسے حساب سے ہوگی اور اگر غلام کی قیمت

ساتھ ٹوڑ دیتے ہیں اور چشمہ کے حرم وادہ و درگاہاں تک تعلق ہے وہ مختلف طور پر تینوں کے نزدیک پانچ سو گز قرار دیا گیا۔ حضرت امام مالک اور حضرت امام شافعی کے نزدیک حرم کے بارے میں عرف معتبر ہوگا۔

حضرت امام ابو یوسف اور حضرت امام محمد رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد سے استدلال فرماتے ہیں کہ چشمہ کا حرم تو پانچ سو گز اور مطن کا چالیس اور اناج کا ساٹھ سو گز قرار دیا گیا۔ یہ روایت کتاب الخزان میں حضرت زہری رحمہ اللہ علیہ سے منقول ہے۔

حضرت امام ابو حنیفہ کا منہل اپنی ماجدہ وغیرہ کی یہ روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو کوہ کھروہ اس کے لئے حرم چالیس گز ہے۔ اس ارشاد میں تعیم ہے اور کوہ کوئی مطن یا منبع ہونے کی تفصیل نہیں فرمائی تھی۔ اور اسے عموم پر عمل بھی ہوا جو تعلق علیہ اس کا جس کے متبادر میں ہوگی وہی ہوگا جس میں فقہاء مختلف ہیں۔

وہیں کہانہ لہ نہر قوسی، اوصی عہد الخ۔ ایسا شخص جس کی نہر دوسرے شخص کی زمین اور دوسرے کی ملکیت میں واقع ہو رہی ہو، اختیار کیا اس کے پاس کوہ وغیرہ نہ ہو اور نہ شریعت نہ ہو اس کا کوئی حرم قرار نہیں دیا گیا۔ حضرت امام ابو یوسف اور حضرت امام محمد فرماتے ہیں کہ نہر دوسرے کی مقدار اس کے واسطے حرم ہوگا۔ حتیٰ صرف اس قدر نہر کی پوری اور نہر سے کہ اس پر چٹا ٹھکن ہو اور نہر کی مٹی سے بچ جائے۔ یہ وہ جس میں سے مٹی نکال کر ڈھل گئے۔ اور نہر قوسی آخر کے حوالہ سے صاحب شریعہ جو کھارہ کی قطعاً کرتے ہیں کہ اسی قول کو درست قرار دیا گیا۔ پھر حضرت امام محمد فرماتے ہیں کہ پڑا ہوا زمینہ کے کنارہ کا جس تک تعلق ہے وہ نہر کی چوڑائی کی مقدار کے اعتبار سے ہوگا اور حضرت امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ نہر کی نصف کھارہ کی مقدار ہے۔ اور اگر پڑا ہوا زمینہ کے کنارہ کا جس تک تعلق ہے اس کی پوری چوڑائی اور پڑا ہوا زمینہ کی پوری چوڑائی کے اعتبار سے ہوگا۔

حضرت امام ابو یوسف کا قول ہے۔ صاحب کبریٰ بھی فرماتے ہیں کہ مطن پر حضرت امام ابو یوسف کا قول ہے۔ اشتکالی کا ازالہ: صاحب شریعہ کا یہ ہے کہ حضرت امام ابو حنیفہ اور حضرت امام ابو یوسف اور حضرت امام محمد کے درمیان بجا اختلاف دراصل ایسی ہی نہر سے متعلق ہے جس کی مٹی کی مقدار وقت احتیاج نہیں ہوتی۔ لیکن اگر بھانے والی نہر کے یہ ایسی چوٹی نہر ہو جس کی مٹی کی مقدار وقت ضرورت درج ہو تو تینوں کے نزدیک مختلف طور پر اس کے واسطے حرم ثابت ہوگا۔

علامہ قسطلانیؒ فرماتے ہیں کہ یہ اختلاف ایسی مملکت نہر کے سلسلہ میں ہے جس کی پوری کوئی درخت وغیرہ نہ ہو اور اس سے پہلو میں نہر کے مالک کے علاوہ کسی دوسرے شخص کی زمین آ رہی ہو کہ ایسی مملکت میں حضرت امام ابو یوسف اور حضرت امام محمد فرماتے ہیں کہ نہر کی ملکیت ہوگی اور حضرت امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ یہ زمین کے مالک کی ملک ہوگی۔

دراگر یہ مالک کو چڑی نہر کے مالک یا زمین کے مالک کے درخت ہوں یا نہر کوئی چیز ہو تو اس صورت میں مختلف طور پر جرد مطلق وغیرہ کا مالک ہونے میں بھی کسی کی ملکیت قرار دی جائے گی۔ علامہ عینیؒ کا مضمون ہے یہ نقل فرماتے ہیں کہ چڑی زمین کے بارے میں ہونے والی جو نہر کی صورت میں وہ نہر کے مالک کی ملکیت قرار دی ہوئے گی۔ اس لئے اس صورت میں اطلاق زمین سے نہر کی مٹی کے باعث ہو پائی ہوئی ہے۔

علامہ شافعیؒ نے اس مسئلہ اور اشتکالیہ کو تفصیل اور زیادہ وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ مزید تفصیل اور اس کے ہر گوشہ کی وضاحت کے موجب کوشاں سے رجوع کرنا ہر اس کا جوابی سے ملاحظہ کرنا چاہئے۔ اختصار کے ساتھ ملاحظہ فرمائی جان فرمائی چکے ہیں۔

پر خاصہ نہیں ہوا کرتا جو سرکش و ناقربان ہو۔

وَإِذَا سَجَرَ عَلَيْهِ الْفَرْقَةُ جَانِبًا فِيمَا فِي يَدِهِ مِنَ الْمَالِ عِنْدَ أَبِي حَبِيبَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ وَفَالًا
 اور جب اس پر حجر دیا جائے تو اسکا اقرار نام صاحب کے پاس کی کیا ہے اور یہ ہوگا اس کے قدر میں ہے اور مامین فرماتے ہیں کہ
 لَا يَنْصَحُ الْفَرْقَةُ وَإِذَا لَمْ يَنْصَحْ فَيُؤْتَى تَحِيَّتُهَا وَرَقِيَّتُهُ لَمْ يَمْلِكِ الْمَوْلَى مَا فِي يَدِهِ فَإِنْ أَخْلَى
 اس کا اقرار نہ ہوگا کہ جب اس کے ذمہ آکر خرچ ہو جائے جو اس کے پاس ہو چکی ہو گھر لے کر آئے گا اس کی کیا چیزوں کے پاس ہے انک نہ ہوگا کہ اس
 عَجَبُهُ لَمْ يَنْصَحُوا عِنْدَ أَبِي حَبِيبَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ وَفَالًا رَحِمَهُمَا اللَّهُ يَمْلِكُ مَا فِي يَدِهِ وَإِذَا
 اس کے پاس کوئی مال نہ ہوگا کہ جب کے ذمہ آکر خرچ ہو جائے اور یہ نہیں فرماتے ہیں کہ وہ اس مال کو جس کے پاس ہے مال ہوگا کہ جب
 بَاعَ عِنْدَ خَاوَزُونَ مِنَ الْمَوْلَى حَبْنًا بِمِثْلِ الْفَيْقَةِ أَوْ أَكْثَرَ خَاوَزُونَ بَاعَ بِفَضْلِ لَمْ يَخْزُوا بِلِ بَاغَةِ
 ملاؤں غلام آگے کے ہاتھ کوئی چیز مثل قیمت بازار کے ساتھ بیچے تو جائز ہے اور اگر انھیں سے بیچے تو جائز نہیں اور اگر آقا ملاؤں
 الْمَوْلَى حَبْنًا بِمِثْلِ الْفَيْقَةِ أَوْ أَكْثَرَ خَاوَزُونَ بَاعَ بِفَضْلِ لَمْ يَخْزُوا بِلِ بَاغَةِ
 کے ہاتھ کوئی چیز مثل قیمت یا کم کے ساتھ بیچے تو بڑے ہنر آگے لینے سے بیچا وہ چیز اس کے حوالے کی ہے تو صحیح ہے بل کہ
 إِنْ أَخْشَكَ فِي يَدِهِ عَمَى بِمِثْلِ الْفَيْقَةِ خَاوَزُونَ وَإِنْ أَخْلَى الْمَوْلَى الْفَيْقَةَ الْخَاوَزُونَ وَعَلَيْهِ فُلُؤُونُ
 اگر آقا بیچ کر دیک لے یہاں تک کہ قیمت وصول کرے تو جائز ہے اور اگر آگے نے ملاؤں کو آکر دیا کہ وہ تمام اس کے اقرار میں ہیں
 فَيْقَةُ جَانِبًا زَالِمًا جَانِبًا بِمِثْلِ الْفَيْقَةِ وَفَالًا يَخْزُوا بِلِ بَاغَةِ
 تو اس کا اقرار نہ جائے اور اس کی قیمت کا اقرار نہیں خواہ اس کے لئے نشان ہوگا اور جو مثل باقی رہ جائے اس کا مطالبہ اور خلا سے اس کی
 الْيَقِي وَإِذَا زَالِمًا الْفَيْقَةُ مِنْ شَوْلَا هَذَا فَذَلِكَ سَجَرَ عَلَيْهَا وَإِنْ أَقْبَلَ رَقِيَّتُ الْقَبِي لِلْقَبِي
 کے بعد ہوگا اور جب ملاؤں یا علی اپنے آگے سے بیچے تو یہ اس پر حجر ہے اور اگر بچہ کو اس کے الی نے
 لَمْ يَخْزُوا فُلُؤُونُ يَخْزُوا بِلِ الشَّرَاءِ وَالْبَيْعِ كَالْفَيْقَةِ الْخَاوَزُونَ إِذَا تَكُنَّ يَخْلُفُ الْبَيْعِ وَالشَّرَاءِ
 قیمت کی اجازت دی تو بچہ خرید و فروخت میں جس ملاؤں غلام کے ہے بلکہ وہ خرید و فروخت کو کہتا ہو

تشریح و توضیح:

والا سحر علیہ وعلوہ وعلوہ حائل ملخ۔ اگر تجارت کی اجازت دیا گیا غلام روک دینے جانے کے بعد یہ افراد کہے کہ میرے
 پاس بڑی کمی کچھ موجود ہے یہ غصب کرو یا قرض یا ملاں شخص کی امانت کے طور پر ہے تو حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہما اس کے اقرار کو رد کرتے قرار
 دیتے ہیں۔ لہذا وہ اس مال سے جو اس کے پاس ہے قرض و غیرہ کی درخواست کرے گا۔ حضرت امام ابو یوسفؒ حضرت امام محمدؒ حضرت امام
 مالکؒ حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ یہ افراد درست نہ ہوگا۔ قیاس کے مطابق بھی معلوم ہوتا ہے۔ اس واسطے کہ اقرار کا درست ہونا
 قیمت کی اجازت کے باعث تھا تو اجازت سے قیمت کا کہہ دینے کی وجہ سے باقی نہیں رہی، لہذا اس صورت میں یہ افراد بھی درست
 نہ ہوگا۔ علامہ الزیلعیؒ وکافیؒ جس پر غلام کا بھلا تھا وہ بھی روکنے کے باعث باقی نہ رہا اس لئے کہ جو کا باقی بھلا تھا قابل اعتبار نہیں ہوتا۔
 لہذا اقرار کو بھی درست قرار دے دیں گے۔ یہ احتمال بھی ہوتا تو اس کا وجہ یہ ہے کہ افراد کے درست ہونے کا انحصار فقہ پر ہوتا کہتا ہے اور اس
 کے بعد کہ جہاں تک قطعیت ہے وہ برقرار ہے، پس اقرار بھی درست ہوگا۔

کتاب المزارعة

مزارعت کے احکام کے پرات میں

[illegible]

تفاسات کی وضاحت: المراجعة، یعنی دہائیوں کا دور، جبکہ الجذر،

آشرح و توضیح

[illegible]

وہی علامہ علی ابن ابی طالب علیہ السلام اور اعلیٰ حضرت کے نزدیک عارف تھے اور انھیں انھیں

(۱) ایک شخص کی زمین اور مکمل ہوا اور مکمل دوسرے شخص کا۔ زمین فروخت ہو جائے تو ایک شخص کی اور باقی چیزیں جن کی بیعت ہوئی ہو، وہی اور مکمل دوسرے۔
(۲) اگر فروخت ہو جائے تو ایک شخص کا ہوا اور باقی چیزیں جن کی بیعت ہوئی ہو، انہما کے عاقل و دیوانے۔

(۶) انہوں نے کہا کہ ہمیں اس کے حصہ کا ذکر اس کے حصہ کے کوئی ایک زمین کا پتلا ہوئے کہ وہیت میں اس کی تعمیر ہو کر ہے۔

وَإِذَا فَسَدَتِ الْمَوَازِينُ فَانْحَرْجِ لِصَاحِبِ النَّارِ فَإِنْ كَانَ الْفَنَاءُ مِنْ قَبْلِ رَبِّ الْأَرْضِ

اوم جب وزارت عامہ پہنچا، تو پھر اس نے سچا سچ کام کی " کی پیش نظر تمام زمینوں کے لیے کی طرف سے یہ

لِلْعَالَمِ آخَرُ مَبْنِيٌّ لِأَيِّدِ عَلِيِّ مِقْدَارِ مَا شَرَفَ لَهُ مِنْ أَخْرَاجِ رِغَائِي مُحَمَّدٍ وَجْهَهُ اللَّهُ تَعَالَى

تو کہہ: پہلے اجرت اٹھائی ہوگی جو عیدِ نور کی مشورہ مقررہ سے کھسکا ہو گا اور غلامِ محمد فرماتا ہے کہ اے کیلئے

أَجْرُ مَتْلَبٍ بِأَجْرٍ مَا يَتْلَعُ وَإِنْ كَانَ الشَّيْءُ مِنْ قَبْلِ الْفَاعِلِ فَلِلصَّاحِبِ الْأَرْضِ أَجْرُ مَتْلَبِهَا وَإِذَا

اجرت کے سوا کسی اور چیز پر کسی مال کا ٹھکانہ نہیں کیا جائے گا۔

مجلس المراجعة الحاجب التبرؤن العملي بم نجر عليه وأيد متفق لدى ليس

م. فهد الشمر	م. الحكيم علي	م. اذنان رشيد	م. محمد اذنان	م. فهد الشمر
--------------	---------------	---------------	---------------	--------------

ہم نے فیصلہ کیا کہ ہم اس کے بارے میں سوچیں۔

إذا انقضت مدة الفعارة والنزاع لم يترك مكان على المزارع آخر مثل نص من

جب وزارت و عدالت کے امور سمجھنے میں نہ آئے تو کاشفہ کر کے اس زمین کا نام لکرایا ہوا جو اس عیسیٰ

الْأَرْضِ إِلَى أَنْ يَتَخَصَّدَ وَالشَّجَرُ عَلَى نَزْوٍ عَلَيْهِمَا عَلَى مِقْدَارِ حَقْوَانَيْهَا وَالْأُخْرَى الْأُخْرَى

زمین کا سوا بہر بھی تقسیم نہ ہو، یعنی کا خراج ان دونوں پر ان کے حصوں کے مطابق ہو گا اور نصیبی کا۔

الذي ياتي والرفاء والتفريخ عليهما بالخصم في خراطا في التفرقة على العمل فندت

کے ہندو افسر نے انہیں اطلاع دے کر ان کے پاس پہنچا، ان کے ساتھ ایک اور افسر بھی تھا۔ ان کے ساتھ ایک اور افسر بھی تھا۔ ان کے ساتھ ایک اور افسر بھی تھا۔

اللغات کی وضاحت:

مسحوب البذر: في الآلات وب الأراضي زمن الاربعين ساعة، الحظت بوضع في التربة المزروع.

تشریح و توضیح: کچھ اور احکام مزارعت

وَإِذَا هَدَتْهُ الرُّوحَةُ السَّخِيَّةُ قَالَ لَهُ الْكَافِرُ إِنَّهُ كَيْفَ يَهْدِي اللَّهُ غَايَةً لِقَوْمِهِ الَّذِينَ يَلْعَنُونَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُحِبُّونَ أَهْلَ الْمُنْكَارِ

صورت میں نہ جھنکنا اور ہر کام کی جگہ پر رہنا، لیکن اگر بیچ بزمین کے مالک کی جانب سے جو دوسرے صورت میں کام کرنے والے کو دیا جائے

کا زبردگی جو دستور کے مطابق اپنے مفس کے باعث لانا کرنا ہی ہو گئی۔ بہ نسبت اس کا گناہ ضروری ہوتا کہ یا بہت دیر سے مقتدر است ہوئے نہ پائے

جو کہ اس کے واسطے مقرر و مشروط پیداوار کی قیمت ہو۔ حضرت امام محمدؒ فرماتے ہیں: "اس کام کی جو اجرت دینے کا رواج ہے اجازت ہے اس کے مطابق"

حرفی زبان کی۔ جس سے قطعاً تصور کہ وہ ان کو مٹے گا، وہی جیسا کہ ان کی قیمت سے زیادہ ہے یا نہ ہے۔ اگر بیچ کاشت کرنے والے کی جانب سے ہو تو

اس فعل سے، میں واسطے کہ بعض اس قدر کہ نہ ادا میں دیا جائے گا جس قدر کہ اس طرح کی زمینوں کا ملنا تیار ہو۔

وَأَدَّ عَقْدَتِ الْمَرْادِ عَمَ الْخِ اگریہا ہو کہ معاملہ سرِ رعت سے ہونے کے بعد بیع کا کام سے نکال جائے تو اسے کام پر مجبور

نہیں کیا جائے گا اور انہیں اس کے پرچم پر رک کر، جس کا جانب سے بیچ میں اس صورت میں حاکم اسے عمل پر مجبور کرے گا اور رہاؤں 62۔

موت کو ایک وقت کا کار میں دیکھا جاتا ہے۔ اس پر چاروں نے اتفاق کیا۔ مثال کے طور پر کوئی عورت اور اس کے سابق شوہر کی لڑکی بونسی دوسری عورت کے بطن سے ہو کر ان کے قلع کرنے میں شریک نہ تھیں۔

ومن زنی باسرافہ کایع الی۔ اسے میں سکا پر مراد رسول اللہ ﷺ، یعنی اور صحابہ کے بعد کے عہد کا اختلاف ہے کہ حرمیت بعد ہریت نکاح سے قائم رہتی ہے یا نہیں؟ حرمیت مصاہبت سے مراد چار خواتین ہیں۔ یعنی مسخری کرنے والے کی دست و پور، اس کے اصول و رد و اجازت و طور، اس کی حرمیت مسخری ہونے والے کے اصول و رد و اجازت، ایک دست و پور پر ایک دست و پور، نہایت درست کا نفاذ کرتی ہے۔

اتفاق حرمیت مصاہبت زمانہ ذریعہ بھی ہے، ہونے کے بعد نہایت بصورت یہ حضرت عمر، حضرت امی عباس اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہم قول میں کرتے ہیں۔ یہ درست ہے کہ مسخری جریت اور نکاح کا سبب ہے۔ لہذا عورت کے مول و فرج کا حکم مرد کے اصول و فرج کا مادہ کا اور جزاء سے استعوان و اطلاق حرام ہے۔ صرف ضرورت ان کی مخالفت ہے اور وہ عورت ہے جس کے ساتھ مسخری ہو چکی ہو۔ اگر یہ کابائے ایک مرد کے بعد و پور سے مسخری فرام ہے تو اس میں خراج تقسیم واقع ہوگا اور اس سے حرام ضروری ہے۔ اور طہر ہے کہ یہ جو عورت مسخری کے ساتھ خالص نہیں بلکہ حرام مسخری بھی اس میں داخل ہے۔ اختلاف کے مسئلہ کی تائید میں انہی الی شیعہ کی یہ فرقہ زور دیتے ہیں کہ مسخری کے ساتھ عورت کی شرم گدازدیکھ کر ان پر انہی عورت کی اس اور نیز مراد ہوگی۔

حضرت امام شافعی ان کے قائل نہ ہوتے ہوئے زمانے میں کہ مصاہبت تو زمرہ نکاح میں داخل ہے اور اسی نکاح کا اصول بذریعہ عقل حرام نہیں ہو سکتا۔

وإذا خلق الرجل ابنتاً فلیع۔ یہاں فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص نے اپنی زیدہ کو طلاق دی، یعنی اس سے طلاق نکاح و طلاق بائن دو بار متعلق، ضرورتاً تنکاح نہ کرے، ہنسنے اس کی دوسری عورتیں نکاح کے لئے جائز نہیں۔ طلاق بائن میں بھی ایک وجہ اور ایک اعتبار سے حکم نکاح برقرار رہتا ہے۔ اگر واسطہ عدت کے دوران کا حکم بھی عورت کے نکاح میں ہے، ہنسنے کا سبب۔ مصاہبت حرام میں حضرت علی، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہم وغیرہ بھی فرماتے ہیں۔ حضرت امام، لکے حضرت امام شافعی اور حضرت ابن ابی لیلیٰ کے نزدیک ایک اور یہ حد طلاق مغلطہ یا بائن کی ہوتی ہے، اس حد میں عدت چرکی ہونے سے قبل بھی اس کی نکاح کے ساتھ نکاح جائز ہے۔ اس لئے کہ اس حد میں نکاح حرام ہے، باقی نکاح۔

فإذا طلقہ من وہاں برقرار میں، مثال کے طور پر نفقہ کا وجوب، اسی طرح عورت سے نفقہ سے تنکح کی ممانعت وغیرہ۔

ويعوز ترويع النكاحيات الخ۔ یہودیہ اور نصرانیہ وغیرہ سے نکاح جائز ہے، من کا اعتقاد آسانی دین پر، اور اس کے لئے کوئی منزل نہیں، نہ کتب ہو، جہاں کے طور پر حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل شدہ کتاب زبور، اس کے اطلاق میں اس طرف اشارہ ہے کہ یہ عہد عربیہ میں وہ زنا عورت اور ہر ایک سب کو شامل ہے، ایک کتاب سے نکاح جائز ہے، صحیح نہیں ہے کہ ان سے نکاح کرنا اور ان کا بیعت نہ کرنا، مغلطہ ہے۔ ارشاد ہوا ہے "ولا نکحوا العشر کات" نکاحات کے مادہ کے ساتھ خصوصیت ہے۔

ويعوز ترويع النكاحيات الخ۔ صحابہ سے نکاح کا جو زائد ہوتا اور اس وقتوں کے ساتھ متعلق ہے۔ ایک قریب کی کتاب نہ ہو۔ دوسرے یہ کہ عورتوں کی پرستش کرتی ہو۔ اس بارے میں کہ صحابہ سے نکاح جائز ہے یا نہیں۔ حضرت زید بن ابیہ و صفیہ قرآن مجید سے فراموش ہیں، رد مراد اس وقت وہ نہ تھیں، ہم ان کے قائل ہیں۔ دراصل یہ مسئلہ اس بنیاد پر ہے کہ اس فرقہ کو اہل کتاب میں شمار کیا جائے۔ حضرت امام ابوحنیفہ کی تحقیق کی رو سے یہ فرقہ زبور کو سمجھتا ہے، اہل کتاب میں داخل ہے۔ نیز سنا۔ اس کو جو خالص معنٰی قلیلہ کر رہے۔

[illegible][illegible]

تشریح و توضیح: کنواری اور شیبہ کے احکام کا بیان

[illegible][illegible]

وَلَا يَجُوزُ الْقَوْلُ بِإِحْدَى الْكُفَرِ لِمَا عَنِ الْمَنْعِ
لَمْ يَكُنْ يَرَى أَنَّ الْقَوْلَ بِالْأَحَدَيْنِ قَوْلٌ وَاحِدٌ وَأَنَّ الْقَوْلَ بِالْأَحَدَيْنِ قَوْلَانِ وَاحِدٌ

وَأَمَّا الصَّغِيرُ زَادَ فِي هَبِّهِ أَهْوَاهُ جَزَاءَ ذَلِكَ غَلِيظًا وَلَا يَجُوزُ ذَلِكَ لِغَيْرِ الْآبِ وَالْعَمَّةِ
 ایسے بھوسے کے کاٹل کر کے ابراہیم کی بیوی کا پیٹ پر بٹا دے تو یہ جائز ہے ان دونوں کے حق میں اور یہ پاپ اور لالچ کے سوا کچھ لے جائز نہیں
 الفت کی وضاحت: فاصدائع: حسانت کی جمع پیش: نفس: کلمہ دہانہ: زاد: افتاد: پھر تری۔

تشریح و توضیح: کفایت (مساوات) کا ذکر

وَالْكَفَاءُ هُوَ الشَّيْءُ الْمُتَعَادِلُ لِلْع. شَرْعًا كَقَدَرِ رَدِّهِ فِي مَهْرٍ كَيْفَ صَلَاحُ طَوْنٍ هِيَ. یہاں بیوی کے درمیان
 اچھائی خلیق و مساوت ایک دوسرے کے درمیان کا نہیں اور ایک دوسرے پر جائزہ عفو کی خوشنود طریقہ سے ادا ہوگی اور یہاں تک کہ عموماً
 یہ شریعت مطلوب ہے۔ اور شریعت و قدر سے اسے علم و احتساب دیکھ جاتا ہے البتہ ایسے طریقے ہونے کا حکم فرمایا گیا کہ جو بہتر زیادہ سے زیادہ
 خوشنودی اور محبت و مصلحت میں اضافہ کا سبب بن سکے اور ہر ایک بات کی ممانعت فرمائی گئی کہ جس سے باہر مصلحت و فساد نہ رہے اور ایک
 دوسرے کی طرف دیا میں ٹھک اور کشیدگی پیدا ہو جائے۔ نفرت کی طور سے اور عورت جو کچھ سبب و سبب برتر ہوا ہے کہ تشریح کی بڑی غماز
 نہیں کرتی اور اگر غلط فہمی ہو جائے تو اسے خوشنود و آسودہ نگاہی سے نہیں دینی۔ شریعت کی نظر ان باتوں پر ہوتی ہے۔ جس سبب سے کہ
 کفایت کو مستقر قرار دیا گیا۔

ابن ماجہ میں ہے "وَالْكَفَاءُ الْإِثْمَانُ" (اور کفایت نکاح کردہ عورت میں ایسی نفی بھی عدوی و دیر و لمحا کہ وہ سب مرد
 ہیں۔ اس واسطے کہ وہ حضرت عمرؓ سے حضرت علیؓ کی صاحبزادی سے عورتوں کی خواہش کا دیکھ کر خیریت تو حضرت علیؓ کو اتنے بعد سے اپنی
 صاحبزادی حضرت ام کلثومؓ سے حضرت خاندن رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عمرؓ سے کیا۔ حضرت عمرؓ کی تفسیر عدلی سے ہے۔
 خنی ہم لیا مہر مطلقا للع. یعنی اگر کوئی عورت اپنے مہر میں سے کچھ نکاح کرنے والی کے انکسار کیا اس پر مہر میں سے کچھ
 حق ہے۔ پھر یہ تو اس کا شوہر اس کا مہر میں سے کچھ نکاح کرنے والا ہوگا اور اگر پورا نہ کر سکے تو عورت اس سے طلاق کی اختیار کرے۔ صرف باپ اور دادا کو یہ
 حق ہے کہ وہ اپنی بیوی کے نکاح میں سے کچھ کرے۔ یہ نکاح لاکھ کی نفی کے ہم میں اضافہ کر دے۔

وَيَصِحُّ النِّكَاحُ وَإِنْ لَمْ يُسَمَّ بِهِ مَهْرًا وَلَقَدْ اُتِيَ بِمَنْعَةٍ خَرَجَتْ عَنْ سَمِيِّ أَهْلِ مِنْ عَشِيرَةٍ
 اور نکاح صحیح ہے اگرچہ اس میں مہر نہ ہو اور ہر کی کتب متعدد ہیں وہم میں ہیں اگر بن وہم سے کم ہر مقرر کیا
 فَلَهَا عَشْرَةٌ وَمِنْ سَمِيِّ مَهْرًا عَشْرَةٌ فَتَزَوَّجَ لَهَا الْمُسَمَّى إِنْ دَخَلَ بِهَا أَوْ مَاتَ عَنْهَا فَإِنْ طَلَّقَهَا
 تو عورت کیلئے جس ہی ہوس کے اور جس نے جس والے سے نکاح کر کے وہ اس کیلئے مقرر کر دیا کہ اس نے اس سے سمیت کر لی یا اس سے سر کیا اور اس کو
 قَبْلَ الدُّخُولِ وَالْخُلُوعِ لَهَا بِضْعُ الْمُسَمَّى وَإِنْ تَزَوَّجَهَا وَلَمْ يُسَمَّ لَهَا مَهْرًا أَوْ تَزَوَّجَهَا
 مسجد اور عورت سے جس طلاق دی تو عورت کیلئے مہر کی کالیف ہوگا اور اگر عورت سے نکاح کر اور اس کیلئے مہر مقرر نہیں کیا یا اس سے نکاح کر
 عَلَى أَنْ لَا مَهْرَ لَهَا فَلَهَا مَهْرٌ بِطَلْقِهَا إِنْ دَخَلَ بِهَا أَوْ مَاتَ عَنْهَا وَإِنْ طَلَّقَهَا قَبْلَ الدُّخُولِ
 اس شرط پر کہ اس کے لئے مہر نہ ہوگا تو ان کیلئے مہر میں ہوگا کہ اس سے سمیت کر لی یا اس سے سر کیا اور اگر اس کو سمیت
 بِهَا وَالْخُلُوعِ فَلَهَا الْمَنْعَةُ وَهِيَ ثَلَاثُ أَوْبَابٍ مِنْ بَشْرَةٍ بِطَلْقِهَا وَهِيَ فَرْجٌ وَجَنَانٌ وَمَنْعَةٌ
 یا عورت سے جس طلاق دی تو اس کیلئے حد ہوگا اور حد میں کپڑے ہیں اس کی پوشاک کے باہر اور وہ کرت اور دھڑن اور چادر ہے
 وَإِنْ تَزَوَّجَهَا الْمُسْلِمَةُ عَلَى عَمَرٍ أَوْ جَوْنٍ فَلَا نِكَاحَ بَاطِلًا وَلَهَا مَهْرٌ بِطَلْقِهَا وَإِنْ تَزَوَّجَهَا وَلَمْ يُسَمَّ
 اور اگر مسلمان نے شریعت یا غرض پر نکاح کیا تو نکاح جائز ہے اور عورت کیلئے مہر میں ہوگا اور اگر اس سے نکاح کیا اور اس کیلئے مہر نہیں

ایک شخص نے ایک عورت سے جا چھین کر لیا اور پھر مہسٹری سے نقل اس کا انتقال ہو گیا۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ اسی کا مہر اس کے خاندان کی عورتوں کا سا ہوگا۔ حضرت مفضل ابن شان نے (پسین نما) شہادت دی کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی وحی طرح فیصلہ فرمایا تھا۔ یہ روایت ترمذی، ابوداؤد وغیرہ میں موجود ہے۔ اور مہسٹر کی نقل طلائ: دینے پر عورت متدبیج نہیں، چاودا اور دینے کی سختی ہوگی۔ امام ابوحنیفہؒ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے متدبیج کی مقدار حصول ہے۔ متدنا منافقت حد واجبہ اور امام مالکؒ کے نزدیک دائرہ احترام میں داخل ہے۔

و ان زادھا فی السعیم بعد الخفقان طبع فرماتے ہیں کہ اگر اس کا کراخ کے بعد مہر کی حقروہ مقعرہ میں اضافہ کرنے سے زیادہ فائدہ درست ہو گا تو وہ بھی اس پر واجب ہو جائے گا۔

۱۵۴ خلافت زوج باہر جگہ انج۔ فرماتے ہیں اولیٰ کے عداوہ جس سے صبر واجب ہوتا ہے اس کا ذکر کیا جا رہا ہے۔ یعنی طہوت
سبحو کی صورت میں مگر پورا صبر واجب ہوگا۔ اصل اس باب میں یہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ "وان اودعتم استبدال زوج ممکن زوج
وانتم احسن خلقا فلا تاعنوا منه شیئا۔" (الی قول) و کیف تاعنونه وقد افغض بعضکم الی بعض (الآۃ) الافشاء
ہے عداوت طہوت ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد کر رہی ہے کہ جس نے عورت کا کپڑا (شرم گاہ) اٹھایا اور اسے دکھا تو اس پر صبر واجب ہو گیا
خود اس سے صحبت کی ہوا نہ کی ہو۔

مؤلف امام مالک و دیگر ائمہ میں حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ جب پردے کا کھینچا جائے تو غلبہ کیسی ہوگی؟ تو عمر واجب ہو گیا۔ غلبہ غلبہ کیسی ہوگی؟ جیسے ان پر رکاوٹوں کا تعلق شرط فرما دیا گیا۔ (۱) اور ان میں سے کوئی ایک سرریض ہو تو یہ کسی رکاوٹ ہوگی۔ (۲) کوئی طبی رکاوٹ مثلاً میاں بیوی کے درمیان کسی چیز سے عائلہ فحش کی موجودگی ہے۔ (۳) شرعی رکاوٹ مثلاً نجس یا عروہ کا احرام باندھنے سے ہونے والا۔ (۴) شرعی اور طبی رکاوٹ۔ مثلاً عورت کو بیض آنا۔

و بعد حبّ النج. متد کا انتخاب خالص اس فضل میں ہے کہ وہ موطودہ ہو۔ اور اگر وہ مطلق ہوگی تو کہ اس سے بہتری کی گئی ہو اور اس کا امر علی متعین ہو: بقول اس کا متد واجب ہوگا۔

[illegible]

یوں مولیٰ تھا۔ اِذَا تَزَوَّجَ الْفَتَى بِأَوَّلِ مَوْلَاهُ فَلَمْ يَهْرُ ذَلِكْ لِمَا رَفَعَتْهُ بِلَدِّهِ وَإِذَا زَوَّجَ
اِسْ كَمَا كِي اِجْدَات سے اور جب تمام آقا کی اِجْدَات سے نکاح کرے تو مہر اس کی گدوں میں فرض ہوگا کہ جس میں سے چاہائے گا اور جب
اَمَوَلٰی اَمَنَةً فَلَيْسَ عَلَيْهِ اَنْ يُبْرِنَهَا نِسَاءَ اَلْزَوْجِ وَلَكِنَّهَا تَخْدُمُ التَّوَلٰی وَ يَتَقَالُ لِلزَّوْجِ مَعَى
اَقَاتًا بِاِنِّیْ كَا كَر كَر دے تو اس پر لازم نہیں کہ شوہر کو شہ پاشی کرائے یاں وہ آقا کی خدمت کرے گا اور شوہر سے کہا جائے گا کہ جب
خَفَرْتُ بِهَا وَجَنَّتْهَا وَ اِنْ تَزَوَّجَ اَمْرَاةً عَلٰی اَقْبَیْ یُرْغَمُ عَلٰی اَنْ لَا یُخْرِجَهَا مِنْ اَلْبَلَدِ اَوْ
حِ اِس پر مصلحت ہے تو اس سے محبت کرے اور اگر کسی نے محبت سے ایک بیڑا ہریرے اس شرط پر نکاح کیا کہ اس کو شہ سے باہر نہ لے جائے گا
عَلٰی اَنْ لَا یُزَوَّجَ عَلَیْهَا اَمْرَاةً اِلَّا وَ لٰی بِاَلْمَشْرِطِ لِلْهٰ اَلْمَنْعٰی وَ اِنْ تَزَوَّجَ عَلَیْهَا لَا یُخْرِجَهَا
اِس کے ہوتے ہوئے کسی محبت سے نکاح کرے گا اور شوہر نے شرط چڑھی کہ تو مجھ سے کیسے ہو سکا تو مگر اس پر اس کی اور سے اشارہ کیا کہ اس کو
مِنْ اَلْبَلَدِ فَلَهَا مَهْرٌ مِّمَّهَا وَ اِنْ تَزَوَّجَهَا عَلٰی خِیْرَانٍ غَیْرِ مَوْضُوفٍ ضَعُفَتْ اَلْفَسْفِیةُ وَ لَهَا اَلْمَوْسَطُ بِنَفْسِ
شر سے باہر نہ کیا تو اس کیلئے مہر میں ہوگا اور اگر محبت سے کسی غیر موصوفہ کو نکاح کر لیا تو یہ مہر نہ ہوگا کہ ہے اور محبت کیلئے درمیان نہ ہوگا
وَالزَّوْجُ مَخِیْرٌ اِنْ شَاءَ اَعْطَاهَا ذَلِكْ وَ اِنْ شَاءَ اَعْطَاهَا فِیْسَةً وَ لَوْ تَزَوَّجَهَا عَلٰی ثَوْبٍ غَیْرِ مَوْضُوفٍ فَلَهَا مَهْرٌ وَ لَوْ
اور شوہر کو اختیار ہوگا اگر چاہے محبت نہ ہوگی ہے اور اگر چاہے اس عاقل کی محبت ہے اور اگر محبت سے کسی غیر موصوفہ کو نکاح کر لیا تو یہ مہر نہ ہوگا کہ ہے اور محبت کیلئے درمیان نہ ہوگا

تشریح و توضیح:

وإحد روح الرجل الصالح فرأته حين كركروا في غصن أبي لؤي كالنار من فم فرن - جہاں شعلہ کے ساتھ کہ ہے۔ وہ بھی اپنی
بشریہ واپس لڑکی کا نکاح چاہے گا اور ایک خندک شبیت اس طرح نہ رہے۔ عقد کے عوض کی ہوگی۔ تو یہ نکاح اصطلاح میں نکاح
شعاع سے معروف ہے۔ اس کے بارے میں احناف فرماتے ہیں کہ دونوں نکاح اپنا یک دوسرے کو جائز نہیں کہ اور اس صورت میں اس میں
سے ہر ایک کے واسطے ہر شخص ہوگا۔

اشکالی کا جواب: اگر کوئی اس حکم یا اشکال کرے کہ دریا سے سمجھ سے معلوم ہوتا ہے کہ حوالہ اللہ تعالیٰ نے کلام شفا کی مسمخت قرآنی توضیح پر عقد درست کس طرح ہوگا؟ اس کا جواب یہ دیا گیا کہ شفا شفا میں ہر شخص ہوا کر اس میں ہر مثل لازم کر دینے کی بناء پر یہ دراصل کلام شفا ہی کی بنا پر ہر مسمخت کے ذریعے سے نقل کیا۔

حضرت امام شافعیؒ کے نزدیک ان دونوں عقودوں کو باطل قرار دیا جائے گا۔ چنانچہ افرماتے ہیں کہ ان کے عقود و صحیفے سحر اور آدھا ضعیف منکر کا کرم و نفا ہے۔ جبکہ ان دونوں نکاح اشترک نہیں ہوا اگر ۲۰ احکام اس کا موجب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ان کے عقود و سحر اس طرح کی چیز قرار دیا جاتا ہے جس میں اس کی اہلیت ہی موجود نہیں کیوئے یہ قرار دیں۔ لہذا اسکا حلال میں معتد بہ عمل ہونے کے بجائے ہر عمل مذہب سے ناک۔

وَأَنْ تَرْوِجَ حَقَّ الْحَقِّ، انگریزی میں کسی عورت سے اس شرط کے ساتھ نکاح کرے کہ وہ سال بھر اس کی خدمت کرے کہ یا یہ کہ وہ قرآن کی تعلیم دے کہ چاہیے ان میں سے کسی کو یہ قرار دے تو عاوانہ کلب موضوع اور معاملہ برعکس ہونے کی بنا پر عورت کی خدمت نہ چاہئیں لائے کہ بلکہ وہ ہر مثل ادا کرے گا۔ حضرت امام شافعی فرماتے ہیں کہ میری عمر بڑھ کر رہی ہے اور اچانک کا۔ ان کے نزدیک شرط کے ذریعہ جس شخص کا ہر ایک عورت سے ہوا اس کا میری قرار دیا جائیگی اور درست ہوگا۔ عبداللہ احناف نے اسے اس کا مطلب نفع یا مکر پر ہے اور تعلیم قرآن کی خدمت کا جہاں تک

تعلق ہے وہ مال میں داخل نہیں۔ پس مہر مٹانے کا وجوب ہوگا۔ البتہ اگر ایسا ہو کہ کوئی نکاح، جائز آقا نکاح کرے اور وہ خدمت کا مہر قرار دے تو اس صورت میں عورت کو اس سے خدمت لینا درست ہوگا۔ اس لئے کہ اس کے واسطے عورت کی خدمت بخیر و عافیت آقا ہے۔

ولا یجوز نکاح العبد والامانیۃ الخ۔ عند الاحناف اگر کوئی غلام یا امیہ نکاح کر لے تو اس کا نکاح جائز نہ آتا ہے۔ یہ موقوف ہوگا۔ اگر وہ اجازت دے گا تو نافذ ہوگا ورنہ نہیں۔ حضرت امام مالکؒ غلام کے لئے نکاح کر دے تو درست قرار دیتے ہیں۔ اس لئے کہ جب وہ مطلق دے سکتا ہے تو اسے نکاح کرنے کا بھی حق ہوگا۔ احناف کا مسئلہ نذرانی شریف وغیرہ کی یہ روایت ہے کہ بڑا بچہ نذر آقا نکاح کرنے والا غلام زانی ہے۔

واذا وجب الصولیۃ ائمتہ الخ۔ فرماتے ہیں انہوں نے آقاؐ اپنی باندی کا کسی شخص کے ساتھ نکاح کر دے تو آقاؐ پر یہ بڑا واجب نہیں کہ وہ باندی کو اس کے شوہر کے گھر میں بھیجے۔ بلکہ باندی حسب دستور خدمت آقا انجام دیتی رہے گی اور اس کا شوہر جس وقت مطلق پائے گا اس سے ہمسری کر لے گا۔ اس لئے کہ آقاؐ کا جہاں تک معاملہ ہے اسے باندی اور اس کے ساتھ دیگروں پر ملکیت حاصل ہے اور اس اعتبار سے اس کا حق زیادہ قوی ہے۔ اور شبہ باقی کرنے میں اس کے حق کا سہوت ہونا لازم آتا ہے۔

وان تزوجھا علی حیوان الخ۔ کوئی شخص بطور مہر کسی جانور و مشرک سے اور غلاموں کی بیویوں کو نہ کرے تو اس صورت میں شوہر کو حق حاصل ہوگا کہ خواہ بطور مہر ارادہ کرے یا نہ کرے اور وہ باندی کی قیمت کی ادائیگی کر دے اور مہر کی بیوی مطلق ہونے کی صورت میں مثال کے طور پر اس طرح کہتا کہ میں نے کپڑے پر نکاح کیا تو حضرت غلام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں یہ تیسرا درست نہ ہوگا اور اس پر وہ مہر سزا کی ادائیگی کرے گا۔

ونکاح المصنوع والموقوف باطل

اور نکاح جسے اور نکاح موت باطل ہے

متعد وموقت نکاح کا ذکر

تشریح و توضیح:

ونکاح المصنوع والموقوف الخ۔ اگر کسی شخص نے کسی عورت سے کہا کہ میں تجھ سے اتنی مدت تک اسے مال کے عوض بیع کروں گا یا یہ کہ تجھ کو اتنی مدت تک وہ مال کے عوض بیع کرنے (بیع المصنوع) ہے۔ اور عورت کہے کہ تجھ سے بیع کر لے۔ بیع میں لفظ بیع نہ ہوا۔ اگر بیع کے نزدیک نہ حرام ہے۔ حضرت ابن عباسؓ کی تعلیم کی شہرت ہے۔ بیعوں کا مسلک یہی ہے۔ حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہؓ اور اکثر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس کی مخالفت کی ہے۔ صحابہ کرام کا مسئلہ یہ روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے غیر کے دن حرام فرمایا یہ روایت بخاری و مسلم حضرت علیؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ کا اسے حرام کر کے دن حرام فرمایا مروی ہے۔ یہ روایت مسلم شریف میں ہے تو اس کا منسوخ ہونا ثابت ہو گیا۔ اور حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ انہوں نے اس فتوے سے رجوع فرمایا تھا۔

تعلق ابیہ علیہ السلام فی شرع و تفرغ فی شرفائے میں کہ یہاں تا اسلام میں جائز تھا پھر حرام کر دیا گیا۔ البتہ اس کی کہتے ہیں کہ نکاح حد جائز تھا۔ پھر منسوخ ہو گیا۔ یہ حد بیعت صحیحہ سے ثابت ہے اور اس کے حرام ہونے پر احناف ہے۔ اور جہت میں ایک جماعت کے علاوہ کسی نے اس کی مخالفت نہیں کی۔ غلام بھی کہتے ہیں بیعت صحیحہ کی الدین نے فرمایا کہ اس کی حرمت اور ایاحت دوبار ہوئی۔ یہ خود بخیر سے پہلے طلاق تھا پھر خیر کے دن حرام کر دیا گیا۔ پھر حج کے دن مطلق کیا گیا اور یہی فقہاء اہل اس کا مسلہ ہے کہ وہ لوگوں میں فتنہ آئے۔ پھر انہوں

مجلس

[illegible][illegible][illegible]

اسی کو روحِ برائیں فی غلبہ و جلالہ الخ کہتا ہے۔ لیکن کوئی شخص ان کو عورتوں کے ساتھ تپائی ہوئی عورتوں کے ساتھ نہیں سمجھتا۔ کہہ کر تو اس کے سامنے کھڑا ہے اور وہ بے پروا ہے۔ اس کی صورت میں جس سے اس کا تعلق جائز ہے۔ اس سے رست ہو جائے گا۔ اور اس سے نکاح جائز ہو اس سے باطل و حرام ہو جائے گا۔ اور جس قدم کی تکمیل ہو جائے۔ اس کا حقیقی شخص اس سے ہو گا۔ اس کے ساتھ نکاح رست ہو۔

حضرت امام باقر علیہ السلام اور حضرت محمد بن یحییٰ علیہ السلام کے درمیان جو مراسلات ہوئی ہے اس کا خلاصہ درج کیا ہے۔

[illegible][illegible]

مناور کا حصول یہودیہ کے لئے کھلا ہوا تھا، لیکن وہی حق قتل عام کے ذریعہ قبول کیا جا رہا تھا۔ ایک ایسا وعدہ ملنے والے مگر

رسول اللہ ﷺ نے کہا: ہر ایک انسان پر قرآن رکھا

وان نسلب النورج الحج۔ انور شہر اسلام قبول کرے اور اس کی بیوی آفتاب پرست ہو تو یہاں سے مسافر قبول کرنے کے لئے کہا جائے گا۔ اسلام قبول کرنے پر وہ دستور اس کی ذمہ داری اور قبول نہ کرنے کی صورت میں تلافی دونوں کے درمیان تفریق کر دے گا۔ اور اس فرشتے کو طلاق قرار دیا جائے گا۔ اب اس میں تفصیل یہ ہے کہ اگر وہ جس کے ساتھ بصرہ ہو چکا تھا تو اس کو کابل پرستہ کا اور ہمسری نہیں فرما چکی ہیں۔ لہٰذا۔

وَاِذَا اسْتَلَمْتَ الْعُرَّةَ فِي ذَا الْحَرْبِ لَمْ تَقْعِ الشُّرْفَةَ عَلَيْهَا خِطِي نَجِصٌ فَلْتَ جَبِيصٌ اِذَا حَاصِلَتْ
اور جب حرب میں مسلمان ہوئے تو سر پر شرفہ نہ لگائی۔ نہ کس کو اس کو تمیز بھی۔ یہاں تک کہ جب اس کو جانیں
پانٹ کر اڑھتا تھا۔ اِذَا اسْلَمَ رَوْحُ الْكِبَايَةِ فَلَهَا عَلَيَّ بَكَاجِيَهَا وَاِذَا خَرَجَ اَحَدُ الزُّوْجِيْنِ اِلَى
اور جب ایک شوہر سے ایک عورت نکلا اور جب ایک عورت نکلتی ہوئی ہو تو اس کے ساتھ جو کچھ ہے اس کے ساتھ
میں ذَا الْحَرْبِ مُسْلِمًا وَقَعْتَ الشُّرْفَةَ بَيْنَهُمَا وَنَ سَبِي اَحْمِلُهَا وَقَعْتَ الشُّرْفَةَ بَيْنَهُمَا وَنَ
تو اس میں اس کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ
شِبْهَا مَعًا لَمْ تَقْعِ الشُّرْفَةُ اِذَا خَرَجْتَ اِلَيْهَا مَوْجُودَةً جَلَالُهَا اِنْ خَرَجْتَ لِي اِلْحَالِ
اور جب ایک عورت سے ایک شوہر نکلا اور جب ایک شوہر نکلتی ہوئی ہو تو اس کے ساتھ جو کچھ ہے اس کے ساتھ
عَدَّةً عَلَيْهَا عِنْدَ اَبِي خَبِيصَةَ وَحَمَلُ اللَّهِ فَلَا تَكُنْ خَامِلًا لَمْ تَخْرُجْ خِطِي تَصْعَحْ حَمْلُهَا وَاِذَا
نام صاحب کے باب میں حضرت علیؓ کی ایک روایت ہے کہ عورت نکلتی ہوئی ہو تو اس کے ساتھ جو کچھ ہے اس کے ساتھ
اِذَا اَحَدُ الزُّوْجِيْنِ غِي الْاِسْلَامَ وَقَعْتَ الشُّرْفَةَ بَيْنَهُمَا وَكَاتِبٌ اَلْفُرْقَةَ بَيْنَهُمَا بَعِيْرٌ طَلَايَ فَلَا
یابن میں سے کوئی ایک اسلام سے مرتد ہو جائے تو اس کے ساتھ جو کچھ ہے اس کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ
كَانَ الزُّوْجُ هُوَ الشُّرْفَةُ وَفَدَّ دَخَلَ بَيْنَ فَلَهَا كَعْدَالِ الشُّهْرَةِ لَمْ يَدْخُلْ بَيْنَ فَلَهَا اَلْشُّفُفَ وَنَ
مرتد ہوئے اور شوہر اور عورت دونوں سے عورت نکلتی ہوئی ہو تو اس کے ساتھ جو کچھ ہے اس کے ساتھ
كَانَتْ هِيَ الشُّرْفَةُ قُلِّي الدُّخُولَ فَلَا مَهْرَ لَهَا وَنَ كَتَبْتَ اِلْتِمَامًا عِنْدَ الدُّخُولِ فَلَهَا
عورت نکلتی ہوئی ہو تو اس کے ساتھ جو کچھ ہے اس کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ
اَلْمَهْرَ وَنَ اِلْتِمَامًا نَعْلَمُ مَعًا فَلَهَا عَلَيَّ بَكَاجِيَهَا وَلَا يَخْرُجُ اِنْ يَخْرُجُ الشُّرْفَةُ مُسْلِمَةً
یہ روایت ہے کہ اگر شوہر ایک مسلمان ہو جائے اور عورت ایک کافر ہو جائے تو اس کے ساتھ جو کچھ ہے اس کے ساتھ
وَلَا مَهْرَ لَهَا وَلَا كَافِرَةٌ وَكَذَلِكَ الشُّرْفَةُ لَا يَخْرُجُهَا مُسْلِمَةً وَلَا كَافِرًا وَلَا مُرْتَدًّا وَنَ
یہ روایت ہے کہ اگر شوہر ایک کافر ہو جائے اور عورت ایک مسلمان ہو جائے تو اس کے ساتھ جو کچھ ہے اس کے ساتھ
كَانَ اَحَدُ الزُّوْجِيْنِ مُسْلِمًا فَالْوَلَدُ عَلَيَّ ذِيهِ وَكَذَلِكَ اِنْ اسْلَمَ اَحَدُهُمَا وَلَهُ وَلَدٌ صَغِيرٌ حَسَبَ
یابن میں سے کوئی ایک مسلمان ہو جائے اور عورت ایک کافر ہو جائے تو اس کے ساتھ جو کچھ ہے اس کے ساتھ
وَلَدُهُ مُسْلِمًا اِلَّا لَابِ وَنَ كَانَ اَحَدُ الْاَبْنَيْنِ كَسْبًا وَالْاُخَرُ مَخْرُوبًا فَالْوَلَدُ كَسْبِي
یہ روایت ہے کہ اگر شوہر ایک کافر ہو جائے اور عورت ایک مسلمان ہو جائے تو اس کے ساتھ جو کچھ ہے اس کے ساتھ

فروخت کرنے والا فروخت کردہ چیز کو کھانے پینے سے منع خلیفہ کو دے اور دوسرے مسیحی کے بعد اسلام سے ہماری توجہ سے ہماری سستی ہوگی۔
ولا يجوز ان يزوجه المرد الفخ و الزمہ اسلام سے نکلنے والے کو سہ ماہی کتاب یا کافر مردہ، کسی سے بھی نکاح کرنا جائز
مستند اس لئے کہ اسے تو قتل کرنا واجب ہے اور یہی کئی مہلت محض خود و فکر کی خاطر ہے۔ اور نکاح اس کے واسطے باعہ غفلت ہوگا۔ ایسے
بقربہ و کھجی کسی سے نکاح کرنا جائز نہیں۔ اس واسطے کہ اسے بھی خود و فکر کی خاطر قہر کیا جاتا ہے۔

وَاِذَا كَانَ اَحَدُ الزَّوْجَيْنِ مُسْلِمًا لِّغٍّ. ماں باپ میں سے جس کا دین ابھڑ ہو گا بچہ و اسکا کے تابع قرار دیا گئے۔ باپ کے مسلمان ہونے کی صورت میں اس کا تابع لہر ماں کے ہونے پر اسے ماں کے تابع قرار دی گئے۔

لغات کی وضاحت: شہود: شاہد کی جمع نکاد۔ شہد شہودا: گواہی دینا۔ السجوسی: آتش پرست۔

تشریح کا توضیح: نکاح کفار کا ذکر

والفان تخرج النكاح بعد جهده البغ غلبه حب کہ جب کافر کا فرد عورت سے گواہوں کے بغیر نکاح کرے یا ایسی عورت سے نکاح کرے جو دوسرے کافر کی حدت گزار رہی ہو یا بدوا اور یہ نکاح ان کے مذہب کی نزد سے جائز ہو، اس کے بعد دونوں اسلام قبول کر لیں تو حضرت امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ ان دونوں کا سابق نکاح برقرار رہے گا۔ حضرت امام ابو یوسف اور حضرت امام محمد بن علی شکل میں امام ابو حنیفہ سے تعلق میں وارد دوسری شکل میں حضرت امام زفرؒ کے نزدیک ”گواہوں کے بغیر نکاح نہیں“ خطابات کا جہاں تک تعلق ہے ان میں تعیم ہے اور اس کے دوسرے میں سب آجاتے ہیں۔ امام ابو یوسف و امام محمد کے نزدیک معصومہ سے نکاح حرام ہے۔ لیکن یہی اس کے قوت آجاتی ہے۔ اس کے برعکس گواہوں کے بغیر نکاح کا حرام ہوا کہ اس میں انہما کا اختلاف ہے۔ چنانچہ حضرت امام مالکؒ اور حضرت ابن ابی نسلہؒ سے اس کا جواز منقول ہے۔ لہذا نکاح بلا شہادہ دوسری صورت سے کہ مرے میں نہ آئے گا۔

امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک کافر کے لئے حرمت کا ماحولیت ہوتا تھا نہ روئے شرع ہے کہ وہ شرعی حقوق کے فاعل ہیں میں سے ہے ہی نہیں ہوتا نہ روئے فقہی نہ روئے کافر کا اس پر اس کا اعتقاد نہیں۔ غیبت الازلی طور پر نکاح و دست قرار دیا جائے گا۔ اور نکاح و دست ہونے پر مسلمان ہونے کی حالت نکاح کے بنی رہنے کی حالت ہے۔ اور یہ بات عیاں ہے کہ بعد نکاح کی حالت کے واسطے شہرت کی کہیں بھی شرط نہیں لگائی گئی۔ وہ بھی عدت تو وہ منافی حالت بقاء ہے ہی نہیں۔

فوان نزوح المحجوسی ائمۃ الفیخہ اگر کافر محرومات میں سے کسی محرمہ سے نکاح کر کے مثلاً اپنی والدہ بیانی بیٹی سے۔ اس کے بعد وہ درجنوں اسلام قبول کر میں تو سب اسے ایسا ہی تحقیق کہہ کر اپنے درجنوں کے بعد وہاں تقریبی کر دی جائے گی۔ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک قرآن کا حکم بالکس وہاں سے اس لئے کہ وہ جو علوم سے نکاح عین نکاح کر کے باطل قرار دیتے ہیں۔

حضرت امام ابوحنیفہؒ کے زنا ایک اگرچہ درست ہے مگر حرمیت کے بجائے نکاح کے سنائی جانے کی بناء پر تفریق نامگزین ہے۔

۱. یحییٰ۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے قریب سے ان کے مفسرین (تلمیذ) سے ملے ہوئے ہیں۔

فَمَعْدَةُ الرِّجَالِ عِنْدَ اِسِي سَهْفَةُ الْخَمْرِ وَطَاعَتِي مَدَّتْ كَفِّي عَنْ اَمْنِ بَيْتِي مَا اَخْتَلَفَ فِيهِ. حضرت ام
ابو عبد اللہ کے نزدیک زنا عظمیٰ گناہ ہے۔ حضرت امام ابو یوسفؒ و حضرت امام محمدؒ کے نزدیک وہ اور بڑی گناہ ہے۔ فتح اللہ وغیرہ میں
اس کی تصریح ہے۔ حضرت امام شافعیؒ کے نزدیک بھی اسی درجہ کی ہے۔ حضرت امام ہریرؒ کے نزدیک وہ طاعت نہیں ہے۔ بعض کے
دیکھ کر یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ بڑی ہی گناہ ہے۔ حضرت امام ابو یوسفؒ و حضرت امام محمدؒ کے نزدیک وہ طاعت ساری کرنے۔

[illegible]

الامام احتجہ من عالمہ جامعہ علیہ علیہ۔ جو محرم تک سب کی سیر۔ عزا میں ہوئی جس دوران سے کفار نے غز نہیں ہوتا، اور نہ صحت کی وجہ سے بھی تمام ہوجاتی ہیں۔ البتہ رہنمائی میں کسی کی نہیں، اس سے شک ہے کہ کسی نے کوئی دین و دنیا کی حرمت کا نہیں جسم کی بڑی پر اس سے کفار جان نہ ہو، اور یہ طریقہ کے فیضی ہیں، لیکن ان سے کفار ہر صحت سے کہ اس کے کوئی دین و دنیا کی حرمت کا نہیں۔

تنبیہ: حرمتِ رجم سے کائناتِ عورت کا دودھ پینے کے ساتھ خاتمہ ہے۔ خود اور عورت کو دینی ہوا یا شرابی شدہ اور اوپر اور عورت زندہ ہو یا مرد۔ ہر سے پانچ دے کہ عورت کی عمر سال سے کم نہ ہو، کیونکہ سال سے کم عمر والی عورت کے دودھ سے حرمِ رجم و رخصتِ طاعت نہ ہوگی۔

پہلے سے کہ دودھ کا حکم بھی ایسی سے متعلق ہوگا جس سے پیدائش متوقع ہو اور اس سے کہ عمر میں وراثت کی صلاحیت بھی نہیں ہوتی لہذا ان سال سے کہ عمر والی کا حکم ہوگا سا، دیکھ کہ اس سے حرمتِ رجم متعلق نہ ہوگی۔

اشکال کا جواب: اقبال نے کرام حدیث شریف "محرم میں الرضاۃ ما یحرم من النسب" کے حکم سے طہاغت اور احت
 ۱۹۱۱ء کو جو مستحق فرمودے دیے ہیں۔ اس کے اوپر قطعی اعتبار ہے۔ یہ اشکال ۱۹۱۱ء کے کراچی کی جد سے حدیث کے علوم میں قطعاً پیدا ہوئی ہے۔ اس
 کا جواب یہ ہے کہ آپ کا مستحق ممکن کا جواب نہ ہو۔ یہ حدیث معتبرہ ہے۔ چونکہ نسب نہیں۔ لہذا اقبال نے کرام کی مستحق سماء نکلیں حدیث میں شامل
 یہی نہیں قرار دی گئیں۔

ولا يجوز ان يتزوج امرأة ابيه الخ. ترجمے میں کہ میں خراج نہیں جیتے گا یہی ہے نکاح ہا غرضیں، نمیک ای طرح رضائی بیٹے کی بیوی کا قسم ہے کہ اس سے ساتھ بھی نکاح کرے، ہا غرضیں اور ہا غرضیں نکاح رضائی اور نہیں بیٹے کی بیوی کے اور بیان کوئی فرق نہیں۔ نکاح حرام ہے جس میں دونوں کا حکم یکساں ہے۔

وَاِذَا تَوَلَّى لَوَاحِلَ امْرِئٍ مِّنْ اَهْلِهِ بِفَرْجِهِ لَمْ يَحْتَظْ بِهٖ التَّحْرِيمِ وَاِذَا خَرَبْتَ مَضْجَانِ مِنْ لَّدُنِّ
اور جب کسی مرد کے دوست کو آئے اور وہ سے بچ کو چا دے تو اس سے حرمت متعلق نہ ہوگی اور وہ بچے تک بکری
شاة فلا رِضَاعٌ بَيْنَهُمَا وَاِذَا تَزَوَّجَ الرَّجُلُ ضَعِيفَةً وَ كَبِيرَةً فَلِرَضْعَتِ الْكَبِيرَةِ الضَّعِيفَةُ
کاروہ مقلدہ قرآن کے درمیان رضاعت (غایب) کہ دونوں اور جب کوئی آدمی ضعیفہ اور کبیرہ نکاح سے نکاح کرے پھر بچہ و ضعیفہ کو روکا دے
خَرَبْنَا عَلَى الزَّوْجِ فَإِنْ كَانَ لَمْ يَدْخُلْ بِالْكَبِيرَةِ فَلَا تَهْزُلُهَا وَلِلضَّعِيفَةِ بَصْفُ الضَّعِيفِ وَتَرْجِعُ
تو دونوں شوہر پر حرام ہو جائیں گی جس اگر اس نے عورت سے محبت نہ کی ہو تو اس کے لئے مرد نے جو اور ضعیفہ کے لئے نصف ہو گا کہ شوہر
بِهِ الزَّوْجِ عَلَى الْكَبِيرَةِ اِنْ كَانَتْ تَعْمَدُ بِهٖ الْقِسَادَ وَوَلَّى لَمْ تَحْتَلِ فَلَا تَنْفَعُ عَلَيَّهَا
(نصف) کبیرہ سے لے کر اگر اس سے اس سے نہ نکاح کا ارادہ نہ ہو اور اگر کسی نے جن کو بچہ کر کے کیا ہو تو اس پر کچھ نہ ہوگا
وَلَا تَغْلِبُ فِي الرِّضَاعِ شَهَادَةُ الشَّيْءِ مُتَّفِقَاتٍ وَنَحْنَا بِبَيْتِ شَهَادَةِ زَوْجَيْنِ اَوْ رَجُلِي وَامْرَأَتَيْنِ
اور رضاعت میں جو امراتوں کی کوئی قول نہیں نہ جائے گی بلکہ رضاعت کا ثبوت دوازدہ مردوں یا آٹھ عورتوں کی قسوں سے ہی ہوگا۔

تشریح و توضیح: رضاعت سے متعلق کچھ اور احکام

وَاِذَا تَوَلَّى الرَّجُلُ لَوَاحِلَ امْرِئٍ مِّنْ اَهْلِهِ بِفَرْجِهِ لَمْ يَحْتَظْ بِهٖ التَّحْرِيمِ بلکہ اگر وہ سے
مثلاً ایک و طہیبت ہوتی ہے جیسے کوئل کا خون کر وہ حقیقتہً خون نہیں ہوتا۔ لہذا اس کے ساتھ احکام رضاعت بھی متعلق نہ ہوں گے اور مرد کا
دودھ پلے لینے سے حرمت رضاعت ثابت نہ ہوگی۔

اِذَا تَزَوَّجَ الطَّرِيقِيَّ صَغِيرَةً وَكَبِيرَةً الخ۔ کوئی شخص یا لڑکا اور یا لڑکی اور عورتوں سے نکاح کرے اور ان میں سے یا صغیرہ یا کبیرہ
دواحد ملا۔ تو ان صورت میں دودھوں اور شے خاندہ پر حرام ہو جائیگی۔ اس لئے کہ یہ دونوں رضاعت میں بچی بن گئیں۔ اس صورت میں
اگر خاندہ نے ہاتھ سے سمیٹ کر لی کر لی ہو تو اس کا بھروسہ ہوگا اور سمیٹ کر لے کر لی شے یا خاندہ نہ پائے گی۔ اس واسطے کہ بدالی
کا سبب یہی بنتی ہے۔ اور یہی نابالغہ و آدھے میری تھی ہوگی۔ اس لئے کہ بدالی کا سبب یہ نہیں بنتی اور اس سے اگر بچہ دواحد جائے نہیں کہ
کے ہاتھ پالنے میں یہ سمیٹ نہیں۔ لہذا اگر ہاتھ نے نکاح قاسد ہی کرنے کی غرض سے لیا کیا ہو تو اس صورت میں خاندہ یا لڑکا دواحد و رضاعت
میرا ہاتھ سے نہ گا۔ اور اگر اس کا مقصد یہ نہ رہا ہو بلکہ مثلاً بھوکہ دہ کرنا ہو تو بھڑکے آدھا میرا ہاتھ سے وصول کرنے کا حق نہ ہوگا۔

وَلَا تَنْفَعُ فِي الرِّضَاعِ شَهَادَةُ السَّاهِ مَتَّفِقَاتٍ الخ۔ فرماتے ہیں کہ رضاعت کے ثابت ہونے کے سلسلہ میں محض
عورتوں کی شہادت کافی رہتا ہے جس قول ہوگی۔ لہذا اگر دوازدہ شہادت دینے والے عورتوں کے ساتھ ایک یا دو مرد بھی شہادت دے تو
شہادت کافی قول ہوگی اور اس شہادت کی بنیاد پر رضاعت ثابت ہونے کا حکم ہوگا۔ حضرت امام الکبیرؒ نے نزدیک محض ایک عادل عورت کی
شہادت سے بھی رضاعت ثابت ہو جائے گی۔ اور فرماتے ہیں کہ اگر سب رضاعت کا جہاں تک تعلق ہے وہ بھی دوسرے حق شرعی کی طرح
ایک حق ہے لہذا خبر احمد سے اس کا ثبوت درست ہے۔ مثال کے طور پر کوئی شخص گشت خرچہ سے واپس کوئی شخص اسے بتائے کہ یہ گوشت آتش
پست کے آگے لپکا ہے تو اس اعلان کے بعد اس کے لئے یہ درست نہ رہا کہ اسے کھائے۔ اختلاف فرماتے ہیں کہ نکاح کے سلسلہ میں حرمت
کا ثبوت ہر دو ملک کے ذمہ رکھ ہونے سے ایک نہیں رہتا۔ اس لئے کہ وہاں کی حرمت کے ثبوت ہو جانے کے بعد نکاح کے باقی رہنے کا تصور بھی
نہیں کیا جاسکتا۔ اور نکاح اس وقت تک عمل نہ ہوگا جب تک کہ وہ عادل مرد دواحد و عادل عورتیں اور ایک عادل مرد شہادت نہ دیں۔ لیکن حکم
حرمت کے ثبوت ہونے کا ہوگا۔ اس کے برعکس گوشت کا مہذب ہے کہ اس میں کھانے کی حرمت تک کے اہل ہونے سے ایک شخص ہے۔

موزوں ہے۔ کلورازن تیسرے نمبر پر جاتا ہے۔ اصل یہ نرا امت ہے۔ اس کے بغیر یہیں ہر نول پر اس کے ساتھ ظاہر ہے۔

ولا یبلغ حلاق الصبی الخ یہاں فرماتے ہیں کہ: بابتغ اور پائگل کا دوسوے ہوئے شخص کی طلاق واقع نہ ہوگی۔ عورت کی طرف سے حکم کے آقاں کر اگر غلام کی بیٹی کو طلاق دے تو وہ الفتح نہ ہوگی۔ نیز کہ طلاق کا کلمہ صرف نکاح کرنے والے کو کہن حاصل ہوگا۔ ”انما الطلاق لمن اعد الشافی“

[illegible]

لغات کی وضاحت: ضروبین (شمس - ہریج: اُنس۔ بقیق: اقبان ضرورت۔

تشریح و توضیح: طلاق صریح کا ذکر

فالتصريح قولنا الخ طلاق کی ایک قسم صریح ہے اور وہ ایسے طلاق کا دستور کرنا ہے کہ طلاق کے علاوہ اور کسی کے لئے مستقل نہ ہوں۔ مثلاً کہے "تو طلاق دانی ہے" یا "تو حلف ہے" یا "میں نے تجھ کو طلاق دے دی"۔ لیکن ان الفاظ سے ایک طلاق رجعی واقع ہوگی۔ خواہ اس سے دو یا تین طلاق کی نیت کیوں نہ کرے۔ محکمہ کے الفاظ یہ ہیں کہ صرف کلمہ سے کسی طلاق رجعی واقع ہوگی، خواہ کون کی نیت کرے یا ایک یا تین۔ ایک یا اندکی نیت کرے یا اس سے زیادہ کی نیت کرے۔ یہ ایک نیت نہ کرے۔ اور اگر کہے "امنت انطلق" (تو طلاق ہے) یا تو طلاق لطلاق ہے یا کہے "امنت طالق طلاقاً" اس صورت میں اگر کوئی نیت نہ کرے یا ایک یا دو طلاق کی نیت کرے تو ایک طلاق رجعی واقع ہوگی۔ اور اگر تین طلاق کی نیت کرے اور حوریت آزاد ہو تو تین طلاق میں بڑھ کر نہیں گئی۔

ترکین طلاق: طلاق کا ترک کرنا اسے ترک کر دینا کہ زبان سے غلط طلاق نہ دے، نہ کاغذ پر لکھ دیا جائے۔ بعض ارادہ اور حزم و نیت سے ہونا چاہیے کہ غلط نہ ہوگی۔ بیاہ میں ای ضرر ہے۔ حاصل یہ کہ اللہ عزوجل کے ساتھ تو طلاق میں نیت کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ نیت کرنا ذکر تائید ہوتا ہے۔ اور نیت نہ کرنے سے حکم طلاق اور وقوع طلاق پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ اصل اس بارے میں دینی حدیث ہے کہ طلاق خاق میں بھی واقع ہو جاتی ہے۔ البتہ وہ بیاہ اور قضاء و وقوع طلاق کے لئے عورت کی جانب اضافت ضروری ہے۔ لیکن اگر کوئی مسائل طلاق یہودی کی موجودگی میں ذکر کرنا چاہو یا "امو بھی طالق" وغیرہ لکھا ہو یا غلط کے ساتھ قتل کر دیا ہو اور ای سے صرف یاد کرنا اور مسائل کو محفوظ کرنا ہی مقصود ہو تو قضاء اور بیاہ کوئی طلاق واقع نہ ہوگی۔ اسی طرح اگر کشتہ کا ارادہ ہے اور جہتہ اسلامی سے "انت طالق" کل کلمات کو بیک طلاق نہیں آتی۔ فقہ القدر اور تہمیں بایں طرح ہے۔

[illegible]

الضرب: قہم۔ اعتدی: عدت شمار کرنا۔ استدری: رحم کی مثال کہ بقہ: کاٹنا، گلے گلے کرے۔ اغربی: العربیۃ: دوری۔ اسی سے عربیہ دور ہوا، وطن سے غیرہ دور کرنا، دور کرنا، دور کرنا، ہوا وطن کرنا۔ مذاکرہ: گفتگو۔ سنبہ: نعت گالی۔ المشتیۃ: گالی، جمع مشتات۔

تشریح و توضیح:

والصرب الثانی الکلیات الع اؤں صاحب کتاب نے غنائی صریح کی تفصیل بیان فرمائی اور اس کے الفاظ و حکم سے اگاد فرمایا۔ اب یہاں سے طلاق کا دوسری قسم نکاحی کے بارے میں بیان فرما رہے ہیں۔ فرماتے ہیں طلاق کوئی بھی مسلمہ مضابط یہ ہے کہ تاویل کے رکائی نقطہ سے طلاق واقع نہ کرنے کی نیت نہ ہو یا حال سے نیت کی نشاندہی نہ ہو یا نیت نہ ہو یا اس کے یہ لفظ طلاق ہی کے لئے استعمال کیا ہے۔ طلاق واقع نہ ہوگی۔ کیونکہ نکاحی لفظ میں اشغال دونوں ہیں۔ یہ بھی ہے کہ اس نے پابیت طلاق کیا ہو اور یہ بھی ہے کہ سرے سے طلاق کی نیت ہی نہ ہو۔ پس تاویل کے رکائی ہی شیعہ راجح نہ ہو اور دیگر ترجیح جو جو اندہ ہو۔ ایک شخص کی نیت میں نہ ہوگی اور ترجیح کو ہی مرد نہیں ہیں۔ یا تو خود اس کی نیت ہو یا حال و قرآن سے اس کی نشاندہی ہو رہی ہو۔ مثال کے طور پر شوہر، بیوی میں مذکورہ طلاق ہو رہا ہو اور طلاق سے حلقی بات جیت ہو رہی ہو۔ اسی محکمہ کے اوقات پر ہی شوہر سے کہے کہ تو گھوکھو کھوکھو طلاق دے، اور شوہر اس کے جواب میں کہے "اعندی" یہ کہے "مسنوعی" تو ان سبہم الخدام۔ یہ طلاق اور ہم طلاق دونوں ہی کا احتمال موجود ہے۔ اشغال کے طور پر اس میں سے اس کا بھی احتمال ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی قسموں کا شہرہ کرے اور استثنائی کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ وہ تمام سبب سے کہ کچھ ہو طلاق ہو چکی ہے۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ وہ تمام صاف کرے کہ کچھ پر خلاق واقع کر دی۔ مگر ان دونوں احتمال کے باوجود مذکورہ طلاق علیحدہ طلاق کہنے کی نشاندہی نہ رہی ہے۔ پس اس صورت میں ایک طلاق رجعی پڑ جائے گی۔

ولبیہ الطلاق اذا وی بھا البیع حاصل یہ کہ وہ الفاظ ایسے نہ ہوں جو طلاق ہی کے لئے مستعمل ہوتے ہیں، بلکہ دوسرے معنی کا بھی احتمال ہو اور تو جن طلاق ہی بعب طلاق ہی اس کے قائم مقدم سے ہو یہ حکم فقہاء ہے۔ اور دیکھتے بغیر نیت کے طلاق واقع نہ ہوگی، اگرچہ ولایت حاش بھی پائی جائے۔ بجز نکاحی وغیرہ میں اس کی صراحت ہے۔ الفاظ نکاحیہ سے نیت کی صورت میں ایک طلاق پائے واقع ہوگی۔ اور اگر نیت کی نیت کرے تو نیت میں طلاق ہی کی ضرورت نہ ہوگی۔ اصل اس باب میں ۱۱۱۱ ہجرت ہے جو سن ۱۲۸۱ شریف اور ابو اؤدہ شریف میں موجود ہے کہ حضرت رکن بن زید نے اپنے صاحب کو بھائی میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں نے اپنی بیوی کو قتل "القتل" سے طلاق دیدی۔ اور بعد میں نے ایک کارادہ کیا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی اہلیہ کو اس کی طرف بلوایا۔

اور سوا کا امام مالک میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے اس شخص سے فرمایا میں نے اپنی بیوی سے کہا تھا "جلیک صلی غاریک" (جیری دیکھ جیری پشت پر ہے) اور اس نے فراموشی کا درد کیا تھا۔ میرے لئے حکم تیرے ساتھ (نیت کے مطابق ہے۔ الفاظ نکاحیات میں بھی نیتیں طلاق کے احکامات موجود ہیں۔ ایک احتمال یہ کہ اس کا کفر راجح طلاق کا رد مقصود ہو اور اس کا جواب بھی ممکن ہے۔ دوسرے یہ کہ ان الفاظ میں سبب و شتم کی اہلیت ہو اور اس کے ساتھ ساتھ جواب کی بھی اہلیت موجود ہو۔ مثال کے طور پر بریتہ، مقلہ، شہرہ، یہ خدا الفاظ سے طلاق کا رد مقصود ہو سکتا ہو اور ان میں سبب و شتم کی اہلیت ہو۔ اہلیت اہلیت جواب ضرور موجود ہو۔ مثلاً "اعندی" وغیرہ تو بھلی رضا قبولی طرح کے الفاظ نکاحیات کا اثر نیت ہی پر منحصر ہے گا۔ اور بھلی مارا نکلی پہلے ذکر کردہ دونوں قسم کے الفاظ نکاحیات کا اثر نیت پر منحصر رہے گا اگر خدا کرے طلاق تو بھلی قسم اول میں الفاظ نکاحیہ کا اثر نیت پر منحصر ہے گا۔

وان نوحی شکیں البیع یعنی ان ذکر کردہ الفاظ سے اگر وہ طلاقوں کی نیت کرے تو ایک ہی پڑے گی۔ بخاری و مسلم میں مسرت کعب بن مالک کا واقعہ ہے کہ انہوں نے اپنی اہلیہ سے کہا "الصلی باھلک" اور اس سے انہوں نے طلاق کا اور انہیں کیا تھا تو ان کے اس جملہ طلاق ٹکڑ نہیں کیا گیا۔

ہے۔ دنیاوی علم نہیں۔

اذا قال: يوسف بن الطاهر فتح: مولانا، مولانا کے نزدیک سراج کو سراج حقائق کی بنیاد کی اہمیت نہیں۔ بلکہ یہ

[illegible]

تشریح و توضیح علاقہ شریاء پر معلق کرنے کا بیان

[illegible]

انصراف : یہ ایک کے ساتھ آتا ہے اور د کے ساتھ بابت : قبیلہ کے بارے میں اس کے ساتھ : انصراف نہیں۔

وَالْقَطْعُ الشَّرْطُ بِنِزَاةٍ وَافَاةٍ وَغَيْرِهَا (مُخْلَفًا وَمَضًى وَمُتَنًى مَا يَفْعَى كُلُّ حَتْمٍ أَلَا لِقَاطٍ بِنِزَاةٍ وَغَيْرِهَا) اور شرط کے نظام میں نزاد، زور، کسر، ملا، حتیٰ، برحق، (پس جس کی طرف تمام اقسام میں اگر شرط الشرط المحبب الجبب ووقع الطلاق) اگر کسی شخص نے طلاق کا کلمہ کہہ دیا تو اس میں شرط محبب اور جبب کے ساتھ ہے۔ اگر کسی نے طلاق کہی تو اس میں شرط محبب اور جبب کے ساتھ ہے۔ اگر کسی نے طلاق کہی تو اس میں شرط محبب اور جبب کے ساتھ ہے۔ اگر کسی نے طلاق کہی تو اس میں شرط محبب اور جبب کے ساتھ ہے۔

رَزْوَالِیُّ الْعَلَمِکْ بَعْدَ انْجِیْنِ الْخِیَمِ اَمَرُکْ رِیَا یَمُرُکْ بَعْدَ یَمِیْنِ عَلَیْکِ زَاکَلْ بَغْضِ یَمُرُکْ اَوْ قَوَّاسْ کِی جَدَّ سَیَمِیْنِ بَاغِیْنِ نَدَّ یَمُرُکْ۔
مثال کے طور پر کوئی شخص اپنی ایبے سے کہے کہ کہ تو مکان میں دو اشیاں ہر حق تھے ہر طلاق۔ پھر وہ اسے ایبے یا دو یا تین طلاق دیدے اور اس کی
عدت طلاق پوری ہو جائے پھر دوسرے شخص سے نکاح آوے اور اس کے طلاق رہے کے بعد عدت گزارنے پر پہنچا تو پھر اس سے نکاح کرے اور
اب شرعاً طلاق ہوئی کہ جسے لیکن دو وجوہات میں داخل ہو تو طلاق نہ جائے گی اور لیکن بھی ختم ہو جائے گی۔ اور علیحدت کے شرعاً نہ پائی جائے گی
فصل میں طلاق نہ رہے گی مگر لیکن ختم ہو جائے گی۔

خلافاً اس حد یہ کہ یمن تو ہر محل ذاتی ہے اور ختم ہے۔ نئے گروہ مطلق میں شرط یہ ہوگی کہ جو بشرط ملک میں رہا ہو۔

ہاں مکان النسرۃ لا یجوز جہت الفح۔ فرماتے ہیں کہ اگر نکاح نہ تھیں مطلق اس طرح کی شرط پر ہے، اگر جس کے پاس جائے کا طبع محرمیت ہی کی طرف سے ممکن ہے اور اس کے بعد دونوں کے درمیان شروع کے پاس جانے میں اختلاف پیش آئے تو اس صورت میں عورت کے قول کو قبول اختیار قرار دیں گے لیکن باوجود بعض اس صورت کی ذلت سے متعلق ہوگا، تحقق فیما میں کا اعتبار نہ ہوگا۔

مثال کے طور پر ہم نے مطلق کی تلقین دہرائی ہے کہ اگر وہ کسی کو کر تھو کہ باہر اسی کے تو تھو نہ اور میرے ہمراہ مطلق محرمیت پر مطلق۔

اب عورت کہے کہ مجھے باہر آتی تو مطلق اس پر چڑ جائے گی لیکن اس کے ساتھ دوسری پر بند نہ ملے گی۔ وجہ یہ ہے کہ دوسری عورت کے حق میں اس کے قول کو تعارض نہیں ہوتا۔

وَأَمَّا قَالُوهَا إِذَا حَضَبْتَ فَأَنْبَتَ طَلَاقٌ فَأَمَّا طَلَقٌ فَمَنْعٌ أَلَيْسَ لِمَنْعٍ مَعْنَى طَلَقٍ
 كَقَوْلِهِمْ مَا بَارَأَ آتَى تَوَجُّهٌ مَعْنَى مَا بَارَأَ آتَى تَوَجُّهٌ مَعْنَى مَا بَارَأَ آتَى تَوَجُّهٌ
 فَنَحْنُ لَكُمْ أَعْلَمُ بِمَا تَصْنَعُونَ

و حلاق : لامۃ تعظیمتان الخ۔ عند اللہ سائل ہے بطریقِ ظاہر ان کے تعلق سے اس میں عورت کا حاسا مستحبہ کا۔ یعنی اگر وہ آزاد ہو تو حینِ خلایق داخل ہوگا اور عری نہ لے کر صورت میں دھکا داکر قلعے نظر کر کے شوہر کو آزاد شخص اور یا دہ غلام ہو۔ بہر صورت اس سے مذکورہ لاکھ میں کوئی فرق نہ پڑے گا۔

حضرت امام اہل بیتؑ، حضرت امام شافعیؒ اور حضرت ابو جعفرؑ کے حاکم حضرت قمر اردیپے ہیں۔ اس لئے کہ ابن ابی شیبہ و غیرہ میں حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کا قول نقل کیا گیا ہے کہ وہ بطلانِ عمراء کے اعتبار سے معتبر ہوگا اور عتبات میں عمری قریب کا حکم دیا جائے گا۔
وہابی کا مسئلہ قرعہ کو ابو جعفرؑ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رضائے فرما کر ابراہی کے لئے دو وطن قیام کیے ہیں اور ابراہی کی عتبات و مزاروں میں ہیں۔ رتین حضرت ابن عباسؓ کی روایت سے کہ اس سے منظور ہو تو رتین ابراہی سے بطلان کا حکم ہوگا۔

وَإِذَا خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ فَقُلِّبَ الْخَلْقُ فِيهَا فُلْجًا وَفُلْجًا وَإِنْ فَحَقَّ الصَّلَاحُ يَأْتِكُ
 رُبُّكَ كَبِيرًا ۝ إِنِّي بَرِيءٌ لِمَا يَشْرِكُونَ بِاللَّهِ ۝ إِنَّ إِلَهًا لَّهُمَّ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۝ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝ إِنَّ إِلَهًا لَّهُمَّ
 إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۝ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ۝ إِنَّ إِلَهًا لَّهُمَّ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۝ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ۝ إِنَّ إِلَهًا لَّهُمَّ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۝ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ۝

وَاجِدَةٌ وَلَوْ قَالَ لَهَا آتَتْ طَالِقٌ وَاجِدَةٌ قُلْنَ وَاجِدَةٌ وَقَعَتْ عَلَيْهَا وَاجِدَةٌ وَإِنْ قَالَ لَهَا وَاجِدَةٌ قُلْنَهَا وَاجِدَةٌ
 وَاجِدَةٌ بَرَكِي أَوْ رُكْرَسَ كَمَا كُنْتُمْ تَقُولُونَ طَالِقٌ هُوَ أَكْبَرُ مِنْ رُكْرَسَ كَمَا كُنْتُمْ تَقُولُونَ طَالِقٌ هُوَ أَكْبَرُ مِنْ رُكْرَسَ كَمَا كُنْتُمْ تَقُولُونَ
 وَقَعَتْ عَلَيْهَا بَشَانٌ وَإِنْ قَالَ وَاجِدَةٌ بَعْدَهَا وَاجِدَةٌ وَقَعَتْ وَاجِدَةٌ وَإِنْ قَالَ لَهَا آتَتْ طَالِقٌ وَاجِدَةٌ بَعْدَ
 بَعْدَ أَكْبَرُ مِنْ رُكْرَسَ بَرَكِي أَوْ رُكْرَسَ كَمَا كُنْتُمْ تَقُولُونَ طَالِقٌ هُوَ أَكْبَرُ مِنْ رُكْرَسَ كَمَا كُنْتُمْ تَقُولُونَ
 وَاجِدَةٌ أَوْ مِصْرَ وَاجِدَةٌ أَوْ مِصْرَ وَاجِدَةٌ وَقَعَتْ بَشَانٌ وَإِنْ قَالَ لَهَا إِنَّ دَخَلْتَ الدَّارَ فَاتَّبِ طَالِقٌ وَاجِدَةٌ
 طَالِقٌ سَجَاكِ كَمَا كُنْتُمْ تَقُولُونَ طَالِقٌ هُوَ أَكْبَرُ مِنْ رُكْرَسَ كَمَا كُنْتُمْ تَقُولُونَ طَالِقٌ هُوَ أَكْبَرُ مِنْ رُكْرَسَ كَمَا كُنْتُمْ تَقُولُونَ
 وَوَاجِدَةٌ لَقَدْ دَخَلْتَ الدَّارَ وَقَعَتْ عَلَيْهَا وَاجِدَةٌ جَنَّةً خَبِيْفَةً رَحِمَةً لِلَّهِ وَثَلَاثَةٌ قَطَعَ بَشَانٌ وَإِنْ قَالَ لَهَا آتَتْ
 أَوْ رُكْرَسَ بَرَكِي أَوْ رُكْرَسَ كَمَا كُنْتُمْ تَقُولُونَ طَالِقٌ هُوَ أَكْبَرُ مِنْ رُكْرَسَ كَمَا كُنْتُمْ تَقُولُونَ طَالِقٌ هُوَ أَكْبَرُ مِنْ رُكْرَسَ كَمَا كُنْتُمْ تَقُولُونَ
 طَالِقٌ بَمِثْلِهِ طَالِقٌ فِي الْخَالِ فِي كُلِّ الْيَوْمِ وَكَذَلِكَ إِذَا قَالَ لَهَا آتَتْ طَالِقٌ فِي الْيَوْمِ
 كَمَا كُنْتُمْ تَقُولُونَ طَالِقٌ هُوَ أَكْبَرُ مِنْ رُكْرَسَ كَمَا كُنْتُمْ تَقُولُونَ طَالِقٌ هُوَ أَكْبَرُ مِنْ رُكْرَسَ كَمَا كُنْتُمْ تَقُولُونَ
 وَإِنْ قَالَ لَهَا آتَتْ طَالِقٌ إِذَا دَخَلْتَ بَمِثْلِهِ قَدْ تَطَلَّقَ حَتَّى تَدْخُلَ مِثْلَهُ وَإِنْ قَالَ لَهَا
 أَوْ رُكْرَسَ بَرَكِي أَوْ رُكْرَسَ كَمَا كُنْتُمْ تَقُولُونَ طَالِقٌ هُوَ أَكْبَرُ مِنْ رُكْرَسَ كَمَا كُنْتُمْ تَقُولُونَ طَالِقٌ هُوَ أَكْبَرُ مِنْ رُكْرَسَ كَمَا كُنْتُمْ تَقُولُونَ
 آتَتْ طَالِقٌ غَدًا وَقَعَتْ عَلَيْهَا الطَّلَاقُ بِطُلُوعِ الْفَجْرِ الثَّانِي
 طَالِقٌ هُوَ أَكْبَرُ مِنْ رُكْرَسَ كَمَا كُنْتُمْ تَقُولُونَ طَالِقٌ هُوَ أَكْبَرُ مِنْ رُكْرَسَ كَمَا كُنْتُمْ تَقُولُونَ طَالِقٌ هُوَ أَكْبَرُ مِنْ رُكْرَسَ كَمَا كُنْتُمْ تَقُولُونَ

تشریح و توضیح: غیر مدخولہ کی طلاق کا ذکر

والا طلاق المرحلي امور الخ. اگر کوئی شخص اپنی خیر خواہی کو یک جہت میں ملاقات دے۔ مثال کے طور پر اس سے کہے کہ ”تو تمہیں طلاق“ تو تمہیں طلاق پر جائیں گی اور طلاق دینے والے کو اس سے بغیر طلاق کے دوبارہ نکاح جائز نہ ہوگا۔ حضرت امین مہار کی اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کا بھی فتویٰ ہے۔ مولا امام اکتا اور سنی الہود اؤنٹیں اس کی تشریح موجود ہے کہ جس شخص کا یہ خیال ہو کہ اس طرح خیر خواہی تو تمہیں طلاق دی جائیگا تب ہی اس پر طلاق مطلقہ واقعی نہیں ہوتی اور اس کے لئے طلاق شرعی نہیں تو واقعی طلاق نہیں ہے۔

ابن ابی ہاشم نے ”فتح القدیر“ میں اسے تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ مہر طلاق واحد ہو اور اس کے ساتھ مہر کی عدد ہوں۔ مطلقہ طلاق، تمہیں طلاق، تو اس صورت میں حکم بدل جاتا ہے کہ طلاق واحد ہونے کے لحاظ سے حکم نہ ہوگا۔

وان قزوق الطلاق بانث مالاولی علیہ اگر غیرہ خلع کا شہرہ اسے سبک چلا تھیں طلاق میں دے پکے الگ الگ دے۔ اور
 الگ الگ دینے کی کئی حکمتیں ہیں۔ (۱) ایک عقل ہے کہ وہ سب طلاق الگ الگ ہو۔ مثلاً انب طلاق واحدہ وواحدہ وواحدہ (۳)
 دوسری عقل یہ کہ غیر کا ذکر علیحدہ علیحدہ ہو۔ مثلاً انب طلاق و طلاق و طلاق (۳) تیسری عقل یہ کہ اقوال مع وصف بیان کئے جائیں۔ یا
 عطف کے بغیر مثال کے طور پر۔ کہے "انب طلاق انب طلاق" یا کہے "انب طلاق وانب طلاق وانب طلاق" تو ان ذکر کردہ تینوں
 شکلوں میں عقل ایک طلاق بائن پڑے گی۔ اس واسطے کہ اس جگہ ہر طلاق کو الگ واقع کرنے کا ارادہ کیا گیا ہے۔ اور کلام کے بغیر پیش کیا گیا
 بات کا ذکر نہیں جس کی بناء پر کلام کی ابتداء میں تبدیلی ہو۔ مثال کے طور پر تہی شرع کا ذکر ہے اور نہ کوئی اور بیان کیا گیا۔ لہذا اس صورت میں
 ایک طلاق کے ساتھ ہی بائن ہو جائے گی اور باقی دو طلاقات بیکار ہو جائیں گی۔

[illegible][illegible][illegible]

وَأَن هَلْ لَامَرْتَهُ بِإِحْسَانِي فَتُسْكِبَ بَيْنِي وَبَيْنَكَ الظُّرُفَى أَوْفَدَنَ لَهَا طَلْفِي فَتُسْكِبَ فِيهَا لَأَ
 إِسْرَارًا لِي دُونَ سَائِرِ الْفُتُوخِ فَتُخَارِبُ لِي (اگر کہو میں سے فداؤں میں نہ کرے ایک غم جو وہاں رہے لے گا اس لیے کہ ہاتھ نہ کرے اور اگر
 خُشْقُ نَعْمِهَا مُدَاعِثٌ هِيَ مُجِيبُهَا ذَلِكَ فَإِنَّ قَدَمْتُ بِهِ أَتَى أَخْبَثَ فِي عَمَلٍ أَخْبَرَ حُرُوجَ الْأَمْرِ
 بِإِلَاقِ دَمٍ بِحَبِّ دَمٍ لَمْ يَحْرِ۔ اور اور اس سے لے کر حزقی بن یوسف اور اس سے کہ ہاتھ تو تھکا اس کے رنج سے۔
 مِنْ بَدَا وَإِنِ اخْتَارَتْ تَلْفِئُهَا هِيَ قَوْلُهُ إِحْسَانِي فَتُسْكِبَ تَخَلَّتْ وَاجِدَةً بَالِيَةً وَلَا يَكُونُ
 أَفْعَالٌ يَنْتَ لَمْ يَحْرِ دُونَ اس کے توں مقلدوں نے کہ تو کو اختیار ہے تو ایسے حال میں کہ وہاں ہر تھی

تِلْكَ وَإِنْ نَوَى الْوَرُوحُ ذَلِكَ وَلَا يَمْلِكُ مِنَ الْقَلْبِ فِي كَلَامِهِ أَوْ هِيَ كَلَامُهَا وَإِنْ طَلَّقَتْ نَفْسُهَا
 نَبَوِيَّ كَأَنْ شَرِيحَ تَحِيٍّ نَبِيٍّ أَوْ مَرَدٍّ أَوْ مَوْتٍ كَلَامٍ مِنْ أَمْرِ كَلَامٍ كَأَنَّهُ مَرَدٌّ أَوْ مَوْتٌ أَوْ هِيَ كَلَامُهَا
 فِي فَرْقِهِ طَلَّقَتْ نَفْسُكَ لَهَا وَاجِدَةً وَخَعِيَّةً وَإِنْ طَلَّقَتْ نَفْسُهَا نَفْسًا وَقَدْ زَادَ الْوَرُوحُ ذَلِكَ
 أَنْ قَالَ طَلَّقْتُ أَمْسَكَ مِنْ تَبِيبٍ يَوْمَئِذٍ أَوْ قَالَ أَسْأَلُ عَنْ خَدَّيْهِ طَلَّقَتْ دَنَاسَ وَتَبِيبَ وَتَبِيبَ
 زَعْنُ عَلَيْهِمَا وَإِنْ قَالَ لَهَا طَلَّقْتُ نَفْسُكَ حَتَّى شَبَّتَ قَلْبُهَا أَنْ تَطْلُقَ نَفْسُهَا فِي الْمَجْلِسِ وَبَعْدَهُ
 تَوَقُّرَ أَيْ بِرَدِّهَا بِهَا كَيْفَ كَرِهَ أَوْ كَرِهَ أَسْأَلُ عَنْ خَدَّيْهِ طَلَّقَتْ دَنَاسَ وَتَبِيبَ وَتَبِيبَ
 وَإِذَا قَالَ لِزَوْجِهَا طَلَّقْتُ أَمْرًا فَإِنَّهُ أَنْ يَطْلُقَهَا فِي الْمَجْلِسِ وَبَعْدَهُ وَإِنْ قَالَ طَلَّقْتُهَا أَنْ شَبَّتَ
 أَوْ رَجَعَتْ عَنْ ذَلِكَ كَرِهَ أَيْ بِرَدِّهَا بِهَا كَيْفَ كَرِهَ أَوْ كَرِهَ أَسْأَلُ عَنْ خَدَّيْهِ طَلَّقَتْ دَنَاسَ وَتَبِيبَ
 فَإِنَّهُ أَنْ يَطْلُقَهَا فِي الْمَجْلِسِ عَصَاةً وَإِنْ قَالَ لَهَا إِنْ كُنْتُ نَحْبِيَّةً أَوْ تَبِيبَةً فَاتَتْ طَالِقٌ
 فَوَدَّ أَنْ يَحْجَرَ بِهَا فِي بَيْتِهِ وَبَعْدَهُ أَوْ كَرِهَ أَسْأَلُ عَنْ خَدَّيْهِ طَلَّقَتْ دَنَاسَ وَتَبِيبَ وَتَبِيبَ
 فَطَلَّقْتُ نَفْسُكَ أَوْ أَمْسَكَ وَفَعَلَ الطَّلَاقُ وَإِنْ كَانَ فِي قَلْبِهَا حَالٌ مَا أَظْهَرَتْ وَإِنْ
 بَيَّنَّ أَنْ كَرِهَ بِهَا كَرِهَ بِهَا كَرِهَ بِهَا كَرِهَ بِهَا كَرِهَ بِهَا كَرِهَ بِهَا كَرِهَ بِهَا كَرِهَ بِهَا كَرِهَ بِهَا كَرِهَ بِهَا
 طَلَّقَ الْوَرُوحُ أَمْرًا فِي مَوْضِعٍ مَوْضِعٌ طَلَّقَ بَيْنًا لَمَاتَ وَهِيَ فِي الْعِدَّةِ وَرَفَتْ مِنْهُ وَإِنْ
 كَرِهَ أَيْ بِرَدِّهَا بِهَا كَرِهَ بِهَا كَرِهَ بِهَا كَرِهَ بِهَا كَرِهَ بِهَا كَرِهَ بِهَا كَرِهَ بِهَا كَرِهَ بِهَا كَرِهَ بِهَا
 نَاتٍ بَعْدَ الْخُصْمِ جَدِيدًا فَلَا مِيرَاثَ لَهَا وَإِذَا قَالَ لِأَمْرَةٍ أَنْ طَالِقٌ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى
 أَنْ كَرِهَ بِهَا كَرِهَ بِهَا كَرِهَ بِهَا كَرِهَ بِهَا كَرِهَ بِهَا كَرِهَ بِهَا كَرِهَ بِهَا كَرِهَ بِهَا كَرِهَ بِهَا
 مُتَشَبِّهًا لَهُ بِفِعْلِ الطَّلَاقِ وَإِنْ قَالَ لَهَا أَنْتَ طَالِقٌ فَلَا أَوْلَا وَاجِدَةً طَلَّقَتْ نَفْسُ وَإِنْ قَالَ
 صَحَّفَ بِهَا فَوَطَّقَ وَطَّقَ بِهَا كَرِهَ بِهَا كَرِهَ بِهَا كَرِهَ بِهَا كَرِهَ بِهَا كَرِهَ بِهَا كَرِهَ بِهَا كَرِهَ بِهَا
 تِلْكَ إِلَّا فَتَنَ طَلَّقَتْ وَاجِدَةً وَإِذَا مَلَكَ الْوَرُوحُ أَمْرًا أَوْ
 نَحْبِيَّةً مِنْ كَرِهَ بِهَا كَرِهَ بِهَا كَرِهَ بِهَا كَرِهَ بِهَا كَرِهَ بِهَا كَرِهَ بِهَا كَرِهَ بِهَا كَرِهَ بِهَا
 بَشْفَا مِنْهَا أَوْ مَلَكَ أَمْرًا أَوْ مَلَكَ أَمْرًا أَوْ مَلَكَ أَمْرًا أَوْ مَلَكَ أَمْرًا أَوْ مَلَكَ أَمْرًا
 أَنْ كَرِهَ بِهَا كَرِهَ بِهَا كَرِهَ بِهَا كَرِهَ بِهَا كَرِهَ بِهَا كَرِهَ بِهَا كَرِهَ بِهَا كَرِهَ بِهَا كَرِهَ بِهَا

تشریح و توضیح: طلاق و غیرہ کا اختیار دینے کا ذکر

نبوی بذلک الطلاق ایچ فرماتے ہیں اگر کوئی شخص اپنی زوجہ سے طلاق کی نیت سے "اِحْصَارِی" دے گا
 "طَلَّقَ نَفْسُكَ" کہہ گا تو فقیر عورت کو جس سے اٹھ کر نہ جائے اسے شہر کے اختیار دے گا خود اطلاق کرنے کا حق حاصل رہے گا۔
 البتہ اگر وہ مجلس سے اٹھ کر چلی گی یا دوسرے نام میں معروف ہوگی تو اس صورت میں غور فرمنا چاہیے "اختیار باقی نہ رہے گا" اسے خود
 طلاق واقع کرنے کا حق نہ رہے گا۔ اب اگر عورت میں اختیار سے کام لے کر خود طلاق واقع کرے تو اس کے نتیجہ میں اس پر طلاق بائن
 واقع ہوگی۔ تب طلاق اس اختیار کی بنا پر نہیں ہوگی خود شہر سے اس سے نکلنے کی نیت کی وجہ سے نہیں ہوگی۔

محدث امام شافعی کے نزدیک اگر شوہر اس سے عین کی نیت کرے تو عین پر ناجائز ہے۔

فہمی واحدة وسیعۃ الخ۔ اگر شوہر کے اختیار دارہ بطلے "طلقى نفیسک" کے باعث عورت اپنے آپ طلاق واقع کر لے تو اس صورت میں اس پر ایک بار ہی طلاق پڑ جائے گی اور اگر جائے گی، طلاق کے لئے خود یہ عین فلاقیں دینی کرے اور خداوندی بہت طلاق کے لئے تو عین پڑ جائیں گی۔ اس کا سبب یہ ہے کہ "طلقى" سبب نہ تفسیر ظلی ہے۔ اور ظلی کا جہاں تک تحقق ہے وہ محدود اور مختص ہے اور اس سے اندر ایک کا انتقال بھی ممکن ہے اور کچھ کا کچھ نہ ہو۔ لہذا مکمل نیت کی صورت میں عین پڑ جائیں گی اور اس سے ایک پر محمول نہیں ہے۔ اور تو کچھ طلاق صریح ہی ہونے کے باعث طلاق رجعی بنتی ہے۔

والی غای ان کسب نفیسى الخ۔ اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے کہے "اگر تجھے مجھ سے محبت نہ تھی تو مجھے پہلے بھڑکھڑا کر طلاق دے اور عورت اس کے جواب میں کہے کہ مجھے تجھ سے محبت ہے، تو مجھے تجھ سے نفی ہے تو خواہ اس سے قبل میں اس کے خلاف ہی کیوں نہ ہو، تو اس پر طلاق پڑ جائے گی۔

وان طلق امر جعل امرافہ فی حرمہ موتہ الخ۔ اگر اس شوہر کو کوئی شخص اپنا زہم کھائے مرنے والے میں طلاق بائن دیتے۔ اس کے بعد بھی عورت کی بے حیائی نہ ہوئی اور اگر وہ مرد سے تو عورت کو اس کے بانی میں اور اس قرار دیا جائے گا۔ اور اگر عورت پر ہی ہوگی اور عورت کو طلاق ہو تو اور اس قرار دیا جائے گی۔ حضرت امام بخاری فرماتے ہیں کہ شوہر کا انتقال بعد سے نہ جانے کے بعد ہو جب بھی وہ اس وقت تک اور اس قرار دیا کہ جب تک کہ وہ کئی امر سے نفی سے گارنٹر کر لے اور حضرت امام نہ کہتے فرماتے ہیں کہ عورت اور ایک بعد دیکر وہی اشخاص سے کافہ کیوں نہ کرے اور اس قرار دیا جائے گی کہ حضرت امام شافعی کے نزدیک وہ عورت جسے عین فلاقیں دی گئیں وہ اس سے طلاق پڑا کر گیا اور اس قرار دیا کہ وہی۔ چاہے شوہر اور اس عورت نکاح یا طلاق یا عین نکاح نہ کرے، ہاں اس کے بعد اس لئے کہ عین کی خبر نہ دیتے اور بائن طلاق کی خبر نہ دیتے اور کسب ہوگی۔

امانۃ تزدت۔ یہاں کہ اس کی بنیاد زہم ہے اور شوہر کا عین عورت میں طلاق اپنے سے قصود سبب وراثت کو طلاق قرار دیتے۔ اس وقت اس کے ارادہ کے تابع کے تحت سے عورت کو زہم رکھنے کی خاطر اس میں عورت کی ہونے تکہ تاخیر نہ جائے گی۔ اس لئے کہ یہ اصل حق کی استقامت اور ان کے لئے تاخیر قرار دیتے۔ اس واسطے کہ زہم کے لئے حق میں یہی یہ قرار دیتے ہوئے ہے۔ لہذا بعد عورت اس کا امکان نہیں دیتے۔

انشاء اللہ مفصلاً الخ۔ مئی شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دی تو عین کا وہی شواہد کہ وہ عین کے طور پر صریح کیا۔ "قلت طلاق و شاء اللہ" تو اس صورت میں امام ابوحنیفہ امام محمد اور شافعی فرماتے ہیں کہ طلاق نہیں پڑے گی۔ امام مالک نے ایک حدیث میں کہنے سے طلاق و طلاق وحدہ نے طلاق ہونے کا حکم نہ ہوگا۔ لہذا یہ بھی کہ بائن قرار دیں گے۔ امام احمدیہ بھی کہ عین طلاق بائن قرار دیتا ہے کہ عین طلاق رجعی ہے اور اس روایت کی رو سے طلاق و طلاق لیوہ میں بالاتصال استقامت کے باعث طلاق نہیں پڑے گی۔

قلت طلاق لساناً واحدة الخ۔ اگر اسے قاتلہ وہی سے عین کو مستحق کرنا درست ہے، بعد از شوہر جو قرار دے کہ وہ عین ہوگا۔ پس صورت نہ ہو کہ عین طلاق پڑ جائے گی۔ اور "قلت طلاقاً نفیساً" کہنے پر بعد از شوہر کی بھی قاتلہ طلاق پڑ جائے گی۔

[illegible]

والصی انصر علی فی تحلیل النج محمد طار کے عربی و فارسی و اردو و انگریزی میں ترجمہ کرتے ہیں۔
 ہونے کے قریب ہوا۔ اس نے کہا کہ جو مجھے ضرورہ مسخری طاق، یہ ہے تو بلا کوئی کیا ہے؟ کیا وہ پہلے شکار ہوا۔ مسخری کے
 طاق، ہے درجہ ہزاران کے عذاب کا جائز ہوگا۔

ووطنی الموعی اُمت لا یعمھا الذلخ ^۱ کیا ہے؟ چپے شور سے ہانسی اور اعلان کیے سے بھی نیپا اس کی حد تک کہ ہم نے کیا غلطی؟ اس سے کیا بچھڑی؟ کیا بچھڑی کے باعث اپنے شور سے کہہ سکا اور جی۔ سولی اتنی اچانک تو صبح فصاحت صاحب اس وقت ہوتے اور ہی ہے جبکہ۔۔۔ انھیں پہنچا جاسمیں کر کے طرزی دے اور ان کے ان ممبروں کی کامیابی۔۔۔ قرآن میں دی جانے کی۔

[illegible]

وَقَدْ هَدَمَ الْوَرُوحَ الْعَلْفَى مَعْدُونِ الثَّلَاثِ الْخ. کوئی شخص اپنی زبردستی کوئی خاطر دے سے ہرجعت چاہی ہوئے نے بعد وہی
وہ تاج تکر لے اور اور انمانہ تاج کوئی جہ طوق دے اور ہرجعت عدت کو کرے نے بعد ہرجعت تاجر سے کان کو کرے تو ہفتوں طور
سب سے بیک پیلا تاجر تین طلاق کا مانگ اور پائے کا۔ تاجر تین طوق سے تین طلاق ہو، طاقس دیں اس کے بعد اس نے اور سے
سے تاج گرایں اور ہرجعت سمجھو اس کے طلاق دے ہرجعت گزار پیلے شہر کے تاج میں آتی تو کہہ نہ دیکھتے امام ابو یوسف کہ تین
کے پیلے شہر کو کہہ بھی تین طلاق کا حق نہ جا۔ امام ابو یوسف امام شافعی، امام مالک اور امام غفران سے ہیں۔ یہ صرف جاتی
انہ کا حق ہوگا۔ تین طلاق کا حق ان کو ہی ہے۔ تاج طوق دے کا اور ان میں سے کوئی ایک کا حق نہ ہوگا۔

وَإِذَا حَضَرَكَ الْوَلَمُ وَكَانَ وَجْهُكَ مُصْتَرِجًا مِمَّا عَمِلْتَ وَفِى ذُنُوبٍ كَثِيرَةٍ مِّنْ دُونِهَا فَذَكَرْتَ رَبَّكَ فَغَفَرَ لَكَ ذُنُوبَكَ وَكَانَ وَجْهُكَ مُسْتَبِشًّا ۚ وَكَانَ مَقَامُكَ فَجْيًا ۚ

قد سقطت القوس الخ. اگر کوئی شخص نے اپنی بیوی سے چار اونٹ بھرتے ہوئے کا طلب کیا تو چار میں سے گزرنے کے بعد
 جس کے ساتھ ہونے کا حکم ہوگا اس لئے کہ ممکن کا چہرہ نہ ملے وہ ایک مخصوص وقت کے ساتھ سوکت بھی اور وہ جس نے
 گزرنے کے بعد وہ جس کی تر دہ رہے گی۔ لہذا ممکن کے لئے اپنی ہر سہ کی صورت میں ممکن ایک بار عورت پر طاق ہائے واقع ہونے سے
 استقامت ممکن نہ ہوگا بلکہ وہ ممکن پر قرار ہے۔

نیز اگر نہ ہونے چاہیے بیڑ بھرتے ہونے کا صرف اڑنا اور چار عورتوں سے۔ لہذا عورت پر طاق ہائے چاہئے اس
 کے بعد اس کے ساتھ دوبارہ طاق کرے اور پھر بھرتی کے لئے چار بار گزرائے جائے تو پھر پہلی مرتبہ طاق چاہئے اور اگر یہاں پہلی مرتبہ
 مرتبہ طاق کرے اور پھر چار میں سے کسی ایک کو اس صورت میں جسے چار عورتوں پر طاق ہائے چاہئے اب اگر اس میں دوسرے
 شخص کے ساتھ چاروں اور اس کے بعد بھرتی طاق دینے اور نہ گزرنے کے بعد دوبارہ دیکھ لیں۔ چنانچہ کیا جواب طاق نہ چاہئے
 گھر میں کے۔ پھر بھرتی سے کفارہ لازم ہوگا۔ اس واسطے کہ ممکن اب بھی چار پر قرار ہے۔

فان خلف غلى اقل الخ. اگر وہ چاروں میں سے کسی ایک سے چار اونٹ چاہئے اور اس سے اس میں ایک اونٹ ہوتا۔ عورتوں کے
 چاروں کوئی حلف کرے کہ وہ دوبارہ یا پہلے یا بعد میں بھرتی کرے گا تو شرعاً جائز ہے۔ لیکن ہوا اور اس پر چار اونٹ کا حکم مرتب ہوگا۔ اس
 طرح اگر چاروں کے بغیر کسی یا بعد میں بھرتی کرے چار اونٹ بھرتی سے بھرتی ہو جائے گا تو شرعاً جائز ہوگا۔ شریعت میں چار اونٹوں کو
 حکم دے کر چار اونٹ یا اس سے زیادہ چاہئے۔ ہر کتاب ہے انکار کوئی کہے کہ اگر میں چار اونٹ بھرتی کروں تو اس کے لئے مجھ پر دو رکعت
 پڑھنی ہوں۔ یہ ہے۔ ایسا قرار دیا ہے۔ لہذا تقدیر میں اسی طرح ہے۔ اصل میں یہ چار اونٹوں پر ہے۔ لیکن بعض لوگوں میں
 مستحکم ترمیم ہے اربعۃ اشھر۔ فان زاد فان الله غفور الرحيم۔ وان عمووا اطلاق عن الله سبحانه (آیہ) "فان
 زاد" کے معنی یہ ہیں کہ اگر بغیر بھرتی کے چار اونٹوں کی مدت پوری کرے گا اور وہ دو عورتوں میں چار اونٹوں پر طاق اور طاق سے کسی مستحکم
 اندھج سے اسی طرح قرار ہے۔

وان حلفه بعتن سو صوم الخ. اگر کوئی شخص اس طرح حلف کرے کہ اگر میں چار اونٹ بھرتی کروں تو میری اپنی
 واجب ہے کہ میں چار اونٹوں پر دو رکعتوں کا صدقہ کروں۔ فلا صدقہ طاق سے تزلزلا کروں یہ طاق اور اس صورت میں وہ بھرتی کرے
 والا قرار دیا جائے گا۔

وان الر من المظلفة الر حبیہ الخ. اگر کوئی شخص اپنی اہلی زوجہ سے زیادہ اونٹوں کے ساتھ عطا کر دیتی ہے چار اونٹوں پر چار اونٹ
 درست ہو جائے گا۔ اس لئے کہ ان کے دو اونٹوں کا طاق ان کی بیوی سے زیادہ اونٹوں کی مدت گزرنے سے گھر میں اس کی مدت پوری ہوگئی تو
 زیادہ کے ساتھ ہونے کا حکم یہ ہے۔ اس واسطے کہ اب بھرتی ہائی نہ رہی اور اس عورت سے جسے ہائے طاق دی گئی ہو اس کے ساتھ زیادہ
 درست نہیں۔ کیونکہ حقیقت یہاں کا کمال ہی نہیں رہی۔

وان كان المولى مولى لا يقبل الخ. فرماتے ہیں کہ اگر عطا کرنے والا اپنے غرض کی بناء پر بھرتی نہ کر سکے اور اس کی بیوی
 پر پندرہ یا بیالیس شرم کاوش انجام دے کے بھرتی نہ ہو سکے۔ یا ان قدر پھوٹی ہو کہ اس کے ساتھ بھرتی نہ ہو سکے یا ان
 کے لئے اتنی مدت ہو کہ جب اہل و عیال بچہ ممکن نہ ہوں ان ساری شکلوں میں تو ان میں کوئی قرار دیا جائے گا۔ مثلاً اسے عہد پر یہ حدت کہ
 "میں نے اس سے عہد کر لیا" اس کے کہنے سے زیادہ کے ساتھ ہونے کا حکم ہوگا۔ لیکن اگر عطا کرنے والے کے اندر یہی وہ صحت واجب اور

اپنے بدن سے کپڑے اتارے اور قریش کے ساتھ کہہ جا تا ہے "حائضت العمرأ حلقاً" (میں نے عورت سے قطع کیا، جبکہ عورت کی مثال کی صورت نہ۔ کفار و کفر آئی ضرر ہے۔ اصل میں یہ مرد و بائی ہے "الطلاق حرثاً عامساً ک بعد عروفاً و تسویحاً باحسان، و یحل لکم ان تأخذوا مہا نسوھن شہاً الا ان یحاکا ولا یقیمہا حدود اللہ فان حلفتم الا بقیما حدود اللہ فلا جناح علیہما فیما عدت بہ" (آلۃ)

وَذِي نَفْلٍ الْغَوْضِ الْخ. اگر ایسا ہو کہ شوہر دیکھ کر غلیظ کریں اور شیخ کا عوض بخود نہ دیا جائے اور شرعاً باطل و کالعدم ہو۔ مثال کے طور پر کوئی مسکریعت، غلیظ خلع شراب یا سو قتر اور اسے خواہی صورت میں شوہر یکھ نہ پائے گا۔ اور حلاق یا باکرہ بڑے کی۔ اور اگر حلاق کا عوض باطل ہوئے اس صورت میں جو اسے طلاق بائیس کے طلاق یعنی بڑے کی بدشوہر میں اس کا حق نہ ہوگا۔ شیخ نے سوائے کی وجہ سے یہ دونوں چیزیں حق مسلم علیٰ عین ہیں۔ اور اس کے علاوہ تیسری چیز لازم نہیں کی گئی کہ وہی جائے۔ وہ مہمانت و تمام حرم کے نزدیک غلیظ خلع ہی گئی طلاق رہی ہوگی۔ امام زفر نے نزدیک اسے مقرر و محدود نہیں کیا۔ اور ماہ متعلق کے نزدیک مہر مثل دیا جائے گا۔

تنبیہ: اگر مہیاں چھٹی کے درمیان ٹھیک نہ ہوں تو بڑھ چکے ہوں یا یہی تباہ ہو چکے ہوں تو زبردستی باقی رکھ کر کھانا کھا دیا جائے گا۔

وَمَا جَائِزٌ أَنْ يَكُونُ مَهْرًا فِي النِّكَاحِ جَائِزٌ أَنْ يَكُونَ نِكَاحًا فِي الْفَلَحِ فَإِنْ قَالَتْ خَالِفِي
 اور اس چیز کا نکاح میں مہر ہونا جائز ہے تو اس کا نکاح میں یہ ہونا بھی جائز ہے اور اگر عورت کہے مجھ سے قطع کر
 عَلَيَّ مَا فِي يَدَيَّ فَخَالِفِي وَلَمْ يَكُنْ فِي يَدَيَّ شَيْءٌ فَلَا ضَرَّ لَهَا عَلَيْهِ وَإِنْ قَالَتْ خَالِفِي عَلَى
 اس چیز کے لئے جو میرے ہاتھ میں ہے تو اس نے اس سے قطع کر لیا اور اس کے ہاتھ میں کچھ نہ تھا تو شوہر کے لئے کوئی پرکھ نہ ہوا اور اگر کہہ دے کہ
 مَا فِي يَدَيَّ مِنْ مَالٍ فَخَالِفِي وَلَمْ يَكُنْ فِي يَدَيَّ شَيْءٌ وَذُتْ عَلَيْهِ مَهْرًا وَإِنْ قَالَتْ خَالِفِي
 اس لئے کہ جو میرے ہاتھ میں ہے میں اس نے اس سے قطع کر لیا اور ہاتھ میں کچھ نہ تھا تو عورت ان میں سے کوئی ایک پرکھ نہ ہوتی اور اگر کہہ دے قطع کر کے
 عَلَيَّ مَا فِي يَدَيَّ مِنْ ذَرَاهِمٍ أَوْ مِنْ الدَّرَاهِمِ فَفَعَلَ وَلَمْ يَكُنْ فِي يَدَيَّ شَيْءٌ فَفَلَهَا ثَلَاثَةٌ
 ان دراهم کی جو میرے ہاتھ میں ہیں میں اس نے قطع کر لیا اور ان کے ہاتھ میں کچھ نہیں تھا تو کوئی پرکھ نہ ہوتی
 فَزَاهِمٌ وَإِنْ قَالَتْ طَلَّقَنِي ثَلَاثَ بَالٍ فَطَلَّقَهَا وَاحِدَةً فَطَلَّقَهَا ثَلَاثَ الْأَلْبِ وَإِنْ قَالَتْ
 ارحم سے کہیں گے اور اگر کہی جائے ایک ہزار کے لئے تین طلاقیں دے چکی ہیں اس لئے اسے ایک طلاق دی تو اس پر ہزار کی تہی لازم ہوگی اور اگر کہنا کہ
 طَلَّقَنِي ثَلَاثَ أَلْبِ فَطَلَّقَهَا وَاحِدَةً فَلَا ضَرَّ عَلَيْهَا عِنْدَ امْرِئٍ خِفِيفٍ رَحِمَهُ لَهَا وَقَدْ رَحِمَهُمَا
 مجھے ہر دو میں تین طلاقیں دے چکی ہیں اس لئے اسے ایک طلاق دی تو اس صاحب کے نزدیک کوئی پرکھ لازم نہ ہوگا اور صاحب فرما دے
 ثَلَاثَةً عَلَيْهَا ثَلَاثَ الْأَلْبِ وَبِإِقَالِ الزَّوْجِ طَلَّقَ نَفْسَكَ ثَلَاثَ بَالٍ أَوْ عَلَيَّ أَلْبٍ طَلَّقَتْ نَفْسَهَا
 میں کہیں گے ہر ہزار کی تہی ہوگی ہر اگر شوہر کہے خود کو ہزار کے عوض یا عمار پر تین طلاقیں دے دے چکی ہیں اسے خود واپس طلاق
 وَاحِدَةً لَمْ يَقَعْ عَلَيْهَا شَيْءٌ مِنَ الطَّلَاقِ وَالْمَتَارَةِ كَالْعَلْعِ وَالْعَلْعِ وَالْمَتَارَةِ يُسْقِطُ سَكْلَ
 دی خود اس پر کوئی طلاق واجب نہ ہوگی اور مبادتہ قطع کی طرح ہے اور تمام صاحب کے نزدیک مبادتہ اور سکت
 حَقٌّ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنَ الزَّوْجَيْنِ عَلَى الْآخَرِ مِمَّا يَتَعَلَّقُ بِالنِّكَاحِ عِنْدَ امْرِئٍ خِفِيفٍ رَحِمَهُ ثَلَاثَ أَلْبٍ وَقَالَ ابْنُ نُوَيْسٍ
 ایک میں سے ہر ایک کے اس حق کو مستند کر دیتے ہیں جو دوسرے پر ایسا حق ہو جو متعلق ہوتا ہو نکاح سے اور امام ابو حنیفہ

رَجَعَهُ اللَّهُ لِنَاصِرَاتٍ تَشْفِقْنَ وَلَا تَخْلَعْنَ لِأَهْلِ بَيْتِهِمْ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ
 قرآن مجید میں مذکور ہے کہ یہ نیک شخصیں وہ ام گھڑائے جس کو دوسری عورتوں سے نکاح کر لیں تو ان کے لیے عذاب ہے۔

لغات کی وضاحت: الخ: معذرت کے ساتھ یا مال کی شراہ یا عدلیہ قرار کرنا۔

تشریح و توضیح: خلع کے چھوڑنا اور احکام

خلع کا معنی یہ ہے کہ ایک عورت کو طلاق دینے کے بعد دوبارہ نکاح کر لیا جائے تو اسے طلاق کا حکم نہیں ملتا۔
 طلع کا معنی یہ ہے کہ ایک عورت کو طلاق دینے کے بعد دوبارہ نکاح کر لیا جائے تو اسے طلاق کا حکم نہیں ملتا۔
 طلع کا معنی یہ ہے کہ ایک عورت کو طلاق دینے کے بعد دوبارہ نکاح کر لیا جائے تو اسے طلاق کا حکم نہیں ملتا۔

فان قالت طلقني على ما في يدي الخ: اور ایسا نہ کہ یہ کہ عورت نے طلاق دینے کے بعد دوبارہ نکاح کر لیا جائے تو اسے طلاق کا حکم نہیں ملتا۔
 طلع کا معنی یہ ہے کہ ایک عورت کو طلاق دینے کے بعد دوبارہ نکاح کر لیا جائے تو اسے طلاق کا حکم نہیں ملتا۔
 طلع کا معنی یہ ہے کہ ایک عورت کو طلاق دینے کے بعد دوبارہ نکاح کر لیا جائے تو اسے طلاق کا حکم نہیں ملتا۔

زان قالت طلقني الخ: اور عورت نے طلاق دینے کے بعد دوبارہ نکاح کر لیا جائے تو اسے طلاق کا حکم نہیں ملتا۔
 طلع کا معنی یہ ہے کہ ایک عورت کو طلاق دینے کے بعد دوبارہ نکاح کر لیا جائے تو اسے طلاق کا حکم نہیں ملتا۔
 طلع کا معنی یہ ہے کہ ایک عورت کو طلاق دینے کے بعد دوبارہ نکاح کر لیا جائے تو اسے طلاق کا حکم نہیں ملتا۔

ولو قال الزوج طلقني الخ: اور اگر مرد نے طلاق دینے کے بعد دوبارہ نکاح کر لیا جائے تو اسے طلاق کا حکم نہیں ملتا۔
 طلع کا معنی یہ ہے کہ ایک عورت کو طلاق دینے کے بعد دوبارہ نکاح کر لیا جائے تو اسے طلاق کا حکم نہیں ملتا۔
 طلع کا معنی یہ ہے کہ ایک عورت کو طلاق دینے کے بعد دوبارہ نکاح کر لیا جائے تو اسے طلاق کا حکم نہیں ملتا۔

والله اعلم بالصواب الخ: اور اللہ ہی کے پاس ہے حقیقی حقائق کا علم۔
 طلع کا معنی یہ ہے کہ ایک عورت کو طلاق دینے کے بعد دوبارہ نکاح کر لیا جائے تو اسے طلاق کا حکم نہیں ملتا۔
 طلع کا معنی یہ ہے کہ ایک عورت کو طلاق دینے کے بعد دوبارہ نکاح کر لیا جائے تو اسے طلاق کا حکم نہیں ملتا۔

اجوبہ و آدم کالج کے باعث ہوتا ہے۔ مثلاً ہم اور جان غفرہ وغیرہ۔ یہاں سے نکالنے سے قصور وہ ہے کہ مہار آؤ یا طلع اس کے بعد واقع ہو رہا۔
 بعد ازاں اگر کسی شخص نے اس کی صورت کو طلاق یا بی بی دی وہ اس کے بعد اس سے الزامہ نکال کر کہ تمام جھٹکیں کیا۔ اس کے بعد عدالت نے
 فریض شیعہ کا حکم دیا تو اس صورت میں غلطی تھی دوسرے نکالنے کے مرتبہ سے بری الزامہ نہ ہوگا۔ پہلے نجات کے مرتبہ سے اور بری الزامہ نہ
 ہوگا۔ نہ الزامہ اور عام مالک اس میں بھی الزامہ نہ لڑا تے ہیں کہ یہ زبردست مہار آؤ یا طلع صرف انہیں حقوق کا استعمال ہوگا جو غلطی و بیوی کے مقدر
 جھٹکیں کر دے ہوں اور برقی حقوق کے ذریعہ برقرار ہیں گے۔ امام ابو یوسف علیہ السلام کے بارے میں امام شافعی کے مرتبہ میں الزامہ نہ لڑا تو کے معاملہ
 میں حضرت امام ابو حنیفہ کے مرتبہ امام محمد کے نزدیک طلع ایک عقد یا بعض کا نام ہے جس کا اثر نہیں ہوگا۔ امام شافعی کے مرتبہ میں الزامہ نہ لڑا تو کے معاملہ
 بعد ازاں اگر مرتبہ و بیوی میں سے کسی کا دوسرے پر مظاہرہ فرضی و الیہ ہو تو اسے سزا دینا نہیں گے۔ امام ابو یوسف علیہ السلام کے نزدیک مہار آؤ یا طلع
 اگرچہ یہ ہے کہ دونوں طرف سے زنا سے جو طلاق جس کی تصدیق مع حقوق کریں گے۔ اس کے بعد مہار آؤ یا طلع ہو تو بیوی کا قصور و حقوق
 معاشرت سے راستہ ہوا کرتا ہے۔ دوسرے ان حقوق سے زانیہ لفظ ہونے کا الزامہ نہیں ہوتا اس کا اثر اور معاملہ کے باعث ہوا کرتا ہے۔

کتابُ الظہار

ظہار کے احکام کا بیان

إِذَا قَالَ الرَّؤُوحُ لِامْرَأَتِهِ أَنْتَ عَلَيَّ كَظْهَرِ أُمِّي فَقَدْ حُرِّمَتْ عَلَيْهِ لَا يَحِلُّ لَهَا وَطَلُّهَا
 اب غلامہ اپنی بیوی سے کہ نہ تو مجھ پر میری ماں کی جگہ کی جاتی ہے تو اس پر حرام ہو جاتی ہے اس لیے اس سے ابی حلال ہے
 وَلَا مَسْهَا حَتَّى يَكْفُرَ بِغَيْرِ ظَهْرِهِ فَإِنْ وَطَّئَهَا قَبْلَ أَنْ يَكْفُرَ اسْتَعْمَلَ
 زنا کا مجرم ہوتا ہے اگر باہر لڑکیاں تک کہ اپنے گھر کا گھر دے اس کو نکال دے اس سے پہلے اس سے باہر کرے تو اس سے سزا ہے
 اللَّهُ وَلَا حِسَّةَ عَلَيْهِ غَيْرَ الْكَفَرَةِ الْأُولَى وَلَا يُلَاقُوهُ حَتَّى يَكْفُرَ وَالْقَوْلُ الَّذِي يَحِبُّ بِهِ الْكُفْرَ
 کہ اس سے اور اس پر پہلے اسے غلامہ کے ساتھ نہیں ہوگا۔ اگر وہ اپنے گھر سے نکال دے اور اس سے نکال دے وہ اس سے نکال دے وہ اس سے نکال دے
 هُوَ أَنْ يَقُولَ عَلَى وَطَّئَهَا وَإِذَا قَالَ أَنْتَ عَلَيَّ كَظْهَرِ أُمِّي أَوْ كَظْهَرِ جَدِّي أَوْ كَظْهَرِ جَدِّهِ فَهُوَ مُطَّاعٌ
 اس سے کہ اس سے ابی کر کے نکال دے اور اس کے کو تو مجھ پر میری بیوی کے جگہ کی جاتی ہے اس لیے اس سے باہر کرے تو اس سے سزا ہے
 كَذَبَكَ إِنْ مَشَّيْنَا بِغَيْرِ لَا يَحِلُّ لَهَا النَّظَرُ إِلَيْهَا عَلَى سَبِيلِ التَّائِبِ مِنْ شَعَرَةٍ مِنْ شَعَرَةٍ أَوْ عَصِيهِ أَوْ
 اس طرح اگر اس نے اپنی تمام بیوی سے ابی کر کے نہ لڑا تو اس کی طرف نظر کرنا اس کے لئے نہایت گناہ ہے بی بی کو اس سے باہر کرے تو اس سے سزا ہے
 أَنْتَ مِنَ الرِّضَاعَةِ وَكَذَلِكَ إِنْ قَالَ وَأَنْتَ عَلَيَّ كَظْهَرِ أُمِّي أَوْ كَظْهَرِ جَدِّي أَوْ كَظْهَرِ جَدِّهِ فَهُوَ مُطَّاعٌ
 بی بی کے لئے اس سے ابی کر کے نہ لڑا تو اس کی طرف نظر کرنا اس کے لئے نہایت گناہ ہے بی بی کو اس سے باہر کرے تو اس سے سزا ہے
 لَوْ تَصَفَّكَ أَوْ تَصَفَّكَ وَإِنْ قَالَ أَنْتَ عَلَيَّ بِطَلِّ أُمِّي يَزُوجُ إِلَيَّ بِطَلِّ فَإِنْ قَالَ أَرَدْتُ بِطَلِّ الْكُرْمَةِ
 یہ نعت یہ لفظ اور کر کے نہ لڑا تو اس کی طرف نظر کرنا اس کے لئے نہایت گناہ ہے بی بی کو اس سے باہر کرے تو اس سے سزا ہے
 فَهُوَ كَمَا قَالَ وَإِنْ قَالَ أَرَدْتُ الظَّهْرَ فَهُوَ ظَهْرُ زَيْنَ فَإِنْ قَالَ أَرَدْتُ الظَّهْرَ فَهُوَ ظَهْرُ زَيْنَ فَإِنْ
 زنا یا بیوی ہوگا اور کر کے نہ لڑا تو اس کی طرف نظر کرنا اس کے لئے نہایت گناہ ہے بی بی کو اس سے باہر کرے تو اس سے سزا ہے

لَمْ يَكُنْ لَهُ بَيْتَةٌ فَلَئِنْ أُتِيَ بِهِ؛ وَلَا يَكُونُ الظَّهَارُ إِلَّا مِنْ زَوْجَتِهِ فَإِنْ ظَاهَرَ مِنْ أَفْتِهِ لَمْ يَكُنْ مَطَاهِرًا
 اس کی کوئی آیت نہ ہوگی بلکہ وہ تو صرف اپنی بیوی سے ہی ہے اور اگر وہ بیوی وغیرہ سے ظاہر کیا و مظهر ہوگا
 وَمِنْ غَالِي لَيْسَ لَهُ أَشَدُّ عَمَلِي كَظَهَرِ أَمْعَى مَكَانٍ مَطَاهِرًا مِنْ جَمَاعَتِهِمْ وَغَلِيظَةً بَكْلِ وَاجِدَةً مِنْهُمْ كَفَافَةً
 اور اس کے آتی سے اس سے کہ تم ابھی پر میری ماں کی بیوی سے ہوگا وہ تو اس سے مظهر ہوگا اور اس پر ہر ایک طرف سے نکال دیا ہوگا۔

لغات کی وضاحت: لظہار: ایک اور سے صراحتاً ایک اور سے کہنا ہے۔

تشریح و توضیح: ظہار کا بیان

اد قال: لرحمہ اللہ۔ شریعتاً ظہار یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی بیوی سے اس طرح کہے کہ تو میرا ام، ماں کی بیوی یا بہن ہے اور
 عاقل کے کسی اور ایسے عضو سے عقیدہ ہے جسے دیکھا تمام ہو جس کی شریعتی حیثیت وہ اصل درست ظاہر کرنے کے لطیف متعارف کی ہے۔ بلکہ
 اس طرح کہنے سے کہنے والا اس طرح قرار دیا جائے گا۔ اور اس کا ظہار یہ ہے کہ جس وقت تک ظہار نہیں دیا اس تک کہ بیوی کے ساتھ نہ ہو
 اور اسے پھر بائیں ہونے لگا اور عوامی صحبت اور محرمی پر آمادہ کرنے والا ظاہر شمار ہوتا ہے میں جائز نہ ہوں گے۔ حضرت امام شافعی کے قریب
 جدید کے مطابق اور حضرت امام احمد کی ایک روایت کی رو سے وہ اپنی صحبت میں سے لے کر بائیں ہوں گے۔ اس لئے کیا آیت کریمہ میں جو ظہار
 "لنفسا" آیا ہے یہ نکاحی صحبت سے ہے۔ ان کا کام یہ ہو گیا کہ قریب کے معنی میں اصل ہاتھ سے پھونکے کہ آتے ہیں اور جب عقلی معنی
 سے چاہئے جیسے عجمی کھانڈی پر حمل کرنے کی احتیاج نہیں۔

میں اس بار سے اس سورہ نور کی "فَمَا سَمِعَ اللَّهُ قَوْلَ الْبَيْنِ نَجَادُكَ" سے "فَمَا ظَهَرُوا مِنْكُمْ مِنْكُمْ" تک آیات
 آیا ہے۔ آتے ہیں اس وقت جہاں جب حضرت ابوبکر بن صامت نے اپنی بیوی سے ظہار کیا اور دوسروں نے ان کی عیب آندوس میں
 پنے شوخیں ظہیر کرتی ہوئی ہیں۔ پھر دوسرا بیوی وغیرہ میں نہ کہ واقعہ نکاح کے ساتھ یہاں کیا گیا ہے۔

ظن وظنہا: ظن بنی بکفر الخ۔ گرایا ہو کہ کفر سے نکل ہی اپنی بیوی کے ساتھ نہ ہو سکی کہ اس کا ظہار یہ ہے کہ اس
 ہوسہ کی یہ استفادہ کرے اور فقہ کفر کی اور تکلیف کرے۔ کفار کے ملوہ ہوسہ کی جو ستارہ ہوا اس پر اللہ سے کفر و کفر اور کفر
 استفادہ کرتی ہوگا۔

وَالْعَوْدُ الْقَدِي يَحِبُّ بِهِ الْكُفَّارَ الخ۔ فرماتے ہیں کہ کفر جو کفر ہوگا سب سے وہ نصیب صحت ہے اور اس صورت میں صرف
 عدم و خیریت ہوتی ہے۔ تین خیریت کے بارے میں ظہار ہوگا۔ سے عاقل یا یا قرار دیا گیا ہے۔

وہی کہ ذکر لغت اللہ الخ۔ ثانی "تو کوئی شخص" "اب جیسی مثل معنی" "تو کوئی شخص" کہنے کے لئے طوق یا خیر یا نہی کی جہاں
 کرتے علم اس کی حیثیت سے عاقل ہوگا۔ لیکن اگر وہ حیثیت ہی کا سر سے سے یاد کرتے ہوئے کہے کہ میری اس جملہ سے اس طرح کہنے سے
 ممکن ہے کہ اس کی حیثیت ہی نہ ہوگا۔ اور امام غزالی فرماتے ہیں کہ ظہار ہو جائے گا اس لئے کہ جب ماں سے کسی شخص سے عقیدہ پیدا ہو گیا تو
 ہر سے کے ساتھ عقیدہ ہر جہاں کوئی ظہار کرنا چاہئے کہ امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ اس کے کفار میں بحال ہے اور اس نے
 اس کے واسطے کہ کفر و اپنا مقصد پورا کرے۔

وَلَا يَكُونُ الظَّهَارُ إِلَّا مِنْ زَوْجَتِهِ الخ۔ یہاں صریحاً ہے کہ ایک شرط یہ ہے کہ عجمی اور کفر "ظہار" معنی

لغات کی وضاحت:

عقیق: آزموی۔ عشق: محبت سے آلودہ ہو کر محبت عشق۔ رقیقہ: محلوک غلام۔ مجازاً کہا جاتا ہے "عم غلامہ الطراب" (دوست اور سر کی نگ ہیں)

تشریح و توضیح:

ظہار کے کفار کا ذکر

و کفارۃ الظہار الخ۔ ظہار کا کفار یہ بتایا گیا کہ ایک غلام و مملوک تنہا سے آزاد کیے جئے۔ احکام کے نزدیک یہ غلام خواہ مسلمان ہو یا کافر اور بالغ ہو یا ذلیل، نور نہ کر ہو یا منونہ (عورت) سب یکساں ہیں۔ دوران میں سے کسی کو بھی بطور غلام ظہار کرنا درست ہے۔ امام مالک، امام شافعی اور امام احمد فرماتے ہیں کہ اگر غلام کو ظہار کا غلام کو آزاد کیا گیا تو درست نہ ہوگا اور اس سے کفارہ اور نہ ہوگا۔ اس لئے کہ کفارہ حق اللہ ہے تو اسے اللہ پر صرف کرنا درست نہ ہوگا۔ جس طرح کہ کوئی کمال کا ترکہ جو عمارت نہیں۔

احناف کے نزدیک آج تک کریم میں جو لفظ قرآن یا ہے وہ مطلق ہے۔ اس میں مسلمان غلام کی تخصیص نہیں اور جس کا صدق ہر دو ذات قرار دی ہو سکتی ہے جو ہر لحاظ سے محلوک ہو۔ اور یہ است کافر در میں بھی پائی جاتی ہے۔ لہذا اسے ان کی قید سے متنبہ کرنا یہ کتاب اللہ پر اضافہ ہے جو درست نہیں۔ روگنی کفارہ کے حق اللہ ہونے کی بات لے کر اسے کا قصود یہ ہوتا ہے کہ مملوک غلامی سے آزاد ہونے والے اپنے آقا سے متعلق خدمتوں سے سکون و شہو حاصل اور غاصب ربانی میں لگے۔ اب اگر وہ آزاد ہونے کے بعد بھی ایسی کفر پر برقرار ہے اور ذلّت اسلام شدہ اہل ہو کر غاصب ربانی بن گیا ہے تو اسے اس کے سوا معتد پر محمول کریں گے۔

ولا یجوز العبد الخ۔ بطور کفارہ ایسا غلام بنانا جائز نہیں جس کی حضیعت منفعت برتر نہ رہی ہو۔ مثال کے طور پر بنانا غلام یا ایسا غلام جس کے دونوں ہاتھ و دونوں پاؤں کٹ گئے ہوں یا انھوں میں سے کسی کے دونوں انگوٹھے کٹے ہوئے ہوں، یا ایک ہاتھ اور ایک پاؤں ایک ہی جانب سے کٹے ہوئے ہوں، یا ایسا دیوانہ ہو جسے کسی وقت وحوش ہی نہ لے۔ ملاوازی میں مدغم رہا اور ایسے مکان کی کو بطور کفارہ آزاد کرنا جائز نہیں جو بدلتا نہایت اذکر چکا ہو۔

لان اعتق مکتاتہا لم یؤد شہا بخلاف الخ۔ فرماتے ہیں کہ اگر بطور کفارہ اپنے مکتات غلام کو مطلقہ نہائی سے آزاد کیا جائے جس نے ابھی بدلتا نہایت کچھ بھی ادا نہ کیا ہو تو یہ مطلقہ حنفی درست ہے۔ حضرت امام شافعی اور حضرت ابو ذرؓ اسے درست قرار نہیں دیتے۔ اس لئے کہ معتق کتابت کے باعث اسے آزاد ہونے کا اتفاق ہو چکا۔ احناف فرماتے ہیں کہ جہاں تک کس قیمت اور عمل و ریت کا معاملہ ہے یہ دونوں رائے الگ ہیں۔ اس لئے کہ کس ملکیت میں بمقابلہ ریت عموم ہے۔ پس ملکیت تو آدمی کے علاوہ دوسری چیزوں میں بھی ذہبت ہوتی ہے مگر ریت ذہبت نہیں ہوتی۔ ملاوازیں بواسطہ بیع ملکیت ختم ہو جاتی ہے اور اس کے برعکس ریت ختم نہیں ہوتی۔ اور معتق کتابت کا جہاں تک تحقق ہے اس کے باعث ملکیت مکتات تو کسی واقعہ کوئی ہے مگر ریت میں نہیں۔ لہذا وہ شریف میں روایت ہے رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس وقت تک مکتات پر بدل کتابت نہ ہو گی چیز باقی ہو اس وقت تک مکتات غلام ہی رہے گا۔ لہذا مکتات کو مطلقہ نہائی سے آزاد کرنا درست ہوگا۔

لان ایشی ایہ الخ۔ اگر ایسا ہو کہ کوئی شخص اپنے کسی قریبی رشتہ دار مثلاً باپ، دھرم یا کفارہ اور کر کے قصہ سے خریدے تو کفارہ کی ادائیگی ہو جائے گی۔ امام مالک، امام شافعی، امام احمد اور امام زفرؓ کے نزدیک کفارہ کی ادائیگی نہ ہوگی۔

اوراحدہ خلفہا او صام شوریں کناں نہ ای یجھل دلک عن انہما شا

من بعض الكفار في ذلك حال، كما عرفت، في وقتها، عاباً على من استغنى عن فهمه، من بعض

635

[illegible][illegible]

لہذا علامہ اسیج یہاں نہ اپنا مشروری قید خانہ لکھی ہے اللہ تعالیٰ کی ہوائی قید خانہ نہیں۔ اس لئے کہ قید خانہ

[illegible][illegible]

اس وقت کے لئے میں کہہ چکا تھا کہ یہ ایک نیا دور ہے۔ اس لئے کہ اس دور میں انسانیت کے لئے ایک نیا دور ہے۔ اس لئے کہ اس دور میں انسانیت کے لئے ایک نیا دور ہے۔

الْكَلْبَيْنِ لَيْسَا رَمَحًا بِه مِنْ نَزَا وَتَشْهَدُ لَهَا فِي جَمِيعِ ذَلِكَ ثُمَّ تَشْهَدُ لَمْؤَمَةً أَرْبَعِ هَيْهَاتَ هُنَا
 ہوا ہوں اس میں جو میں نے نہ کرنا تھا تو شہادت دے گی ہے اور ان سب میں جو میں نے کرنا تھا وہ شہادت دے گی۔ ہر مرتبہ چار بار۔
 تَقُولُ فِي كُلِّ مَوْجِدٍ اَشْهَدُ بِاللّٰهِ اِنَّ لَيْسَ الْكَلْبَيْنِ لَيْسَا رَمَحًا بِه مِنْ نَزَا وَتَقُولُ فِي الْخَامِسَةِ
 ہر مرتبہ چار بار کہیں کہہ دے گی ہوں کہ وہ اس میں جس نے مجھ پر نہ کیا تو شہادت دے گی ہے اور چار مرتبہ شہادت
 عَصَبُ اللّٰهِ عَلَيْهَا اِنْ كَانَ مِنَ الضَّالِّينَ فَيَسَا رَمَحًا بِه مِنْ نَزَا وَاِذَا اشْفَعَتْ فَرَّقَ الْقَاضِي بَيْنَهُمَا
 اور چار مرتبہ اللہ غضب دے گا کہ یہ دو بھائیوں میں سے کسی ایک نے مجھ پر نہ کیا تو شہادت دے گی ہے اور جب احکام کرے گا تو عرض کرے گی میں تم پر
 وَتَكْتُبُ الْفَرْقَةَ بِلُفْظَةٍ مَائَةٍ عَشْرٍ حَيْثُ وَفَضْلُ رَجُلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ يَكُونُ عَزِيزًا حَكِيمًا
 اور اسے اس پر فرقت مرحمت کرے گی جس میں مائے سو ہوں اور اللہ ہر شخص کو فرماتے ہیں کہ یہ اپنی عمریت ہوگی
 وَاِنْ كَانَ الْفَرْقُ بِاللّٰهِ فَقَالِ الْقَاضِي لَيْسَتْهُ وَالْحَقُّ بَيْنَهُمَا فَلْيَاغِ غَاثَ الزُّلْفِ وَأَكْثَبُ نَفْسَهُ
 اور اگر فرقت علیٰ اللہ کرے گی تو کہے گی کہ حق ان کے درمیان میں ہے اور اگر اللہ ہی کا ہے تو کہے گی کہ حق
 حَذُّهُ الْقَاضِي وَحَسْبُ لَهَا اِنْ تَزَوَّجَهَا وَكَذَلِكَ اِنْ قُلِّعَ غَيْرُهَا فَحُذِّ بِه وَزَوَّجَتْ فَحُذِّ
 تو جس میں اس کو لگاؤ ہو اس سے اس سے لگاؤ نہ ہو اور اگر اس کو لگاؤ نہ ہو تو اس کو لگاؤ نہ ہو اور اگر اس کو لگاؤ نہ ہو تو اس کو لگاؤ نہ ہو

تشریح و توضیح: لعان کا بیان

کتاب النعان الف: لعان نام کے زیر کے ساتھ صمد ہے۔ یعنی کلمہ اور شرمان نام کے شہادتوں کا یہ ہے جو حق کی حالت
 ہوں۔ اس میں یہ شرط ہے کہ اگر کسی نے کسی کو لعان کیا تو اس کا حق اس کے لئے نہیں ہے۔ اور اگر کسی نے کسی کو لعان کیا تو اس کا حق اس کے لئے نہیں ہے۔
 شہادت باللہ کہ جس الضادین کان من الضادین: یہ بات اس کی شانہ میں دینی
 میں کہ وہ اس پر نفاق کی شہادت دے گا۔ اور اگر وہ اس پر نفاق کی شہادت دے گا تو اس کا حق اس کے لئے نہیں ہے۔

یہ اگر کسی نے کسی کو لعان کیا تو اس کا حق اس کے لئے نہیں ہے۔ اور اگر کسی نے کسی کو لعان کیا تو اس کا حق اس کے لئے نہیں ہے۔
 خالص دوست ہوگا۔ یہ اگر کسی نے کسی کو لعان کیا تو اس کا حق اس کے لئے نہیں ہے۔ اور اگر کسی نے کسی کو لعان کیا تو اس کا حق اس کے لئے نہیں ہے۔
 اس سے جان درست ہے۔ یہ اگر کسی نے کسی کو لعان کیا تو اس کا حق اس کے لئے نہیں ہے۔ اور اگر کسی نے کسی کو لعان کیا تو اس کا حق اس کے لئے نہیں ہے۔

فَقَالَ لَهَا: اے! اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ اس کی طرف سے ہوگی۔ حتیٰ کہ اگر اس نے لعان کیا تو اس کا حق اس کے لئے نہیں ہے۔
 کہ اس کا مادہ کہ یہ اس کے ساتھ شرعاً ترتیب پر قرار ہے۔ اور اگر کسی نے کسی کو لعان کیا تو اس کا حق اس کے لئے نہیں ہے۔
 وہ کافر الف: اس پر یہ اعلان کیا کہ اس نے کسی کو لعان کیا تو اس کا حق اس کے لئے نہیں ہے۔ اور اگر کسی نے کسی کو لعان کیا تو اس کا حق اس کے لئے نہیں ہے۔
 اس کا فہم: یہ اگر کسی نے کسی کو لعان کیا تو اس کا حق اس کے لئے نہیں ہے۔ اور اگر کسی نے کسی کو لعان کیا تو اس کا حق اس کے لئے نہیں ہے۔
 مٹی کا لٹوہ: یہ اگر کسی نے کسی کو لعان کیا تو اس کا حق اس کے لئے نہیں ہے۔ اور اگر کسی نے کسی کو لعان کیا تو اس کا حق اس کے لئے نہیں ہے۔
 کہ شہادت پر عمل مصلحت میں ہوگا اور اس کے برعکس مصلحت بالحق ہوگا یا نہ ہو یا جس پر حجت لگے گی اس کے پاس نہ کانا ہوگا نہ کانا ہوگا یا نہ کانا ہوگا
 یہ کہ اس پر حجت لگانے سے حجت دے دے کہ کانا ہوگا یا نہ ہو یا جس پر حجت لگے گی اس کے پاس نہ کانا ہوگا نہ کانا ہوگا یا نہ کانا ہوگا

وَالضَّادُّ فَرَّقَ الْقَاضِي اَلْح: حق پر مبنی کہ اس کے بعد قضی پر اس سے ہے کہ ان دونوں کے درمیان میں تقابلی

کرے۔ جیسا کہ روایت میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت جوہر النخعی رضی اللہ عنہ کی پہلی کے درمیان والوں کے اعلان کے بعد تفریق فرمائی۔ بخاری شریف، فہرہ میں یہ روایت موجود ہے۔ اس میں اس کی طرف بھی اشارہ ہے کہ شخص بدعتی سے تفریق ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ تم کی تفریق ماننے کے درمیان ضروری ہے۔ لہذا اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ میں سے اعلان کے بعد از حاکم کی تفریق کرنے سے جس مر جائے تو میراث جو رہی ہوگی، تمام زفر تمام مالک اور تمام حق کے نزدیک محض اعلان ہی کے باعث جہاد میں واقع ہو جانے کی۔ یہ حضرات ظاہر حدیث سے استدلال فرماتے ہیں۔ حدیث میں ہے: "الحدود اعلان لا اجتماع" اعلان کرنے والے بھی اعلان ہوں گے، یہ حدیث دار طبعی اور کتابی میں موجود ہے اس کا جواب یہ دیا گیا کہ اگر وہ تمام اجتماع سے یہ ہے کہ تفریق کئے جانے کے بعد اٹھنے نہ ہوں گے۔ اور اس سے اس کی تکفیر ہوئی ہے کہ تفریق صرف اعلان سے واقع نہیں ہوتی۔ صحیح بخاری شریف میں ہے کہ حضرت جوہر النخعی رضی اللہ عنہ نے اعلان کے بعد عرض کیا: اے محمدؐ سے رسول! میں نے اس پر بیعت لی۔ اگر یہ روئے دیکھا میں انہوں نے اس عورت کو نہیں دیکھا۔ دین۔ اگر مجلس اعلان سے ہی تفریق ہو جاتی اور اعلان پر قرار نہ دیتا تو رسول اللہ ﷺ حضرت جوہر کے خلاف واقع کرنے پر تکرار فرماتے۔ آنحضور ﷺ کا حکم اس کی دلیل ہے کہ وہ عورت کو حق طلاق کا بھی تھا اور اس پر طلاق واقع کرنا درست تھا۔ امام شافعی وغیرہ فرماتے ہیں کہ شوہر کے اعلان سے عورت کے اعلان سے پہلے ہی تفریق حاصل ہو جاتی ہے۔ عورت پر حاکم کی تفریق کے بعد طلاق بائن واقع ہو جائے گی اور تم کی تفریق بائن خلاف کے ضمن میں ہوگی۔ امام ابوحنیفہ اور امام محمدؒ کے نزدیک اعلان کرنے والے کو اس سے دو۔ دو نکاح کرنا درست ہے۔ اور امام زفر امام ابو یوسف امام مالک اور امام شافعی کے نزدیک درست نہیں۔

وَإِنْ فَذَكَ الْمَرْأَةُ وَهِيَ حَبْلُهَا أَوْ مَحْشُونَةٌ فَلَا بَطَانٌ بَيْنَهُمَا وَلَا حَذٌّ وَلَقَدْ أَخْبَرَسِ
اور اگر اپنی بیوی کو نہایت بچہ دو بہت بھولی یا روٹی ہے تو نہ ان کے درمیان اعلان ہوگا اور نہ وہ اور کوئی کی حجت لگانے سے
لَا يَحْتَكِلُ بِهِ الْفُتَّانُ وَإِذَا فَانِي الزَّوْجِ لَيْسَ خَبْلُكَ بَيْنِي فَلَا بَطَانٌ وَإِنْ فَانِي زَيْنَتٍ وَ هَذَا
اعلان ثابت نہیں ہوتا اور جب شوہر کہے کہ تم حاصل مجھ سے نہیں ہے تو اعلان نہ ہوگا اور اگر کہے کہ تو نے دیا ہے اور یہ
الْحَبْلُ بَيْنَ الْمَرْأَةِ تَلَاخُهَا وَلَمْ يَنْفِ الْفُتَّانُ الْخَبْلَ بَيْنِي وَابْدَيْتُ الزَّوْجَ وَالْمَرْأَةُ غَائِبٌ
محل نہ رہی ہے تو دونوں اعلان کر رہی ہے اور قاضی اس سے عمل کی بھی نہ کرے اور جب شوہر بیوی کے بچے کی نفی کرے ولا راع کے
الْوِلَادَةُ أَوْفَى الْخَبْلِ الْفُتَّانُ بَيْنَهُمَا وَكُنْخَ لَهْ أَلَّةُ الْوِلَادَةِ خَبْلٌ نَفَى وَلَا هُنَّ بِهِ
بعد اس سال میں جس میں مبارک اپنی نفی کی جاتی ہے اور سالانہ ولادت خرابا چاہتا ہے تو بھی صحیح ہے اور اس سے عورت سے اعلان کرے گا
وَإِنْ نَفَى نَفَى ذَلِكَ لِأَعْنِ زَيْنَتِ الشَّبِّ وَقَالَ أَبُو يُوسُفَ وَ مُنْخَمَرٌ وَحَبْلُهَا اللَّهُ يَصْغُ نَفَى لِي مُلْهُ
اور اگر اس کے بعد اس کی نفی کی تو حال کرے اور نسب ثابت ہوگا اور صاحب فرماتے ہیں کہ میت خاص میں بچے کی نفی کرنا صحیح ہے
الْفُتَّانُ وَإِنْ وَلَدَتْ وَلَدَيْنِ لِي بَطْنِي وَاجِدَ فَنَفَى الْأَوَّلَ وَالْعَوَّلَ بِالْثَانِي كُنْتُ نَسَبُهَا
اور اگر عورت بطن واحد سے دو بچے ہے اور شوہر بطن کی نفی کرے اور وہی کا قرار کرے تو دونوں کا نسب ثابت ہوگا
وَخَذَ الزَّوْجَ وَإِنْ اغْتَرَفَ بِالْأَوَّلِ وَنَفَى الْثَانِي كُنْتُ نَسَبُهَا وَلَا هُنَّ
اور شوہر کو حد ملے تو اگر بطن کا اعتراف کیا اور وہی کی نفی کی تو دونوں کا نسب ثابت ہوگا اور شوہر اعلان کرے گا

لغات کی وضاحت: قذفہ: تہمت۔ محشونہ: پاگل۔ الاخرس: گواہ۔ عقیدہ: بعد۔

وَالْمُسْكِرَةُ بَكَاحًا قَابِلَةً وَالْمُوطَرُوتُ بِسِتْنَيْهَا عِدَّتُهَا الْجَبْطُ فِي الْفَرْقَةِ وَالْمَرْءُ إِذَا
 نَسِيَ عِدَّتَ الْبَاحِ نَاسِيَ مَا دُونِهَا مِنْ عِدَّتِهَا وَنَسِيَ مَا دُونِهَا مِنْ عِدَّتِهَا وَنَسِيَ مَا دُونِهَا مِنْ عِدَّتِهَا
 عِدَّتُ مَوْلَى أَمِّ الْوَلَدِ عَلَيْهَا وَأَوْعَفُهَا فَعِدَّتُهَا ثَلَاثُ جَهَنَّمَ وَإِذَا عَاتِ الطَّبَعُ عَمِي أَمْرًا
 أَوْ لَدَا ۖ وَهِيَ بَارِيَّةٌ وَأَمَّا كَوْنُهَا فِي عِدَّتِهَا فَهِيَ كَوْنُهَا فِي عِدَّتِهَا وَهِيَ كَوْنُهَا فِي عِدَّتِهَا
 وَهِيَ كَوْنُهَا فِي عِدَّتِهَا أَنْ تَضَعُ خَلْفَهَا هِيَ حَدَثُ الْخَبْلِ بَعْدَ الْمَوْتِ فَعِدَّتُهَا أَرْبَعَةٌ
 رِجَالٌ يَمُرُّونَ بِهَا وَهِيَ كَوْنُهَا فِي عِدَّتِهَا وَهِيَ كَوْنُهَا فِي عِدَّتِهَا وَهِيَ كَوْنُهَا فِي عِدَّتِهَا
 أَشْهُرَ وَخُمْسُهَا أَيْامٌ وَإِذَا خَلَقَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ فِي خَالِ الْخَبْلِ لَمْ يَنْتَهِيَا لِحَيْصِهِ الْفَرْقِ
 وَهِيَ كَوْنُهَا فِي عِدَّتِهَا وَهِيَ كَوْنُهَا فِي عِدَّتِهَا وَهِيَ كَوْنُهَا فِي عِدَّتِهَا وَهِيَ كَوْنُهَا فِي عِدَّتِهَا
 رَفَعَتْ لَهَا الطَّلَاقَ زَاوًا وَعَلَيْهَا الْمَعْدَةُ بِسِتْنَيْهَا عِدَّتُهَا عِدَّةُ أُخْرَى تَذْخُلُ
 طَائِفَتَانِ يَمُرُّونَ بِهَا وَهِيَ كَوْنُهَا فِي عِدَّتِهَا وَهِيَ كَوْنُهَا فِي عِدَّتِهَا وَهِيَ كَوْنُهَا فِي عِدَّتِهَا
 لَعْنَتَانِ لِيَكُونَ مَاتَرَاهُ مِنَ الْخَبْلِ فَخَيْسًا مِنْهَا خَيْسًا وَإِذَا نَقَضَ الْعِدَّةُ
 شَرَّعًا هِيَ كَوْنُهَا فِي عِدَّتِهَا وَهِيَ كَوْنُهَا فِي عِدَّتِهَا وَهِيَ كَوْنُهَا فِي عِدَّتِهَا وَهِيَ كَوْنُهَا فِي عِدَّتِهَا
 الْوَلَدِ وَنَهَى تَكْمِلَ لَدَانَةٍ فَعِدَّتُهَا نِسَاءُ الْعِدَّةِ الثَّانِيَةِ وَالْعِدَّةُ الْعِدَّةُ فِي الشَّكْلِ
 حَرَّمَ جَمَاعَةً أَوْ دَارَ عِدَّتِهَا هِيَ كَوْنُهَا فِي عِدَّتِهَا وَهِيَ كَوْنُهَا فِي عِدَّتِهَا وَهِيَ كَوْنُهَا فِي عِدَّتِهَا
 حَبِيبُ الطَّلَاقِ وَفِي الْمَرْأَةِ عَقِبُ الْوَفَاءِ فَإِنْ لَمْ تَعْلَمْ بِالطَّلَاقِ أَوْ الْوَفَاءِ حَتَّى مَضَتْ مَدَّةُ الْعِدَّةِ
 حَرَّمَ كَيْفَ عِدَّتِهَا وَهِيَ كَوْنُهَا فِي عِدَّتِهَا وَهِيَ كَوْنُهَا فِي عِدَّتِهَا وَهِيَ كَوْنُهَا فِي عِدَّتِهَا
 فَقَدْ انْقَضَتْ عِدَّتُهَا وَاعْدَةُ فِي الشَّكْلِ عَقِبُ الْوَفَاءِ عَقِبُ الْوَفَاءِ عَقِبُ الْوَفَاءِ عَقِبُ الْوَفَاءِ
 وَهِيَ كَوْنُهَا فِي عِدَّتِهَا وَهِيَ كَوْنُهَا فِي عِدَّتِهَا وَهِيَ كَوْنُهَا فِي عِدَّتِهَا وَهِيَ كَوْنُهَا فِي عِدَّتِهَا

نَحَاتُ فِي عِدَّتِهَا:

الحجران: خُرُوجُ كَيْفَ آزَادُ عِدَّتِهَا - الْمَدَّةُ: زِيَادَةُ عِدَّتِهَا بِمَنْ عِدَّتِهَا فِي عِدَّتِهَا - الْحَبْلُ: حَبْلٌ.

تَرْجُومَةُ تَوْضِيحِ

اِسْتِحْضَاءُ كَيْفِ عِدَّتِهَا وَغَيْرِهِ كَاذِرُ

وَالْمَرْءُ إِذَا خَلَقَ امْرَأَتَهُ فِي خَالِ الْخَبْلِ لَمْ يَنْتَهِيَا لِحَيْصِهِ الْفَرْقِ
 نَظَرُ كَيْفِ عِدَّتِهَا فِي عِدَّتِهَا وَهِيَ كَوْنُهَا فِي عِدَّتِهَا وَهِيَ كَوْنُهَا فِي عِدَّتِهَا وَهِيَ كَوْنُهَا فِي عِدَّتِهَا
 وَنَعْلُوكَ الْوَلَدِ أَوْ امْرَأَتِهِ فَعِدَّتُهَا ثَلَاثُ جَهَنَّمَ وَإِذَا عَاتِ الطَّبَعُ عَمِي أَمْرًا
 جَانِبُهَا وَهِيَ كَوْنُهَا فِي عِدَّتِهَا وَهِيَ كَوْنُهَا فِي عِدَّتِهَا وَهِيَ كَوْنُهَا فِي عِدَّتِهَا
 رَفَعَتْ لَهَا الطَّلَاقَ زَاوًا وَعَلَيْهَا الْمَعْدَةُ بِسِتْنَيْهَا عِدَّتُهَا عِدَّةُ أُخْرَى تَذْخُلُ
 طَائِفَتَانِ يَمُرُّونَ بِهَا وَهِيَ كَوْنُهَا فِي عِدَّتِهَا وَهِيَ كَوْنُهَا فِي عِدَّتِهَا وَهِيَ كَوْنُهَا فِي عِدَّتِهَا
 لَعْنَتَانِ لِيَكُونَ مَاتَرَاهُ مِنَ الْخَبْلِ فَخَيْسًا مِنْهَا خَيْسًا وَإِذَا نَقَضَ الْعِدَّةُ
 شَرَّعًا هِيَ كَوْنُهَا فِي عِدَّتِهَا وَهِيَ كَوْنُهَا فِي عِدَّتِهَا وَهِيَ كَوْنُهَا فِي عِدَّتِهَا
 الْوَلَدِ وَنَهَى تَكْمِلَ لَدَانَةٍ فَعِدَّتُهَا نِسَاءُ الْعِدَّةِ الثَّانِيَةِ وَالْعِدَّةُ الْعِدَّةُ فِي الشَّكْلِ
 حَرَّمَ جَمَاعَةً أَوْ دَارَ عِدَّتِهَا هِيَ كَوْنُهَا فِي عِدَّتِهَا وَهِيَ كَوْنُهَا فِي عِدَّتِهَا
 حَبِيبُ الطَّلَاقِ وَفِي الْمَرْأَةِ عَقِبُ الْوَفَاءِ فَإِنْ لَمْ تَعْلَمْ بِالطَّلَاقِ أَوْ الْوَفَاءِ حَتَّى مَضَتْ مَدَّةُ الْعِدَّةِ
 حَرَّمَ كَيْفَ عِدَّتِهَا وَهِيَ كَوْنُهَا فِي عِدَّتِهَا وَهِيَ كَوْنُهَا فِي عِدَّتِهَا وَهِيَ كَوْنُهَا فِي عِدَّتِهَا
 فَقَدْ انْقَضَتْ عِدَّتُهَا وَاعْدَةُ فِي الشَّكْلِ عَقِبُ الْوَفَاءِ عَقِبُ الْوَفَاءِ عَقِبُ الْوَفَاءِ عَقِبُ الْوَفَاءِ
 وَهِيَ كَوْنُهَا فِي عِدَّتِهَا وَهِيَ كَوْنُهَا فِي عِدَّتِهَا وَهِيَ كَوْنُهَا فِي عِدَّتِهَا وَهِيَ كَوْنُهَا فِي عِدَّتِهَا

شعشعہ جیٹا اور دھواں کی خاطر باہر نکلے اور موصول معاشرہ کے لئے مجبور ہو جاتی ہے۔ اس کے برعکس مطلقہ ہائے ۱۹۹۱ء کے تحت اس کے واسطے نکلنے کی احتیاج نہیں، کیونکہ غلطی سے شوہر مردا رہا ہے۔

وَلَا يَجُوزُ أَنْ يَسْلَمَ الزَّوْجُ الْمَخ. وہ شخص جس نے اپنی بیوی کو طلاق دینی دے دی ہو اس سے لئے یہ دست فسخ نہ دے وہ اس کو اپنے ساتھ سفر میں لے جائے۔ حضرت امام زکریاؒ دست قرار دیتے ہیں۔ اس اختلاف کی بنیاد واصل یہ ہے کہ حائضہ اپنے ساتھ سفر میں سہ ماہیت کو رجعت قرار نہیں دیتے۔ اس لئے کہ یہ ضروری نہیں کہ اپنی منکوحہ جس کے ساتھ سفر ہو، جگہ آدمی اپنی قرینی عورتوں مثلاً ماں، بہن، بیویہ کے ساتھ سفر کی کرے۔ سفر کی تعلیم مفقود اور نکاح سے ساتھ نہیں۔ اس واسطے بھی سفر باعث رجعت نہیں۔

انہم خبر اسے رجعت تو کر دیتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ اسے تو تمہارے جاننا ہے ماحوہر کھنڈی کی دلیل و علامت ہے۔ اس واسطے کہ اسے اپنے ماحوہر کھنڈے کا ارادہ نہ ہو تو سطر میں ماحوہر نہ لکھا اور اس سے دوسری بنی قمار کے کھنڈے نہیں سطر میں نہ جاننا غلط معاہدہ ہے۔

وَيُفْتَنُ نَسَبُ وَلَدِ الْمُطَلَّاقِ الرَّحْمِيَّةِ إِذَا خَالَثَ بِهِ لَسْتَيْنِ أَوْ أَكْثَرَ لَمْ يَقْرَأَ بِإِقْضَاءِ عَلَيْهَا
اور مقدمہ ہے کہ بچہ کا نسب ثابت ہو جاتا ہے جب اسے ۱۱ سال یا زیادہ میں سے کسی ایک سے کوئی اور اپنی ہمت کے گزرنے کا اقرار کرے
وَإِنْ خَالَثَ بِهِ لِأَقْلٍ مِنْ سَتَيْنِ كَيْتَ نَسَبُهُ مِنْ زَوَّجَتِ بْنِ زَوْجِهَا وَإِنْ خَالَثَ بِهِ لَا تُكْفَرُ مِنْ سَتَيْنِ
اور اگر ۱۱ سال سے کم میں اسے بچہ تو اس کا نسب اس سے ثابت ہو گا اور اگر سات سے زیادہ ہو گا۔ یعنی اگر ۱۱ سال سے زیادہ میں اسے بچہ
كَيْتَ نَسَبُهُ وَكَانَتْ رَجْعَةً وَالصَّبَوَةُ يَكُونُ نَسَبُ وَلَدِهَا إِذَا خَالَثَ بِهِ لِأَقْلٍ مِنْ
تو اس کا نسب ثابت ہو گا اور یہ رجعت ہوگی اور بچہ حلال ہے۔ اگر بچہ کا نسب ثابت ہو جائے گا جب وہ ۱۱ سال سے
سَتَيْنِ وَإِذَا خَالَثَ بِهِ لِمَعْلُومٍ سَتَيْنِ مِنْ بَنَاتِ الْفُرْقَةِ لَمْ يَكُنْ نَسَبُهُ إِلَّا أَنْ يَذْهَبَ الزَّوْجُ
تو نہیں ہے اگر جب اسے فرقت کے دن سے چار سے ۱۱ سال میں بچہ تو اس کا نسب ثابت نہ ہو گا۔ یہ کہ اس کا نام اس کا کوئی کرے
وَيُفْتَنُ نَسَبُ وَلَدِ الْمُتَوَلَّى عَنِهَا زَوْجُهَا فَإِنَّهُ الْوَلَدُ وَبَيْنَ سَتَيْنِ وَإِذَا انْفَرَقَتِ الْمُفْتَنَةُ
اور متول سے بچہ تو زوجہ کے بچہ کا نسب ثابت ہے اور ۱۱ سال کے درمیان تک (بچنے میں) ثابت ہو جائے گا اور جب مقدمہ اپنی ہمت
بِإِقْضَاءِ عَلَيْهَا ثُمَّ خَالَثَ بَوْلِدَ لِأَقْلٍ مِنْ سِتَّةٍ أَشْهُرَ كَيْتَ نَسَبُهُ وَإِنْ خَالَثَ بِهِ لِسِتَّةٍ أَشْهُرَ لَمْ يَكُنْ
کے گزرنے کا اقرار کرے کہ اگر وہ چار سے کم میں بچہ تو اس کا نسب ثابت ہو جائے گا اور اگر بچہ چار یا کم میں بچہ تو اس کا نسب ثابت نہ ہو گا

تشریح و توضیح: نسب ثابت ہونے کا بیان

و نسبت نسب و ولد المطلقه الرجعیۃ النسخ۔ فرماتے ہیں کہ روایت جسے طلاق پر مبنی مبنی ہوگی، تو جس وقت تک وہ مقررہ نہ کرے کہ اس کی عدت گزاری ہو، یہی طلاق، بعد و شر بہت ہے، یہی بہت النسب ہوگا۔ جہاں اگر کسی نے روایت کی کہ تم میں سے جو کہ چاہو یا تو وہ اسے شوہر سے ثابت النسب ہوگا۔ اور تم دونوں متبع حال کے باعث ملحق ایک دوسرے بن جائے گی۔ اور یہی کہو دو برس کے بعد جنم دینے پر بھی چلی گی۔ شوہر سے ثابت النسب ہوگا۔ اس لئے کہ یہ استحقاق طلاق سے بعد، و نہ اسے اب مسلم کو نہ کسی قیمت سے۔ چاہے کسی طرح یہ خیال کیا جائے گا کہ وہ جوہر قرار ہو کہ اس میں شرط یہ ہے کہ عدت نہ مقرر نہ کر چکی ہو کہ اس کی عدت پوری ہو چکی۔

والمستوفى بذات نسب ولدها الخ. اگر کسی محرمت جسے طلاق یا نکاح کی جائیگی تو اس سے گھر میں بچہ نہ پڑے گا تو وہ شہر سے ثابت النسب ہو گا اس لئے کہ اس کا نکاح کائن موجود ہے کہ جو نہ طلاق محرمت عامہ ہو۔ درجہ اس تک نسب ثابت ہو۔ نہ کہ تعلق سے اس

فرمان کا رد و قبول پر مناسب کو کتابت کرنے والا ہے لہذا حکومت نسب تو خود ہو چکا اب کھل اختیار تھا اس کی رو جی کماں کی تئیں ۱۱۷۱ھ کے یہ بچہ اسی صورت سے پیدا ہوا ہے اور اس کی تحدید و ایام کی گواہی سے ہو سکتی ہے۔ یہ دیکھا ہے جیسا کہ نکاح و زواج اور رہنے کی صورت میں حکومت نسب کے واسطے کھل و ایام کی گواہی کافی ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ سب عدت فراموش و فراموش رہتا ہے۔ مگر اصل ایک جگہ عدت و زواج فراموش نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ عدت کے وضع کھل کے مترادف کے ساتھ عدت ہوتا ہے نہ حق۔ پھر اس جگہ لفظ حکومت نسب کی اختیار ہے اور اس کے لئے نصاب شہادت مکمل ہونا چاہئے۔

وَإِذَا نَزَلَ بِكَ الْخُلُوعُ. اگر کوئی شخص کسی عورت سے نکاح کرے اور پھر نکاح کے دن سے حساب لگانے پر اس نے چاہا کہ تم میں سے جو شخص بابت النسب نہ ہوگا اس لئے کہ اصل کی تم سے نفرت نہ چاہا ہے۔ پس اس کا نکاح سے پیسہ کا ہونا ناجائز ہوگا۔ اور جو ماہی اس سے زیادہ میں ہونے پر شوہر سے ثابت النسب ہوگا۔ بشرطیکہ شوہر اقرا اور یا سکوت کرنا اور شوہر بچہ کی پیدائش کا منکر ہو تو یہ ایک عورت (دوسرے) کی گواہی سے ثابت النسب ہوگا۔

اَلْاَكْفَرُ مَلِكُ الْاَحْمَلِ سِتَانُ وَاَقْلَهُ سِتَةُ اَهْلِهِ وَاِذَا طَلَّقَ اِمْرَاَتَهُ فَلَا عِدَّةَ عَلَيْهَا وَاِذَا
اور حمل کی اکثر مدت دو سال اور اقل مدت چھ ماہ ہے اور بیوی اسے کو طلاق دے تو اس پر عدت نہیں ہے اور اگر
لَزَوْجِجَ الْفَصْلُ مِنَ الزَّوْجِ بَازَ الْفِكَاحِ وَلَا يَحْكُمُا حَتَّى تَضَعَ حَمْلَهَا
زنا کے مثل وہی عدت نکاح کرے تو نکاح جائز ہوگا اور اس سے وہی نہ کرے یہاں تک کہ وہ جس حمل کرے

تشریح و توضیح: حاصل کی زیادہ اور کم مدت کا ذکر

والکثر مدۃ الخمل، مستحب الحج۔ اس پر سب کا اتفاق ہے کہ حمل کی کم سے کم مدت چھ مہینے ہے۔ البتہ حمل کی زیادہ سے زیادہ مدت کیا ہے؟ اس کے بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ احناف فرماتے ہیں کہ حمل کی زیادہ سے زیادہ مدت دو مہینے ہے۔ اس لئے کہ فہم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں ہے کہ حمل دو مہینے سے زیادہ نہیں دیکھا یہ بات ظاہر ہے کہ اگر ایسا مضمون حضرت عائشہ نے رسول اکرم ﷺ سے ہی سنا ہے۔ یہ روایت مرفوعہ نہ ہونے کے باوجود درجہ اول مرفوع کے ہے۔ حضرت یحییٰ بن زبیر سے حمل کی زیادہ سے زیادہ مدت تین مہینے مرفوع ہے۔ حضرت امام شافعی چار مہینے کہتے ہیں۔ حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد کا معروف مسلک اسی طریق کا ہے۔ حضرت امام مالک سے تو ایک روایت پانچ مہینے کی بھی ہے۔ حضرت ذہبی سے بھی چھ مہینے مرفوع ہے۔

وإذا طلق فمضى خفية فلا عدة عليها إلح. یعنی ذبحہ پر طلاق کے بعد عدت لازم نہیں۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ نے فرماتے ہیں۔ جہذا طلاق کے بعد اس سے دوسرے شخص کا نکاح درست ہوگا۔ خواہ نکاح کرنے والا مسلمان ہو یا ذی۔ فتح القدیر وغیرہ میں اسی طرح ہے۔ اس پر یہ افہام کیا گیا کہ ایک مسلمان کے لئے فوری طور پر اس سے نکاح کیسے جائز ہو سکتا ہے جبکہ وہ عجب حد کا اعتقاد رکھتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ عدت کے وجوب کا حکم اس کے لئے اور مدار سے مسلمانوں کے لئے ہے۔ مگر غیر مسلم اس کے وجوب کا اعتقاد نہیں رکھتا۔ البتہ اگر ذی غیر مسلم (بہوئی یا عسائی) کا اعتقاد وہ عجب حد کا ہو تو اس صورت میں عدت کے وجوب ہونے کا حکم ہوگا۔ اور فوری طور پر اس سے نکاح جائز نہ ہوگا۔ لہذا ابو حنیفہؒ وہاں مجتہد کیسے ہیں کہ ان کے دلائل اسلام میں ہونے کی وجہ سے بہر صورت عدت واجب ہوگی۔

وإن تزوجت الحامل من الزنا حلال النكاح الطبع. اور ایسی عورت جس نے زنا کے باعث استقرام حاصل ہو گیا ہو مرد وہ کسی سے نکاح کرے تو بوجہ حمل بھی اس کا نکاح درست ہوگا۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ اور حضرت امام شافعیؒ بھی فرماتے ہیں لیکن اس نکاح کرنے

اے لوگو! تم جو اس بات پر متفق ہو کہ تم کو ایک دوسرے کا مالک ہے، اس لئے کہ رسول اکرم ﷺ نے بیچ و خرید سے پہلے تم کو اس بات پر متفق فرمایا ہے، اے لوگو! تم کو اس بات پر متفق فرمایا ہے کہ تم کو اس کے لئے اس سے بیعت ہو، اس لئے کہ تم کو اس بات پر متفق فرمایا ہے کہ تم کو اس کے لئے اس سے بیعت ہو۔

کتاب النفقات

نفقات کے احکام کا بیان

النفقة واجبة للزوجة علی زوجها مسلمة كانت أو کافرة إذا
 قاتل بولی اپنے مال کے لئے شوہر پر واجب ہے (شوہر کا مال اس کے لئے واجب ہے اگر وہ کافر ہو)
 سلمت نفسها فی غیرہ فعليه نفقتها وکفرتها بشرط ذلك بعدلهم خیمًا مؤسراً
 وہ خود اپنے لئے غیر پر نفقہ دے گا تو شوہر پر اس کا نفقہ نہ ہو گا مگر اس کے لئے اس کے مال سے انشاء ہو گا شوہر
 کون الزوج أو مفسر من صنعت من تسليبه نفسها حتی یقطعها نفقته فلها النفقة وان
 (اگر وہ کافر ہو تو شوہر پر اس کا نفقہ نہ ہو گا مگر اس کے لئے اس کے مال سے انشاء ہو گا شوہر
 بشرط فلا نفقة له حتی یغزو إلى سبيله وان كانت ضعیفة لا یستمتع بها فلا نفقة لها
 (اگر وہ کافر ہو تو شوہر پر اس کا نفقہ نہ ہو گا مگر اس کے لئے اس کے مال سے انشاء ہو گا شوہر
 وان سلمت ائمه نفسها وان كان الزوج ضعیفاً لا یغزو علی شوطنی والنفقة کسيرة علیها
 (اگر وہ کافر ہو تو شوہر پر اس کا نفقہ نہ ہو گا مگر اس کے لئے اس کے مال سے انشاء ہو گا شوہر
 النفقة من ماله واذا طلق الرجل امراته فلها النفقة والسکنی فی عهدها وجعل کان
 (اگر وہ کافر ہو تو شوہر پر اس کا نفقہ نہ ہو گا مگر اس کے لئے اس کے مال سے انشاء ہو گا شوہر
 أو ماله ولا نفقة للموتوی عنها زوجها وأکل نفقة حادث من قبل نفقة سقيمة فلا
 (اگر وہ کافر ہو تو شوہر پر اس کا نفقہ نہ ہو گا مگر اس کے لئے اس کے مال سے انشاء ہو گا شوہر
 نفقة لها وان طلقها ثم ردت نفقتها وان مکنت ابن زوجها من نفسها
 (اگر وہ کافر ہو تو شوہر پر اس کا نفقہ نہ ہو گا مگر اس کے لئے اس کے مال سے انشاء ہو گا شوہر
 فان کان بعد الطلاق قلب النفقة وان کان فی الطلاق فلا نفقة لها واذا حبس المرأة فی دینی أو عصبها
 (اگر وہ کافر ہو تو شوہر پر اس کا نفقہ نہ ہو گا مگر اس کے لئے اس کے مال سے انشاء ہو گا شوہر
 رجل مکرها فذهب بها الرخصت مع غیر معزوم فلا نفقة لها ولا یغزو علی شوطنی الزوج
 (اگر وہ کافر ہو تو شوہر پر اس کا نفقہ نہ ہو گا مگر اس کے لئے اس کے مال سے انشاء ہو گا شوہر
 فلها النفقة ونفرض علی الزوج نفقة لخدمها اذا کان مؤسراً ولا یغزو ولا یغزو فی غیره
 (اگر وہ کافر ہو تو شوہر پر اس کا نفقہ نہ ہو گا مگر اس کے لئے اس کے مال سے انشاء ہو گا شوہر
 وان کان بعد الطلاق قلب النفقة وان کان فی الطلاق فلا نفقة لها واذا حبس المرأة فی دینی أو عصبها

ہوئی حضرت فاطمہ زہراؑ کی روایت کا معاملہ نویدِ ایت جہت نہیں بن سکتی۔ اس لئے کہ صحابہ کرام مات و مدفون تھے ہیں۔ معصیت مکرانے اس کے متعلق تو کیا کہ ہر کتاب فقہ اور حدیث رسولؐ کا ایک ایسی صورت کہ کہنے کی بناء پر اس میں کسی کرشمے جس کے بارے میں یہ نہیں کہو بات مخصوص نہ کی جاتی ہے۔ نہیں مگر جو صورت قریش کے باعث قید میں ڈال دی جائے یا کوئی شخص اسے زندہ کسی غصب کر کے لے جائے یا وہ غیر غم کے ساتھ حج کرے تو ان سب صورتوں میں اس کا لفظ شرع پر رد واجب ہوگا۔ اور اگر وہ بدو اور کوشور کے کمرے میں ہو تو اس کا لفظ واجب ہوگا۔ صورت اگر دشمن داروں سے ایک دیر چاہے تو شہر پر اس کے لئے رہائش کا ایک انتظام ضروری ہے۔

وَالزَّوْجُ أَنْ تَنْتَعِ وَالْغَنَاءُ مِنْ غَيْرِهِ وَأَهْلُهَا مِنَ الْقَدْحُولِ عَلَيْهَا وَلَا يَنْتَعِمُ مِنْ
 اور شرعی حیثیت سے نہ وہ اس کے والدین اور نہ شوہر کی اور نہ بیوی کے اجزاء کہ اس کے پاس آنے سے روکے اور ان کو اس کی
 انظارِ بلیغہ والا من کلابہم غنما فی انہی زلیب اختیار و من اعسر بفقہ اعزہ لم یفرق
 طرف دیکھنے سے اور اس کے ساتھ نہ کرنے سے جس جہت کی روچ ہیں نہ روکے اور جو شخص بیوی کے عقد سے خارج ہو جائے تو اس میں کوئی نہیں
 یبہنہا وبطلان لها مستدین غیبہ وإذا غاب الزوجین ولا مال من یفرع عن بغيرك به
 کیا کہنے کی بناء پر بیوی سے کیا کہنے کا تو اس کے لئے قریش لکھی اور جب مرد غائب ہو جائے تو اس کو بیوی آتی ہے یا اس کا مال ہو تو اس کا
 وَاَلزَّوْجِيَّةُ فَرَضُ الْقَاضِي لِمَنْ ذَلِكَ الْمَالُ نَفَقَةُ زَوْجَةِ الْغَائِبِ وَالْأَوَّلَةُ الصَّغِيرُ وَ
 اور بیوی ہونے کا صرف یہ تو فرض اس مال پر واجب نہیں کی بیوی ان کے چھوٹے بچے اور اس کے والدین
 وَالْبَنِي وَالْحَدَّ مِنْهَا كَفِيلًا بِهَا وَلَا يَقْضَى بِنَفَقَةٍ مِنْ مَالِ الْغَائِبِ إِلَّا لِبَهْوَاءٍ وَإِذَا
 عقد شہر گزرا اور بیوی سے اس کا ایک ماں سے لے کر ایک کے مال میں عقد ضرورت کرے تو اس میں بیوی کے لئے اور جب
 قَضَى الْقَاضِي لَهَا بِنَفَقَةِ الْأَعْيَانِ ثُمَّ انْهَزَ فَمَخَصَمَتُهُ ثُمَّ فِي نَفَقَةِ التَّوَسُّلِ وَإِذَا
 قاضی بیوی کے لئے اور اس کے عقد کا فعل کر دے پھر شوہر باوجود اس کے بیوی اس سے بھڑکے تو اس کے لئے والدین کا عقد ضرورت ہے اور جب
 مَنْهَضٌ مُدَّةٌ ثُمَّ يُطْلَقُ الزَّوْجُ عَلَيْهَا وَطَائِفَةٌ بِذَلِكَ فَلَا شَيْءَ لَهَا إِلَّا أَنْ يَكُونَ الْقَاضِي فَرَضَ
 کچھ مدت گزر جائے جس میں شوہر نے عقد نہیں دیا اور بیوی اس کا مطالبہ کرے تو اس کے لئے کچھ نہ ہوگا اگر یہ کہ قاضی نے
 لَهَا نَفَقَةٌ أَوْ صَالِحٌ مِنَ الزَّوْجِ عَلَى مَقَارِفِهَا فَيَقْضَى لَهَا نَفَقَةٌ مَانَعِي لَهَا مَاتَ
 اس کے لئے علامہ شریکؒ کا یہ بھی کہ شوہر کسی عقد پر حاضر نہ ہو تو اس کے لئے کہ عقد کا فعل نہ پائے گا کیونکہ اگر
 الزَّوْجُ بَعْدَ مَانَعِي عَلَيْهِ بِالنَّفَقَةِ وَمَنْهَضٌ شَهْرٌ سَقَطَتِ النَّفَقَةُ وَإِنْ كَسَفَهَا نَفَقَةٌ مَتَبَا
 شوہر اپنے ان عقد کا فیصلہ نہ کرے کے بعد مر جائے اور بیوی نہ کرے یا اس کا عقد نہ ہو جائے گا اور اگر شوہر ایک سال کے بعد بھگن ہو جائے
 ثُمَّ مَاتَ لَمْ يَسْتَرْجِعْ مِنْهَا شَيْءٌ وَقَالَ مُحَمَّدٌ وَجْهًا اللَّهُ يَخْشِبُ لَهَا نَفَقَةٌ مَانَعِي وَنَا
 پھر مر جائے تو بیوی سے کچھ نہ لیا جائے گا اور امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ بیوی کے لئے عقد تو اس کا عقد حسب ہوگا اور جو
 بَقِيَ لِلزَّوْجِ وَإِذَا تَزَوَّجَ الْعَدْلُ خُرَّةً لِعَقْطِهَا نَهْنٍ عَلَيْهِ يَتَابَعُ لَهَا وَإِذَا تَزَوَّجَ الرَّجُلُ أَمَةً
 مال سے اور شوہر کا بعد سے صلہ و محبت سے اس کا کچھ نہ لیا جائے گا کیونکہ اس کو جب آدمی کی بیوی سے نکاح کرے
 فَرَّاهَا مَوْلَاهُ مَتَبَا مَوْلَا فَطْلِبَ النَّفَقَةَ وَإِنْ لَمْ يَتَزَوَّجْهَا فَلَا نَفَقَةَ لَهَا عَلَيْهِ
 اور اس کا آقا بیوی شوہر کے کچھ نہ لے گا شوہر پر عقد ہوگا اور اگر اس کو شوہر کے کچھ نہ دے تو شوہر پر اس کے لئے عقد تو اس کو

نکات کی وضاحت: فرح: مقرر کرنا، تعیین کرنا۔ کفیل: ضمانت۔

تشریح و توضیح: بیویوں کے نفقہ کے کچھ اور احکام

ومن اھمھر بالنفقۃ لھم یفرق ینھما الخ۔ فرماتے ہیں کہ اگر خاوند بیوی کے نفقہ کو ادا نہ کرے تو باہر سے عاقرہ و مجبور ہو جائے تو قاضی اس کی وجہ سے ان دونوں کے درمیان عداوت قائم کر دے گا چاہے خاوند غائب ہو یا موجود، بلکہ قاضی عورت کو یہ حکم کرے گا کہ وہ کسی اور سے قرعہ کرے کہ نفقہ میں محسوب کرے اور اس قرعہ کا ادا کرے نہ کرے یا ادا کرے یا نہ کرے، امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک عورت کے اس صورت میں مطالبہ نفقہ پر قرعہ کر دینی جائز ہے۔ اس لئے کہ ارشاد: ہر بی عیالی ہے "فلانک بمعروف و نسیر" یا "بمخسران" (پھر خواہ کر لیا قاصر کے نزدیک خواہ مجبور، یا خوش منوالی کے ساتھ) اور ایسا کہ بمعروف عورت کے سوا سے عیالی کی ادا نہیں ہے، جب وہ اس سے مجبور ہو گیا تو ادا کرنے کا وہ اس کے لئے یہ بات چیت ہوگی کہ وہ اسے مجبور دے۔ پھر حضرت امام اہل سنت اس تعریف کو طلاق قرار دیتے ہیں، یہ حضرت امام شافعی و حضرت امام احمد کے نزدیک صحیح کہتے ہیں۔ منصف لڑتے ہیں کہ ارشاد ربانی "وان کان ذو عسرۃ فھذا الیٰ منسوخ" سے اس کی تائید ہی ہوتی ہے کہ جب فقراء و فاقہ تانہ و اندک اس میں نکاح نہیں ہو سکتا تو یہ بیویوں کی اولیٰ نکاحات نہ ہوگا۔

واذا طاب الرجل الخ۔ اگر یہ صورت ہو کہ خاوند موجود نہ ہو اس کی ماہل کی شخص کے پاس قرعہ یا عداوت ہو اور وہ شخص اس کا اقرب و محترم بھی کرے تو اس صورت میں قاضی صرف زحمت اور اس کے بھرنے (تالیخ) بچوں و والدہ کی کاغذ اس مانی سے مقرر کرے اس کی وجہ سے ایک ضمانت اس پر ملے گا کہ وہ یہ مسئلہ کرے گا کہ خاوند اسے نفقہ عطا نہیں کرے۔ نیز یہ عورت نہ طوری کی تاثر مانا۔ یہ دونوں طلاق یافتہ۔

واذا مضت مدۃ الخ۔ کوئی شخص کسی عورت سے نکاح کرے اور اسے ایک مدت تک نفقہ نہ دے۔ پھر یہی گواہی دے کہ عورت کی طلب ہو اور وہ کچھ نہ پائے گی۔ البتہ اس صورت میں گواہ کاغذ بنے گا کہ یہ نفقہ کاغذ کا مقرر کر دے یا عورت نفقہ کی کسی معین مقدار پر طرہ سے مصالحت کر لے گی پھر اگر خاوند اسے نہ دے تو ایک خواہ وہ قاضی نے نفقہ مقرر کیا ہو اور خواہ وہ کسی مقدار پر مصالحت نہ ہو تو یہ عورت بھی اس نفقہ پر نہ شوہر پر زور دے گی۔ جب یہ ہے کہ جس طرح میر کا زوج ہے چھٹک اسی طرح عورت کا بھی وہی ہے۔ نہ صرف فرماتے ہیں کہ میر سوائے بعد کا عیش ہے اور نفقہ عداوت و اہتساب کی چیز ہے اور مصالحت کا حکم ہے کہ ان پر بعد سے نفی کیست حاصل نہیں ہوتی اور دونوں میں سے ایک کے مرنے پر مرنے والا کوئی کا حکم کیا جائے۔

وان استلھما نفقۃ سبق الخ۔ اگر شوہر بیوی کو اس بھر کا نفقہ دے کے بعد عورت ہو جائے تو امام ابوحنیفہ و امام ابو یوسف کے نزدیک یہ باوجود نفقہ بیوی سے وہ بھی نہیں لیا جائے گا۔ اور امام شافعی کے نزدیک یہ بیوی سے نفقہ میں سے نفقہ حیات وضع کر کے باقی حساب سے واپس لے میں گے۔ اس لئے کہ نفقہ کا جوہر اہتساب کی بنا پر ہوا کرتا ہے۔ اور سال کی حقیقت سے نفی انکسار کے باعث عورت کو باقی نفقہ کا اختلاف نہیں ہوتا۔ امام ابوحنیفہ و امام ابو یوسف کا عقیدہ یہ ہے کہ نفقہ کا یہ طرح کا عقیدہ قرار دیتے ہیں۔ یہ وہ قاضی اور عیالی کی کرنے کے بعد بھی نہیں ہو سکتی۔

کتاب فقہ الخ۔ یعنی امام ابوحنیفہ کی اور بھی کی تا طرہ کا قاطر ویت کرے تا کہ میر یہ چند نکاح کے ساتھ شرط ہے (۱) نکاح نے یہ نکاح آؤ کہ ابونت کے بغیر کیا ہو۔ (۲) یہ نفقہ قاضی کا مقرر کر دے۔ (۳) قاضی اس کا جزیہ بنا مقیاد نہ ہو۔ اس لئے کہ اس

وَالْأُمُّ وَالْعَمَّةُ أَحَقُّ بِالْعَدَمِ حَتَّى يَمُوتَ كُلُّ وَاحِدَةٍ وَتُخْرِتَ وَاحِدَةٌ وَتُتَسَبَّحُ
 اور اس اور بن کے لئے اس وقت تک حقدار ہیں جب تک کہ وہ خود کھائے، پیے، پہنے اور احتیاج
 وَاحِدَةٍ وَتُخْرِتَ حَتَّى تَجُفَى وَمِنْ مَوْرِى الْأُمِّ وَالْعَمَّةِ أَحَقُّ بِالْعَدَمِ حَتَّى تَمُوتَ
 کرتے کہ جب مرے گی تو یہ وقت تک کہ آپ سے میل آئے گئے ہوں، اس اور بن کے علاوہ کسی ایک کی بار حقدار ہیں یہاں تک کہ وہ کھائے، پئے، پہنے اور احتیاج
 حَتَّى تَمُوتَ وَالْأُمُّ وَالْعَمَّةُ إِذَا عَصَتْ عَنْهُمَا وَهُمَا أَوْلَى بِالْعَدَمِ لِحَقِّ بَنِي الْأُمِّ كَالْعَمَّةِ وَ
 (مروسی کی) غلطی کرے، ہر کوئی کو جب بن کا آقا ہے، آقا اور عموں کو جب عموں کو اگر کسی جائے تو دوپہ کے حق میں مرد کو طرح ہے
 تَمُوتَ لِمَا لَمْ يَمُوتْ قَبْلَ الْعَمِّ حَتَّى فِي أَوْلَادِهَا وَالْعَمَّةِ أَحَقُّ بِوَلَدِهَا مِنْ زَوْجِهَا الصَّالِمِ
 اور ہماری اور ام والدہ کو تو مردی سے ملے گی کہ کوئی حق نہیں اور یہ عورت: یہ مسلمان نہ ہو تو یہ بہت ایسے پر کسی زیادہ حقدار ہے
 مَا لَمْ يَمُوتْ قَبْلَ الْوَلَدِ وَتُخَالَفُ عَلَيْهِ أَنْ يُلَاقِيَ الْكُفْرَ وَإِنْ لَمْ يَمُوتْ الْمَطْلُوعَةُ أَنْ تُخْرَجَ بِوَلَدِهَا
 جب تک کہ کسی عورت کو نہ کہے اور (جب تک کہ) اس پر کفر سے مانوس ہو جائے گا اور یہ نہ ہو، اور جب طلاق پہنچے پر کسی
 مِنَ الْمَضْرُوعِ فَلَيْسَ لَهَا ذَلِكَ إِلَّا أَنْ تُخْرَجَ إِلَى وَطَنِهَا وَقَدْ كَانَ الزَّوْجُ تَزَوَّجَهَا بِهَا وَاعْتَمَدَ عَلَى
 تحریرت باہر لکھنے کا ہمارا ہے تو یہ میں کے لئے نہ ہو جس کا یہ وہ اس کا اپنے وطن میں لے جائے جہاں تحریرت ہے، جہاں کیا تھا اور اس
 الرَّجُلِ أَنْ يَتَّكِلَ عَلَى بَوَائِيهِ وَأَخْذِهِ وَجَدَّاهُ إِذَا كَانُوا فُقَرَاءَ وَإِنْ خَالَعُوا فِي دِينِهِ
 پر لازم ہے کہ وہ اپنے والدین، اپنے دادا اور اس کی بیوی پر خرچ کرے، بلکہ وہ فقیر ہوں اگرچہ وہ اس کے دین میں اس کے خلاف ہیں
 وَلَا تَحِبُّ الْعَقْدُ مَعَ الْخِلَافِ الثَّلَاثِي إِلَّا لِلزَّوْجَةِ وَالْأُتَوِيهِ وَالْأَخْدَادِ وَالْحَدَثِ
 اور فقہ اختلاف دین کے ہوتے ہوئے واجب نہیں سوائے بیوی، والدین، دادا، بھائی
 وَالْوَلَدِ وَوَلَدِ الْوَلَدِ وَلَا يُشَارِكُ الْوَلَدُ فِي تَقْفِي بَوَائِيهِ أَخَذَ وَاسْتَفْعَى وَاجِبَةٌ لِكُلِّ دِينٍ رَجَعِ
 بیوی اور بیوی کے کہنے اور بچے کے ساتھ اس کے والدین کے فقہ میں کوئی ٹھیک نہ ہوگا اور فقہ ہر دین میں
 مُخْتَلَفٌ جَدَّ إِذَا كَانَ ضَعِيفًا فَطَرًّا وَكَامَتْ أَمْرًا نَالِفَةً فَطَرًا أَوْ كَانَ ذَكْرًا زَيْنًا فَوَلَدُ عَمِّي
 فقہ کے لئے واجب ہے جب کہ وہ چھوٹے اور مادر ہیں یا عورت اور دادا یا کوئی اور بیوی یا عورت
 فَطَرًا يَحِبُّ ذَلِكَ عَلَى بِقَدَارِ الْفَرَادِ وَتَحِبُّ نَفَقَةُ الْوَلَدِ وَالْأُمِّ وَالْأُمِّ وَالْأُمِّ عَلَى
 دادا، بھائی، یہ فقہ بعد عیادت واجب ہو گا اور بائیں لڑکی اور بیوی لڑکے کا عقد اس کے
 أَبَوَيْهِ إِلَّا عَلَى الْآبِ الْفَقِيرِ وَعَلَى الْأُمِّ الْفَقِيرِ وَلَا يَحِبُّ نَفَقَتَهُمْ مَعَ الْخِلَافِ لِلْبَنِي وَ
 والدین پر بطریق الحاکم واجب ہو گئی باپ پر دو تہائی اور ماں پر ایک تہائی اور ان کا عقد اختلاف میں کے ہوتے ہوئے واجب نہیں اور
 لَا تَحِبُّ عَمِّي فَطَرًا وَإِذَا كَانَ لِأُمِّ الْفَقِيرِ مَالٌ فَصَلَّى عَلَيْهِ بِنَفَقَةِ أَبَوَيْهِ وَإِنْ دَاغَ أَبَوَاهُ فَتَضَاعَتْ فِي تَقْفِيهَا جَزْ
 فقہ پر واجب نہیں اور جب مایہ ہے کہ تم مال دو تہائی پر والدین کے فقہ و حکم کیا جائے گا اور اگر اس کے والدین ہیں تو اس کا سامان اپنے فقہ
 جَدَّ أَبِي عَمِّيَّةٍ وَجَعَهُ اللَّهُ وَإِنْ دَاغَ الْبَقَارُ لَمْ يَحِبُّ وَإِنْ كَانَ لِأُمِّ الْفَقِيرِ مَالٌ فِي يَدِ أَبَوَيْهِ
 میں فقہ دینی تمام مایہ کے ہاں جائز ہے اور اگر زمین فقیر تو چھوٹا عیب ہے گا ماں والدین کے فقہ میں ہر
 فَانْفَقَ بَنُو لَمْ يَضَعُوا وَإِنْ كَانَ لَمْ يَدِ الْفَقِيرِ فَانْفَقَ عَلَيْهِمَا بِقَدْرِ بَنِي الْفَقِيرِ
 اور اس میں سے خرچ کر لیں تو خاموشی نہ ہوں گے اور اگر اس کا مال کسی کے پاس ہو اور اس پر قاضی کی اجازت کے بغیر خرچ کر دے تو اس میں

حضرت امام محمدؑ ایک روایت کے مطابق ابو ہریرہؓ کی روایت کے لئے بھی یہ حکم ہے کہ وہ ان کے پاس نو سال کی عمر سے زیادہ تک نہ رہے گی۔
محمدؑ کی یہ قول یہ ہے کہ بالغہ ہونے تک حق پرورش رہے گا۔

تفسیر: یہی کی قرابت حق، ضمانت میں شہرہ کی قرابت پر مقدم ہوگی۔ اسی وجہ سے بعض فقہاء مخالف کہلاتی ہیں پر مقدم قرار دیتے ہیں اور اپنے استدلال کی تائید میں یہ حدیث پیش کرتے ہیں۔ "العقلان والذی" (خالد) (گوبالماں (حق) ہے)۔ یہ روایت ابو ہریرہؓ اور غیرہ میں موجود ہے۔ اور نہ کو عدلی، لیکن پر مقدم کرنا ذریعہ شفقت کی بناء پر ہے کہ خال کو لیکن کی اولاد سے قدرتی طور پر زیادہ قلبی تعلق رکھتا ہوتا ہے اور وہ زیادہ شفقت و محبت کا پیراؤ کرتی ہے۔

والاخذ اذا اعتصمها مولاهما الخ۔ اگر آقاؑ اپنی (خالص) بائنی و ام والدہ کا کسی سے نکاح کر دے اور گھر سے اس کے چہرہ ہوجائے۔ اس کے بعد آقاؑ سے طلاق نکلائی سے آزاد کرے تو اس صورت میں اس بائنی کا حکم آزاد کرنا سے ساہوکار اور ہوگی آزاد کرنا کی طرف اس کی پرورش کی حق ہوگی۔ البتہ یہ شک ہے بائنی یا ام والدہ طلاق سے آزاد نہ ہو جائیں انہیں بچہ کا حق پرورش (وغیرہ) حاصل نہ ہوگا۔

والحیة حق بولسھا الخ۔ فرماتے ہیں کہ مسلمان شہر کے محتالین کے ذمہ عورت کو اس وقت تک حق پرورش دے کہ وہ بچہ تک ادیان کو سمجھے نہ سکے اور یہ ضرور نہ ہو کہ وہ فکری یا جانب راغب ہو جائے گا۔ اتنا شعور ہونے پر بچہ کا مسلمان ہو جائے لے لے لے لے۔ کیونکہ شعور کے بعد غیر مسلم ماں کے پاس رہے جسے ماں کے سامنے بچے میں داخل جانے کا قوی اندیشہ ہے۔

وعلى الرجل ان ينفق على ابويه الخ۔ جو شخص خود صاحب استطاعت ہو تو اس پر خلیفہ والدین ۱۰ تا ۱۲ تالی نو رواد اولاد کی کا نقد لازم ہے۔ والدین کو خالص پر کا دوسری کوئی نہ ہوں۔ مگر ان کے ضرورت مند ہونے کی صورت میں نیچے کا ان پر قریح کرنا واجب ہے۔ یہ کیونکہ نقد کا خیال نہ کیجئے کی صورت میں اوکھانے کے عجب میں مبتلا ہوں گے اور نیچے پر دلوں سے وضع ضرورت واجب ہے۔ یہ فقہ والدین کے علاوہ دوسرے رشتہ داروں کا نہیں۔ یہ زیادہ کوئی ہدایہ میں باقی طرح ہے۔

وان مخالفة فلي الدہن الخ۔ یعنی اگر بالفرض زوجہ ماں، باپ، والدہ، والدہ اور بیٹے پوتے کا دین اس سے تنگ ہو تب بھی ان کے ضرورت مند ہونے پر ان کا نقد اس پر واجب ہوگا۔ اور انکشاف دین کی وجہ سے یہ وجوب ساقط نہ ہوگا۔ یہ خصوصیت ان کی ذکر کردہ اصول و فروع کی ہے۔ ان کے علاوہ دوسرے رشتہ داروں کا یہ حکم نہیں بلکہ اختلاف دین کی وجہ سے ان کا نقد بھی واجب نہ رہے گا۔ مسلمان پر نافر کے نقد کا اور کافر پر مسلم کے نقد کا وجوب نہ ہوگا۔

انما كان صخرًا قبيحًا الخ۔ یعنی برائے ذی رحم محرم کا نقد جو صغیر اور فقیر و غنی مسکین سوا ہر ای طرح بالغہ ناراض کی کا نقد اور محتاج محروم دنیا کا نقد نہ کیا مقدار کے اعتبار سے اس پر واجب ہوگا۔

وجب نفقة الابنة البالغة والابن الزمن علی ابويه اطلاق الخ۔ یعنی ذمہ والدین کی اور محتاج بیٹے کا نقد و تہائی والد اور ایک تہائی والدہ پر واجب ہوگا۔ اس جگہ کوئی پکا اختلاف نہ کرے کہ اس سے قبل یہ کہا جا چکا ہے کہ نقد اولاد کا جو بے صرف والد پر جہاں اس جگہ والدین پر وجوب ثابت کر رہے ہیں۔ دراصل ماں کا سبب یہ ہے کہ اس سے نفس جو حکم بیان کیا گیا ہو تو ظاہر الریاست کی بنیاد پر تھا اور اس جگہ ذکر کردہ حکم فصاحت کی روایت کی بنیاد پر ہے۔

وان دایع ہوا معاف الخ۔ اگر کسی کے والدین نقد کی محتاج کے باعث اس کے سامان کو فروخت کر ڈالیں تو یہ درست ہے اور اس بارے میں ان سے شرعاً کوئی بائز نہیں نہ ہوگی۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ یہی فرماتے ہیں۔ البتہ ان کا زمین پچا درست نہ ہوگا۔ فقہاء

عَلَى الْأَخِيرِ بِالْخُرُوبَةِ سَمِعَ الْعَبْدَ الْبُكَارِ وَاجِبَ فَهُمَا فِي لَحْيِهِ مُؤَبَّرَيْنِ كُنَّا نَقُولُ مُفَسِّرَيْنِ عِنْدَ
 زَادِي كِي كَوْنِ دَسَ قَامَ صَاحِبُ كِي اِي غلام اِن مِل سے ہر ایک کے لئے اس کے حصہ میں سعادت کرے خواہ وہ بد رہوں
 اَبِي سُبَيْفَةَ وَقَالَا اِنَّ كُنَّا مُؤَبَّرَيْنِ فَلَا بَسَافَةَ وَاِنَّ كُنَّا مُفَسِّرَيْنِ سَمِعَ لَهْمَا وَاِنَّ كُنَّا
 بِدَارٍ اور مائتین فرماتے ہیں کہ وہ دھار ہوں تو سعادت نہ ہوگی اور اگر بد رہوں تو رتوں کے لئے سعادت کرے کہ اور اگر
 أَخَذَ خُفَا مُؤَبَّرًا وَالْأَخِيرُ مُفَسِّرًا سَمِعَ بِلْمُؤَبَّرِ وَلَقَدْ بَسَعَ الْفُضْبُ
 اِن میں سے ایک باہر ہو اور دوسرا عکسیت تو باہر کے لئے سعادت کرے اور عکسیت کے لئے سعادت نہ کرے
 لغات کی وضاحت:

سَمِعَ: غلام کا آواز کرنا یا الہامی آواز کرنے والا۔ مؤسّر: پیچھا لگانے والا۔ الخیار: اختیار۔ معسر: غلبہ۔

تشریح و توضیح: غلام کے بعض حصے کے آزاد کرنے کا ذکر

وَأَمَّا عَنْ النُّوَلِيِّ بَعْضُ خَدَّيْهِ الْخ. اگر کسی شخص نے پورا غلام آزاد کرنے کے بجائے اس کے کچھ حصہ کو آزاد کر دیا تو
 حضرت امام ابوحنیفہؒ اسے صحیح قرار دیتے ہوئے اتنے ہی حصہ کے آزاد ہونے کا حکم فرماتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ وہ غلام اپنے باقی ماندہ
 حصہ کی آزادی کی خاطر مسک کرے گا۔ مثال کے طور پر اگر وہ غلام برادر ہو تو اس کی قسمت والا ہو اور آگے اس کا نصف حصہ آزاد ہو تو وہ باقی
 سو روپے نہ کرے گا کہ اس کا وہ حصہ آزاد ہو جائے گا۔ امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ اور امام مالکؒ امام شافعیؒ امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ غلام کا کچھ
 حصہ آزاد کرنے پر وہ مسرور آزاد ہو گا اور غلام پر بھی لازم نہ ہوگی۔ یہ حکم دراصل اس بنیاد پر ہے کہ جس طرح بالادق آزادی یا تجوی نہیں
 ہوتی، فقہ اسی طریقہ سے آزاد کرنے کی بھی تجویز نہ ہوگی اور اس کے ٹکڑے نہ ہوں گے۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ اس کے جواب میں فرماتے
 ہیں کہ عقاب لکھ دے اور اسے ختم کرنا ہے، اس لئے کہ ایک کو اپنا حق ختم کرنے کا اختیار ہے اور مکملوں میں اس کی کمیّت ہے اور ملک میں تجوی
 ہوتی ہے تو اسی طرح اس کے آزاد میں تجوی ہوگی۔

وَأَمَّا كَانِ الْعَبْدَ بَيْنَ شَرِيكَيْنِ الْخ. اگر ایک غلام میں دو شریک اشخاصوں میں سے ایک اپنے حصہ کو آزاد کر دے تو اس
 صورت میں آزاد کرنے والے کے مالدار ہونے پر دوسرے شریک کو حق رہے گا کہ خود وہ اپنا حصہ بھی آزاد کر دے ورنہ آزاد کر نے والے
 شریک سے اپنے حصہ کی قیمت کے بقدر رمضان وصول کر لے یا اس غلام سے کسی کرائے کی کمائی کرے اس کے حصہ کی قیمت دیدے۔ اور آزاد
 کرنے والا مالدار جو کچھ دوسرا شخص خلیانہ لے گا بیکڑے سے یہ حق دے گا کہ خود اپنے حصہ کو بھی خلیانہ لے لے اور اسے آزاد کرے اور خود غلام سے کسی
 کرائے۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ بھی فرماتے ہیں۔ امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ آزاد کرنے والا مالدار جو کچھ دوسرا شریک اس سے
 خلیانہ لے لے اور عکسیت ہے تو غلام سے ہی کر لے۔

وَأَمَّا اشْرَاكَ حِلَّانِ ابْنِ أَحَدِهِمَا الْخ. اگر ایک بیوی کو دو آدمی مل کر ایک غلام خریدیں یا دو بچہ دو آدمی دونوں میں سے کسی ایک
 کا لالہ لکھ تو حضرت امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ باپ کے حصہ کو کسی خلیانہ کے بغیر آزاد کر دیا جائے گا۔ اور امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ امام
 مالکؒ امام شافعیؒ اور امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ باپ پر خلیانہ لازم آئے گا۔ اس واسطے کہ اس کا خریداری میں شرکت کر ہی اسے آزاد کر دیا
 کہتا ہے۔ تو کو یہ اس نے حصہ شریک کو فاسد کر دیا۔ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک انحصار علم تعدی کے سبب پر ہوگا۔ اور اس جگہ تعدی کا وجہ نہیں۔

فَلَيْسَ بِمُذْنِبٍ وَمُخَوَّرٌ بَيْنَهُ فَبَيْنَ عَمَاتِ الْمُعْمَلِي عَنِي لَصَفَةُ الْبُشَى ذَكَرَهَا عَنِي حَمْدًا يَغْنِي الْفَضْلُ
 قَوْلُهُ هَذَا كَيْسٌ يَكُونُ كَيْسًا جَائِزًا أَوْ كَرَاهًا فَهِيَ مَفْتُوحَةٌ عَلَى هَذِهِ الْأَقْوَامِ وَهِيَ كَمَا جَاءَ فِي
 تَشْرِيحِ وَتَوْضِيحِ:

باب الفصل الرابع: انوار اللمع: اس کے معنی انوار سوچنا، انظار کرنے، درخورد کرنے کے آتے ہیں۔ اور اصطلاحی اعتبار سے عام کے تحت آزادی سے حکمران ہونے کو اپنے مرنے کے ساتھ مطلق کرنے کا نام ہے۔ نبی آقا اگر ظالم سے خطاب کرتے ہوئے اس طرح کہے کہ میرے انتقال پر تو صحت آزادی سے حکمران رہے تو اسے نہ مقرر دیا جائے گا اور اس پر ہر کے احکام کا ظالم ہوگا۔ احساناً اور حضرت امام مالک سے اس بارے میں فرماتے ہیں کہ تو اس کو کھٹ کر جائز نہ سمجھ کر درست اور نہ تصحیح صحیح۔ حضرت امام شافعی اور حضرت امام حنفی فرماتے ہیں کہ اگر وہ صانع ہو تو کھٹ کر صحیح درست ہے۔ ان کا مسئلہ بخاری و مسلم میں مروی حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہے کہ ایک انصاری صحابی جو مقروض تھے ان کا ایک مدبر غلام رسول اکرم ﷺ نے آٹھ سو دراهم میں بیچ کر ارشاد فرمایا کہ ان دراهم سے اپنے قرض کی ادائیگی کرو۔ حنفی کا مسئلہ امام تعلی میں مروی حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کی یہ روایت ہے کہ یہ کوئی نہ اخت نہیں۔ یہ کہیں اور، اچھا! نہ کہ سے آزاد قرار دیا جائے گا۔ یہی حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔ یہ قَوْلُهُ ذَا اسما پر محسن کریں گے یا اس کا تعلیق نہ برحقہ سے ہوگا اور یا اس سے مراد جابر کے متعلق ہوں گے۔

فَلَنْ يَخْلُقَ الْخَبِيرُ صَوْبَهُ الْخَبْرُ: یہاں صاحب کتاب ایسے مدبر کا نام بیان فرما رہے ہیں جو عقیدہ ہو اور اس کے آزاد ہونے کا تعلیق آگے کے اشعار سے نہ ہو بلکہ ذکر کردہ زمانہ وصف کے مطابق مرنے سے ہو۔ مثال کے طور پر آگے کہ اگر میں ای مرضی ای مرضی یا غریب یا غلام مرضی نہ ہو جائوں تو قوطقہ غلامی سے آزاد ہے۔ مدبر حقیقہ کا چھانچھان مطلق ہے۔ نہ روایت کرنا اور یہ مدبر جائز ہے۔ اس لئے کہ نمونہ ای طرح آگے بیان کردہ تفصیل کے مطابق اس کا اشعار غیر یقینی ہے اس کے برعکس مدبر غیر حقیقہ اس کی آزادی کا قائل آگے کے اشعار سے ہوتا ہے خواہ انتقال کسی بھی طرح ہو۔

بَابُ الْإِسْتِيلَادِ

أُمُّ وَلَدٍ كَيْسٌ كَمَا بَيَّانُ

أَوَّلًا وَلَدَتْ أَلَانَةَ مِنْ مَرْحَلَا فَهَذَا صَارَتْ أُمُّ وَلَدٍ لَهُ لَا يُخَوَّرُ لَهُ بَيْنَهَا وَلَا نَسَبُهَا
 بَابُ بَيِّنَاتٍ أَيْ كَمَا تَكُونُ قَوْلُهُ اس کی ماں اور جائے گی اب اس کیسے نہ اس کی کھ جائے۔ اس کی تصحیح
 وَلَدٌ رَاطِنًا وَاسْتَبْدَلَهَا وَاجْتَنَبَهَا وَلَا يَحْتَبُ نَسَبٌ وَلَدَهَا
 اس میں کہیں اس سے بدل کر اس سے عدت لینا اسے مراد ہی پر ہے اس کا (کسی سے) نکاح نہ کرنا چاہیے۔ اس کے بچہ کا نسب ثابت نہ ہوگا
 إِلَّا أَنِّي بَعَثْتُ فِيهِ أَلَمًا فَإِنَّ جَاءَتْ بِوَلَدٍ بَعْدَ ذَلِكَ فَتُحْتَسِبُ مِنْهُ بِغَيْرِ الْوَدَادِ فَإِنَّ نَعَاةَ
 تالیف کرنا اس کا اعتراف کرنا۔ بخیر و کراں کے بعد (آپ اور) بچہ اپنے تئیں اس کا نسب آگے سے اس کے اقرباء کے بغیر ثابت ہوگا اور اس کی بی بی سے

انہی بقولہ وان زواجہا فجعلت بولہ فہو فی شکم امیہ واذا مات النملی عطف
 تو اس کے قول کی وجہ سے مگر جو جائے گا اور اس کی شادی کر دی جائے گی اس نے بھی جس رات اور ایساں کے قسم میں اور اگر جب قاسم جائے تو باقی
 من جمیع النمل ولا تلزمہا البیضاء للفریاء ان ثمان غنی النملی ذین واذا وطئ الویلل افعہ علیہ
 کہ مال سے اور اگر ہائے کی صورت میں فراہوں کے لئے سچاے لازم نہ ہوگی اگر تو کہہ دے کہ وہ بولہ کی آدمی دوسرے کی بیعت سے
 ینکاح قولہ منہ ثم ملکها صارت ثم ولہ لہ واذا وطئ الالب بخاریۃ امیہ
 اور اگر ساتھ ہی کہے بعد اس سے کہ چنے پر شوہر میں کا مالک ہو جائے تو اس کی مملکت ہو جائے گی اور جب یہ سچ ہو جائے گی۔ یہی کہہ کرے
 فصارت بولہ فاذا غاہ ثبت نسبہ منہ وصارت ام ولیلہ و علیہ قیمتها و لیس علیہ غفرھا
 اور وہ بچے پر اپنی کا کوئی کرے تو اس کا نسب اس سے ثابت رہے گا اور اس کی ام اور بولہ کی اور جب اس کی قیمت ہوگی اور اس کا نسب ہوگا اور
 لا قیمۃ ولبعہ وان وطئ اب الالب مع بغیہ الالب لم یثبت نسب منہ وان کان
 نہ اس کے بچے کی قیمت اور اگر دادا نے باپ کے ساتھ بیٹے کی تو اس سے نسب ثابت نہ ہوگا اور اگر
 الالب منہ یثبت النسب من العبد کما یثبت النسب من الالب وان کان اب النملی بن شریکین
 باپ مرید ہو تو نسب دادا سے ثابت ہو جائے گا بچے باپ سے ثابت ہوتا ہے اور جب باقی دو شرکوں میں شریک ہو
 فصارت بولہ فاذا غاہ أخذھما ثبت نسبہ منہ وصارت ام ولیلہ و علیہ نصف
 اور وہ بچے نے اور اس میں سے ایک اور کا کوئی کرے تو اس سے اس کا نسب ثابت ہو جائے گا اور اس کی ام والد ہوگی اور اس پر نصف
 غفرھا ونصف قیمتها و لیس علیہ شیء من قیمۃ ولذہا وان اذغیہا منہا ثبت نسبہ
 مرید نصف قیمت ہوگی اور اس کے بچے کی قیمت اس سے واجب نہ ہوگی اور اگر دونوں اس کا کوئی کریں تو اس کا نسب
 منھما و کتاب الامۃ ام ولہ لکما و علی کل زوجۃ منھما نصف العہر و نقاشا بقالہ
 بقالہ سے قیمت ہو جائے گا اور ہر دونوں کی ام والد ہوگی اور اس سے ہر ایک پر نصف ہوگا اور اس میں سے ہر ایک نے لے کر ساتھ مرید سے ہر ایک کے
 علی الآخر و تبرت الابن من کل زوجۃ منھما حیث ابین کامل وھما یوفان منہ حیث اب واحد
 اور بچہ اس میں سے ہر ایک سے بیٹے کی پوری میراث کا وارث ہوگا اور وہ دونوں اس بچے کے وارث ہوں گے ایک باپ کی میراث کے
 واذا وطئ النملی بخاریۃ منکاتبہ فصارت بولہ فاذا غاہ کان عندہ المکاتب ثبت نسبہ منہ
 اور جب آدمی نے مکاتب کی باقی سے لے کر اسے اور وہ بچے پھر آقا اس کا کوئی کرے گا کہ مکاتب اس کی بیعت کر دے۔ یہ اس سے واجب نہ ہوگا
 وکان علیہ عفرھا و زینۃ ولذہا ولا نصیب ثم ولہ لہ وان کفیت المکاتب فی التنبی لم یثبت نسبہ منہ
 اور آقا یاں کا مرید اس کے بچے کی قیمت واجب ہوگی اور باقی اس کی ام والد نہ ہوگی اور اگر مکاتب اس کی بیعت کر دے تو اس کا نسب اس سے ثابت نہ ہوگا

لغات کی وضاحت: علق: میرداداں۔

تشریح و توضیح:

باب الاستیلا الخ۔ از روئے لغت استیلا کے معنی طلب والد مور۔ الاوی آورہ کے آتے ہیں۔ خواہ یہ خواہی اور ناجی
 منکوحہ سے جو بیابا علی سے اگر اصطلاح فقہاء کے اعتبار سے یہ عرق حق کے ساتھ مخصوص ہے۔

اذ ولدت الامۃ من مولاہا الخ۔ باقی کے ساتھ آقا کا کے منسبت ہونے پر استقرار حاصل ہوجائے اور وہ بچہ کو منکوحہ سے جو

آقا کی ام ولد بن جائے گی اور اب اس کا قسم یہ ہے کہ نہ تو اسے فردات کر دے اور نہ ہوگا اور نہ شریک درست ہوگی۔ اس سے کہہ کر امام فاضل میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ام ولد کی بیچ کی ممانعت فرمائی۔ علاوہ انہی مؤامہام کا ملک میں حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ جو باندی اپنے آقا کے غلام سے بچ کر خود سے توڑاں کا آقا سے بیچے اور نہ لی گو یہ کہتے ہیں تاہم اس سے انتفاع کرے۔

ثبت نسبہ بغير اقرار الخ۔ فرماتے ہیں کہ ام ولد کے دوسرے بچے کا جہاں تک تعلق ہے اس کے لئے یہ ضروری نہیں کہ "اقرار کرے۔ بلکہ وہ اس کے اثر کے بغیر حق اس سے ثابت النسب ہوگا جہاں پہلے کے نسب کے اس سے بہت ۱۲ گنا انھار اس کے اثر پر ہے۔ نام مالکہ رانام ہاشمی اور امام احمد کے نزدیک اگر آقا سمیٹے ہوئے کا اقرار کرے تو کسی بچے کے بغیر ہی وہ اس سے ثابت النسب ہوگا۔ اس واسطے کہ صرف متعویج عی سے جو کہ مجتہد تک پہنچانے والا ہے ثبوت نسب ہو جاتا ہے تو صحبت سے بدرجہ ولی و ثابت النسب ہوگا۔ حنفی کا مستند بخاری کی یہ روایت ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ باندی کے ساتھ مجسٹری کرتے تھے۔ وہ حاملہ ہو گئی تو حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ یہ میرا نہیں۔ اس لئے کہ مجسٹری سے میرا مقصود شہرت کو پورا کرنا تھا۔ یہی حاصل نہیں۔

ثم مکعبہ صوات ام ولد الخ۔ کوئی شخص دوسرے کی باندی کے ساتھ مجسٹر ہو اور وہ بچہ کو جنم دے، اس کے بعد وہ شخص کسی غریب ان باندی کا مالک ہو جائے تو اسے امی کی ام ولد قرار دیں گے۔ اس لئے کہ بچے کے نسب کا جہاں تک معاملہ ہے وہ مجسٹری سے اس سے ثابت النسب ہوگا قرآن عی کے اس کی ام ولد ہونے کا بھی ثبوت ہو جائے گا۔

وإذا نکحت النجاریۃ بین شریکین الخ۔ اگر کسی باندی کی حکمت میں دو آدمی شریک ہوں اور وہ بچہ کو جنم دے، پھر ان میں ایک اس کا بی بی ہو کر وہ اس کی ام ولد ہے تو اس صورت میں بچہ اس سے ثابت النسب ہوگا۔ اور باندی کو کسی کی ام ولد قرار دیں گے اور دونوں کرنے والے پر ادھام مسل اور باندی کی آدمی قیمت کا وجوب ہوگا، بابت بچہ کی قیمت کا وجوب نہ ہوگا۔ اور اگر ایسا ہو کہ دونوں ہی شریک اس کے دوسرے وار ہوں تو اس صورت میں نسب کے دونوں ہی سے ثابت ہونے کا حکم ہوگا اور یہ باندی دونوں شریکوں کی ام ولد قرار دی جائے گی۔ اور دونوں پر آدمی صحر مسل کا وجوب ہوگا اور ان میں باہم مقاصد ہو جائے گا، یعنی دونوں شریک اپنے اپنے حق و آجی میں شیخ کر لیں گے، اور بچہ کا جہاں تک تعلق ہے اسے دونوں سے ہی بیٹے کی کی کافی وراثت ملے گی اور ان دونوں کو باپ کا سہارہ ملے گا۔

فلان صدقہ فام کتاب الخ۔ اگر ایسا ہو کہ کسی نکاح کا آقا اس کی باندی کے ساتھ صحبت کرے اور وہ بچہ کو جنم دے اور آقا مدعی ہو کہ بچہ اس کا ہے۔ اور نکاح بھی آقا کے قول کی تصدیق کرے تو اس تصدیق کے باعث بچہ آقا سے ثابت النسب ہوگا۔ اور آقا پر واجب ہوگا کہ وہ بچہ کی قیمت اور باندی کے صحر مسل کی ادائیگی کرے اور باندی اس کی ملکوت نہ ہونے کی بنا پر اس کی ام ولد قرار نہیں دی جائے گی اور اگر نکاح آقا کے قول کی تصدیق کرنے کے بجائے غلط کرے تو اس کے اس دعوے کو کہ یہ بچہ اس کا ہے تصدیق قرار دے تو اس صورت میں بچہ کا نکاح آقا سے ثابت النسب نہ ہوگا۔ جب یہ ہے کہ نکاح کے کسب کا جہاں تک تعلق ہے اس کے اندر سے اس کے آقا کو تعریف کا حق اور انکار حاصل نہیں۔ نیز اس صورت میں ثبوت نسب کے لئے یہ بگڑا ہے کہ نکاح بھی اس کے قول کی تصدیق کرے، ورنہ اس کا کوئی بے سود ہوگا۔

کر دے تو حنفی مآخذ سے آزاد ہے۔ اب اگر غلام اس شرط کو قبول و منظور کرتے ہوئے اس شرط کو چھوڑ کر دے تو آزاد ہو جائے گا۔

وہ جو آزادانہ بشرط انصاف الفسخ یعنی مکاتبہ جاتے ہوئے اگر آقا کا بیٹا ہو کر نہ لے کر شرط کر لے تو اسے بھی درست کہا جائے گا۔ اور اگر یہ شرط کرے کہ تجھ کو تمہارا باکرہ سے شہوان میں دیدے تو یہی لازم ہو کر اس کا کرنا ضروری نہیں تو یہ شرط بھی درست ہوگی۔ در اس کا تہیت کے جائز ہونے میں خدام کا باقی ہونا شرط نہیں، اگر باقی مانع نہیں مگر با شہوان اور خرید و فروخت کو سمجھنے والے غلام سے مکاتبہ کر لے تو یہ بھی درست ہوگی۔ مگر مکاتبہ کے درست ہونے پر آقا سے تصرف سے درگاہ تک کا اور باقی شرط اور غیرہ میں خود مختار ہوگا۔ البتہ آقا کی ملکیت کا دائرہ بدلنا کتابت برقرار ہے گی۔

وہ جو آزادانہ البیع والشراء والفسخ الفسخ مکاتبہ کے واسطے یہ جائز ہوگا کہ وہ بیع و شراء کرے و فسخ کرے۔ اس لئے کہ کتابت کا اثر یہ ہے کہ غلام کو تصرفات کے اعتبار سے آزادی حاصل ہو جائے اور وہ اس میں آقا کا یا بندہ رہے اور یہی صورت میں ممکن ہے جبکہ اسے مستقل طریقہ سے اس طرح کے تصرف کا حق حاصل ہو جس کے نتیجہ میں وہ بدل کتابت کی ادائیگی کر کے تصرف سے آزادی سے بہکنا شروع کرے۔ مگر یہ بھی اسی زمرہ میں داخل ہے۔

ولا یجوز لہ الفروج الا باذن المولی الفسخ فرماتے ہیں مکاتبہ کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنا اجازت آقا کا نکاح کرے۔ یہ یہ ہے کہ اسے اس طرح کے کاموں کی اجازت دینی جتنی بدل کتابت اور اسے آزادی سے بہکنا ہونے میں اس کے مددگار ہوں اور تنہا کے باعث وہ زہرہ کے قتل اور مرد و عورت کی قریش پر جائے گا اور یہ اس کے مکمل استعداد میں رکھنا دینا جائیگا۔

فان ولد لہ ولذا من اصاب الفسخ اگر یہ اس کو کہ باندی مکاتبہ کی بچہ کو ختم کرے اور مکاتبہ دینی نسب ہو تو اس بچہ کو زمرہ کنیت میں شمار کیا جائے گا اور یہ جو کہ لے گا وہ اسے مکاتبہ ہوگا۔ اس لئے کہ بچہ کا حکم اس کے مولیٰ کا سا ہے۔ جو جس طرح نسب کے دعوے کے سلسلہ میں اس کی آغا دہرائے مکاتبہ ہے، اسی طرح بعد دہرائے نسب بھی اس کی تر رانی جائے گی۔

فان زوج المولی عہدہ من اعبہ الفسخ اگر وہ اس کو نکالا اپنے غلام کا نکالا دینی یا باندی کے ساتھ کرے، اس کے بعد وہ انہیں مکاتبہ بنا دے یا مرد و باندی بچہ کو ختم کرے تو بچہ کو ماں کے زمرہ کنیت میں شامل فرما دیں گے۔ اس لئے کہ بچہ کا جہاں تک قطع ہے وہ خود غلامی پر لا آزادی، دونوں میں اسے وہ کا تابع قرار دیا جائے گا۔ اور یہ بچہ جو نکالے گا اس کی بھی مستحق ماں ہوگی۔ اس لئے کہ اس کا انتہائی باپ سے جڑ کر ہے۔

وان وضی المولی مکنتہ الفسخ اگر باپ کسی مکاتبہ باندی کے ساتھ آقا تہیت کرنے یا یہ اس کے بچہ یا خود اس پر یا مال پر از کتابت کرے تو قاقا ہر تادان کا زہرہ ہوگا کہ مکاتبہ کرنے پر ہر شخص اور اگر اسے گا اور جہاں باندی الفسخ کی عقل میں ادائیگی دیتے اور جہاں بالمال کی عقل میں اس بیوہ دینی یا تہیت مال دے گا۔ اس لئے کہ کتابت صرف بالذات اور تصرف بالانتفاع کے اعتبار سے آقا کی ملکیت سے خارج ہو جاتا ہے۔

وانما اشترى المکتوب الفسخ اگر کوئی مکاتبہ اپنے والد یا اپنے لڑکے کو خریدے لے تو اس مکاتبہ کے تابع اور وہ بھی زمرہ کنیت میں داخل فرما دیے جائیں گے۔ اس لئے کہ وہ مکاتبہ میں اگر چہ آزاد کر کے کی اہلیت میں موجود نہیں مگر کم سے کم مکاتبہ کرنے کی اہلیت ضرور موجود ہے۔ کیا اس کا یہ کہ مکاتبہ صلیہ دینی ہو کر لے جائے گی۔ ایسے ہی اگر وہ اپنی ذمہ داری بچہ خریدے تو بچہ کو بھی زمرہ کنیت میں داخل قرار دیا جائے گا اور اس کے واسطے یہ جائز ہوگا کہ وہ ام ولد کو فروخت کرے۔ اس میں اس کے کتبہ کے درست نہ ہونے میں اسے کچھ متاثر ہوگی۔

[illegible][illegible][illegible][illegible]

میں کی میرے آؤں نے دانے کی کوئی کھال اس کی مستحق نہوں۔ اگر آپ کو پسے آما کر نے لے لگا تھا، جو چاہے جو چاہے
 خود مرے اس کی میرا نے کی مستحق آؤں کر نے لے لی تھی۔ وہ لگی

اودھن، راجہ، من مسموت پر ہے کشل کے نورس، وہی عورت کلاں اور بنات کے جہ اسلام سے بھرا دار الحرب بیچ جاتے اور ان بیچ سے بھرہ جند خاں سے آزار دہا جاتے، اس سے بھرہ و اسلام قبول کر کے دارالاسلام آجاتا، اور پھر جہاد کا مقابلہ کرنے کے قواب، بنی داؤلی، شترق و بھرہ میں ہوئی۔

ابو حزمہؓ کے ساتھ اپنی عزت اپنے غلام کو کاٹنے کی آواز دے دیتا۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے غلام کو کاٹنے کی آواز دے دینے سے منع کیا۔

وإذا ترك المولى أماً وأولاداً أبيه فليترك ثمنها لأمه ولأولاد أبيه فإن لم يكن له أولاد فليترك ثمنها لأمه ولأولاد أبيه وإن لم يكن له أولاد فليترك ثمنها لأمه ولأولاد أبيه وإن لم يكن له أولاد فليترك ثمنها لأمه ولأولاد أبيه

لغات کی وضاحت: ولا، عزت نامہ، غفل، جہل، بے ہوشی۔

تشریح و توضیح: ولایت و امامت سے متعلق تفصیلی احکام

وہاں تک کہ عالمی اصلاح انراہم قرار دیتے ہوئے انھیں جلا کر کھانے کی اور پھونکی ہوئی صورت میں اڑا دینے کے ارادہ کیا۔ یہ تھیں وہ جو اسلام کے مخالفین تھے۔ انھیں جلا کر کھانے کی اور پھونکی ہوئی صورت میں اڑا دینے کے ارادہ کیا۔ یہ تھیں وہ جو اسلام کے مخالفین تھے۔ انھیں جلا کر کھانے کی اور پھونکی ہوئی صورت میں اڑا دینے کے ارادہ کیا۔ یہ تھیں وہ جو اسلام کے مخالفین تھے۔

شدہ جس صورت کا لاکڑا اس کا وارث ہے اور وہ اس قصاص کا بھی وارث ہے جس کا جوہر اس کے ہاتھ پر ہو تو یہ قصاص ساتھ قرار دیا جائے گا۔
 ولا یستوی الفیض الا بالسیف الخ عند اختلاف قصاص میں حکم یہ ہے کہ کھن کھار سے لایا جانے تو خونگن کر کے والا قتل شدہ کو بجائے کھن کھار کے ذریعہ نہ کرے۔ حضرت امام شافعی کے نزدیک اس طرح قصاص سے لایا ہوا ٹھیک اسی طرح اس کو بھی قتل کیا جائے مگر وہ قتل کا شروع ہونا شرط ہے۔ حضرت امام مالک، حضرت امام احمد، و اصحاب نواہر کا بھی یہی قول ہے۔ ان کا مسئلہ بخلاف اس قسم میں حضرت انس سے مروی یہ روایت ہے کہ ایک یہودی نے ایک یہودی کے سر کو دو ہتھکڑوں کے بیچ پکڑ لیا۔ اس سے پوچھا گیا کہ تم نے اسے تیرے ساتھ لایا کیا۔ کیا یہ وہی فلاں ہے کیا جی کہ یہودی کا مہل گیا تو اس نے سر کا نشانہ کیا۔ پھر یہودی کو لایا گیا تو اس نے اعتراض کیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کا سر اسی طرح کھینچے کا حکم فرمایا۔ اختلاف کا مسئلہ امام عقیلی وغیرہ میں مروی رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد ہے کہ قصاص بزرگوار ہی ہے۔ ہر ہاتھ دار ہونا روایت میں یہودی کے سر کھینچے کا ذکر تو اس کے متعلق بھی منقولہ فرماتے ہیں کہ یہ قصاص مائیک سیارۃ تھا یا اس کے بعد غشی کے باعث قتل۔

وَإِذَا قِيلَ الْمُكَاتَبُ عَقْدًا وَلَيْسَ لَهُ وَارِثٌ إِلَّا الْمَوْلَى فَلَهُ الْقِصَاصُ إِنْ لَمْ يَتْرُكْ وَلَهُ وَإِنْ تَرَكَ وَلَهُ،
 اور جب مکاتب ہذا قتل کر دیا جائے اور اس کا آٹا کے مولیٰ وارث نہیں تو اس کے لئے قصاص کا حق ہے اگر مکاتب علیٰ ذہب ہو اور اگر اسی چیز سے
 وَوَارِثُهُ غَيْرُ الْمَوْلَى فَلَا قِصَاصَ لَهُمْ وَإِنْ اجْتَنَبُوا نِصَحَ الْمَوْلَى وَفَاقِلَ غَيْرُ الْمَوْلَى لَمْ يَجِبِ الْقِصَاصُ
 اور آٹا کے ہوا اس آؤ کی روایت ہے تو اس کو قصاص کا حق نہیں مگر یہ آؤ آٹا کے ساتھ مل جائیں اور جب مرہون غلام قتل کر لیا جائے تو قصاص واجب نہیں ہوگا
 خُصِيْ بِمَنْعِجِ الرِّجْلِ وَالْعُرْفَيْنِ وَخُصِيْ عِرْخُ وَخَلَا عَقْدًا فَلَهُ قِيْلُ غَضَبٌ فِيْهِ حَاجِبٌ فِيْهِ خُصِيْ مَا فِيْ حَقِّهِ الْقِصَاصُ
 یہاں تک کہ راجح اور مرجح میں جو کچھ ہو جائے اور جس نے کسی کو قصاص لگایا اور وہ صاحب فرس رہا یا نہ تک کہ مر گیا تو اس پر قصاص واجب ہے

تشریح و توضیح: مکاتب اور مرہون غلام کے قتل پر احکام قصاص

وَإِذَا قِيلَ الْمُكَاتَبُ عَقْدًا الخ۔ اور جس مکاتب کے قتل کا مسئلہ چار شکلوں پر مشتمل ہے۔ (۱) اور چار شکلیں حسب ذیل ہیں۔
 (۱) کوئی شخص ایسے مکاتب کو موت کے گھاٹ اتار دے جو معاذہ کتابت اور آؤ کا مجوزہ جائے۔ (۲) ختنوں مکاتب کا آؤ کا کے سوا دوسرا
 وارث ہو۔ (۳) مکاتب ایسی حالت میں قتل کیا جائے کہ وہ معاذہ کتابت مجوزہ نہ ہو نہ اس کو کوئی دوسرا آؤ کا کے سوا مجوزہ ہو۔ (۴)
 مکاتب معاذہ کتابت بھی مجوزہ کرے اور آؤ کا اور وارث بھی۔ ان ذکر کردہ چار شکلوں میں کبھی شکل میں حضرت امام ابو یوسف کا قائل ہے
 قصاص لینے کا حکم فرماتے ہیں۔ امام غزالی قصاص لینے کا حکم فرماتے ہیں۔ ان کے نزدیک اس پر کیا تحقیق کا سبب الگ ہے۔ اس لئے کہ اگر
 مکاتب کا انتقال بحال آؤ کا ہی ہو تو اس صورت میں تحقیق کا سبب راجح اور ہرگز اور بحال غلامی انتقال کرنے پر طلب تحقیق کا سبب
 ہوگی، لہذا حاکم کے اندر شبہ پیدا ہو جانے کے باعث آؤ کا کو تحقیق قصاص نہ رہے گا۔ حضرت امام ابو یوسف اور حضرت امام ابو یوسف کے
 نزدیک دونوں صورتوں میں بھی طور پر قصاص کا تحقیق آؤ کا کو ہی حاصل ہوگا اور حکم کے اندر معاذہ علم کے باعث سب کا اختلاف قصاص دانہ
 ہوگا۔ دوسری صورت نمبر دوں صورتوں میں منقطع طور پر آؤ کا کو تحقیق قصاص ہوگا اس لئے کہ مکاتب کے معاذہ کتابت مجوزہ نہ ہو نہ اس سے
 عقوبت کتابت باقی نہ ہو اور اس کا انتقال بحال غلامی ہوا تو اس کے آؤ کا کو قصاص کا حق ہوگا۔ اور صورت نمبر میں منقطع طور پر قصاص نہ ہوگا۔
 اس واسطے کہ مکاتب تمام اس میں نقصان لگائے ہیں کہ مکاتب کا انتقال قسوت آؤ کا ہی ہو نہ ہو نہ اس سے اس کا انتقال غلامی نہ ہو نہ اس
 شہاد اور دلی قسوت میں نہیں کی بناء پر قصاص نہ رہے۔

واذا قلن عبد الرحمن رحمہ۔ اگر زیادہ کوئی شخص سر ہون تمام کو نقل کر دالے تو اس صورت میں تاؤ تھکدراہن در مہن آگئے۔
 ہوں سر ہون تمام کو نقل کرنے والے سے قصاص لینے کا حکم نہ ہوگا۔ اس لئے کہ مہن کو تو تمام پر ملکیت حاصل نہیں کہ اعتقاد فی قصاص ہو اور
 راہن کے ذوق و قصاص لینے پر حق نہیں کا سوحت ہو لازم آتا ہے۔ اس بناء پر دہنوں کی موجودگی یا نہ ہونے سے تا کہ حق مرتکب جس کی سر مہی سے
 مانند ہو سکے۔ امام بخاری نے زیادہ سر ہون تمام کے نقل کے عوض قصاص ہی واجب نہیں خواہ راہن در مہن دہنوں آگئے ہی نہ ہوں۔ سائیکہ روایت
 کے مطابق امام ابو یوسف بھی یہی فرماتے ہیں۔

ومن حرج رجلا الخ اگر کوئی شخص کسی کو اس قدر لٹی کر دے کہ وہ صاحب فراش ہو جائے اور اٹھنے کے باقی نہ رہے اور وہی
 کے باعث اس کا انتقال ہو جائے تو قصاص کا جواب ہوگا۔

وَمَنْ قَطَعَ يَدَ زَوْجِي غَفْلًا مِنَ الْبُطْطِلِ قَطَعْتُ يَدَهُ وَكَذَلِكَ الزَّوْجِلُ وَمَا وَنَ الْأَنْفِ وَ
 مَرِيضٍ نَ قَصْدًا كَسَى كَا تَحْمٍ بِطَبِّهِ سَ نَافَ قَاسَ كَا تَحْمٍ كَا جَا كَا اور اسی طرح پاؤں، سر، بچی اور
 الْأَذُنَ وَمَنْ حَبَسَ عَيْنَ زَوْجِي فَقَطَعْنَا فَلَا قِصَاصَ عَلَيْهِ فَإِنْ كَانَتْ قَابِلَةً وَتَغَبَّ حُؤُلُهَا
 کان (اکٹھم) ہے اور جس نے کسی کی آنکھ پر دھرا اور اس کا کان ڈالا تو اس پر قصاص نہیں ہیں اگر آٹھ کاٹم ہو اور اس کی رو تھنی چالی ہے
 فَقَلْبِهِ الْقِصَاصُ نَحْمِي نَهَ الْمَرْءَ وَنَجْعَلُ عَلَى وَجْهِهِ قُطْنَ رُطْبٍ وَتَقْبَلُ عَنْهُ بِالْمَرْءَةِ حَتَّى
 قَاسَ بِقِصَاصِ هَا لَے کے شیشہ گرم کیا جائے اور اس کے چہرے پر تر تولی دی جائے اور اس کی آنکھ کے سامنے شیشہ لپک جائے یا اس تک
 يَنْفَعُ حُؤُلُهَا وَهِيَ الشَّنُّ الْقِصَاصُ وَفِي كُلِّ شَيْءٍ يُعْمَلُ لَهَا الْقِصَاصُ وَلَا قِصَاصَ
 کہ اس کی رائی چلی رہے اور دانت میں قصاص ہے اور براس میں جس میں مرگت لگن ہو قصاص ہے اور ہڈی میں قصاص
 فِي عَظْمٍ إِلَّا فِي الْعَيْنِ وَالْأُذُنِ فَإِنَّهُ ذَوْنُ النَّفْسِ شَيْءٌ عَمِدٌ إِنَّمَا عَمِدٌ أَوْ عَمِدٌ أَوْ تَحْتَاطُ
 نہیں سوائے دانت، آنکھ، آنکھ، دوسرا شیشہ شیشہ ہو نہیں سکتا۔ وہ تو صرف لٹ ہے یا قضا
 وَلَا قِصَاصَ بَيْنَ الزَّوْجِلِ وَالْمَرْءِ فِيمَا ذُوْنُ النَّفْسِ وَلَا بَيْنَ الْخَيْرَةِ وَالْعَيْنِ وَالْأُذُنِ وَالْجَنْبِ وَالْجَنْبِ الْقِصَاصُ فِي
 اور مرد و عورت کے درمیان جان کے سوا میں قصاص نہیں اور نہ ذرا و غلام کے مابین اور نہ دغوب کے درمیان اور قصاص
 بِالْأُذُنِ بَيْنَ الْمَرْءِ وَالْمَرْءِ مَنْ قَطَعَ يَدَ زَوْجِي مَنْ تَغَبَّ الشَّيْءَ أَوْ جَوَاحِدَةً فَتَرَامِيهَا فَلَا قِصَاصَ عَلَيْهِ
 اعضاء میں شرم و کفر کے درمیان واجب ہے اور جس نے کسی کا ہاتھ منکبت کیلئے سے کا یا پتہ نہ کر کا اور اس سے پھا ہو گا تو اس پر قصاص نہیں ہے

انبات کی وضاحت:

المنفصل: باطنی، بظہر، الزجرجل: پاؤں۔ حارون: ذاک کا کہ وہ ناک کا زہر جسے حارون منجہ: زخم بڑی۔ لعمرو: دانت۔

تشریح و توضیح: بجز جان کے دوسری چیزوں میں قصاص

ومن قطع يده رجلي رحمہ یہ بات ذہنی نہیں ہے کہ اعضاء کے قصاص کے سلسلہ میں ایک کلی ضابطہ یہ ہے کہ وہ اعضاء جن
 میں تمام مخصوص دونوں کے قصاص۔ محدود میں مساوات ہو۔ سکتہ وہی حکم تھا کیا یا۔ گے گا اور جس جگہ یہ برابری نہ ہو سکے وہاں وہ جب قصاص
 نہ ہوگا لہذا اگر کوئی شخص کسی کے ہاتھ کو قطع اپنے سے کاٹ ڈالے تو کاٹنے والے کے ہاتھ کو کسی جگہ سے قطع کریں گے۔ اور کوئی شخص کسی کی
 ناک کے زہر میں اس کے ہر یا کان کو جوڑے گا تو کان کاٹنے والے کے واسطے بھی یہی حکم ہوگا۔

ومن صوبہ عین زجلہ ثم انزلت منی کسی کی آنکھ پرانی ضرب لگائے۔ اس کی آنکھ کل پڑے تو اس پر قصاص نہ ہوگا۔ اس واقعے کا اس میں راوی کی دعاوت غلط نہ تھا۔ وہاں ہے۔ ہر اگر آنکھ کل نہ ہو تو قصاص اس کی چال چالی رہی ہو تو اس صورت میں ممانعت ہو سکتی ہے۔ اگر قصاص واجب ہوگا۔ اس کی آنکھ یہ جب کہ مارنے والے کے چہرے پر تروائی دینی جائے گی۔ مگر اس آنکھ کے سامنے نرم شیشہ رکھائی گئی ہو تو نہ لگے گا۔

ولا قصاص بین الرجل والمرأة ثم انزلت منی کسی مرد نے عورت کا آنکھ میں سے کسی لہجہ کا ایک لہجہ کسی دوسرے لہجہ کی کٹھن یا پانی کا کٹھن اور تھوڑا حلقہ کاٹنے والے پر قصاص واجب نہ ہوگا۔ امامہ لہجہ امام شافعی امام احمد اور اس کی اپنی بتاتی فرماتے ہیں کہ ان تمام صورتوں میں قصاص کا وجوب ہوگا۔ اس واسطے کہ ان حضرت کے نزدیک یہ دو موقع جہاں جانوں کے کچھ وجوب قصاص ہوتا ہے۔ اول عداوت میں بھی وجوب قصاص ہوگا۔ اس لئے فرماتے ہیں کہ امضا کا تمام ان کا ساتھ اور اس واسطے ان کے درمیان ممانعت کی شرط غلط ہوگی۔ اور اگر مرد اور عورت کے بیچ ممانعت ہو تو قصاص کا بھی وجوب نہ ہوگا۔

وَإِذَا كَانَ يَذُفُّ الصَّفْطُوعَ صَبِيحَةً وَيَذُفُّ الْقَاطِيعَ شَاءَ أَوْ نَاقِصَةً الْأَصْبَعِ فَلَا يَخْرُجُ بِالْجَوَابِ
 تَوَارِكُ مَقْلُوعٍ كَأَمَّا مَجْعُوعٌ سَالِمٌ بِهِ أَوْ قَطِيعٌ كَأَمَّا مَجْعُوعٌ بِهِ أَوْ مَقْلُوعٌ كَأَمَّا مَجْعُوعٌ بِهِ أَوْ
 شَاءَ قَطِيعٌ الْيَدِ الْمُعَيَّنَةِ وَلَا خُشْيَ لَهُ غَيْرَهَا وَإِنْ شَاءَ أَخَذَ الْأَرْضَ كَمَلًا وَفِي شَيْءٍ وَغَيْرِهَا
 بِأَسْبَابٍ مَجْعُوعٌ تَوَارِكُ لَهُ أَوْ لَمْ يَكُنْ تَوَارِكُ لَهُ أَوْ لَمْ يَكُنْ تَوَارِكُ لَهُ أَوْ لَمْ يَكُنْ تَوَارِكُ لَهُ أَوْ لَمْ يَكُنْ تَوَارِكُ لَهُ
 فَأَسْتَوْجِبُ الشَّيْءَ مَا بَيْنَ قُرْبَيْهِ وَهِيَ لَا تَسْتَوْجِبُ مَا بَيْنَ قُرْبَيْهِ الشَّيْءَ فَالْمَقْلُوعُ بِالْجَوَابِ
 بَيْنَ أَيْدِيهِ أَوْ لَمْ يَكُنْ تَوَارِكُ لَهُ أَوْ لَمْ يَكُنْ تَوَارِكُ لَهُ أَوْ لَمْ يَكُنْ تَوَارِكُ لَهُ أَوْ لَمْ يَكُنْ تَوَارِكُ لَهُ
 شَاءَ الْقَطِيعُ سَقَطَ شَيْءٌ مِنْ يَدَيْهِ أَوْ شَاءَ أَخَذَ الْأَرْضَ كَمَلًا وَفِي شَيْءٍ وَغَيْرِهَا
 بِأَسْبَابٍ مَجْعُوعٌ تَوَارِكُ لَهُ أَوْ لَمْ يَكُنْ تَوَارِكُ لَهُ أَوْ لَمْ يَكُنْ تَوَارِكُ لَهُ أَوْ لَمْ يَكُنْ تَوَارِكُ لَهُ
 لَا قِصَاصَ فِي السَّيِّئِ وَلَا فِي الذَّكَرِ إِلَّا أَنْ يَطْلُعَ الْخُشْفَةُ وَإِذَا اضْطَلَحَ الْقَاعِلُ الْأُولَى
 إِنْ مَنِ الصَّامِ نَحْسٌ بِهِ أَوْ لَمْ يَكُنْ تَوَارِكُ لَهُ أَوْ لَمْ يَكُنْ تَوَارِكُ لَهُ أَوْ لَمْ يَكُنْ تَوَارِكُ لَهُ
 الْفَقْرُ عَلَى مَا سَقَطَ الْقِصَاصُ وَوَجِبَ لِمَنْ كَانَ أَوْ كَثِيرًا فَإِنْ عَطَى أَخَذَ
 تَوَارِكُ لَهُ أَوْ لَمْ يَكُنْ تَوَارِكُ لَهُ أَوْ لَمْ يَكُنْ تَوَارِكُ لَهُ أَوْ لَمْ يَكُنْ تَوَارِكُ لَهُ
 السُّرْقَاءُ مِنَ الْقَدَمِ أَوْ ضَالِحٍ مِنْ تَحِيْبٍ عَلَى عِيَرَةٍ سَقَطَ حَقُّ الْبَائِسِ مِنَ الْقِصَاصِ وَكَانَ لَهُمْ
 خَوْنٌ حَافٍ كَرِهَ بِأَسْبَابٍ حَرَكِي لَمْ يَكُنْ تَوَارِكُ لَهُ أَوْ لَمْ يَكُنْ تَوَارِكُ لَهُ أَوْ لَمْ يَكُنْ تَوَارِكُ لَهُ
 بَيْنَهُمْ مِنَ الْقَدَمِ وَإِذَا قَالُوا جَسَاعَةً وَاحِدًا غَنَمًا الْقَطِيعُ مِنْ جَسَاعِهِمْ وَإِذَا قَتَلَ وَاحِدًا خَطَاةً
 إِنْ كَانَ حَرَكِي بِهِ أَوْ لَمْ يَكُنْ تَوَارِكُ لَهُ أَوْ لَمْ يَكُنْ تَوَارِكُ لَهُ أَوْ لَمْ يَكُنْ تَوَارِكُ لَهُ
 فَحَضَرُوا الْأُولَى الْمَقْلُوعُ قَبْلَ لِحْصَانِهِمْ وَلَا خُشْيَ لَهُمْ غَيْرَ ذَلِكَ وَإِنْ حَضَرُوا وَاحِدًا مِنْهُمْ
 بِسَبَابٍ وَغَيْرِهَا حَضَرُوا بِسَبَابٍ تَوَارِكُ لَهُ أَوْ لَمْ يَكُنْ تَوَارِكُ لَهُ أَوْ لَمْ يَكُنْ تَوَارِكُ لَهُ
 قَبْلَ لَهُ وَسَقَطَ حَقُّ الْبَائِسِ مِنْ تَحِيْبٍ عَلَيْهِ الْقِصَاصُ فَذَاكَ سَقَطَ عَنْ الْقِصَاصِ وَإِذَا قَطِيعٌ
 تَوَارِكُ لَهُ أَوْ لَمْ يَكُنْ تَوَارِكُ لَهُ أَوْ لَمْ يَكُنْ تَوَارِكُ لَهُ أَوْ لَمْ يَكُنْ تَوَارِكُ لَهُ

وقت لاؤ تو: دوپہر جس کے بعد سال پورے ہو چکے ہوں اور اسے شہر سال لگ چکا ہو۔ حقیقتاً: وہ بچہ جو تین سال کا پورا ہو کر چھ سال تک پہنچا ہو۔ چھ ماہ: دوپہر جو سال کا پورا ہو کر، نئے سال میں داخل ہو چکا ہو۔

تشریح و توضیح:

[illegible]

واللہ ہی السخطاء مدافع من الامم المسلمہ۔ اگر کوئی شخص کسی کو بطریقہ کفر یا کفر سے قائل کا خون بہا امام ابوحنیفہؒ کو یہ نام ابوہریرہؓ کے نزدیک باغی نام کے اور نہت ہیں۔ کسی ایسی تعلیمی کے مسئلے پر کسی نہت شخص اور کسی ایسی شخص اور کسی نہت لیون اور کسی نہت لیون مدعہ کہ وہ جب ہوگا۔ حضرت امام اہل بیت اور حضرت امام شافعیؒ جو نہت سنا بخبر واسطہ میں انہوں نے دے دی ہیں۔ اہل بیت میں انہوں کو واجب قرار دیتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ ہے۔ اور انہوں نے کہا کہ تفسیر وغیرہ میں عربی حضرت ابن عباسؓ رضی اللہ عنہ کے روایت سے مستند ہوتا ہے۔

وَمِنَ الْعِيسَى الْفَلْحَ وَبَشِيرًا لَّهُمْ. خطہ نقلی کی صورت میں انگریزوں نے سوئے سے ادا کی جائے تو وہ جزیرہ یازدہ کی اور چاندی سے لدا کر کے کی صورت میں جس کی مقدار آٹھ ہزار دو سو اسی گرام ہوگی۔ حضرت امام مالکؒ اور حضرت امام شافعیؒ کے نزدیک اگر دیت چاندی سے ادا کی جائے تو جس کی مقدار پانچ ہزار دو سو اسی گرام نقلی درجہ کے ہونا چاہئے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ دو سو اسی گرام چاندی سے تھلہ میں تھلہ خود ہی کے ایک ٹھکے میں رکھ دیا گیا تو سہارا سر سٹھانے مقدار دیت یا وہ جزیرہ اسی گرام ستر فرما لی۔ منافہ حضرت عائشہؓ کے مجلس سے استدلال کرتے ہیں کہ انہوں نے دیت چاندی سے لدا کر کے جس کی مقدار آٹھ ہزار دو سو اسی گرام نقلی ہے۔

وَدْعَةُ الْمَسَلَّةِ وَالْقَلَمِ سَوَاءٌ لَّحْمٍ۔ احناف کے نزدیک یہ دیت غواہ کی مسلمان کی بیوی صبیحہ کی کی دونوں کیلئے ہیں اور دونوں کے درمیان، متبرہ مقدار دیت کوئی فرق نہیں۔ حضرت امام شافعی کے نزدیک متقول اگر کسی ایسی یا غرضی بیوی کی دیت کی مقدار چار ہزار درہم ہیں اور اگر متقول اقل پرست بیوی کی دیت کی مقدار چھ سو درہم ہیں۔ حضرت امام مالک کے نزدیک اگر متقول بیوی یا غرضی کی دیت کی مقدار چار سو درہم ہیں۔ امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ روایت ہے کہ "کافر کی دیت جو کس کی دیت سے نصف ہے۔" حضرت امام مالک کے نزدیک مسلمان کی دیت کی مقدار دو ہزار درہم ہے۔ تو اس کے اعتبار سے کافر کی دیت چار ہزار درہم قرار پاتی۔ حضرت امام شافعی کا خیال ہے۔ روایت ہے کہ درہم نصف مثقال ہے مسلمان کے اطلاق کتاب میں کسی کو قتل کرنے پر چار ہزار درہم کی مقدار مقرر فرمائی۔ احناف کا مسئلہ انوار شریف کی یہ روایت ہے کہ ہر اہل کے قتل پر چار ہزار درہم بطور دیت لازم ہوں گے۔ علاوہ قتل ان کی اہل صراحت ملتی ہے کہ درہم سات آباء علیہ السلام اور خلفاء راشدین میں ہزار ہا اندر لیجئے بعض میں مسلمان غرضی یا بیوی کی مقدار دیت کس کی تھی۔

[illegible]

فَقَبَّ سَمْعَهُ أَوْ بَصَرَهُ أَوْ كَلِمَاتَهُ فَفَعْلُهُ أَزْمَنُ الْمُؤَبَّضَةِ نَحْصِ الدَّيَّةِ وَمَنْ فَعَلَ بَصَلَ وَزَجَلَ
 اس کے سننے یا دیکھنے یا کہنے کی قوت میں کمی ہوئی تو اس پر موصوفہ کی ارض مع دیت واجب ہوگی اور جس نے کسی شخص کی
 فَنَسَتْ أُخْرَى إِلَى خِيَمِهَا فَفِيهَا السَّوْاسُ وَلَا فِضَاصَ فِيهِ عِنْدَ أَبِي خَيْفَةَ وَجَعَلَهُ اللَّهُ وَمَنْ لَفَعَ
 لَفَعَ كَاتٍ وَلَمْ يَكُنْ اس کے پاس کی دوسری کالی ساتھ ہی تمام صواب کے اس میں ارض ہے اور تمام میں اور جس نے کسی ایک کا
 مِنْ زَجَلٍ فَنَسَتْ مَكَانَهَا أُخْرَى سَقَطَ الْأَرْضُ وَمَنْ شَجَّ زَجَلًا فَالْتَصَبَتْ الْخِرَافَةُ وَلَمْ يَنْتِ
 دانت لہ نہ پھر اس کی جگہ دوسرا لہلہ آتا تو ارض ساتھ آ جاتے کی اور جس نے کسی کو دہم لگا یا جس دہم پھر گیا اور اس کا نشان بھی
 لَهَا أَتَرَدُّ لَبَّتِ الشَّعْرُ سَقَطَ الْأَرْضُ جَعَلَ أَبِي خَيْفَةَ وَجَعَلَهُ اللَّهُ وَقَالَ أَبُو يُوْسُفَ وَجَعَلَ اللَّهُ
 نہ رہا اور بال دہم آئے تو تمام صواب کے اس میں ارض ساتھ ہو جاتے کی اور تمام جو یوسف فرماتے ہیں
 عَلَيْهِ أَرْضُ الْأَلَمِ وَقَالَ مُصَلِّدٌ وَجَعَلَ اللَّهُ عَلَيْهِ أَخْرَجَهُ الطَّيْبُ وَمَنْ جَرَّخَ زَجَلًا خِرَافَةً لَمْ يَنْفَضْ
 کہوں پر تکلیف کا تاوان ہوگا نہ تمام پر فرماتے ہیں کہ اس پر جراح کی وجہ سے ہوگی اور جس نے ایک شخص کے کوئی دہم کیا تو اس سے تمام اس
 مِنْهُ خَسَى يَبْرَأُ وَمَنْ لَفَعَ يَدْرُجُلٍ خَطَا لَمْ يَلْهُ خَطَا لَلَّ الْبَرَاءَ فَصَبَّ الدَّيَّةَ وَسَقَطَ
 نہ ہو جائے گا یہیں تک کہ اچھا ہو جائے اور جس نے ایک شخص کا لہلہ یا ترکہ یا پھر اس کو پھانسی سے لے کر حائل کر دیا تو اس پر دیت ہوگی اور ہاتھ کی
 أَرْضُ الْبَرِّ وَالَّذِي يَبْرَأُ فَمَنْ قَتَلَهُ فَقَتَلَهُ دِيَّتُهُ دِيَّةُ النَّفْسِ زِدِيَّةُ الْبَرِّ
 ارض ساتھ ہو جائے گی اور اگر وہ ایسا ہو کہ پھر اس کو قتل کیا تو اس پر دیت ہوگی اور ہاتھ کی دیت اور ہاتھ کی دیت۔

نکات کی وضاحت:

المساعِد: ہذا کہہا ہے "لَعَلَّ اللَّهُ عَلَيَّ سَاعِدُكَ" (اللہ تعالیٰ تمہارے بازو مضبوط کرے) یعنی سوا بعد۔

أَرْضُ الْبَرِّ: براء: اچھا ہونا۔ دیت درست ہونا۔ النفس: جان۔ البر: اچھا۔

تشریح و توضیح: قطع اعضاء سے متعلق متفرق احکام

وہی اصابع الید نصف الدیة الیم۔ اگر کوئی شخص کسی کے ہاتھ کی پانچوں انگلیوں کاٹ دے یا انگلیوں کے ساتھ پھیل گئی
 قطع کرے تو دونوں صورتوں میں آدھی دیت کا وجوب ہوگا۔ اس لئے کہ پھیل کا پھول تک شعل ہے وہ انگلیوں ہی کے باقی قرار دی جاتی ہے
 اور اگر پانچوں کو کوئی شخص الگ الگ آدھے بازو تک کاٹ دے یا لہو اس صورت میں انگلیوں اور پھیل کے سلسلہ میں نصف دیت کا وجوب ہوگا اور
 ہر دیکھ کے دے میں ایک عادل شخص جو بھی فیصلہ کرے اس کا احترام ہوگا۔

وہی یمین النفس والساہ و ذکرہ اذالم بعنہ الیم۔ اگر کسی نے کسی پیر کی آٹھ پیر ذرا یا پیر کی زبان کاٹ دیا یا پیر
 کا کل کاٹ دیا اور پیر کے ہاں اعضاء کے کچھ ہونے یا نہ ہونے کا علم نہ ہو تو اس صورت میں اس کے متعلق ایک عادل شخص جو فیصلہ کرے گا
 وہ قابل اعتبار ہوگا۔ اس لئے کہ اس معاملہ کا قابل فیصلہ ہونا ضروری ہے اور اس کے حصول پر علم کے باعث لائق مصلحت ہونے میں شک ہو گیا
 اور شک کے باعث واجب دیت نہ ہوگا۔

ومن شج زجلا مؤصفا فذهب عقله الیم۔ اگر اس پر کوئی شخص کسی کے عضو زخم لگے اور اس زخم کے اثر سے اس کی
 عقل یا فانی نہ رہے یا اس کی فہم ہو جائے تو اس صورت میں آدھی دیت کے برابر موصوفہ کی دیت قرار دی جائے گی اور اس کا وجوب

ہائے کہ غفل پائی نہ رہے سے تو سارے اعضاء کا نقص چار بار اور اس کا جو پ کا کدو سبھا ہو گیا اور سر سے اہل گدی پھر ہوئے سے اس کا کوئی کاماوا سن رحمان جا مارا اور اگر اس درجہ کے باعث اس کے سینے یا دیگر کھینے کا کام کا آفت نہ رہے تو اس صورت میں ریت مٹو کو کمال۔ ریت میں دھل قرار نہ نہ کے بلکہ اس صورت میں مٹو کی ریت کا جو پ تک ہوگا۔ اور بھارت اساعت باقوت کام باقی نہ رہے کہ ریت کا جو پ ہوگا۔

وَمَنْ قَطَعَ مِنْ رَجُلٍ لَحْمًا أَوْ كَوْنًا فَخَسَّ كَيْسَ دَانَتْ كَوْنًا كَلَّزَا لَهْلَهْ بِمَرَايَ بَعْدَ دَوْرٍ دَانَتْ نَكَلًا آتَى تَوَاسٍ صَوْرَتِ مَيْسٍ
حضرت ام ابیہنیہ کے نزدیک دانت کی ریت کے ساتھ ہونے کا عہم ہوگا۔ حضرت امام ابو یوسفؒ اور حضرت امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ اس
صورت میں دانت اکھڑنے کی رویت دیکھنا یا اس پر لازم ہوگا۔ اس لئے کہ اس سے تو اپنی طرف سے اذیت رسانا میں اور عیب دار
کرنے میں کسر نہیں چھوڑی۔ دوسرے دانت کا نکلنا ۱۲ سال تک نہیں کاٹنے کا وجہ تو یہ انعام خداوندی ہے۔ حضرت امام ابو یوسفؒ فرماتے
ہیں کہ اس جگہ معنی اعتبار سے حمایت باقی نہ رہتا۔ اس لئے کہ ریت دانت چبنے کی جگہ کو خراب کر دینے کی بنا پر واجب غمی اور دوسرا دانت
نکلنے آئے ہے اس جگہ کو خراب ہونا معلوم ہوا۔ لہذا اس کا اٹھا کر ختم ہوا اور اس کی ریت میں لڑتی رہا۔

ومن شیخ رجلا فاصحمت المهر احدہ الفح۔ انوکھی آنکھیں کی کوئی طرح نہ کرے اور غرور و خفا میں غرق نہ ہو بلکہ ہر زمانہ میں تواضع و تواضع میں تواضع اور تواضع میں تواضع کے ساتھ تواضع فرماتے ہیں۔ اس لئے کہ تواضع کا جو ثواب ان میں تھا اور تواضع کی وجہ سے تواضع اور تواضع کو بھی تواضع قرار دے گا۔ حضرت امام ابو جعفر فرماتے ہیں کہ تواضع دی جائے، ان تواضع ہر گاہ اور تواضع امام ابو جعفر فرماتے ہیں کہ تواضع کی تواضع میں تواضع ہوگی۔ اس واسطے کہ اس کا سبب تواضع ہے۔

ومن جوج رحلا جواسا شط۔ اگر کوئی شخص کسی کو جرح کر دے تو دُعا کے اچھا سونے تک اس سے قصاص لینا گمراہی ہے۔ اہل حق و اہل باطل کو قصاص کا حکم فرماتا ہے۔ اس لئے کہ قصاص کا سبب ثابت ہو جائے۔ پس میں تائید کی بنیاد یہ ہے۔ اختلاف فرماتا ہے کہ جرح محض کے اچھا سونے سے قتل قصاص کی رسول اللہ ﷺ نے مناسبت فرمائی ہے۔

تم نقطہ خطا طبع البیہ و غیرہ۔ اور کوئی شخص پہلے تو یہ نہ دیکھے کہ اس کے ہاتھ کھٹکے ہیں اور اس کے بعد خطا سے اسے کچھ کاظم اچھا کرنے سے قائل نہ کرے کہ اس پر کچھ کاٹنے کی وجہ سے وہ اپنے ہاتھ کی دیت کا موجب ہو گا۔ اور اگر کچھ کاظم اچھا کرنے کے بعد اسے مارا تو اسے کچھ ضرورت میں اس پر کچھ کی دیت بھی واجب ہو گی اور اگر اس کی دیت کا بھی واجب نہ ہو گا۔

وَكُلُّ عَمْدٍ سَقَطَ عَلَيْهِ الْقَضَايُ بِشَهَادَةِ فَالذَّيْنِ فِي خَالٍ لِقَابِلِ زَكَلِ أَرْضٍ وَجِبَ بِالطَّلُوعِ وَلَا تَرَا فَيُزِيلُ
اور جو قول عوام میں اتنا مشہور ہے کہ ساقط ہو جائے تو دیت تاش کے مال میں ہوگی اور جو دیت جو مال سے واجب ہوگا وہ بھی
یہی خال القابل وإذا قل الأب ابنه عمدا فالذبة في غايه في ثلث سين زكل جنابة اعترف
قول کے مال میں ہوگی اور اگر آپ اپنے بیٹے کو عمدا کسی کے تو دیت اس کے مال میں ہوگی جس سال میں اور جو وہ جہالت میں ک
سہا النجاني فهي في غايه ولا يصح في علي عاقليه وعقد الصبي والمجنون خطاه وفيه الذبة علي
مصر اور قرار ہے تو وہ اس کے مال میں ہوگی اور اس کے مانند باپ کی قسم میں نہ لے سکی اور وہ بچہ اور نکاح میں خطا ہے اور اس میں دیت
فانما يظن ومن خفيها ابي طريق المسلمين اروضع عيرا فلفك بذلك انسان فليدنه
ماتہ پر ہوں گے اور جس نے مسلمانوں کے رہنے میں کھوس کھود یا کوئی مجرم کو دیا اور اس سے کوئی آدمی تلف ہو گیا تو اس کی قیمت

عَلَى عَاقِلِهِ وَنَ تَلَفَ بِهِ نَهْنَةً قَصَصْنَاهَا فِي خَالِهِ وَإِنَّ الشَّرْعَ فِي الظُّرْفِ زَوْجًا أَوْ مِثْلًا
 اس کے ہاتھ پر ہوگی اور اگر اس سے جائز تک ہو گیا تو اس کا خون اس کے مار میں ہوگا اور اگر راستہ کی طرف ہوگا پھر ہاں کہ
 فَسَقَطَ عَلَى النَّسَنِ فَعَطِبَ فَالْقَبْلَةُ عَلَى عَاقِلِهِ وَلَا تَكْفَارُهُ عَلَى خَائِفِ الْبُيُوتِ زَوَاجِعِ الْخُصْرِ
 میں دھکی آئی ہو کر گیا نہیں وہ ایک ہو گیا تو زب سے اس کے ہاتھ پر ہوگی اور کھانا کھونٹے سے اور چھوڑنے والے کا وہ نہیں
 وَنَسْنُ حَقْرًا نَبْرًا فِي مَلِكِهِ فَعَطِبَ بِهَا الْإِنْسَانُ ثُمَّ يَضْمُنُ
 اور جس نے اپنی ٹک میں کھانا کھوڑا اور اس سے کوئی ہلاک ہو گیا تو ضامن نہ ہوگا
 لِقَاتِ كِي وَضاحتہ:

ارتش دست خون برآید ان۔ خانی: برکت قصور۔ عطب مروانہ۔
 عطب الفرس گھوڑے کا کھانا۔ اعطبه: ہلاک کرنا۔ حفر: گڑھا کھودنا۔ بھر: کھانا۔

تشریح و توضیح: قتل کرنے والے اور کثیرہ والوں پر خون بہا کے وجوب کی شکلیں

و کئی عیدہ مقتضیہ انصاف الیہ۔ فرماتے ہیں کہ یہ قتل کر خیر کے باعث قصاص تو وجوب نہ رہے اور دیت واجب
 ہو۔ مثال کے طور پر کوئی باپ اپنے بیٹے کو مارے والے تو اس صورت میں دیت کا وجوب قتل کرنے والے کے مال میں ہوگا اور وہ بھی بریں میں
 اس کی اور بھائی کرے گا اور اسی طرح سب دیت جس کا وجوب باہم صلہ ہو جائے یا در کتاب کرنے والے کے قرار اور اعتراف کے باعث ہو جس
 کا وجوب قتل کرنے والے کے پاس میں ہوگا اور ذرا کی طور پر اس کی اور انکی ہوگی اس لئے کہ سب عقد واجب ہونے والے مال میں بیادگی
 صورت پر اس کی ہوگی انکی ہے یہ یہ سب اس کا وجوب عقد کرنے والے پر ہوا کرتا ہے۔

وعند الصبی ونامجنون عطاء زہو۔ اگر ایسا ہو کہ کسی بچے یا پاگل نے کسی کو موت کے کھٹ فائدہ یا تو خواہی یا پاگل نے
 تعدد ایسا نیا ہو مگر اس پر قصاص ۱۰ وجوب نہ ہوگا اور اسے قتل خطا سے زمرے میں شمار کرتے ہوئے اس کے کثیرہ والوں پر دیت کا وجوب ہوگا
 اور یہ اس کی وجہ سے محرم کما ادا نہیں ہونے کے سبب دلوں غیر مکلف ہونے کی بناء پر سزا کے لائق نہیں اور دوا شے سے محروم بھی ایک
 خراج کی سزا ہے۔

وان الشروع فی الظرفی الیہ۔ اگر کوئی شخص باہم راستہ کی جانب کوئی جگہ یا پڑنا لگے اور پھر اس کے کر جانے کی وجہ سے
 کوئی قصاص اس میں دے کر مر جائے تو اس کی صورت میں یہ یا تو دینا دینی قصہ کے کرنے کے باعث مرا ہوگا یا بیرونی قصہ کے کر جانے
 سے۔ بیرونی قصہ کے کر جانے سے باعث موت یا زخم ہوئی تو ضمان لازم ہوگا اور وہ ضمان کے ساتھ یا تو کوئی کتا ہوگا
 وجوب ہوگا اور نہ تو اس سے محرم قرار دیا جائے گا اور اگر اس نے دینوں کی جگہ گمے جس اور اس کی وجہ سے موت واقع ہوئی ہو تو اس
 صورت میں نصف کا ضمان لازم آئے گا۔

وَالْأَكْبَرُ حَاضِرٌ لَنَا الذَّائِمَةُ وَمَا أَهْلَانَهُ بَيْنَهُمَا أَوْ تَحْدِثُ وَلَا يَضْمُنُ
 اور سب اس کا ضامن ہے جس کو ساری جگہ دے یا اس کا جس کو ساری ہاتھ مار دے یا کت کھائے اور اس کا
 ضامن نہ ہوگا یا تو ذنبہا ظان ذائِمَةُ أَوْ ذَائِمَةُ فِي الظُّرْفِ فَعَطِبَ بِهِ الْإِنْسَانُ ثُمَّ يَضْمُنُ وَ
 ضامن نہ ہوگا جس کو ساری اپنی لالت یا اپنی دم مار دے اور اگر اس نے راستہ میں لپک کر یا بیٹھاپ کیا اور اس سے کوئی آدمی پرک ہو گیا تو ضامن نہ

وَأَمَّا أَنْ تَقْبَلَهُ بِأَرْشِي كُلِّي وَاحِدَةً مِنْهُمَا فَإِنَّ الْخَطِيئَةَ الْمُؤَلَّى زَهْوً لَا يَنْقُصُ بِالْجَنَابَةِ ضَمِيرٌ
اور پا دونوں میں سے ہر ایک کے تمناں کا تادم دے اور اگر آقا نے ظاہر آشکار کر دیا اور اسے جہالت کا علم نہ تھا تو
الْمُؤَلَّى الْأَوَّلُ مِنْ قَبْلِهِ وَزَيْنُ أَرْشِيهَا وَإِنْ بَدَعَهُ أَوْ اخْتَفَعَهُ بَعْدَ الْعِلْمِ بِالْجَنَابَةِ وَجَبَتْ عَلَيْهِ الْأَوَّلُ
آقا کا نام کی قیمت اور اس کے جہان سے کم کا خاص ہوگا مگر جہالت معلوم ہونے کے بعد اس کو کچھ زیادہ یاد کر دیا تو آقا پر دیت واجب ہوگی
وَأَمَّا جَنِي الْمُنْذَرُ أَوْ مَوْلِدُ الْجَنَابَةِ ضَمِيرُ الْمُؤَلَّى الْأَوَّلُ مِنْ قَبْلَتِهَا وَزَيْنُ أَرْشِيهَا فَإِنْ جَنِي
اور اگر مہر یا ام ولد نے کوئی جہالت کی تو آقا ان کی قیمت اور ان کے تادم سے کم کا خاص ہو گا مگر
جَنَابَةٍ أُخْرَى وَقَدْ دَفَعَ الْمُؤَلَّى الْقَبْلَةَ إِلَى الْوَلِيِّ الْأَوَّلِ بِفَضَاءٍ فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ وَيَتَّبِعُ
دوسری جہالت کی جگہ آقا اس کی قیمت پہلی ہدیت والے کو خاص کے علم سے اسے پتہ نہ آتا ہے اب کہو واجب نہیں ہے مگر
وَلِيُّ الْجَنَابَةِ الثَّانِيَةُ وَلِيُّ الْعَمَاءِ الْأَوَّلَى فَيُسَارِكُهُ فِيمَا اخْتَوَى إِنْ كَانَ الْمُؤَلَّى دَفَعَ الْقَبْلَةَ بِغَيْرِ فَضَاءٍ
دوسری جہالت والا کوئی جہالت والے سے بھیجے جسے اور اس میں شریک ہو جائے جو اس کے لیے اب اسے پتہ نہ آتا ہے قیمت خاص کے علم کے بغیر ہی ہو
فَالْوَلِيُّ بِالْجَنَابِ إِنْ شَاءَ تَبِعَ الْمُؤَلَّى وَإِنْ شَاءَ التَّبِعَ وَزَيْنُ الْجَنَابَةِ الْأَوَّلَى
تو (دوسری) جہالت والے کو اختار سے اگر مہر آقا کے بھیجے جسے اور اگر مہر پہلی ہدیت والے کے بھیجے ہے

جنازیہ: گزو۔ جفتی: گناہ گرانہ اوش: خواہاں دیت۔ ولہی: کامہ نظم۔

تشریح و توضیح: غلام سے سرزد ہونے والی جنایت کا نام

اور ادا جسی اھد جانیۃً لایح۔ کسی شخص کا غلام اگر خطا کر کسی وصوت کے گناہات آواز دے تو اس وصوت میں غلام کے قادیہ حق حاصل ہے کہ اگر وہ اس کے عوض غلام دے۔ اس وصوت میں ادنیٰ جہت کو اس پر مکتبہ حاصل ہو جائے گا۔ اور خود ادنیٰ طور پر اس کے اتالیق کی اور بھلی کرے۔ خطا کی تہذیب کرنے کا غلام یہ ہے کہ غلام نے قصداً دیا یا ہونہیں پر قصداً کا وجہ ہوگا۔ حضرت امام شافعی فرماتے ہیں کہ ملک کی جماعت کا قلعہ اس کی گردن ہے۔ یہ ہو کر تا بہ اقل ان کے نزدیک ہے۔ اس جماعت کی خاطر حج ادا جائے گا۔ البتہ اگر غلام کا آقا تالیق کی ادائیگی کرے تو فرحت نہ کریں گے۔ اس مسئلہ میں صحابہ کرام کو بھی اختلاف ہے۔ اور ان کے بھی مختلف ارشادات ہیں۔ صاحب معراج الدردیہ وغیرہ نے صحابہ کرام میں حضرت عصفیٰ بن ابلہ، حضرت ابومعید اور حضرت عیسیٰ بن عباس رضی اللہ عنہم کے اقوال مذہب احناف کے مطابق نقل کئے ہیں۔ اور حضرت عمر و حضرت علی رضی اللہ عنہما کے اقوال مذہب شافعی کے مطابق ہیں۔ حضرت امام شافعی نے نزدیک جہت میں بنیاد کی طور پر اس کا جوب تلف کرنے والے پر ہونا چاہئے۔ اس لئے کہ جہت کا سرکھب داخل دہی ہوا ہے لیکن جہت کرنے والے کی جانب سے اس کے کتبہ کے لوگ تالیق جماعت کا قلعہ کرتے اور اور کرتے ہیں۔ یہ غلام تو اس کے کتبہ کے لوگ نہیں۔ جس جہت کا قلعہ اس کی گردن سے رہے گا۔ احناف فرماتے ہیں کہ خطا جہت سرزد ہونے کی صورت میں بنیاد کی طور پر تالیق جماعت اس پر نہ چاہئے کہ وہ خطا کے باعث معذور ہیں کے زمرہ میں ہے۔ اور تالیق جماعت اس کے کتبہ کے لوگوں سے ہونا چاہئے اور غنی غلام اس کے آقا کی حیثیت تہذیب کے لوگوں کی نہی ہے اس لئے کہ عاقل پرہیزگار جوب زمرہ نصرت میں داخل ہے اور غلام کا جہاں تک قلعہ ہے اس کی نصرت اس کا آقا کر سکتا ہے۔ پس اس بناء رہا تالیق جہت کا قلعہ اس غلام کے آقا کی ہے ہوگا۔

فان حماد لحي (الر) اُر غلام جماعت کا مہتمب اور اورانی کا آقا اس کے سوا کسی اور شخص کو بے غریہ نظام ایک مرتبہ نہایت

بِعَشْرَةِ الْاِثْبَانِ لَا عَشْرَةَ زِلْفِي الْاَمَةِ اِذَا زَادَتْ بِمِثْلِهَا عَلَى الثَّلَاثَةِ يَجِبُ خُصْمَةُ الْاِثْبَانِ اِلَّا عَشْرَةً
 دس دس تک ہیں۔ پیارا ختم لکھی جائے گا اور یعنی میں ایک دس کی قیمت دیتے سے زیادہ ہو تو دس دس تک پچھ ہزار واجب ہونے
 وَلِیْ یَذِ الْعَقْدُ نِصْفَ قَلْبِهِ لَیْزًا اِذَا عَلٰی خُصْمَةِ الْاِثْبَانِ اِلَّا خُصْمَةُ اَوْ کُلُّ مَا یُقَدَّرُ مِنْ ذَلِکَ اَلْخُرُفُ لِقَوْلِهِ مُقَدَّرًا مِّنْ قِلَّةٍ الْعَقْدُ
 اور علامہ کے ہاتھ میں اس کی آدھی قیمت ہے۔ چنانچہ اگر دس دس تک پچھ ہزار سے زیادہ ہوگی اور ہر ہزار ہزار دس دس سے مقرر ہے۔ ہر ہزار دس کی قیمت سے مقرر ہوگی

تشریح و توضیح: گزرنے والی دیوار وغیرہ کے احکام کا بیان

وَادَّاعَلَى الْحَافِظِ دَمٌ۔ اگر کوئی دیوار کسی عام اس کی جانب بہت جائے اور اس کے گرنے کا اندیشہ ہے، فٹ ٹوٹ دیا جائے
 دیکھ سے اسے توڑ ڈالنے کے لئے کہیں اور اس کو عاقبت علامہ کہ اگر وہ چھوڑ دے تو زود بتا کر اس سے دیوار نہ توڑے ہوئے جوں کی
 تو اس بھی اور پھر اس دیوار کے گرنے کے باعث کوئی نقص نہ ہو جائے یا کسی نقص کا مال ضائع نہ ہو جائے تو اس صورت میں تو اس کے اعتبار
 سے۔ لک پر حاکم نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی دیوار گرنے لگی ہے تو اس میں دس دس تک پچھ ہزار واجب ہے۔ اگر اس میں دس دس تک پچھ ہزار واجب ہے تو اس میں دس دس تک پچھ ہزار واجب ہے۔
 کی غلیظت میں ہے اور دیوار کا جھک جانا تو اس میں اس سے لعل کوئی نقص نہیں اس پر۔ چنانچہ اس میں لازم ہوگا۔ اس لئے کہ دیوار جھکنے پر
 اندیشہ مرم سے نہ تھا اور گرنے کے لئے کہنے اور ناکارہت لکے کے باوجود اس کا اس سے غفلت رہتا تعدی میں داخل ہے۔

وَادَّاعَلَى رَجُلٍ عَقْدًا حَقًّا۔ اگر کسی عاقل کو کوئی شخص کسی تمام کوئی کر ڈالے اور قیمت تمام دس دس تک پچھ ہزار واجب ہے۔
 ہزار دس دس کے مساوی ہزار دس دس۔ اگر کسی عاقل کو کوئی شخص کسی تمام کوئی کر ڈالے اور قیمت تمام دس دس تک پچھ ہزار واجب ہے۔
 ملوک کام بہر آدم سے قیمت ثابت کرنے کی خاطر تمام ملوک یعنی کسی قیمت سے دس دس تک پچھ ہزار واجب ہے۔ تمام ملوک دس دس
 تمام ملوک کام بہر آدم سے قیمت ثابت کرنے کی خاطر تمام ملوک یعنی کسی قیمت سے دس دس تک پچھ ہزار واجب ہے۔ تمام ملوک دس دس
 تو عاقل یا عیست ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے حضرت امام محمد رحمہ اللہ سے سنا کہ حضرت امام احمد رحمہ اللہ سے اس قول سے استدلال فرماتے ہیں کہ تمام
 کی قیمت آزاد شخص کی دیت کے برابر ہوگی اور اس کی قیمت سے دس دس تک پچھ ہزار واجب ہے۔ اگر عاقل دس دس تک پچھ ہزار واجب ہے۔
 ہونے کی بنا پر ہر آدم سے قیمت تمام دس دس تک پچھ ہزار واجب ہے۔ اگر عاقل دس دس تک پچھ ہزار واجب ہے۔

وَإِذَا حَضَرَتْ رَجُلٍ بَطْنُ امْرَأَةٍ فَلَقَتْ نَجِيبًا مِّنْ قَلْبِهِ غُرَّةٌ وَالْغُرَّةُ نِصْفُ عَشْرِ اَلْاِثْبَانِ لِأَنَّ
 اور جب کوئی آدمی عورت کے بطن پر دے میں اور مرد بچہ ڈالے تو اس پر خدا واجب ہے ہر غرہ دیت کا دسویں حصہ ہے اور اگر
 اَلْقَتَهُ خَلًا ثُمَّ نَدَتْ فَلِقِبِهِ دِنَةٌ كَمَا بَدَلَتْ وَإِنْ اَلْقَتْهُ مَيِّتًا لَمْ تَغْنَبْ لَأَمَّ قَلْبِهِ دِنَةٌ وَغُرَّةٌ وَإِنْ
 بچہ زندہ ڈالے پھر مرد یا عورت میں چوری دیت ہے اور اگر مرد بچہ ڈالے پھر دس دس تک پچھ ہزار واجب ہے اور اگر مرد بچہ ڈالے پھر دس دس تک پچھ ہزار واجب ہے۔
 خَلًا ثُمَّ نَدَتْ فَلِقِبِهِ دِنَةٌ كَمَا بَدَلَتْ وَإِنْ اَلْقَتْهُ مَيِّتًا لَمْ تَغْنَبْ لَأَمَّ قَلْبِهِ دِنَةٌ وَغُرَّةٌ وَإِنْ
 مال مرد یا عورت بچہ ڈالے تو بچہ جس کو بچہ ڈالے پھر دس دس تک پچھ ہزار واجب ہے۔ اگر عاقل دس دس تک پچھ ہزار واجب ہے۔
 إِذَا كَانَ لِمَوْلَاكَ عَشْرٌ فَبِغِيهِ فَوْضَاكَ حَبًّا وَعَشْرٌ فَبِغِيهِ إِنْ كَانَ أَنْتَى وَلَا تَعَارَءَ فِي النَجِيبِ
 جب ہو اور اگر اس کی قیمت کا دسواں حصہ ہے اگر بچہ زندہ ہو۔ اگر بچہ مرد یا عورت میں چوری دیت ہے اور اگر مرد بچہ ڈالے پھر دس دس تک پچھ ہزار واجب ہے۔
 وَالْكَفَّارَةُ فِي حَبِّ الْعَقْدِ وَالْعَقْدُ عَقْدٌ رَّجُلِيٌّ مُّؤَمَّنَةٌ لِأَنَّ لَمْ يَجِدْ فَمِصَامَ شَهْرَيْنِ تَسْتَعِينُ وَلَا يَخْرُجُ فِيهِ الْإِطْعَامُ
 ہے عاقل شہر میں کوئی عاقل دس دس تک پچھ ہزار واجب ہے۔ اگر عاقل دس دس تک پچھ ہزار واجب ہے۔

لَا يَنْسَخِلَفُ الْوَلِيُّ وَلَا يَنْقُضُ عَلَيْهِ بِالْحَتَابَةِ وَإِنْ خَلَفَ وَإِنْ نَبِيٍّ وَاحِدٍ عَنْهُمْ حُجْرٌ حَتَّى يَخْلَفَ
 ہدی سے تم نہیں لے جائے نہ ہر حال پر حیات و ہم کیا جائے گا وہ تم سے ہمارے گھر میں ہر ایک کے لئے ہے اگر تم سے کسی ایک کے لئے ہے
 وَإِنْ لَمْ يَكُنْ أَهْلُ الْمُخَلَّةِ فَكَرَزَتْ الْأَيْمَانُ عَلَيْهِمْ حَتَّى يَخْلَفُوا بِوَيْتٍ وَلَا يَدْخُلُ فِي الْقَسَمَةِ حَتَّى لَا
 اور اگر اہل محلہ نہ ہوئے تو اس قسم ان پر نکر کی جائے گی یہاں تک کہ چار مہینے پہنچ جائیں اور قسامت میں نہ ہو واصل ہو گئے
 مَنْجُونَ وَلَا أَمْرًا وَلَا عِلَّةً وَإِنْ وَجَدْتُمْ لَا تَزِيهَ فَلَا قَسَمَةَ وَلَا دَرِيهَ وَكَذَلِكَ إِنْ كَانَ
 وجہات نہ ہوئی اور نہ غلام اور اگر کوئی ایسا مرد پایا ہوئے کہ جس پر کوئی نشان نہیں تو نہ قسامت ہو گی نہ دیت اور اسی طرح اگر
 الْإِمَّ يَسْبِلُ مِنْ أَهْلِهِ أَوْ ذُرِّيَّتِهِ أَوْ قَوْمِهِ فَإِنْ كَانَ يَخْرُجُ مِنْ عَيْنِهِ أَوْ ذُرِّيَّتِهِ فَهِيَ قَبِيلٌ وَإِذَا وَجَدَ
 اس کی مال یا قوم یا ذرئیہ سے خون بہتا ہو اور اگر اس کی آنکھوں یا کانوں سے خون نکل رہا ہو تو وہ حق ہے اور جب
 الْقَبِيلُ عَلَى ذَاتِهِ يَسْأَلُهَا وَخَلَّيْنِهَا عَلَى عَائِلَتِهِ فَوَيْلٌ لِمَنْ خَلَّى عَلَى عَائِلَتِهِ وَجَدَ الْقَبِيلُ فِي دَارِ الْإِنْسَانِ
 منزل ایسی ہو جائے کہ جس کو کوئی پاکہ یا عاقل نہ ہو اس کے عاقل نہ ہو اس کی اس عاقل پر اور اگر منزل کسی کے گھر میں پایا جائے
 فَلَا قَسَمَةَ عَلَيْهِ وَالذَّنْبُ عَلَى عَائِلَتِهِ وَلَا يَدْخُلُ السُّكَّانُ فِي الْقَسَمَةِ مَعَ السُّكَّانِ عَنْهُ إِنْ
 قسامت گھر والے پر ہے اور دیت اس کے عاقل پر اور تمام صاحب کے ہاں۔ گھر کے ہوتے ہوئے اگر یہ دار قسامت میں داخل
 حَبِيبَةً رَحِمَهُ اللَّهُ وَهِيَ عَلَى أَهْلِ الْمُخَلَّةِ ذُرِّيَّةُ الْمُشْتَرِكِينَ وَلَوْ بَنَى بَيْنَهُمْ وَاجْتَوَا وَاحِدًا فَقَبِيلٌ
 نہ ہوئے اور قسامت اس خاندان پر ہو گی نہ کہ شریعوں پر اگرچہ اس میں سے ایک ہی مائی ہو۔ اگر منزل
 فِي سَبِيلَةٍ فَلَا قَسَمَةَ عَلَى مَنْ فِيهَا مِنَ الرِّثَابِ وَالْمَلْأَيْنِ وَإِنْ وَجَدَ فِي سَبِيلَةٍ مُخَلَّةٌ فَلَا قَسَمَةَ
 کسی میں پایا جائے تو قسامت اس لوگوں پر ہو گی جو گھر میں ہیں یعنی عاقلین اور اعدا اور اگر محلہ کسی گھر میں پایا جائے تو قسامت
 عَلَى أَهْلِهَا وَإِنْ وَجَدَ فِي الْجَمْعِ أَوْ الشَّارِعِ الْأَعْظَمِ فَلَا قَسَمَةَ فِيهِ وَالذَّنْبُ عَلَى تَبِيعِ الْمَالِ وَ
 اہل محلہ پر ہو گی اور اگر جامع مسجد یا شارع عام میں پایا جائے تو اس میں قسامت نہیں اور ایت بیت اسان پر ہو گی اور
 إِنْ وَجَدَ فِي تَرْتِيبَةٍ لَيْسَ بِقَرَابَةٍ عَمَلًا فَهِيَ خَلْدٌ وَإِنْ وَجَدَ سِتْنِ قَرَابَةٍ كَانَ عَلَى الْقَرَابَةِ
 قرابت ہوگی میں پایا جائے کہ جس کے قریب آپ کی نہیں تو وہ دیکھاں سے اور اگر وہ سب سے دور ہو جائے تو قسامت قریب تر ہوں پر ہو گی
 وَإِنْ وَجَدَ فِي وَسْطِ الْقَرَابَةِ يُقَرِّبُهُ الْمَاءُ فَهِيَ خَلْدٌ وَإِنْ كَانَ مُخْتَلِفًا بِالْأَسْطِ فَهِيَ عَلَى الْقَرَبِ
 اگر ایسے نیز خوات کے لئے اس میں پایا جائے کہ جس پر پانی بہ رہا ہو تو وہ دیکھاں سے اور اگر تار پر پایا ہو تو قسامت اس جگہ سے قریب والے
 الْقَرَبِ مِنْ ذَلِكَ الْمَكَانِ وَإِنْ دَعَى الْوَلِيُّ الْقَتْلَ عَلَى وَاجِبٍ مِّنْ أَهْلِ الْمُخَلَّةِ بِغَيْرِهِ لَمْ تَقْطَعْ
 گاں پر ہو گی اور اگر دلی محلہ میں ہوئے کسی ایک مہینہ آدمی کا قتل کا بھی کرے تو قسامت
 الْقَسَمَةُ عَنْهُمْ وَإِنْ دَعَى عَلَى وَاجِبٍ مِّنْ غَيْرِهِمْ سَقَطَتْ عَنْهُمْ وَإِذَا قَالَ الْقَسَمَةُ فَلِلَّ
 اس سے عاقل نہ ہو گی اور اگر کسی غیر محلہ والے پر ہو گی کہ تو قسامت اس سے ساقط رہا جائے گی اور جب سقٹ کیے کہ اس کو گاں
 لَوْلَا اسْتَخْلَفَ بِاللَّهِ مَا قُتِلْتُ وَلَا عَشْتُ لَمْ تَقْطَعْ عَنِ الْقَتْلِ وَإِذَا شَهِدَ آثَانٌ مِّنْ
 کے قتل کیا ہے تو اس سے اس قسم کی جائے گی۔ بخدا میں نے (میں کو قتل کیا ہے) میں نے اس کو قتل کیا ہے اس سے قسامت اس کے اور جب اہل محلہ
 أَهْلُ الْمُخَلَّةِ عَلَى رَجُلٍ مِّنْ غَيْرِهِمْ لَمْ تَقْطَعْ لَمْ تَقْطَعْ لَمْ تَقْطَعْ لَمْ تَقْطَعْ لَمْ تَقْطَعْ لَمْ تَقْطَعْ
 سے دو آدمی کسی ایک غیر محلہ والے پر گواہی دیں کہ اس نے اسے قتل کیا ہے تو ان کی شہادت قبول نہ ہو گی

لغات کی وضاحت:

قتل: قتل: مقتول: مرتہ: شکل۔ مصدر: کا۔ دہا: بچا۔ "اذهب دمعہ ہندو" (اس کا خون رائیگاں گیا) الشاطی: کناہ۔

تشریح و توضیح:

وفا وجد الفضل لزم۔ شری تھار سے قیامت کی قسموں میں کسی کے خاص فرقہ سے حصہ کرنے کا نام ہے۔ لہذا اگر ایسا ہو کہ کسی شخص میں قتل شدہ پانچ پائے اور اس نے قتل کرنے والے کا علم نہ ہو تو اس شخص سے ایسے پچاس لوگوں سے طلب کیا جائے گا جنہیں ان مقتول کے متعلق کوئی اور ان پچاس میں سے ہر ایک میں فرقہ نہ ہو۔ لہذا اللہ میں نہ اس کا قاتل ہوں اور نہ مجھے اس کے قاتل کا علم ہے۔ ان لوگوں کے اس فرقہ میں حصہ کرنے کے بعد ان پر یہ دسب کر دی جائے گی۔

ولا يستخلف لولہ ولا یفھی علیہ بالجانبہ لزم۔ قیامت میں "ف" زمانے میں کہ صرف اہل علم سے لیا جائے گا قتل شدہ شخص کے دس سے کسی طرح کا حلف نہیں کیا جائے گا۔ حضرت امام شافعی نے دیکھا کہ ان موقع پر کسی طرح کا شدہ سوال کے طور پر بخار عہدہ والوں کی مقتول سے قیامت میں اس میں سے کسی شخص پر شافی عمل موجود ہو یا نہ ہو ہی حالت سے دہی کرنے والے کی بجائی ظاہر ہو رہی ہو تو اس صورت میں وہ مقتول سے پچاس مرتبہ یہ حلف لیا جائے گا کہ میں عہدہ والوں سے لے کر ۱۱۱۔ عہدہ کی علیہ پریت واجب کی جائے گی۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ کے دوسرے قیامت میں حکم یہ تھا کہ فرماتے ہیں۔ حضرت امام شافعی کا مکتبہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت سے یہ شرط ہے کہ جو شخص قتل ہو گیا ہو، عہدہ والوں میں سے پوری نہ ہونے پر ان سے دس بارہ حلف لیا جائے گا کہ پچاس کی تعداد پوری ہو جائے۔ اس لئے کہ یہ مختلف عہدہ داران کا دوسرے میں صراحت ہے کہ امیر اہل بیت حضرت عمرؓ کے فیصلہ قیامت فرماتے ہیں دسب پچاس کی تعداد ہوئی تو حضرت عمرؓ انہیں لوگوں میں سے ایک سے دس بارہ حلف لیا۔

وکذلك ان کان الدم یصل من القصبہ لزم۔ شری طرح کا مردہ عہدہ میں ملے کہ اس کی داک سے پانچ خانہ کے مقام سے دس یا دس سے خون نکل رہا ہو تو اس صورت میں نہ تو قیامت کا دسب ہوگا اور نہ وہ واجب ہوگا۔ اس لئے کہ اس میں دسیری خون یا کسی دوسرے کا شامل ہے۔ البتہ اگر بوائے نام یا نہ یا خانہ کے مقام کے خون مردہ کی آگھوں وان کے کانوں سے رواں ہو تو اسے قتل کر دینی قرار دیا جائے گا۔ اس ۱۱۱۔ عہدہ کا خانہ مقدس۔ حد شدہ ضرب کے نتیجہ خون نہیں آیا کر ۱۱۱۔

واذا وجد الفضل علی دابة لزم۔ اگر مقتول کسی سواری پر پڑے جسے کوئی دوسرا شخص یا کبہر باہو اس صورت میں عہدہ والوں پر دسب واجب نہیں ہوگا بلکہ اس کا دسب کبہر والوں پر ہوگا۔

وإذا وجد فی دار انسان فالقصاصہ علیہ لزم۔ اگر ایسا ہو کہ کوئی شخص کسی کے مکان میں قتل شدہ ہو تو اس صورت میں اہل مکان پر قیامت اور دس کے کبہر والوں پر دسب واجب ہوگا۔ اس لئے کہ مالک نے کہا کہ مکان پر قیامت نہیں ہے۔ لہذا ملک مکان کی نسبت اہل مکان کے ساتھ نہیں اس طرح کی ہوگی جیسی نسبت عہدہ والوں کو شری والوں کے ساتھ ہو کر رہا ہے اور شری والوں کی عہدہ والوں کے ساتھ شریعت کی نسبت نہیں ہوگی تو قیامت میں مختار اہل مالک مکان کے شریک نہ بنیں دسب ہائیں گے۔

وہی علی الخطة دون المستحب لزم۔ فرماتے ہیں کہ قیامت کا دسب اہل خطہ پر ہوگا بغیر دسب والوں پر نہ ہوگا۔ اہل

خالق اور اس کے بچے اسکا ایک سر تھا دوسری دو مہلی

تشریح و توضیح

وکل ذیہ وجیت نفس القتل الخ۔ ذہن میں نہ لیں ہم محمد رسول قلمدار نہیں تھی کی بنا پر اسے کاہن پر قتل کرنے والے کے مثل پر نہ ہو گا قتل کرنے والے کے قوتی ہونے کی صورت میں عاقل اور اس کو نہ سے مراد اعلیٰ مرتبے کے نہیں تھے۔ وہ ان پر برکات سے جس کے انہرہ علیہ ذہن اور انہیں کے نام لکھے جاتے ہیں۔ حضرت امام علیؑ نے فرمایا: یہ ایک کاہن پر اہل کتب و توحید پر نیکو دہن میں ہے کہ وہ رات کو آپ ﷺ کی طرف میں تھوڑے صافہ میں ان کی خبر گیری کی۔ اہل بیت سے کہیں نہ پتا ہے۔ پہلے کا فعل یہ ہے کہ پھر انہیں حضرت محمدؐ کی طرف سے دیوانہ فرمایا۔ انہیں برائی میں لایا۔ دیوانہ کی۔ اور حضرت عمرؓ نے یہ سنا کہ کراہ کے عاصی جہنم میں لیا۔ انہیں صحابی نے حضرت عمرؓ سے اس کی خبر گیری کی۔ یہ اس طرح سنا ہے کہ انہوں نے خبر اس کی کہ اسے اس کی شہرہ لکھی ہوئی ہے۔

ان یوحیٰ من عصاہم الخ۔ فرماتے ہیں کہ ان کو وہیبت لائے۔ ان کی اہل بیت کی وصول میں اہل بیت کے خائف سے بہتر ہوئی تھیں۔ ان کی حالت میں ہوئی۔ اور ان کا خائف تین برس سے زیادہ قلمدار میں لکھے رہے جاتے ہیں تو ان کی حالت میں اس وقت ان کا خائف سے وصول پائی ہوئی جاتے تھے۔ یہ علم تو قاتل کے قوتی ہونے کی صورت سے ہے۔ اور قاتل کے کرنے والے کے فکری و قوتی شہرہ کی صورت میں۔ یہ کہ وہ جواب میں نے اہل بیت پر ہو کر اور اس کی اہل بیت کی وصول میں ان کی حالت میں بہتر ہوئی اور بار بار قلمدار ہوئی۔ ان کی ایک سے سال میں ایک بار وہ اس کی اہل بیت کے جائیں گے۔ اس خریف سے ہر ایک پر اہل بیت میں اس کا دورا اور انہیں سے کسی کلمہ کا جواب دے گا۔ حضرت امام مالکؒ نے فرمایا کہ جہاں تک لینے کی مقدار کا قصص ہے اس کے اندر نہیں کچھ نہیں جلد ویت دینے والے کی استطاعت پر اس کا مدار انحصار ہے۔ ایک روایت کے مطابق حضرت امام احمدؒ کی خبر فرماتے ہیں۔ حضرت امام علیؑ اور انہوں نے روایت کے مطابق حضرت امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ جو شخص مال اور ثمرہ دے گا اس سے تو ارحامینہ۔ اصل خبر جو ہے کہ وہ جو لوگ اہل اعتبار سے اور کاہن کے ہوں اور سے جو قتل کیا۔ وصول کر دے گا۔ ان کا نصف نصف اور ان کی حیثیت ایک طرح کے حسرتی ہے جس کا وہ بہ زیادتی کے طور پر بہت ہے اس کے اندر اہل اور اور اس کا وہیبت لائے۔

ان لم یصلح القبیلة الخ۔ فرماتے ہیں اگر آپ ہو کہ قاتل کے اہل قبیلہ اور ان کی اہل بیت کی استطاعت نہ رہے ہوں تو اس صورت میں ان کے ساتھ ان لوگوں کو لایا جائے گا جو بہتر و قہریت اس قبیلہ سے لایا جائیں۔

ویدخل الغنائ مع العاقلة الخ۔ صرف فرماتے ہیں کہ دیت کا یہاں تک معاملہ ہے اس میں قاتل کرنے والا بھی اپنے اہل کتبہ کا خریف قرار دیا جائے گا۔ اور حضرت امام علیؑ نے فرمایا کہ ان کے اہل بیت کے لئے یہ سنا تھا کہ ایک نہ ہو اور اس پر کسی چیز کا جواب نہ ہوگا۔ اس نے کہ وہ عاقل ہو گئے۔ عتہ معذور کے درجہ میں ہے۔ خلاف اس کے جواب میں فرماتے ہیں کہ دیت کا معذور قاتل سے ہوا تو اسے قاتل برائی لکھا کرتے ہوئے اس کا بار ضرور پڑے گا کوئی خطاب نہیں۔

ولا یصلح العاقلة الخ۔ ان کو دیت زیادہ دو جگہ اس کی مقدار کو دیت کے ان میں حصہ سے جس کی رقم ہو اس صورت میں اہل کتبہ پر دیت کا جواب نہ ہوگا اور اس میں قاتل میں اس کی دیت کی دینا ہوگی اور اس کے لئے یہ سنا ہے۔

ولا تعقل الجعلة انما اعترف بالحق. اگر ایسا ہو کہ جنابت کرنے والا جہالت سے انکار کے بجائے اثر و معترف کرے تو اس کی اہمیت الہی کتب پر واجب نہ ہوگی۔ اسی طرح قاتل اور مقتول کے اولیاء کے درمیان جس پر مصالحت ہوئی ہو اس کی دلائل الہی کتب پر لازم نہ ہوگی۔ بلکہ اس کی ہر اجتماعی کا دوسرا خود صلح کرنے والا قاتل ہوگا۔ اور اگر کوئی آزاد شخص کسی غلام کے ساتھ شہادہ غلطی کے باعث کسی جنابت کا مرتکب ہو تو اس کی اہمیت کا وجہ جنابت کرنے والے کے تلبیہ کتب پر ہوگا۔

کتابُ الخُدُودِ

سزائوں کا بیان

أَلْزَمْنَا بَيْتَكَ بِالْجَنَةِ وَالْأَفْرَاقِ فَانْتَبَهْنَا أَنْ نَقْتُلَكَ أَرْبَعَةً مِنْ الشُّهُودِ
 ذَا بَيْتٍ اور افر سے ثابت ہوتا ہے جس بے گناہ کو کسی مرد یا عورت پر زنا
 علیہ و جلی او لمکراؤ یا زنا فمناہور الخاتم عن الزنا ما هو و كيف قوؤ زنی و منی زنی و منی زنی فلوذا بینوا
 کی گواہی دیں ہیں امام اس سے زنا کی بات پوچھے کہ زنا کیا ہے کس طرح ہوتا ہے کہاں کیا کب کیا کسی سے کی ہیں جب وہ اس کو
 ذلک کہ و قائلوا و انما فی قلوبہا کالمیل لی المتخلفه و سأل القاضی عنہم
 جان کریں کہ وہ کہیں کہیں ہی کرتے دیکھا ہے وہ طریق جسے مدافئ سر میں بھی ہوتی ہے پھر کسی نے اس کا حال معلوم کرے
 فعدلو فی السزو الغالیۃ حکم بمشہادیتہم و الافراز ان یقر بالباغ القافل علی نقیبہ بالزنا
 جس کو ان کو کھینچ دینا چاہئے تو ان کی شہادت کے مطابق عمر گواہی دے اور افر یہ ہے کہ بالغ عاقل خود پر اپنی مجلسوں
 اربع خواتم فی اربعۃ مجالس من مجالس المنقہ کتفوا اقر زکۃ القاضی فلوذا ثم الحارۃ اربع خواتم
 میں سے چار مجلسوں میں چار بار زنا کاقرار کرے۔ وہ جب اس اقرار کرے تو قاضی اس کو گواہ کرے جس جب اس کا قرار چار بار چار بار جائے
 سائل القاضی عن الزنا ما هو و كيف هو و انی زنی و منی زنی فلوذا بین ذلک لزمۃ
 تو قاضی اس سے پوچھے کہ زنا کیا ہوتا ہے اور کیسے ہوتا ہے اس نے زنا کہاں کیا کسی سے کیا میں جب وہ یہ بیان کر دے تو اس پر وہ
 الخلد فان کان الزانی متعصفاً زعنہ بالبحرۃ حتی یموت یحرقہ الى اربعۃ لعدۃ کتبہ
 لازم ہوجاے گی پھر اگر زانی محسن ہے تو اس کو سزا کرے یہی تک کہ مر جائے۔ اسے میدان کی طرف نکالے اور چیلے
 الشہود پر زعمہ ثم الامام ثم الناس فان انتفع الشہود من الایضاء سقط الخدوان کان
 گواہ سزا کریں پھر امام پھر لوگ اور اگر گواہ شریعت کرنے سے باز ہیں تو وہ سزا ہو جائے گی اور اگر
 الزانی مقراً انما لا یمام ثم الناس و یقتل و یحرق علی غلہ و ان لم یکن متعصفاً و کان
 زانی مقرر ہو تو اکام شریعت کرے پھر اور لوگ اس کو قتل اور گھس دیا جائے اور اس پر نذر چڑھی جائے اور اگر زانی محسن نہ ہو اور
 خواہ خلدۃ جائۃ خلدۃ بالمرۃ لا یمام یضوبۃ بسوط لا تمرة له ضرنا متوسطاً بزرع غنہ
 تزداد ہو تو اس کی حد سوزنہ میں۔ امام ایسے کو لٹا کے ساتھ دریا کی طرف مارے گا کہ اس سے مرے جس میں گرتا ہو۔ ایک کڑے احمد لے

ہو گیا اور انی دہے کے شر سے بھی محفوظ ہو چکا ہے۔

وہی حضرت لہافى الرحمن رحمہ اللہ۔ یعنی اگر عورت کو رجم کرنے کی خاطر گڑھا کھود لیا جائے تو درست ہے۔ بلکہ کھود لینا، بارہا اچھا ہے کہ اس کے نام عورت کے واسطے یہ کہہ دیا جائے کہ جو شرعاً محمود ہے۔ اس کی گہرائی عورت کے سیزنک ہو۔ اس واسطے کہ وہیں اللہ تعالیٰ نے خاندان عورت کے واسطے جو گڑھا کھود دیا تھا اس کی گہرائی سیزنک ہی تھی۔ مگر مرد کے واسطے کھودنے کی ضرورت نہیں۔ اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمرؓ کے ساتھ یہاں کیا کہ ان کے واسطے گڑھا کھودنے کے لئے نہیں فرمایا۔

وَلَا يَجُوزُ لِلْمَوْتِيِّ لِحْدُ الرَّجُلِ۔ یعنی کاٹنے کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ بلا اجازت عاقلہ اور خدا کے علماء اور باندی پر حد نافذ کرے۔ البتہ اگر امام اجازت دیدے تو اس کا حد نافذ کرنا درست ہوگا۔ علماء و انرجل۔ کا کہ جب پہلے نہیں کہہ دیا اپنے اوپر حد نافذ کرے تو اپنے علماء و باندی پر حد نافذ کرنے کا حق اسے بدرجہ اولیٰ نہ ہوگا۔

والدفع احد الشہود بعد التحکم للرجل۔ اگر چار شہدوں کی شہادت کی بناء پر جس کے بارے میں ان لوگوں نے شہادت دی ہو تو سزا سنائی جائے کہ ظہم ہو چکا ہو مگر ابھی سنگسار کرنے کی نوبت نہ آئی ہو کہ اس سے قبل ان شہدوں میں سے ایک شہادہ جو سزا کرنے کے لئے اس صورت میں رہے شہادوں پر حد کا نافذ ہو گا اور شہادت دینے کے لئے شخص سے ہم کے ساتھ ہونے کا ظہم ہونے کا ظہم کیا جائے گا۔ وجہ یہ ہے کہ شہادت دینے کے لئے شخص کے سلسلہ میں شہادت مکمل نہیں رہی اور اگر شہادوں میں سے کوئی شہادہ سنگسار کئے جا چکے کے بعد جو رجم کرے تو اس صورت میں جس نے رجم کا کیا ہو مکمل اس پر حد نافذ ہو گا اور اس پر حد یہ ہو گا کہ حد نافذ کرنے کے لئے اس کی گواہی کا خلاف نہیں کا جب تک اس صورت میں نہ ہے۔ بات میں ہوگی کہ اس شخص تکفیر و اولیٰ الحاکم سے اس کے اوپر جو چاہاں ہوگا۔

واحصان الوجہ للرجل۔ رجم کے جانے کے واسطے اسے شرط قرار دیا گیا کہ نہ کرے وہاں شادی نہ ہو۔ یہ شرط بھی ضروری نہ ہو کہ رجم نہیں کریں گے۔ جس پر احسان کی تخریف ہوئی آئی ہے وہ سات شرطوں پر مشتمل ہے۔ اگر سات شرطوں میں سے ایک شرط بھی گمراہ جائے تو پھر سزا سنائی جائے کہ ظہم نہ ہوگا۔ دو سات شرطوں کا ضبط دیا گیا۔ (۱) زانی آدمی ہو۔ ظلام و باغی کا شمار اس میں نہیں ہوتا۔ (۲) زانی کا گھبراہٹ سے بیک شرط بھی گمراہ جائے۔ (۳) زانی کا گھبراہٹ سے بیک نہیں ہوتا۔ (۴) زانی کا گھبراہٹ سے بیک نہیں ہوتا۔ (۵) زانی کا گھبراہٹ سے بیک نہیں ہوتا۔ (۶) زانی کا گھبراہٹ سے بیک نہیں ہوتا۔ (۷) زانی کا گھبراہٹ سے بیک نہیں ہوتا۔ (۸) زانی کا گھبراہٹ سے بیک نہیں ہوتا۔ (۹) زانی کا گھبراہٹ سے بیک نہیں ہوتا۔ (۱۰) زانی کا گھبراہٹ سے بیک نہیں ہوتا۔

سلسلہ رجم۔ اس بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد قرآن نے جن کے بارے میں احسان کر کے والے کے مسلم ہونے کی شرط نہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے ایک بیوی اور بیویہ کو رجم فرمایا تھا۔ مشکوٰۃ شریف میں حضرت عبداللہ ابن عمرؓ روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں یہود نے آکر بیان کیا کہ ان میں سے ایک مرد و عورت زنا کے مرتکب ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ تم رجم کے حلقی قواعد میں کیا پاتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہمیں رسوا کرنا اور کوڑے لگانا۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا تم غلط کہتے ہو اس میں رجم موجود ہے۔ یہ خود قرآن کے آئے اور آپ کے سامنے رکھ دی۔ ان میں سے ایک نے رجم کی آیت پر تھم کر کہا کہ اس سے قبل اور یہود کو رجم فرمایا تھا۔ اسی نے تم کو اٹھایا تو وہاں آیت رجم تھی۔ یہود سے آیت پر تھم کر کہ ان میں سے ایک کہ اس میں آیت رجم ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے رجم کا حکم فرمایا اور انہیں رجم کیا گیا۔ اختلاف کا مستند

وَقَالُوا دَجُنْهِنَا اللَّهُ هُوَ كَذَّابُنَا فَبَخُلُوا زَمَنٌ وَطُنٌ يَهْلِكُهُ فَلَا خُدَّ عَلَيْهِ وَمَنْ ذُنِّي فِي دَارِ الْخُوبِ
اور یہ نہیں فرماتے ہیں کہ یہ ان کی طرف سے ہے لہذا اسے حد کا کی جائے گی اور جس نے یہ بات کہی تو اس پر حد نہیں اور اس سے اور اور۔
أَوْ لِي ذَا الْقُنْفُي ثُمَّ خَرَجَ إِلَيْنَا لِمَ يَغْمُ عَلَيْهِ أَلْعُدُّ
تو انہوں نے حکمت میں نہ کیا پھر ارادے میں آیا تو اس پر نہ قائم نہ کیا جائیگا۔
تشریح و توضیح:

وَلَا يَجْعَلُ فِي الْمُحْصَنِينَ بَيْنَ الْجَلْدِ وَالرَّجْمِ لَمْ فرماتے ہیں کہ محسنین و شادوں کو کھنکھانے سے بچا دیا جائے گا۔ نوزوں اور سکاری دونوں کو اختلاف نہیں ہے۔ حضرت اسامہؓ اور اصحاب کرامؓ کہتے ہیں کہ کڑے اور سنگاری دونوں کو اکٹھا کیا جائے گا۔ حضرت اکرم شافعیؒ کے نزدیک غیر محسن کے لئے نوزوں اور جلاؤں دونوں سزاؤں کو اکٹھا کر بدست ہے۔ اس واسطے کہ مسلم شریف کی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ غیر محسن مرد و عورت کے کڑے جانے کا ہے جس کے اور اسلحہ بھر کے لئے جلاؤں کو دیا جائے اور محسن مرد و عورت کو کڑے لگائے جائیں اور لگایا جائے۔ مگر تبصرہ سے بدست قرار نہیں دیتے۔ اس لئے کہ بکثرت روایات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت باقرؓ وغیرہ کو کڑے مارے بغیر تشدد فرمایا۔ اس سے دونوں کو اٹھ کر لے کر منسوب ہوئے کاپٹ چلا۔ اور اس کا بدست یہ بھی دیا جاسکتا ہے کہ محسن ہونے سے اسلامی بنامہ پر نازل رسول اللہ ﷺ نے کورول کی زبان۔ غیر محسن ہونے کا پٹ چلے پڑا۔ فرمایا۔ مائی اور ایسا کر دہانت سے یہاں دہانت ہوتے ہیں۔ البتہ حاکم کے نزدیک جلاؤں میں کوئی سلطنت ہوتی ایسا کر بدست ہے۔ خضابہ خاھر رضوان اللہ علیہما جن سے جو دونوں کو اکٹھا کر بدست ہوتا ہے وہی سلطنت پر مبنی ہے۔

وَأَخَارَاتِ الْحَامِلِ لِمَ تَحْدُ لَمْ اگر نہ کا کلاب کر لے وہی بدست حمل۔ یہ بدست کا مباح حمل مدافعت نہ کرے اس لئے کہ اس میں بچہ کے ہمارے ہونے کا قوی ظہور ہے اور اگر بدست پر کڑوں کی مدد نہ ہو تو اس میں نفاس کے اختتام تک نہ تیرگی جائے گی اور اگر اس کے لئے رحم خصین ہو تو مباح حمل کے فوراً بعد ہی حد کا خازن ہو کر خوراک پانی کوئی پرورش کرنے والا نہ ہو جو اس وقت تک اس میں نہ خیرگی جائے گی جب تک کہ بچہ کھانے پینے کے قابل نہ ہو جائے۔ غامد یہ بدست سے بھی بدست ہوتا ہے۔ یہ روایت مسلم شریف میں ہے۔

وَدُ اشْهَدُ الشَّهَادَاتِ مَحْدُ مَحْدُ لَمْ اگر کسی ایسی بات کے بارے میں شاہد شہادت دیں جسے کافی بدست کر دیا ہو اور وہ بات پرانی ہوگی جو جو سوچ سکتی ہو اس شاہدوں کی شہادت قابل قبول نہ ہوگی۔ اس واسطے کہ اس بدست شہادوں کے حکم ہونے کا احتمال پیدا ہو گیا۔ جو یہ ہے کہ شاہدوں کو بدستوں کا حق تھا۔ یا تو وہ شہادت دیتے یا بدست پوچھ کر لیتے۔ اب اگر مر کا سب پر بدست ہو تو اس قدر بعد میں شہادت دینے سے اس کی اس سے بدست کی نشاندہی ہوتی ہے اور اگر اس کا جب پر بدست ہو تو تاخیر کے باعث فسق نازہا ہو گا۔ فاسق کی کوئی قابل قبول نہیں البتہ بدست فساد مناسبت سے سمجھی قرار دی گئی کہ اس کے حقوق العباد میں سے ہونے کی بنامہ پر خیر سے ساتھ بھی کو اسی قابل قبول ہوگی۔ بدست فساد میں کوئی کرنے کو خیر قرار دیا گیا تو اس تاخیر کہ جسے بھی جائے گی کہ صاحب حق کی جانب سے جوئی نہ ہو گا۔

وَدَحْدُ عَلِيٍّ مِنْ وَطَنِ جَدِيدَةً رَلْدَةً لَمْ اگر کوئی انھیں اپنے لڑکے یا بچے کی بدعتی کے ساتھ محبت کر لے تو اس پر حد نہ ہوتی ہوگی۔ اس لئے کہ طبرانی وغیرہ میں عراقی سے رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تو اور میرے پس بیچو کہ جو بدست میرے باپ کا ہے۔ اس ارشاد سے محبت کے طائل ہونے کا شہد ہو اور شہد کے باعث حد ختم ہو جاتی ہے۔ اگرچہ ایسا کرنے والے کو کوس کے حرام ہونے کا خیال ہو۔ اس لئے عمل میں شہد کے باعث حد کا ساتھ نہ ہونا اس کا قصدا نہ کرنے والے کے خیال واقفانہ کے بجائے شرعی دلیل کے اوپر ہے۔ اور

اگر لڑکا اپنے ہند کی باندی سے یا بچی باندی کی باندی سے صحبت کرے یا غلام یا باندی کی باندی کے ساتھ صحبت کرے اور وہ بچہ بچتا ہو کہ مجھے اس کے بارے میں خود پر محال ہوئے گا گمان تھا تو حد کا غلاف نہ دیکھا کہ طاعت کے شہ سے حد شروع ہو جاتی ہے۔ اگر کوئی شخص اپنے برادر یا چچا کی باندی کے ساتھ صحبت کر لے اور یہ کہے کہ مجھے اس کے خود پر محال ہوئے گا گمان تھا تو اس بات کا عمل قبول قرار نہ دیتے ہوئے اس کے اوپر حد جاری کی جائے گی۔ اس لئے کہ یہاں ملکیت و مملکت میں اس طرف کا اتصال نہیں جس کے باعث حد کا خیال و شہرہ پیدا ہو۔

وَمَنْ زَنَتْ بِأَخِيهِ أَوْ زَنَتْ بِمَا كَانَتْ تَحْتَ يَدَيْهِ أُولَئِكَ الْمَخْذُومُونَ يُؤْتَوْنَ الْعَذَابَ أُولَئِكَ هُمُ الْمُكَذِّبُونَ

وہ جو زانیہ ہو جس کے ساتھ صحبت کر لے تو اس پر حد کا غلاف نہ ہو گا البتہ میرا وہی ہو گا۔

بَابُ حَدِّ الشَّرْبِ

شراب پینے کی سزا کے بیان میں

وَمَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فَأَذْنَبَ ذَنْبًا مَخْذُومًا فَشَهِدَ اِثْمُهُ عَلَيْهِ بِذَلِكَ
اور جس نے شراب پی لی جس کا پیکار کیا جگہ انکی جگہ موجود تھی اور گواہوں نے اس پر اس کی گواہی دی
أَوْ أَكْثَرَ ذَنْبًا مَخْذُومًا فَلَعْنَةُ اللَّهِ وَإِنْ أَلْفَ بَعْدَ ذَهَابِ زَانِيَتِهَا ثُمَّ يَمُوتُ وَفِي
پاس نے الزام کیا جگہ انکی پر موجود تھی تو اس پر حد ہوا اگر وہ شخص جو نے نہ بعد الزام کیا تو اسے حد نہ لگائی جائے گی اور جو
سَكَّرَ مِنَ النَّبِيذِ خُلًّا وَلَا خُلًّا عَلَى مَنْ وَجَدَ بَنُو زَانِيَةِ الْخَمْرِ أَوْ مِنْ نَفْسِهَا وَلَا يَحْدُ السُّكْرَانُ
غیظ (پینے) سے نہ نہیں ہو جائے تو اسے حد لگائی جائے گی اور ایسے آدمی پر حد نہیں جس سے شراب کی بدعت سے شراب کی حد نہ لگائی جائے اور نہ اس کے
عَلَى يَتْلَمُ أَنَّهُ سَكَّرَ مِنَ النَّبِيذِ وَ شَرِبَهُ طَوَّعًا وَلَا يُعَذِّبُ حَتَّى يَزُولَ عَنْهُ السُّكْرُ
حد نہ لگائی جائے یہاں تک کہ ملامت پر نہ آئے کہ نہ شہ۔ جو ہر گز اسے نہ لگائی جائے یہاں تک کہ اسے نہ لگائی جائے
وَأَخَذَ الْخَمْرَ وَالسُّكْرَ فِي الْأَعْرَافِ نَوَافِلًا سَوَاطِلًا يَفْرُقُ عَلَى بَذِيهِ عَمَّا ذُكِّرْنَا فِي حَدِّ الزَّانِ وَأَمَّا عَنِ الْعَدَةِ
ہو شراب اور سُکْر کی حد کے لئے ای کوڑے ہیں جو سب کے بیان پر متفق طور پر لگائے جائیں گے جیسے ہم نے حد نامی ذکر کیا ہے اور اگر تمام گواہوں کی حد
أَوْ يَمُوتُ سَوَاطِلًا وَفِي الْأَعْرَافِ السُّكْرَ وَالسُّكْرَ ثُمَّ رَجَعَ ثُمَّ يَمُوتُ وَفِي الشَّرْبِ
جائیں کوڑے ہیں اور جس نے شراب یا سُکْر پینے کا قرار کیا پھر اس سے پھر کی حد نہ لگائی جائے اور شراب پینا وہ گواہوں
بِشَهَادَةِ شَاهِدَيْنِ نَوَافِلًا وَفِي الْأَعْرَافِ وَفِي الْأَعْرَافِ وَفِي الْأَعْرَافِ وَفِي الْأَعْرَافِ وَفِي الْأَعْرَافِ
کی گواہی ہے یا ایک یا اس کے اقرار سے ثابت ہو تو اس میں مردوں کے ساتھ عورتوں کی گواہی قبول نہ کی جائے گی

تشریح و توضیح:

وَمَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ لَا حُدَّ لَهُ۔ کوئی شخص شراب نوشی کرے اور پھر اسے اس حال میں پکڑ لیا جائے کہ اس کے منہ سے شراب کی بو ذرا ہی ہو جس سے اس کی شراب نوشی ثابت ہو اور یہی ہو شراب نہ ہو بلکہ کسی اور شراب دالی شے سے پی لے کر ہو گیا ہو تو وہ عذبی کہیں نہ ہو پھر وہ اس کی شراب نوشی کی ثبوت دیں یا وہ اس کوئی شہادت دے وہ الزام شراب نوشی کا اقرار کرے اور اس کے اعتراض

کی تصدیق میں کہ سوسے آئے والی شراب کی دسے اور سی ہوتی ہے ہر جاتی ہوگی اور اگر وہ اقرار کرتے مگر اس وقت کہے کہ یہ دسے
نہیں ہو سکتی تو جس سے اس کے قرائن کی تصدیق ہوتی تو اس صورت میں حد جاری نہ ہوگی۔

وَمَنْ سَكَرَ مِنَ الشَّبْرِ خَذَ لُحْمٍ بِحُرَابٍ كَمَا سَكَرَ فِي الْبُخَارِ بِمِثْلِ يَدٍ كَمَا أَرَأَى كَمَا يَدُ يَدٍ بِمِثْلِ يَدٍ كَمَا يَدُ يَدٍ بِمِثْلِ يَدٍ
جاری ہوگی اور نہ حد کا نفاذ ہوگا۔ اور شراب کا جان تک مفلح ہے جس میں سفاک حد سے لے کر کسی کوئی قید نہیں ہے۔ اگر کسی مفلح نے سوسے
بہ شراب آجی ہو یا اس نے شراب کی قے کی ہو تو داؤں صورتوں میں حد جاری نہ ہوگی۔ اس لئے کہ اس میں یہ احتمال موجود ہے کہ کسی
نے سوسے چٹا چاٹا ہو اور وہ اس پر کسی حرج راضی نہ ہو۔

وَمَنْ سَكَرَ مِنَ الشَّبْرِ خَذَ لُحْمٍ بِحُرَابٍ كَمَا سَكَرَ فِي الْبُخَارِ بِمِثْلِ يَدٍ كَمَا أَرَأَى كَمَا يَدُ يَدٍ بِمِثْلِ يَدٍ
کے جس کے کوٹے نافذ ہو۔ دسے اور نہ اس کے پھر کوٹے۔ لکھنا "حضرت امام شافعی کو داؤں کی حد پر چائیں فرماتے ہیں اور یہ کہ اگر
روئے تعلیق اس (۸۰) لگانا صحیح ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہ اور حضرت امام مالک حنفیوں میں اس کا دسے (۹۰) بتاتے ہیں۔
اس لئے کہ حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں ایسا صحابہ راہم اس (۸۰) کوٹے حنفیوں دسے تھے۔

بَابُ حَدِّ الْقَذْفِ

تہمت لگانے کی سزا کے بیان میں

إِذَا قَذَفَ الرَّحْلُ رَحْلًا مُخَضًّا أَوْ اِشْرَافًا مُخَضًّا بِصَوْنٍ الزَّانَا
جب کوئی سنی کسی شخص پر یا شخص عورت کو سنی زنا کی تہمت لگائے
وَأَطْلَبَ الْمُقْذُوفَ بِالْعَصَبِ حَدًّا الْخَالِكِ فَمَنْ سَوَّاهُ فَإِنْ كَانَ حُرًّا بَعَثَ عَلَى أَهْلِيهِ
اور مقتوف حد کا مطالبہ کرے تو مقتوف کو دسے لگائے اگر تہمت زنا پر اس کے اہل و عیال پر تفرق طرح لگائے ماحول
وَلَا يَبْعَثُ مِنْ بَنِيهِ خَيْرَ لَمْ يَنْزِعْ عَنْهُ الْقَوْدُ وَالْعَصْرُ وَإِنْ كَانَ عَبْدًا جَذَدَ زَيْنِ سَوَّاهُ
اور اس کی بیوی سے نہ نکال دیا جائے لیکن اس سے جو بیوی اور بیوی ہوا کچھ نہ دیا جائے اور اگر تلام ہو تو اسے چائیں کوڑے لگائے
وَالْأَصْحَابُ أَنْ يَكُونَ الْمُقْذُوفُ حُرًّا فَإِلَّا غَافِلًا مُسْلِمًا غَافِلًا عَنْ فِعْلِ الزَّانَا
اور جس میں یہ ہے کہ مقتوف آزاد یا مسلمان غافل اور زنا سے پاک و پاک
وَإِنْ تَقَى نَسَبَ عِيَالِهِ لَمْ يَكُنْ لِأَيِّكَ أَنْ يَأْتِيَ الزَّانِيَةَ وَأَمَّا مُخَضَّةٌ فَتَبْعُ فَتَأْتِي
اور جس نے کسی نے نسب کی کسی کی جس کو تو اپنے آپ کا کھنسا ہو یا نہ ہو کہ بیٹے دیکھ کر لڑائی ماحول ہوگی ہے اس سے نہ کسی
بَعْدَهَا حُدَّ الْقَذْفِ وَلَا يَطْلُبُ بَعْدَ الْقَذْفِ لِلْعَصَبِ إِلَّا مَنْ بَقِيَ الْقَذْفُ فِي نَسَبِهِ بِقَدْرِهِ وَأَمَّا
حد کا مطالبہ کیا تو کاذب کو حد لگائی جائے کہ نہ لایہ کی حد سے حد تک حد کا مطالبہ نہیں کر سکتا مگر وہی جس کے نسب میں تفرق سے تفرق نہ ہو سب
كَانَ الْمُقْذُوفَ مُخَضًّا جَزَاءُ بِلَايَةِ الْكَافِرِ وَالْعَبْدِ إِنْ يَطْلُبُ بِالْعَصَبِ وَلَيْسَ لِلْعَبْدِ أَنْ يَطْلُبَ
حد تک جس پر تو اس کے ہاں یہ ہے اور عام کے لئے حد کا مطالبہ کرنا پاک ہے اور عام کے لئے یہ باز نہیں کرنا چاہیے

جزءاً بجزءاً تکلیلاً لا یمن الذلہ" (اوپر کا دھوکہ دینا بالکل مخصوص اس بارے میں مروی احادیث سے ثابت ہے۔

وخصمہ الخ یعنی ہاتھ کاٹنے کے بعد کرم ہو ہے سے دامن دیا جائے تاکہ خون دھک جائے اور زیادہ خون لگی کر ہلاکت کا سبب نہ بنے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کا ذکر فرمایا۔ یہ روایت حاکم کے مستدرک میں اور امام قسطلی و ابو داؤد نے مرسل میں نقل کی ہے۔ حدیث الاحادیث دافع دینے کا حکم دہلوی نے اور امام شافعی کے نزدیک اہل بی۔

لان سرق لاناہا لعلتہ بخلہ البسوی الخ۔ اگر دوسری مرتبہ چوری کا ارتکاب کرے تو بایں پاؤں کاٹا جائے۔ اصل اس باب میں وہ حدیث ہے جو امام بخاری نے "کتاب الاثم" میں محمد بن سند کے ساتھ حضرت علیؓ سے نقل کی ہے کہ جب چور چوری کرے تو اس کا راجہ ہاتھ کاٹ دیا جائے اور بارہ اس کا مرتکب ہو تو بایں ہر کاٹش اور تیسری مرتبہ چوری کرے تو اسے قید خانہ میں ڈال دیا جائے۔ مجھے اللہ تعالیٰ سے شرم آتی ہے کہ میں نے اس حال میں بیچوڑی کر اس کے کھانے اور اچھے کپڑے ہاتھ ہولور نہ ملنے کے لئے پاؤں اور دھن اپنی شہر کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابن عمرؓ نے بعد از ضروری کو حضرت علیؓ کرم ہندوچ کے قول کے مانع قرار فرمایا کہ میرا اسوہ نہیں حضرت عمرؓ کا ردقؓ نے چور کے بارے میں مصلحت کرام سے مشورہ فرمایا تو حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ کے قول کے اندر پر اجماع ہو گیا۔ اور ایک روایت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ فرمایا کہ جب کوئی چوری کرے تو اس دم تھک دے۔ پھر چوری کرے تو اس کا پاؤں کاٹو دوسرا ہاتھ نکاٹو اور وہ کھانے اور اچھے کپڑے لئے چھوڑ دو۔ البتہ تیسری بار چوری کرے تو اسے مسلمانوں سے روک دو۔ قید کر دو۔ امام شافعی کے نزدیک تیسری مرتبہ چوری کے ارتکاب پر بایں ہاتھ اور چنگی مرتبہ چوری سزا ہونے پر دہلی بھی کہہ گا تاہم نے گاہ میں نے کہ یہ روایت سے ثابت ہے۔ مگر اس کا جواب دیتے ہوئے کہا گیا کہ اس روایت کو نہایت مشکوک قرار دیتے ہیں۔ یا کہا جائے گا کہ یہ روایت منسوخ ہو چکی۔

وان کان السارق افضل بالبسوی الخ۔ اگر ایسا ہو کہ چوری کے مرتکب کا بایں ہاتھ پہلے سے ہی مثل سو یا نکا ہو اور یا دلیاں ہر پہنے سے ہی نکلی ہو اور اس صورت میں اس کے لئے قطع کا حکم نہ ہوگا تو ایسی مثل میں کاٹنے کا مطلب گویا اسے ہلاک کر دینا ہے۔ اسی عام پر کاٹنے کے بجائے اس کے ذریعہ ہی ذلے کا حکم ہوا تاہم روایت میں رکھا جائے گا

ولا یقطع السارق الا ان یحضر المسروقی منه فیطالب بالسرقۃ فان وثبها من السارق فو اور چور کا ہاتھ نہ کاٹ جائے گا مگر یہ کہ مسروق نہ ہو۔ مگر وہ چوری کا دعویٰ کرے میں اگر اس نے وہ مال چور کو یہ کہہ کر دیا یا ہاتھ بنا او تقضت فیمنہا عن النصاب لم یقطع ومن سرق غنیا قطع فیہا وزدھا اس کے ہاتھ دیا یا اس کی قیمت نصاب سے کم ہوئی تو ہاتھ نہ کاٹ جائے گا۔ اور جس نے کوئی چیز چرائی جس میں ہاتھ کاٹا گیا اور وہ چیز واپس لے کر دی پھر اس نے اسے چرایا۔ وہ بھی چلی حال ہے تو (ناب) ہاتھ نہ کاٹ جائے گا۔ اگر وہ بچہ اپنے محل سے بدل لگی شے اس نے سوت فسرقۃ فقطع فیہ وزدھا ثم نسج لقاہ وسرقۃ قطع زادھا قطع السارق والغنی فاقبۃ فی یدہ زدھا ہذا خاص میں ہاتھ کاٹا گیا اسے کسی کو دیا اسے کوئی مال یا کیا یہ کہنے کو ایسا ہاتھ کاٹا جائے گا۔ اگر وہ بچہ اپنے محل سے بدل لگی شے اس نے سوت وزان کانت ہاتھ لکم یضمن وزادھا فی السارق ان الغنی المسروقة ملکۃ سقط القطع عنہ وان لم یضم فبیتہ اور اگر کھ ہو چکی ہو تو اسے نہ کاٹا جائے چور کو یہ کہنے کہ مسروق چیز میری ملک ہے تو لے لیا جائے ساتھ ہو جائے گا۔ اور اس پر یہ حکم نہ کرے

تشریح و توضیح: چوری سے متعلق کچھ اور احکام

ولا یقطع سارق الا ان یحضر المسروقی فیہ الخ۔ فرماتے ہیں کہ چور کا ہاتھ کاٹنے کا جہاں تک ممکن ہے وہ

أَوْ ذَوْجِهِ مَخْرُومٌ مِنَ الْمَغْضُوعِ عَلَيْهِ نَفْظُ الْحَدِّ عَنِ الْبَاقِينَ وَخِصَارُ الْفَعْلِ إِلَى الْأَوَّلِيَّاتِ
یا مقصور علیہ کا ذرہ مخم برحقہ باقی لوگوں سے (بھی) اسناد پر جانے کی ضرورت نہیں کرتا اولیاء کے اختیار میں ہے کہ
إِنْ شَاؤُوا زَانٍ شَاؤُوا عَفْوَاً وَإِنْ نَهَضُوا الْقَتْلَ وَاجِدُوا مِنْهُمْ أُخْرَى طَعِ كَأَعْلَى خِيَانَتِهِمْ
اگر چاہیں قتل کریں اور اگر چاہیں عاف کریں اور اگر ایک نے قتل کیا ہو تب بھی حد وہی (ساری) جماعت پر جاری ہوگی

تشریح و توضیح:

وإذا خرج جماعة ممنوعون إلخ۔ اگر ایسا ہو کہ لوگوں کا ایک گروہ جو لوگوں کا راستہ رکھے اور ان سے اپنے مقصد حاصل کرنے پر قادر ہو، ذاکر کی خاطر نکلے یا صرف ایک ہی ایسا شخص، ذاکر کی خاطر نکلے، چوٹی طاعت و قوت کے اعتبار سے اس پر کار ہو اور پھر انہیں اس سے قتل کر دہو کسی صورت کے گناہ اتارے یا مال لینے بیکار کیا جائے تو اس شخص میں ایسا مسلمین انہیں اس وقت تک قید میں ڈالے رکھے جب تک کہ صدق دل سے تائب نہ ہو جائیں۔

وإن استخفوا حال فضلك إلخ۔ اگر ذاکر ڈالنے والوں کا گروہ ذاکر کی خاطر نکلے اور پھر وہ مسلم یا ذمی کا اس قدر مال لے لے کر اگر اسے سب پر یا ناجائزے تو ہر ایک کے حصہ میں رہا پھر پاداش سے زیادہ آتے ہیں تو اس صورت میں اور ثار باقی "او قطع یدہم و نو جہلہم من جلاہ" (آیت) کیا دے ان کے دائیں ہاتھ اور انہیں سب کے کالے کاٹھم کیا جائے گا۔

رأى قتلوا نفساً ولم يأنفوا مالاً إلخ۔ اگر ایسا ہو کہ وہ نہ تو نہ کسی شخص کو ہلاک کر دیں تو انہیں از روئے حد صحت کے گناہ اتار دیا جائے گا۔ اگر ان کو استخول کے اولیاء بھی درگزر سے کام لیتے ہوئے معافی دینا تو حق اللہ ہونے کی وجہ سے اولیاء کی معافی کا یہی قول نہ ہوگی اور ان کے معاف کرنے کے باوجود ان لوگوں کو قتل کر دیا جائے گا۔ اس لئے کہ حقوق اللہ اور حد کی معافی ہی درست نہیں۔ پھر انہیں قتل کر دینے میں تقیم ہے خواہ کسی طرح کریں۔ عصابہ وغیرہ سے کریں گے یا بڑے بڑے گناہ۔ ان واسطے کہ اس کا شمار جرائم عداد میں ہے تو قتل بغور تعاقب نہیں، لہذا عصابہ وغیرہ اور قتل، سلیف کے درمیان کی طرح کا فرق واقع نہ ہوگا۔

وإن قتلوا واحداً مالاً إلخ۔ اگر ایسا ہو کہ وہ لوگ مال لینے کے ساتھ ساتھ کسی کو ہلاک بھی کر دیں تو اس صورت میں حاکم کو سب اہل باتوں میں سے کسی بھی بات کا حق حاصل ہوگا۔ (۱) یا تو ان کا دایاں ہاتھ اور دایاں ہر کاٹ کر انہیں موت کے گھاٹ اتار دے اور اس کے ساتھ سولی پر چڑھا دے۔ (۲) مکمل موت کے گھاٹ اتار دے۔ (۳) لٹکا سولی دے۔ اور اگر وہ مال لینے کے ساتھ ساتھ کسی شخص کو بکروغ کر دیں تو مکمل دایاں ہاتھ اور دایاں ہر کے کالے کاٹھم ہوگا اور زخم کے باعث کسی چیز کا، خوب نہ ہوگا۔ اس لئے کہ ہاتھ کاٹنے اور جنہن دونوں کا ایک وقت نہ ہوتا ہوگا۔

تفصیل: اور جو جگہ بیان کیا گیا اس کا مندرجہ سورہ مائدہ کی سب ذیل آیات ہیں۔ "بأنما جزاء الذين يُعاهدون الله ورسوله ويستخون في الأرض لفساداً أن يقتلوا أو يصلبوا أو تقطع أيديهم وأرجلهم من خلاف أو ينفوا من الأوطان ذلك لهم جزاؤ في الدنيا ولهم في الآخرة عذاب عظيم" (جو لوگ اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسولؐ سے لڑتے ہیں اور ملک میں فساد پھیلاتے پھرتے ہیں ان کی سزا ہے کہ قتل کیے جائیں یا سولی دیئے جائیں یا ان کے ہاتھ اور پاؤں مخالف جانب سے کاٹ دیئے جائیں یا ان میں سے نکال دیئے جائیں۔ یہ ان کے لئے دنیا میں سخت سزا ہے اور ان کو آخرت میں عذاب عظیم ہوگا) مسالہ: القرآن میں من آیات کی تفسیر کے ذیل میں فرمایا۔ خلاصہ یہ ہے کہ کئی آیت میں جس سزا کا ذکر ہے وہ ان ذاکروں اور باغیوں پر عائد ہوتی ہے جو اجتماعی قوت کے

ہوئے، زہرہ علیہ السلام سے کھائے اور پانی تک مس کیا، میں مٹا کر چلا گیا۔

وہ قصوں کی حیثیت سے کہیں نہیں لکھے گئے۔ ان کی ہر بات کے لیے اس نے ایک نیا ہیرو بنا دیا ہے۔ اس میں ہر شخص کی ایک کہانی ہے۔

[illegible]

وَأَن يَأْتُوا الصَّلَاةَ وَاحِدًا مِنْهُمْ يُؤْمِنُ ۚ وَآخَرَانِ وَقِيلَ إِنَّهُمْ كَافِرُونَ ۚ

کتاب الاشریة

شرابوں کے احکام کا بیان

[illegible]

تشریح و توضیح:

[illegible]

دیتے ہیں مگر اس میں شرط یہ ہے کہ یہ دلچسپ اور مسرتی کے قصد سے نہ پیئے بلکہ نفع اس کے ذریعہ تقویتِ جسم اور صرف اس قدر مقدار ہو کہ بطن غالب پینڈہ نہ ہوتی ہو۔ معرت امام بخاری اور حضرت امام شافعی اسے ہر صورت میں حرام قرار دیتے ہیں۔

ولا یابس بطن علی طبعی الزم۔ اگر چہ مردوں کو گنگ بھگول بنائے اور کششِ الفہ، پھر وہ ذل کے سرچھ پانی کی آمیزش کر کے اسے پی کر یا کھا کر اور اسے بھی مطالب قرار دیا گیا ہو اس کے کھانے اور پینے میں معرت اور کششِ الفہ، پھر وہ ذل کے سرچھ پانی کی آمیزش کر کے بھر چھا مردوں اور بچوں کی کششِ کورسول اور مسکین کے واسطے برتنوں میں رکھ کر اس میں پانی ڈھا کر کتے، بھیر، بھوت، بھج، بھوتہ اسے آنحضرت ﷺ وقتِ شام، اور انہیں برقعہ شمار ہو گیا کرتے انہیں رسول اکرم ﷺ کے واسطے جمع نوش فرمایا کرتے تھے۔ اسی طرح کسی نینے بھی حضرت امام ابوحنیفہ اور حضرت امام ابو یوسف حلال قرار دیتے ہیں جو قرار، جو حکم، انھیں اور محدث سے بنا شدہ ہو۔ چنانچہ اسے پکا یا جائے یا نہ پکا جائے۔ امام مالک، امام شافعی اور امام ابو یوسف تمام انھوں نے اسے طبعی ملاقاتِ حرام قرار دیتے ہیں خواہ اس کی مقدار کم ہو یا زیادہ۔ بلاشبہ وغیرہ میں حضرت امام محمد کے قول و مکتبی قرار دیا گیا لیکن واضح رہے کہ یہ اختلاف فقہاء ہی صورت میں ہے کہ حسبِ برائے عبادت حصولِ ثمر کا اور وہ اور نہ مختلف طور پر سب کے نزدیک حرام ہوگی۔

وخصس العنب اذا طبع الزم۔ انگر وہ کھادیاں جسے اس قدر پکا یا گیا ہو کہ اس کا دو تہائی حصہ گل کر نفع ایک تہائی رہ گیا ہے بھی حضرت امام ابوحنیفہ اور حضرت امام ابو یوسف ذکر کر کے شرط کے مطابق حلال قرار دیتے ہیں۔ اور امام مالک، امام شافعی اور امام احمد انہیں حرام مانتے ہیں۔ اسے حرام قرار دیا ہے۔ اس لئے کہ اگر قلعی وغیرہ میں ہے رسول اللہ ﷺ نے رتاد فرمایا کہ بڑنشا اور بچہ حرام ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ اور حضرت امام ابو یوسف کا مسئلہ یہ حدیث شریف ہے کہ میں نے تمہیں بچہ چڑھے کے برتنوں کے دوسرے برتنوں میں پینے کی ممانعت کی تھی۔ میں تمہیں برتن میں پینے کی ممانعت ہے۔ البتہ وہ نشا اور نہ ہو۔ رہیں وہ اور دینیں جس سے حرام ہو، معلوم ہوتا ہے انہیں یا تو اس پر محمول کیا جائے گا کہ ان کا قلعی اس مقدار سے ہے کہ نہ نشا اور نہ ہو، یا پکنا جائے گا کہ یہ مسخ ہر ہو گئیں۔

فلا کھلا۔ واضح رہے کہ مکتبی بہ حضرت امام محمد کا قول ہے کہ خواہ مقدار کم ہو یا زیادہ، ہر صورت حرام ہے۔

ولا یابس ملاقات فی العباد الزم۔ نیز کہ کجاں تک قلعی ہے تو خواہ کھیر میں بنائی جائے یا ملاقات و عظم و دھما میں، ہر صورت حلال قرار دیا گیا۔ بعض حضرت امام اجازت کے قائل ہیں۔ اس لئے کہ امام شافعی حضرت زید بن اسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تمہیں عسل وغیرہ کی ملاقات ہوئی ہے۔ اس کی ممانعت ثابت ہوئی ہے۔ اس کا جواب یہ دیا گیا کہ اس کی ممانعت کا نسخ رسول اکرم ﷺ کے اس ارشاد کو گرائی "برہن میں ہو" جو اس کے لفظ "اور نہ ہو" سے ثابت ہے۔

واذا خلعت اخصسو الزم۔ اختلاف امام احمد کے نزدیک سرکہ کی صحت، ہر صورت ہے۔ اس سے قلعی انگر کر سرکہ خواہ عسل یا عسل و اس میں سرکہ کھانے والی کوئی شے ملائی گئی ہو وغیرہ کوئی چیز ڈالنے اور سرکہ کے لئے شراب خود بخود کہ میں لگی ہو۔

امام مالک، امام شافعی اور امام احمد سرکہ کھانے کے لئے حرام قرار دیتے ہیں خواہ یہ سرکہ بوجھ تک وغیرہ بنایا گیا ہو یا دھوپ سے ملایا گیا ہو۔ حضرت امام شافعی شراب کے قدر کوئی شے ڈال کر کھانے کے لئے سرکہ کو حلال قرار نہیں دیتے اور یہ سرکہ دھوپ وغیرہ کی حرارت کے باعث بن جائے تو پھر اس مسئلہ میں ان کے رد قول ہیں۔ ایک قول یہی رو سے یہ سرکہ حلال ہو گا اور دوسرے قول یہی رو سے جس میں حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد بھی ان کے ہمراہ ہیں یہ سرکہ حلال نہ ہو گا۔ اس لئے کہ مسلم شریف میں روایت ہے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول! شراب کا سرکہ کھا لیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا نہیں۔ تخریج شریف میں حضرت امام سعید اللہ رحمہ اللہ سے روایت ہے

رسول اکرم ﷺ ایسی جگہ کو تہذیب و تمدن کا مرکز بنائے جاتے ہیں اور وہاں پر رہتے ہیں۔

وَأَن تَقُومُوا لِلَّهِ نِجْمًا يُرْجَىٰ ۖ أَتَمَّ ۚ أَن تُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَتُعْصُوا أَمْرًا مُّؤْتًى ۖ وَتُقِيمُوا الزَّكَاةَ ۖ وَقُولُوا صَدَقَ الرَّسُولُ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مِن رَّبِّهِ ۚ إِنَّكَ أَنتَ الْبَاقِي ۚ

[illegible][illegible]

تشریح و توضیح: علمان و حرامہ و حیرت کی تفصیل

[illegible]

رانا نوکیلی ذبیحۃ القربان تھا۔ اسلامیت کو جاننے والے ہر اچھے عامل قرآن میں ایسا ہی تھے کہ ان کا صلیب دلائے حبیب ہے۔
 نوکیلی یہ سب کچھ کرنے والے کے، بچہ کو بھی محال قرآن میں دیا گیا۔ اس لئے کہ حدیث شریف میں ہے کہ ان کی ہر بات سے نیک ناصی کر دینا
 ان کا پیڑھا۔ اسی طرح بے گناہ سب کچھ۔ خود ان کا یہ دعویٰ قرآن میں دیا گیا کہ اس لئے کہ ہمیں ملت کا عقیدہ نہیں رکھتا۔ اسی طرح کہ
 کسی غیر انھیں نے کہا کہ ان کے پاس ہر آیت قرآن کریم دلائل سے ہوگا۔ اس لئے کہ ان کا تہا سترہ سال قبل ہے اور ۱۷۱۱ء میں جو نے کی صورت میں
 عمر کے ہی نکل کر غیر شرعی امور کا ذکر دیا تھا۔

وان نوک الفتاح المصطفیٰ علیہ السلام اذ رزق لہ من اللہ تعالیٰ توحید الخالق المذموم جودہ اس سے ایک کوٹلی قرار نہیں دیا جائے گا۔ البتہ کوٹلی تک نہ کہے بلکہ بھول کر دیا ہو جائے تو اس کا فیوض حلال کار ہوگا۔ حضرت امام شافعی دونوں صورتوں میں حلال قرار دیتے ہیں۔ اس لئے کہ حدیث شریف میں مسلمانوں کے لئے جو کچھ حلال ہے نہ کہ کفار کا خون۔ لہذا کفار پر بیان لایا ہو۔ حضرت امام

تشریح و توضیح:

بِالْمَعْبُورِ الْحَلَالِ وَالْأَلْفَةِ الْفَحْمِ۔ فرماتے ہیں کہ اختیاری ذبح کا مقام یہ ہو مگر کاغذ کا حصہ قرآن یا یہاں حدیث شریف سے ان میں سے ایک سے۔ چونکہ ذبح کا قطع کرنا ہی جانے والی رگوں کی تعداد۔ پھر ہے (۱) مطلقاً (۲) بھری (۳) دو جان۔ دو جان کی تمیز کا سبب یہ ہے کہ ان رگوں کے قطع ہونے سے خبیثہ یا رگ بھی کہتے ہیں سارا خون اس رگ سے نکلیں چاہیے کہ اس سے۔ اور مطلقاً جو مری کے قطع ہونے کے باعث جان نہ مرے اس کے ساتھ نکلتی ہے۔ اور شراباں کا کاغذ فرمایا گیا کہ جانور کو موت سے کم تکلیف پہنچے۔ حضرت امام شافعی مرنے والے مطلقاً کے قطع ہو جانے کو کافی قرار دیتے ہیں۔ منہ سے کاغذ ملے اور روایت ہے جس میں غلا کا دواچہ آئے۔ اور خرگوش سے کم ہر جان بند ہوا ہے۔ تو اس کے مرنے سے دو روز اور مرنے آگئیں اور ان کے قطع ہونے کا جہاں تک قطع ہے وہ قطع کے بغیر ممکن نہیں تو سب مطلقاً کاٹنے کا بھی ثبوت ہو گیا۔

فان قطعها صحي لا يفتن لزم۔ حضرت امام ابو نافع فرماتے ہیں کہ کسی بھی جانور میں سے خون۔ مگر کت نہیں تو ذبح کر دے جانور جان قرار دیا جائے گا۔ حضرت ابو یوسف سے ایک قول کے مطابق مرنے والے جانور اور جان۔ اس سے ایک کا کاغذ یا کچھ کا قطع ہونے کے لئے شرط ہے۔ حضرت امام محمد نے فرمایا کہ ان میں سے ہر رگ کے اکٹرا ہونے کا قطع ہونا مطلب ذبح کے لئے ناگزیر ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہ کی بھی روایت اسی طرح کی ہے۔ اس واسطے کہ کون سے رگوں کی خبیثہ حیثیت اصل کی ہے اور ہر رگ کے قطع کرنے کا حکم کیا گیا۔ حضرت ابو یوسف کے نزدیک دو جان کے کاٹنے سے خون زیادہ مقصور ہے۔ تو ان رگوں میں سے ایک رگ دوسری کی قوت مٹا لی کر سکتی ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہ کے نزدیک اس طرحی حیثیت مٹانے کا مقصد یہ کہ مرنے والے جانور میں سے خون نکال دیا جائے۔

الا ليس الهالك ولا الفتر العظم لزم۔ فرماتے ہیں کہ کسی ایسے حالت سے جانور ذبح کیا جائے جو اپنے مقام پر آگاہ ہوا اور اس طرح اس کا خون سے ذبح کر دے۔ دست نہیں ہو کہ اپنی جگہ لگا ہوا ہو۔ اور سبب یہ ہے کہ جانور ذبح کرتے وقت پھری خوب تیز کر لی جائے تاکہ خون نہ بہے اور نہ جانور۔

ومن بلغ بالحياتين الفداح لزم۔ اور جانور کا اتنا زیادہ ذبح کر دے کہ پھری حرام مگر تکلیف مٹانی ہو یا اس کا ذبح کر دے تاکہ وہ قرآن پا گیا۔ اگرچہ اس طرح کا ذبح چھٹاں ہو جائے گا اور اس کا کھانا نہ کھا جائے لیکن یہ بے فائدہ تکلیف پہنچانا کر سکتا ہے۔ خدا بخیر۔ ومن سلسل من الصيد لزم۔ ماؤں، جانور، میں کہہ کہ ذبح اختیاری پر لازم ہے کہ اس پر قادر ہوئے ہوئے ذبح اضطراری درست نہ ہوگا۔ اور ان میں جانور کے طحال ہونے کے لئے اسے ذبح کر دے کہ کسی ضروری ہوگا۔ البتہ وحشی جانور جن میں ذبح اختیاری ممکن نہیں ان میں ذبح اضطراری ممکن ہے تاہم وغیرہ سے مجرب ہے کہ خون بہا دینا کافی ہوگا۔

والفحص لزم لا يمل لزم۔ اونت کا جہاں تک قطع ہے اس میں مشتبہ ہوگا کہ اسے نکال دیا جائے لیکن اگر کوئی بچے غر کے اسے ذبح کرے تو کہ اسے درست نہ ہوگا۔ اس طرح کا ذبح اگر کسی میں مشتبہ ہے کہ کبھی غلط نہ کرے، لہذا ذبح کیا جائے۔ اب اگر کوئی ممکن ذبح کرے۔ نہ کہے کہ اسے ذبح کر دے تو کہ اسے درست نہ ہوگا۔

ومن فطر ناقة او دبع بعرة لزم۔ اگر کوئی شخص انسانی کا ذبح کرے یا کتا یا بکری ذبح کرے اور مرنے کے بعد اس کے پیٹ سے مردہ بچہ

لیجئے حضرت امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ اس کے تابع قرار دے کر حلال سمجھ کر کھانے کے لئے کھڑے ہوئے پر وہ الگ ہے ذبح ہوگا۔ امام ابوحنیفہؒ امام مالکؒ امام شافعیؒ اور امام احمدؒ نے فرمایا کہ اس کی نفی نہیں ہو جائے گی کہ اس کے ذبح کرنے کی ہتھیاری نہیں۔ جس نے کھدایت شریف کے مطابق مال کا ذبح کر لیا ہی چکا ذبح کرنا ہے۔ علاوہ ازیں یہی حیثیت اس کے ذرا کی ہوئی ہے۔ ہتھیاری ہوتی ہے کہ اس کے ساتھ اس کا اتصال وہ ہے۔ اس کی ہڈی کی ہڈی کے ذریعے ہوتی ہے اور اس کا اس کا ہڈی کے ذریعے ہوتا ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک چھ کی حیثیت مستقل اور الگ حیثیت ہے اور اس کا اس کے حرجا نہ پر بھی لازم و رہتا نہیں ہے۔ علاوہ ازیں قرار ہوا کہ اس کے ذرا کی حیثیت مستقل ہے۔ اس کے ذرا کی حیثیت کرنا بھی درست ہے۔ اس کے علاوہ خود خون والے جانور ہے اور ذبح سے متعدد خون بہا دیتا ہے اور اس کا حصول مال کے ذریعے نہ ہوگا۔ دو جگہ حدیث ذرا سے متصور ہوتا ہے کہ اگر اس کے ذرا کی حیثیت اس کے ذرا کی حیثیت ہے۔

وَلَا يَخْوُزُ أَكْلُ كُلِّ شَيْءٍ مِّنَ الشَّيْءِ وَلِئِنْ كُنْ اَذَى بِغُلَبٍ مِّنَ الطُّيُورِ وَلَا يَنْسُ بِأَكْلِ غُرَابٍ زُرَّاحٍ
اور تمام کھانوں والے اور خون والے تمام پرندوں کو کھانا پڑا نہیں اور کھانے کے لئے کو کھانا میں کوئی حرج نہیں
وَلَا يُؤْكَلُ الْأَبْقَىٰ مِنَ الْبَيْتِ بِأَكْلِ الْخَيْفِ وَبِكُرَّةٍ أَكْلُ النَّصِيعِ وَالْخَضِثِ وَالْخَضِثَاتِ كُلِّهَا
اور ذبح کرنا حرج قرار دیا ہے نہ کھانا ہوتا ہے اور حرج قرار دیا ہے نہ تمام حشرات الارض کو کھانا کرنا ہے
وَلَا يَخْوُزُ أَكْلُ لَحْمِ الْفُطَيْرِ وَالْمُطَبَّخِ وَبِكُرَّةٍ أَكْلُ لَحْمِ الْفُطَيْرِ وَبِكُرَّةٍ أَكْلُ لَحْمِ الْفُطَيْرِ وَبِكُرَّةٍ أَكْلُ لَحْمِ الْفُطَيْرِ
اور کھانا کھانے سے حرج قرار دیا ہے نہ کھانا پڑا نہیں اور کھانا پڑا نہیں اور کھانا پڑا نہیں اور کھانا پڑا نہیں
وَلَا يَنْسُ بِأَكْلِ الْأَرْزَبِ وَادِّعٍ ذَبْحٍ خَلَا يُؤْكَلُ لَحْمُهُ طَهْرًا جِلْدُهُ وَالْخَيْفُ بِالْأَلْسِنَةِ وَالْخَضِثُ
اور کھانا کھانے میں کوئی حرج قرار دیا ہے نہ کھانا پڑا نہیں اور کھانا پڑا نہیں اور کھانا پڑا نہیں اور کھانا پڑا نہیں
فَلَيْنَ الرُّكَاةُ لَا تَمْنَعُ فِيهِمَا وَلَا يُؤْكَلُ مِنْ خِيَوَانِ الْمَاءِ إِلَّا التَّمَدُّكُ وَبِكُرَّةٍ أَكْلُ الضَّالِّهِ مَنَّهُ
کہ رکعت میں کوئی کام نہیں کرتی اور وہی جانوروں سے جو کھانے کے لئے کھانا پڑا ہے اور اس کی کھانا کھانا ہے جو پانی پر حرج ہوتا ہے
وَلَا يَنْسُ بِأَكْلِ الْحَبَوْبِ وَالْعَمَامِ حَافِيٍّ وَبِكُرَّةٍ أَكْلُ الْخَرَاوِ وَلَا ذَبْحُ ذَا
اور کھانا کھانے میں کوئی حرج نہیں اور کھانا پڑا نہیں اور کھانا پڑا نہیں اور کھانا پڑا نہیں اور کھانا پڑا نہیں

لغات کی وضاحت:

اذی مضطرب: پتھر دار۔ الا بقیع: سیاہ سفید دانوں والا اور کھانا میں یہی ہوتا ہے۔

النصیع: لقمہ۔ ترادہ دونوں پر لٹا ہوا ہے۔ الضبیع: کھانا جمع اسب و حبان۔

تشریح و توضیح: حلال اور حرام جانوروں کی تفصیل

وَلَا يَخْوُزُ أَكْلُ كُلِّ شَيْءٍ مِّنَ الشَّيْءِ لَئِنْ كُنْ اَذَى بِغُلَبٍ مِّنَ الطُّيُورِ وَلَا يَنْسُ بِأَكْلِ غُرَابٍ زُرَّاحٍ
ذرا ہذا کے کھانے والے ہیں۔ اسی حرج پھر وہ پتھر دار پرندہ چنگل طیار کرنے والے حرام ہیں۔ حدیث شریف میں ان کے ممنوع ہونے کی تصریح ہے۔ اور ذرا کی حیثیت نہ کھانے والے ہونے کو اس کا قرار دیا گیا اور وہ سیاہ سفید دانوں کی غذا قرار دیا گیا ہے۔ اس کے ذرا کی حیثیت ہے۔

ہے۔ اس واسطے یہاں قیاس مجوز کہ حدیث میں نقل کیا گیا کہ نبی اور پیغمبر کے بارے میں بھی موجود نہ ہونے کی بناء پر اصل قیاس پر قرار اور درایت میں ہے۔ حضرت امام اہل کتاب اعتدال فرماتے ہیں اور، مانعاً قسم مراد ہے۔

وہی جاننا غنی ثقیلاً اُتوا الخ۔ قرآنی کلمات ان گناہ اور روزی الخ میں۔ عندا لمانعاً، روزی الخ کے معنی غروب ہونے سے نقل شدہ قرآنی درست ہے۔ حضرت امام اہل نقلی قیاس میں بھی درست فرماتے ہیں۔ ان کا معتد ہے کہ سارے الام تقریریں ایام ذی الحج میں۔ اختلاف کا، تالی حضرت ابن عمر سے سوا امام اہل علم مروجی پر واقع ہے کہ یہ اہل نقلی کے بعد قرآنی سے وہ ان ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے بھی اسی کے الفاظ مراد ہیں۔

ومعزى من ذلك كذا مني خضعاً الخ۔ یہاں اہل جہاد کا ایسا سے روز کا ہو، اور ان کا بیسی، وغیرہ۔ سال کی دو بار ایک سال کی شرفان کی قرآنی مانع ہے۔ اس واسطے کہ یہ حدیث ثقیلاً، الخ کی طرف اشارہ ہے۔ لیکن مجتہدین میں شرفان کی اہمیت ہے کہ اگر اس میں عروج ہو، مگر قرآنی کے نزول سے پہلے سارے سال کا گناہوں کی قرآنی جہاد میں۔ بعد از شریف سے یہ جو ثابت ہے۔ وبسبب ان لا یفعل الخ۔ قرآنی کے کلمات میں سبب یہ ہے کہ ان کے ختم جھگڑنے جائیں اور ایک حصہ صدقہ اور ایام ذی الحج میں۔ اور ایک حصہ اپنے لئے رکھیں۔

والا فصل شہ۔ فرماتے ہیں قرآنی میں افضل طریقہ یہ ہے کہ اگر خود بھی طرح ذرا کرنے پکارا ہو تو اپنے ہاتھ سے ذرا کرے۔ اور اگر خود ذرا کرے۔ لیکن یہ کہ وہ ہے کہ قرآنی جہاد خود بجائے مسلمان کے کوئی کمالی ذرا کرے۔ اور اگر ایسا ہو جائے تو مخالف اور غلطی کی بناء پر ایک دوسرے کا قرآن کا جہاد ذرا کر دیں تو منافق ہیں۔ قرآنی بھی درست ہے۔ جائے اور اس کی وجہ سے کوئی حد ان میں نہیں ہوتی ہے۔

کتابُ الْاِيْمَانِ

قسموں کے احکام کے بیان میں

الْاِيْمَانُ عَلَى ثَلَاثٍ مُّصَرَّبٍ بَعْضُ قَبُولِ وَبَعْضٍ مُّتَعَدٍّ وَبَعْضٌ لِّقَوْلِ قَبُولِ
تسہیں ہیں طرح پر ہیں بعض قبول، بعض متعده، بعض لفظ پر ہیں بعض قول
الْعَفْسُ مِنَ الْخُلْفِ عَلَى اَمْرٍ مِّنْ بَعْضِ الْكُذْبِ بِمَا فُهِدَ الْيَمِينُ يَأْتِي بِهَا صَاحِبُهَا وَلَا
وہ گڑبگ بات ہے جس میں تعادلیت ہے۔ بعض میں صاحب قسم کہتا ہوتا ہے اور
كُفْرًا بِهَا لَا اُخُوَّةَ وَالْاِسْتِغْفَارُ وَالْيَمِينُ الْمُتَعَدُّ هِيَ اَنْ يُخْلَفَ عَلَى الْاَمْرِ الْمُسْتَقْبَلِ اَنْ يُفَعَّلَ اَوْ
اس میں گھڑی نہیں سوائے قبول و اعتقاد کے۔ یہ بعض متعده وہ قسم ہے جس میں اس کے کرنے یا
لَا يُفَعَّلُ فَيُذْخِرُ فِي ذَلِكِ لِرُفْعَةِ لِكْفَارَةِ وَبَعْضٌ لِّقَوْلٍ مَّا يُخْبِتُ عَلَى اَمْرٍ مَّا يُفَعَّلُ
یہ کہنے کی قسم کہ جس میں حد ہو جائے تو اسے کفارہ لازم ہوگا اور بعض افویہ ہے۔ یعنی پریشان کرنے کی قسم کہ
اَنْ كُنَّا اَنْ اَلْاَمْرُ بِجَلَالِهِ فَيُذْخِرُ الْيَمِينُ تَوْحِيدًا لَا يُؤْجِزُ اللَّهُ بِهَا صَاحِبُهَا وَالْقَاصِدُ فِي الْيَمِينِ
کہ جس میں کہنے کی قسم ہے اور اس کے خلاف جس میں قسمیں میں سید، جہاد، اور سوا، وغیرہ کا کلام میں جان کر

ہم قوی اس لئے کہ کیا کسی کی وجہ سے قسم کھانے والا گناہ میں ڈوب جاتا ہے۔ کیونکہ یہ گناہ کبیرہ میں داخل ہے، اور اس کے ذریعہ کسی کا حق تلف ہوتا ہو یا نہ ہوتا ہو۔ بخلاف شریک میں ہے۔ گناہ کبیرہ میں سے یہ ہے کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک مقرر کرے اور والدین یا عافرائی کرتے اور محل نفس کرے اور یحییٰ نمون۔ یحییٰ نمون کے باعث شکار ہوگا، لہذا قرآن مستحقہ نماز میں ہے مگر اذوق اور امام، ایک دوسرے کے نزدیک اس کی وجہ سے کفار و لازم نہ ہوگا، کیونکہ یہ محض کلمہ کا یہ ہے اور کفار و لفظ کفر میں واجب نہیں ہوتا، ایسے امور میں واجب ہوتا ہے جو حرمہ، اباست کے ارمیان و سرساز ہوں۔ اما مشائخ کے نزدیک اس میں بھی کفر واجب ہوگا۔ وہ فرماتے ہیں کہ یہ صحابہ کسبت ظہور ہمک کے ذمے میں ہے۔ اور احکام کے نزدیک آیت کریمہ "ولکن یواحدکم معا عظیمہ الا یمنان فکھولتہ" میں کفارہ کا وجہ یحییٰ مستعد میں ہوتا ہے اور یحییٰ نمون کا جس تک معاملہ ہے یہ یحییٰ مستعد میں داخل نہیں، پس اس میں کفارہ بھی نہ ہوگا۔

والیسین المستعدہ ہی الحلف والیج۔ یحییٰ مستعد یہ کہلاتی ہے۔ مستعمل میں کسی کام کے انجام دینے یا انجام نہ دینے کا عطف کرے۔ مستعمل کی قید کی بنیاد آیت کریمہ "واستفظوا انہماکم" ہے۔ یہ بات چنانچہ ہے کہ حفاظت کا جہاں تک تعلق ہے وہ مستعمل ہی کے اعتبار سے ممکن ہے اور اس شکل میں عطف کرنے اور قسم تو سننے پر مختلف طور پر سب کے نزدیک کفارہ کا وجہ ہوگا۔

ویمین الخوان یحلف الیج۔ عند الاحکاف یحییٰ نغاس کا اسم ہے کہ اپنے شریک کے مطابق وہ ماضی میں کیے ہوئے امر کو حق و باطل جان کر عطف کرے۔ حالانکہ وہ بھوت ہو۔ جس کے متعلق مناسب کتاب فرماتے ہیں کہ اس کی معافی اور اس پر عذاب اللہ سزاوارد نہ ہونے کی امید ہے۔ یحییٰ نمون یہ سمیر حضرت ابن عباس سے اس آیت "لا یواحدکم اللہ بانہما فی انہماکم ولكن یواحدکم بما کسبت ظہور ہمکم" کے ذیل میں فرمائی ہے۔ یحییٰ نمون کی معافی اور عذاب اللہ سزاوارد نہ ہونے کا سبب یہ ہے کہ عطف کرتے والا صحیح گمان کرتے ہوئے عطف کر رہا ہے، لہذا وہ اس اعتبار سے معذور ہے اور اس پر نہ سزاوارد ہے نہ جو عطف کفارہ۔ اصل اس بارے میں یاد رہا کہ بلی ہے۔ "لا یواحدکم اللہ بانہما فی انہماکم" (الآیۃ)

و فکروا فہو صوۃ الیج۔ اس میں شر اور بھولنے والے دونوں کا عطف یکساں ہے۔ استدلال یہ حدیث ہے کہ تین چیزیں ایسی ہیں کہ خود انہما فیہ ہوں اور عذاب اللہ سزاوارد نہ ہو، اور میں ان کا عطف کرتا ہوں اور میں ان کا عطف کرتا ہوں اور میں ان کا عطف کرتا ہوں۔

والیسین واللہ تعالیٰ او باسم عن استعاذہ الیج۔ لفظ اللہ یہ اس کے دوسرے اسم میں سے کسی اسم کے ساتھ قسم مستعد ہو جائے۔ اگر تہی شریک کی راہیت کے مطابق کل ناس نام ہیں۔

او یحلفہ الیج۔ چنانچہ میں سے کہ مراد اسم سے وہ لفظ ہے جو اسے بوسوئی کی نشاندہی کرتا ہے۔ مثلاً یمن اور جسم۔ اور وہ صفت جو وصف اللہ سے حاصل ہو مثلاً رحمت، علم اور عزت۔

و حق حلف بغير اللہ الیج۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ ہا عطف کرنا شرعاً ممنوع ہے بخلاف وہ مسلم میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہا کا عطف کرنے کی ممانعت فرمائی۔ لہذا یہ عطف کرنے سے وہ اللہ کا عطف کرے یا عموماً ہے۔

والفران الیج۔ اللہ تعالیٰ میں سے کہ عطف بالقرآن حلال ہے، لہذا اس کے ساتھ عطف یحییٰ فرما دیں گے۔

وکفارۃ الیسین عنی و لیس یخبری فیہا ما یخبری فی الظہار وان شاء ثمننا عشرة مناسکین کلی اور ہم ہا کفارہ ایک تمام آواز کرتا ہے، اس میں وہی کالی ہے اور ہمیں کالی ہوتی ہے اور اگر چاہے اس میں سکینوں کو کپڑا پہنا دے ہر واجب لوہا فخرنا و اذناہا ہا یخبر فیہ المثلۃ وان شاء اقطعهم عشرة مناسکین کلہا قطعنا ایک کو ایک کپڑا یا اس سے زائد اور ادنی مقدار ۱۱ ہے جس میں نماز دوسرے ہو جائے اور اگر چاہے اس میں سکینوں کو کپڑا کلا دے چھ

اور حضورؐ نے کہا: یا رسول اللہ! یہ ایک عظیم شرف ہے کہ تم کو رسولؐ کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ اس کے بعد اسی نے کہا: یا رسول اللہ! یہ ایک عظیم شرف ہے کہ تم کو رسولؐ کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ اس کے بعد اسی نے کہا: یا رسول اللہ! یہ ایک عظیم شرف ہے کہ تم کو رسولؐ کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔

وَمِنْ حَلْفٍ عَلَى مَعْصِيَةِ اللَّهِ
 اِنْ كُنِيَ قَعْنَى كَيْفَ مَنْ يَرْفَعُ كَرْتِ مَالٍ كَظُهُرٍ يَدُوِّ حَفِّ لَرَّ كَ كَرَفَا نَكِيسَ كَ حَمَلَا يَافِ
 حَفِّ لَرَّ كَرَفَا نَكِيسَ كَ حَمَلَا يَافِ كَرَفَا نَكِيسَ كَ حَمَلَا يَافِ كَرَفَا نَكِيسَ كَ حَمَلَا يَافِ
 حَمَلَا يَافِ كَرَفَا نَكِيسَ كَ حَمَلَا يَافِ كَرَفَا نَكِيسَ كَ حَمَلَا يَافِ كَرَفَا نَكِيسَ كَ حَمَلَا يَافِ

ولا: حلف الکافر زلم۔ اگر کوئی کفری غرض کے عہد دینے یا ترس پڑ ملک کرے اس کے بعد حجاب کفر اسلام قبول کرنے کے بعد یہ قسم توڑے تو اس پر کفار و جب نہ ہوگا۔ یہ ہے کہ کفرانیہ غرض سے ہر شخص کو قائل بنائیں کہ اس پر کفار کو قہم کیا جائے۔ آثار کی قسموں سے مشہور ہوئے کی تعمیق اس رشارد رانی سے ہوتی ہے۔ "وَأَن تَكُونُوا أَتَمَّانِكُمْ مِنْ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعْنَهُمْ فِي دِينِكُمْ فَاعْلَمُوا أَنَّهُ لَكُمْ لَيْعٌ لَا يَهْدِي إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ" (آلہ) "اے ایمان الہم! سے کمالی تصور کے ساتھ ہونے کی شانہ غرض ہوتی ہے۔

فان قال كل خلايا عنى حوام الرحم. ظاہر امر ایہ ہے کہ طاقین میں داخل کئے گئے ہیں کیونکہ یہ ہے کہ ہر ایک مگر مآخر میں خفا۔
 کے معنی یہ کہ اس سے کہنے والے کی ذہنی روایت ہے کہ طاقین پر جانے کے خواہ وہ بھی کہیں کہیں نہیں ہے طاقین کی
 نوس حقیقی البتہ تعداد اگر دیکھ لیا مستتر ہے ہوا اور ذوق طاقین کا حکم ہوگا۔

وَمَنْ خَلَفَ لَا يَدْخُلُ بَيْتًا فَدَعَلَ الْكُفَّةَ أَوْ لَسَعَهُ أَوْ لَبَسَ لَمْ يَحْشَ وَفِي
اور جس نے جس مکان کی کھڑکی میں داخل نہ ہوگا مگر کتبہ یا مسند پر غصا یا لہجہ میں داخل نہ ہوگا نہ سات : ہوگا اور جس
خلف ان لا یتکلم فقرأ القرآن فی الصلوة لم نالت ومن خلف لا یتکلم هذا الثبوت وهو
ہے کہ وہ نہ کہنے کی قسم کمال پھر اس نے نماز پڑھا کہ اس پر دعا تو جانتا نہ ہوگا اور جس نے قسم کھائی کہ یہ کچھ نہ پڑھوں گا حالانکہ
لا یسأل فترغی فی الحال لم یحش وعذاک ذی خلف لا یرحّب هذه الذمّة وهو راجعہا لقول
میں اپنے بچے کے تھیں کہ اسی وقت اگرچہ تو جانتا نہ ہوگا اور اسی طرح جب تم کہنے کی اس بات پر وارد ہوں گا حالانکہ وہ اس پر دعا مانگے ہوگا
فی الحال لم یحش وإن لبث ساعة حش ومن حلف لا یَدْخُلُ هذه الذمّة وهو متنبہ
معتد از مبیہ تو جانتا نہ ہوگا اور اگرچہ کچھ نہیں کھاتا جانتا ہو جائے گا اور جس نے قسم کھائی کہ میں کھڑکی میں داخل نہ ہوگا حالانکہ وہ اس میں تھا

[illegible]

تشریح و توضیح: گھر میں داخل ہونے وغیرہ کے خلف کا ذکر

[illegible]

وَمِنْ حُفَّتْ لَابِكُنْهُ ظُهُوْرُ الْفُكْرَانِ فِي الصَّلَاةِ ۖ وَأُتْرُكُوا لِنَفْسٍ يَدْعُوْنَ كُرْهًا إِلَى كُرْهٍ مَّا دُورُوا ۚ
ترجمہ: قرآن شریف کے قراءت و تحمید کے واسطے اور جوگاہوں سے کہ جس وقت شریف پڑھا جائے اس جگہ نماز میں لوگوں کے غلامان
موجود ہیں۔ نماز کا تسبیح پڑھیں۔ قرآن کے آواز پڑھیں۔ جس کی حالت میں پہلی کو قرآن شریف کی تلاوت کا شمار کثرت میں ہے۔
وَمَنْ حَلَفَ لَا يَدْعِي دَاوُدَ ۖ نَهَى الْاَرْمَنَ نَعِي يَدْعُوْهُ كُرْهًا ۖ فَعَلَّ يَدْعُوْهُ كُرْهًا ۖ وَكَرْهًا يَدْعُوْهُ كُرْهًا ۚ

نفس کے اپنے غلام کی سواری پر سوار ہو جائے جسے آکا کی جانب سے تجارت کی اجازت ہو تو حضرت امام ابو حنیفہ اور حضرت امام ابو یوسف نے اس قسم کے ذریعے کا حکم فرماتے ہیں۔ اور حضرت امام محمد کے نزدیک اس کی قسم ٹوٹ پڑے گی۔ اس لئے کہ اس غلام کی سواری کا یہاں تک تعلق ہے اس کا مال بھی حقیقۃً اس کا ہے اور آکا کے پاس کا حساب غلام کی طرف کرنا یا یہ کہ خود اس کی طرف جو یہ کہ اس کے پاس ہوں کا افسانہ کا آقا ہوگا۔

ومن خلف لا یأکل الخبز ولعل علی سقطھا ثم ان کوئی شخص ملک کرے کہ وہ اس قسم میں داخل نہیں ہوگا۔ اس کے بعد وہ اس کی چھت پر چڑھ جائے تو اس صورت میں مشدقین فقہاء اس کی قسم ٹوٹ جانے کا حکم فرماتے ہیں۔ اس لئے کہ کچھ کا حکم بھی ٹھیک سا ہے مگر قرین فقہاء اس کی قسم ٹوٹنے کا حکم فرماتے ہیں۔ طاعناں سننا فرماتے ہیں کہ باخوار عرب اہل غصہ سے گھر میں داخل ہونا نہیں چاہتا۔ پس اس کی قسم ٹوٹنے لگی۔

ومن خلف لا یأکل الخبز ثم ان کوئی شخص یہ خلف کرے کہ وہ سر نہیں کھائے گا تو حضرت امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد جس میں پاکی ہو نہ والی اور شہر میں فروخت ہونے والی سریاں ہوں گی۔ خود آکا کے لئے کی سرب ہو کر نہ گی۔

حضرت امام ابو حنیفہ اور حضرت امام محمد کے نزدیک اس سے مراد کھلی ہوئی ہی سرب ہوگی۔ یہ فرق اصل فقہاء و ماسوا ویرت کی بنیاد پر ہے۔

ومن خلف ان لا یأکل الخبز فیمینہ عنی ما یضاد الخبز الخبز یضاد الخبز فان اکل الخبز القطائف در جس نے روٹی نہ کھانے کی قسم کھائی تو اس کی قسم پر محمول ہوگی جس کی روٹی کھانے کے غیر دانے عادی ہوں ہیں و مہامین روٹی او خبز الارز بالقرآن ثم یخس ومن خلف لا یبغ الا یأکل الخبز فلو اکل من فعل یا حال کہ روٹی عراق میں کھائی تو وہ مٹ ہوگا اور جس نے عریہ و مہامین کے لئے یا عریہ پر نہ پانے کی قسم کھائی کہ پھر کسی ایسے کو کھائی جائے جس نے ذلک ثم یخس ومن خلف ان لا یجلس علی الارض فجلس علی بساط او علی خصر ثم یخس ومن خلف ان لا یسب کو تو عادت نہ ہوگا اور جس نے زمین پر نہ بیٹھے کی قسم کھائی پھر سبز یا چٹائی پر بیٹھا تو عادت نہ ہوگا اور جس نے تخت پر نہ بیٹھے کی قسم کھائی فجلس علی سریر فجلس علی سریر فوقه مسطح خبث وان خطی فوقه سریر اخر یخس ان یخس پر بیٹھا جس پر بیٹھا تو عادت نہ ہو جائے گا اور اگر اس پر اور تخت لگا کر فجلس علیہ ثم یخس وان خلف ان لا یقام علی فراش فقام علیہ وفوقه قوام خبث وان یسب تو عادت نہ ہوگا اور اگر بھروسے پر نہ سرنے کی قسم کھائی پھر اس پر سو یا درمیاں اس پر چادر کی تو عادت نہ ہو جائے گی۔ یعمل فوقه فراشا: امر قوام علیہ ثم یخس ومن خلف یسب من یسب فلا یسب فلا یسب علیہ اور قوام پر یک اور بھروسہ نہ کر سوا تو عادت نہ ہوگا اور جس نے قسم کھائی اور اپنے سینے کے متصل انتاء نہ کر دیا تو اس پر عادت نہ ہوگا لغات کی وضاحت:

یعتقد نجات و رزق۔ العطائف آنے سے تار شدہ ایک قسم کھانا۔ بساط: ستر۔ خصر: خصر: پٹی۔

قوام: سرخ پندہ یا کچن کپڑا۔ فراش: ستر۔

تشریح و توضیح:

ومن خلف لا یأکل الخبز ثم ان کوئی شخص یہ خلف کرے کہ وہ روٹی نہیں کھائے گا تو اس قسم کا تعلق ایسی روٹی سے ہوگا جو

اس شہر میں مریض ہو۔ لیکن اگر وہ روئی کھائے گا تو قسم نبوت چارنے کی دولت حاصل نہ ہوگا۔ مثالی کے طور پر اگر عراق میں باد مکی روئی کھائے
 جبکہ وہ اس کی روائی مریض و معذور نہیں تو اس کے کھانے سے قسم نبوت کو نے کی کسی طرح ایسا چاروں کی روئی کھائے تو اس سے محتار نہ
 ہونے کی بنا پر قسم نبوت نہ لگے گی۔

وہی حلقہ لا بیع ولا بیسوی علیہ اگر کوئی شخص یہ حلف کرے کہ وہ نہ خرید نہ فروخت کرے گا اور نہ کوئی چیز گریہ پرے
 گا۔ اس کے بعد اگر وہ اپنے آپ خرید فروخت کرے یا گریہ پرے سے قسم نبوت چارے گا۔ اور اگر وہ خود نہ کرے بلکہ کسی کو اجازت کی ضرورت
 کرے اور وہ اسے کام انجام دے تو قسم نہیں پونے گی۔ اس واسطے کہ یہاں حقیقی شہدائے بھی اور محکی القدر سے فعل میں جانب وکیل
 اور وکیل کی جانب سے نہیں۔ اور اگر کوئی نکاح نہ کرے باطلاق نہ دینے یا آزاد نہ کرنے کا حلف کرے اور پھر وہ اس کے لئے کسی کو اجازت کی
 ضرورت کرے اور وہ اسے کام انجام دے تو قسم نبوت چارے گی۔ اس لئے کہ ان امور میں دیگر کا حکم بھی خود کر کے کا سا ہوتا ہے۔

ومن حلف بعید وقال إن شاء الله متصلاً إلهم۔ اگر کوئی علف کرے مگر علف کے ساتھ ساتھ ان شاء اللہ بھی کہہ دے تو
 اس صورت میں قسم کے اہل ہو جائے گا قسم ہو کہ اگر علف کرے گا مگر نہ کرنے سے وہ محتار نہ ہوگا۔ حدیث تریف سے اسی طرح ثابت
 ہے۔ اور اگر ان شاء اللہ حلف کے بجائے متصلاً کہے تو اس صورت میں قسم کو باطل قرار دینے کے اور اس کا کوئی اثر نہیں رہتا ہے۔

وَأَنْ خَلَفَ لِأَيِّمَةٍ أَنْ اسْتَطَاعَ فَهَذَا عَلَى اسْتِطَاعَةِ الضَّعِيفَةِ كَوْنِ الْفُتُوَّةِ زَانٍ خَلَفَ أَنْ لَا
 اور اگر قسم مکی کسی کے پاس ضرر آنے کا کہہ دے تو یہ قسم حقیقی کی قسم ہے پر عمل ہوگی نہ فطرت کی استغاثہ ہوگی جس سے ایک نافرمان بات
 بکلمۃ جنتاً أَوْ رَحْمَةً أَوْ أَلْحِينَ أَوْ أَلْحِشَانِ فَهَذَا عَلَى سَبْعَةِ أَشْهُبٍ وَكَذَلِكَ الذَّكْرُ عَفَافِي يَوْسُفَ
 نہ کرنے کی قسم کھانی تو یہ چار نام پر محسوس ہوئے ہیں۔ اسی طرح لفظ الذمیر ہے
 وَفَضْلُهُمَا اللَّهُ وَلَوْ خَلَفَ أَنْ لَا يَكْلُمَهُمَا أَيْمًا فَهُوَ عَلَى ثَلَاثَةِ أَيْمٍ وَلَا يَخْلَفُ أَنْ لَا يَكْلُمَهُمَا إِلَّا بِإِ
 ساتھ انہما کے نزدیک اور اگر اس سے کہہ دے کہ میں اب بات نہ کرنے کی قسم کھاتی تو یہ قسم دن پر عمل ہوگی اور اگر قسم مکی کرے ایضاً ایام
 فَيُؤْتِي عَلَى عَشْرَةِ أَيْمٍ عَفَافِي خَيْفَةَ وَحُفَةَ اللَّهِ وَقَالَ يَوْسُفُ وَفَضْلُهُ حَمِيمُهُ فَهُوَ عَلَى أَيْمٍ لَاسْتَوْجَ وَلَوْ خَلَفَ أَنْ
 قرآن میں صواب سے نزدیک اس دن پر عمل ہوگی اور صابین فرماتے ہیں کہ یہ حد کے باوجود ہوگی اور اگر اس سے کلام بات نہ کرنے کی قسم
 لَا يَكْلُمُهُ الشَّهْوُزُ فَهُوَ عَلَى عَشْرَةِ أَشْهُبٍ عَفَافِي خَيْفَةَ وَهُوَ عَلَى التَّيِّ عَشْرَةِ أَشْهُبٍ وَلَوْ خَلَفَ لَا
 کمالی نام صاب کے ہاں یہ دن پر عمل ہوگی اور صابین فرماتے ہیں کہ یہ ہادی ہوگی اور اگر قسم کمالی
 يَفْعَلُ كُلُّهُ فَرَكُهُ أَهْلُ الْأَنْ خَلَفَ لِعَفَافِي كَذَا فَقَعْلُهُ مَرَّةً وَاحِدَةً يَرْفِي بَعْبِهِ وَمَنْ خَلَفَ لَا
 کہ بیان کرے گا آتے ہیں کے لئے مجاہد کہ اگر قسم کمالی کرے گا صابین ہادی ہے کہ تو قسم پوری ہوگی اور جس نے قسم کمالی کر لی وہی
 فَخَرُجَ شَرَاتُهُ إِلَّا بِأَذْنِهِ فَإِنْ لَهَا مَرَّةً وَاحِدَةً فَخَرَجَتْ وَزَخَفَتْ لَمْ يَخْرُجْ مَرَّةً وَاحِدَةً
 کلمہ کی طرح اس کی مہارت سے ہر اس نے اسے ایک مرتبہ اجازت دی ہے وہ کل تر پر آگئی پھر دوبارہ
 بغير اذنه خرجت ولا تكلمن الاذن في شئ خروج وإن قال إلا أن اذن لك فاذن لها مرة واحدة
 اس کی اجازت کے بغیر ہی تو مہارت ہو جائے گا ہر مرتبہ کے لئے اس کی اجازت ہو جائے گی اور اگر کسی نے اجازت دے کر اسے ایک مرتبہ مہارت دی
 لَمْ يَخْرُجْ مَرَّةً بغير اذنه لَمْ يَخْرُجْ وَإِذَا خَلَفَ أَنْ لَا يَفْعَلُ فَاَلْفَعْدُ هُوَ الْأَكْمَلُ مِنْ
 پھر وہ اس کے بعد اس کی اجازت کے بغیر ہی تو مہارت نہ ہوگا اور جب مہارت نہ کرنے کی قسم کھائے تو مہارت نہ

العبدی عن لایحیو شہ۔ مدنی ضابطہ میں دو شخص آہوتا ہے کہ اگر وہ اپنے دونوں سے باز آ جائے تو حاکم کو یہ حق نہ ہو کہ وہ اسے دونوں کرنے پر مجبور و زبردستی کر سکے۔ مدنی طے اسے کہتے ہیں جس پر برائے منصوبہ زبردستی کی جائے اور حاکم کو اسے مجبور کرنے کا حق ہو۔ علاوہ انہی دو صورتوں میں مدنی نے یہ بتا کر ہے کہ جس مدنی دور مقدمہ مدنی کا علم ہو۔ مشن کے طور پر اس طرح کے کے خلاف پر میرے اسے نہ ہو اور اسے نہ ہو۔

وان الذی عقلاً: احوذوا فیہ۔ اگر کسی شخص نے دعویٰ کا تعلق زمین سے ہو تو دعویٰ درست ہونے کے لئے یہ ناگزیر ہے کہ حدود و کمر کی جائیں غرضاً، و زمین صرف بطور دعویٰ کیوں نہ ہو۔ اس واسطے کہ دعویٰ کراچی میں بنیادی بات تو زمین ہے کہ اشارہ سے اس کا پتہ چلے اور یہ اس صورت میں ممکن ہے جبکہ جیسے سامنے ہو۔ مگر زمین کا جہاں تک تعلق ہے کیونکہ مجلس کا ضمنی نہیں آئی، چہرے اس لئے حدود بیان کر: شرط فقیر اس لئے کہ زمین کا چھوٹا حصہ مل جاتا ہے۔ پھر حضرت امام ابوحنیفہؒ اور حضرت امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ زمین کی قیمتیں حد میں بیان کی جائیں۔ حضرت امام ابو یوسفؒ مکمل حدود کے بیان کرنے کو کافی قرار دیتے ہیں اور حضرت امام زہریؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور حضرت امام احمد قریباً یہ کہ یہ ناگزیر ہے کہ زمین کی چاروں حدیں بیان کی جائیں۔ علاوہ اس کے بھی بیان کر دے کہ اس میں زمین پر دعویٰ خلیفہ کا نہیں ہے، اگر اسے تمام اہل عدلیہ مل گیا ہو۔ اس کے علاوہ یہ بھی کہہ کر میں اس میں زمین کا طالب ہوں۔ اس لئے کہ مطالبہ کا جہاں تک تعلق ہے وہ دعویٰ کرنے والے کا حق ہے اور اس کا انحصار اس کی طلب پر ہوگا۔

[illegible]

لغات کی وضاحت: ذکر، انکار، العرض، پیش کرنا۔ بیوقوف، دلیل، محنت، گواہ، شکوک، انکار۔

تشریح و توضیح: دعویٰ کے طریقہ کی تفصیل

ولاء الدہین علی السعوی (ق)۔ اگر ایسا ہو کہ وہی پیا تجا نہیں، طفت سے اٹھ کر کرے تو اس کے انکار سے باعث فاض

ہو اور انہوں نے شام پیش کے ترور رسول اللہ ﷺ نے ان کے درمیان نصف نصف کی تقسیم فرمائی۔ رہا قرعہ اندازی کا طریقہ تو وہ آنا ہوا ہم اس میں تھما ہنس کے جھڑبھوٹے ہوئے۔

وان ادھی کل واحد حنھا نکاح امرۃ الفم اگر وہ اشخاص ایک صورت سے تشریف کرنے کے دوے کے ساتھ شام بھی پیش کر دیں تو دونوں کو نکاح کا قائل تہا قرار دیا جائے گا۔ اس لئے کہ اس میں ایک اشخاص کا ممکن ہے۔ اس کے برعکس ایک میں اشخاص ہو سکتا ہے۔ اب یہاں فیصلہ کی شکل یہ ہو گی کہ اگر دونوں اشخاص کے تہا ہوں نے کسی تاریخ کا ذکر کیا ہو تو اس صورت میں صورت ان میں سے جس نے تہا ہوں کرے گی وہ اس کی حکمران قرار دی جائے گی۔ یہ تاریخ ذکر کرنے کی صورت میں جس کی تاریخ ان میں مقدم ہوئی وہ اس کی تہا ہوگی۔

وان ادھی الثمن کل واحد حنھا فانہ اخری جنہ هذا الثمن وانما الثمن فکل واحد حنھا اور اگر دو میں سے ہر ایک یہ دینا رسد کر اس حد تک ہے یہ غلام آزاد ہے اور وہ اس جہد قائم کر دیں تو ان میں سے ہر ایک کو تہا ہوا ان شاء اخذ نصف الثمن نصف الثمن وان شاء ترک فبان قضی القاضی بہ اختیار ہو گا اگر چاہے آجہا غلام بھی قیمت کے حق میں لے لے اور اگر چاہے بیچر دے بھی اگر کاشی تہا حنھا فکل واحد حنھا لا اختیار لم یکن للآخران فاحد حنھا وان ذکر کل واحد حنھا بیوں کے لئے نکاح لیا جائے تو ان میں سے ایک کے برعکس میں شام تہا ہوا صورت کے لئے ہر ایک کو تہا ہوا قرار دیا جائے گا اور ان میں سے کسی نے تاریخ میں تاریخ فہو بلال حنھا وان لم یذکرنا تاریخا وضع احد حنھا فیض فہو اولی بہ وان ادھی کر دی تو غلام ان میں سے پہلے تاریخ والے کا ہوگا ورنہ ان دونوں تاریخ ذکر کرنے اور کسی ایک کا قبضہ ہو تو اس کا زیادہ مقدار ہوگا اور اگر ایک احد حنھا بشرۃ والاخرۃ فانما الثمن ولا تلویح منھما فالشراء اولی من الاخر وان ادھی احد حنھا فاشتران خرید جائے گی کرے اور دوسرا ہر شخص کا ہو تو اس میں سے ایک کو اس میں سے پہلے تاریخ ذکر کرنے والی کو دوسرے سے لہذا اگر ایک خرید جائے تو اولی واذعب المرأة انما تزوجها علیہ فیضا سواء وان ادھی احد حنھا زفا و فیضا والاخرۃ فیضا فالزفۃ اولی صورت اولی کرے گا اس لئے کہ اس سے اس غلام پر نکاح کی ہے تو ان دونوں میں سے لہذا اگر ایک بہن اور قبضہ کا اولی کرے اور دوسرا ہر شخص کا تو یہ نکاح اولی سے

تشریح و توضیح:

وان ادھی الثمن کل واحد حنھا الفم اگر کسی غلام کے بارے میں دو اشخاص مدعی ہوں کہ وہ اسے غلام سے خریدے تھے تو ان دونوں میں سے ہر ایک اپنے دوے کے گواہ پیش کرے تو اس صورت میں ان میں سے ہر ایک کو یہ حق حاصل ہوگا کہ وہ نصف قیمت کے بدلہ نصف غلام لے لے اور خراج چھوڑ دے۔ اور اگر کاشی کے فیصلہ کر چکے کے بعد دونوں میں سے کوئی ایک اپنے حصے سے دست بردار ہو تو دوسرے کو پورا غلام لینے کا حق نہ ہوگا۔ اس لئے کہ کاشی کے فیصلہ کے بعد یہ واضح ہو چکی۔ اور اگر دونوں مدعی تاریخ بھی ذکر کریں تو پہلے دیکھا جائے گا کہ کسی کی تاریخ مقدم ہے۔ ان میں سے جس کی تاریخ مقدم ہوگی غلام ہی کا قرار دیا جائے گا۔ اور اگر دونوں تاریخ ذکر کرنے میں اور ان میں سے ایک اس پر قاضی ہو تو وہی مزید حق راہ ہوگا۔ اس واسطے کہ کاشی ہونے سے اس کے پہلے خریدنے کی تہا نہ دی ہو رہی ہے اور اگر ایک یہ دعویٰ کرے کہ اس نے اس چیز کو غلام سے خرید لیا ہے اور دوسرا مدعی ہو کہ یہ چیز غلام نے اس کو بیسہ کی تھی اور دونوں میں سے کوئی تاریخ ذکر کرنے کے تو خریداری کے دوے کو بہ کے دوے پر ترجیح ہوگی۔ اس لئے کہ خریداری سے بذات خود ملکیت ثابت ہو جاتی ہے۔ اس کے برعکس یہ کہ اس کا انحصار قاضی ہونے پر ہے۔

اور دونوں میں سے ہر ایک سے تار کی اسے ثابت کرتے تو اس صورت میں دونوں فیصل قرار دیا جائے گا۔ اور غریہ کر دینے والوں میں آدمی قوی ہو جائے گی۔ کیونکہ دونوں نے اپنے اپنے لہجہ میں کلمہ کے واسطے علیت کی صحت کی ہے۔ اس واسطے یہ اس صحت کی صورت سے آگئی کہ وہ دونوں فرات سے کلمہ سو نہ دوں اور یہ بدعتی ہو کر ایک علیت کی طرف بیان کریں۔

وان اقام الخراج الجنة على ملك ملو ج الخ۔ اگر غیر قاضی اور جہد کلمہ دونوں علیت مع تاریخ کے کو اختیار کریں اور تاریخوں میں جہد کلمہ کی تاریخ دوسرے سے پہلے ہو تو اس صورت میں امام ابوحنیفہ اور امام ابو جعفر قریب سے ہیں کہ جہد کلمہ کی کوایتی مقدمہ فردی جائے گی کہ حضرت امام محمدؒ بھی قریب روایت اس طرح کی ہے مگر انہوں نے اس سے حد تو فرمایا اور اب بعد جس مادیہ فرماتے ہیں کہ جہد کلمہ کے واسطوں کی کوایتی قیام نہ ہوگی۔ اس واسطے کہ دونوں کی کوایتی کا تعلق علیت سے ہے اور اس سے بیجا علیت سے تخریص ذکر کرنے کی۔ امامہ مقدمہ کو مؤخر ہو کر یکساں ہوگا۔ حضرت امام ابوحنیفہ اور حضرت امام ابو جعفر قریب سے ہیں کہ جہد کلمہ کی مع تاریخ کوایتی سے عقلی غیر قاضی کی کوایتی کا دفاع صحیح رہا ہے۔

وان اقام الخراج وصاحب البلد على واحد معصية مالت ج الخ۔ اگر غیر قاضی اور جہد کلمہ دونوں علیت کی صورت میں ایک کو اختیار کریں جو شخص ایک بار ہو جائے اور اگر نہیں ہو جائے۔ مثال کے طور پر مکان میں کسی مکاندار کے پیچھے پیدائش یا روایتی دیکھنے کا زمانہ وغیرہ اور غیر قاضی اور جہد کلمہ دونوں صورتوں سے اس کا ثبوت پیش کریں کہ یہ اس کے ہر دو کا ہے اور اس کی بیجا علیت اس کی یا اس کے فرات سے کلمہ وصاحب کی ملکیت میں رہے۔ اسے کوایتی ہے تو اس صورت میں ثبوت کرنے والے نے کوایتی کو قیام قاضی اعتبار قرار دی جانے کی۔ روایت کی صورت سے بھی اس کی تصدیق اولیٰ ہے۔

وان اقام الخراج بينه على الملک المشتق الخ۔ اگر غیر قاضی غرض مطلق ملکیت کے کو اختیار کریں اور جہد کلمہ اس کے کو اختیار کریں کہ اس سے غیر قاضی سے غریب ہے تو اس صورت میں جہد کلمہ والے کے کوایتی کی کوایتی قیام اعتبار ہوگی۔ اس سے کہ غیر قاضی کو ملک کی ولایت کا ثبوت پیش کر رہا ہے اور جہد کلمہ والے اس سے حصول ملکیت کا ثبوت پیش کر رہا ہے اور ان دونوں کے درمیان کی طرح کی حفاظت بھی نہیں۔

ولا خارج معصية الخ۔ اگر غیر قاضی اور جہد کلمہ والے دونوں ایک دوسرے سے خرید واری کے کو اختیار کریں اور غیر قاضی جہد کلمہ سے اس کے خرید۔ نہ کا قاضی ہو اور دوسری جانب جہد کلمہ یہ معنی کہ اس سے غیر قاضی سے غریب ہے اور صورت میں حضرت امام ابوحنیفہ اور حضرت امام ابو جعفر دونوں کی کوایتی کو قاضی اعتبار قرار دیتے ہیں۔ اور دوسری قاضی کی کوایتی۔ حضرت امامہ جہد کلمہ کی کوایتی کو مستحضر قرار دیتے ہیں۔ اور یہ کہ یہ نیز قیام قاضی کوایتی کے واسطوں کی کوایتی کی یہ صورت سے نکلنے سے کہ جہد کلمہ غیر قاضی سے غریب ہے اور خریدنے کے بعد غیر قاضی کو قاضی کے قریب قرار دے گا۔ حضرت امام ابوحنیفہ اور حضرت امام ابو جعفر فرماتے ہیں کہ امامہ خریداری سے گویا دوسرے کی ملکیت کا اثر نہ رہتا ہے تو اس طرح دونوں میں سے ہر ایک کے جہد کا قیام امامہ سے کہ اگر ان پر امامہ اس میں شریعت و تواتر ہوئے نہ تھے۔ امامہ پر دونوں بننے کا قیام قاضی قرار دیتے جاتے ہیں۔ تو اس طرح سے اس میں شریعت ہوگا۔

وان اقام احد لکلمه عيسى شاهدي الخ۔ اگر دونوں دعوہ داروں میں سے ایک بدعتی تو دو کو اختیار کرے اور دوسرا بدعتی جائے تو نے یہ کو اختیار کریں کہ جو اس کی وجہ سے حکم میں کوئی فرق نہیں پڑے گا اور نہ دونوں کی ایک طرف زیادتی دوسرے پر اثر انداز نہ ہوگی۔ جہد دونوں پر برقرار دینے کا حکم اس کے سبب اس کا یہ ہے کہ جہاں تک وہ شہادوں کی شہادت کا تعلق ہے۔ یہ شہادت اپنی جہاد سے مکمل

زبان اچھی شرباب نوشی اور ہوشیہ نشہ میں رہنے والے کی گواہی بھی قابل قبول نہ ہوگی۔ اسی طرح وہ شخص جو ہندوؤں کے رعب و زاریوں کا شکار ہو کر اپنے گھر پر گزرا ہو، وہ خود اور اس کا گھس اذیت بخورے بغیر طاعتوں کی گواہی بھی قابل قبول نہ ہوگی۔ اور ایسے ہی لوگوں کی نہ ضرر ہے نہ نفع ہے۔
والے کی شہادت قبول نہیں کی جائے گی۔ اس سے قطعاً نسخہ دہی میں ہر اذیت ملے یا نہ ملے، اسی طرح ایسے شخص کی گواہی قابل قبول نہیں، جو حق و کبیر اور اوجہ بند کا خاص کار کا رہا ہو، اور اسی طرح تمام صحابی علی گزروں کے داخل ہونے والے کی کوئی قابل قبول نہیں، فی حاشائے حق۔

[illegible][illegible][illegible][illegible]

لَمْ يَغْلِبِ الشَّهَادَتَيْنِ فَإِنْ سَلَّطْتَ إِخْوَانَهُمَا وَاقْضَىٰ بَهَا ثُمَّ حَضَرَتْ الْأُخْرَىٰ لَمْ يَقْبَلْ وَلَا يَسْمَعْ
 قَوْلَهُمَا وَلَا يَحْجِبُ عَنْهُمَا وَلَا يَكْبِتُ كَيْفَ يَكْبِتُ قَوْلَ الْأَوَّلَىٰ بِعِلْمٍ بِمَا فِي قَوْلِ الْآخِرَةِ كَوَلَّيْنَاكَ مَا جَاءَكَ مِنْ قَضَىٰ
 الْقَضَىٰ الشَّهَادَةُ عَلَىٰ حَزَبٍ وَلَا تَقِي وَلَا يَحْكُمُ بِحُكْمٍ إِلَّا مَا اسْتَحَقَّ عَلَيْهِ وَلَا يَحْجُزُ لِلشَّاهِدِ
 وَهُوَ يَرَىٰ كَيْفَ جَاءَكَ مِنْ قَضَىٰ وَلَا يَكْبِتُ كَيْفَ يَكْبِتُ قَوْلَ الْآخِرَةِ كَوَلَّيْنَاكَ مَا جَاءَكَ مِنْ قَضَىٰ
 لَمْ يَغْلِبِ الشَّهَادَتَيْنِ ثُمَّ يُعَيِّنُ إِلَّا السَّبَّ وَالْقَوَاتِ وَالْكَحَاحِ وَالشَّحُولِ وَاللَّيْنِ الْقَضَىٰ فَإِنَّهُ
 كَوَلَّيْنَاكَ مَا جَاءَكَ مِنْ قَضَىٰ وَلَا يَكْبِتُ كَيْفَ يَكْبِتُ قَوْلَ الْآخِرَةِ كَوَلَّيْنَاكَ مَا جَاءَكَ مِنْ قَضَىٰ
 يَسْطَرُ أَنْ يَشْهَدَ بِهِذِهِ الْأَقْبِيَاءَ فَإِنَّهُ يَحْكُمُ بِهَا فَمَنْ يَحْكُمُ بِهِ
 مِنْ أَهْلِ الْقَوْمِ كَوَلَّيْنَاكَ مَا جَاءَكَ مِنْ قَضَىٰ وَلَا يَكْبِتُ كَيْفَ يَكْبِتُ قَوْلَ الْآخِرَةِ كَوَلَّيْنَاكَ مَا جَاءَكَ مِنْ قَضَىٰ
 تَشْرِيعٌ وَتَوْضِيحٌ
 گواہوں کے متفق اور مختلف ہونے کا ذکر

[illegible]

فان شاهد احدھما بالغب الخ۔ اور اگواہوں میں سے ایک گواہ کو اپنی شہادت سے روک دیا اور دوسرے کو اپنے چار سہاروں پر تکیہ کر دے، یہ جو تو دہائیوں اور سوئوں میں لٹاؤ کے انتظام کے باعث جھوٹ امام و حنفیہ کے نزدیک یہ گواہ نہیں بنی ہے کی کیونکہ اس فقہی اختلاف سے معنی اختلاف کی نشاندہی ہو رہی ہے اور اس کا موازنہ ہے کہ کوئی بھی ایک ہزار کو دو ہزار کہیں جو امام ابو حنیفہ اور امام مالک کے اختلاف سے قائل قرار دے دیتے ہیں۔ اس واسطے کہ وہ انہوں کو ایک ہزار برائے حق ہے کیونکہ او ہزار کے زبانی میں ہزار بھی آگئے۔ اور امام ابو حنیفہ اور امام مالک کا گواہ ایک ہے۔ جہاں جب دونوں گواہ متفق ہیں متفق ہزار پر اس کے کبریت ہونے کا عنصر ہوگا۔ اور اگر ان شہادوں میں سے ایک کو قرار کی شہادت دے رہا ہو، دوسرا الزام دہائیوں اور سوئوں نے ادا کیا ہے جو بالکل متضاد طور پر شہادت ہے۔ ہر ایک کا قائل ہوئی اس واسطے کہ دونوں گواہوں کا ہر ایک فقہی اختلاف سے متفق اختلاف سے متفق ہے اور معنی کے اعتبار سے بھی، کیونکہ ایک اور شہادہ دو گواہ ایک کے لئے ہیں اور ان میں ہر ایک مختلف مختلف ہے اور مختلف سے ملتا جلتا ہے۔

۱۔ اذہ شہد بالغ وقال احدہما قصۃ، منہا حسنۃ وکرم۔ **اُمرو** اور **امرو** پر مکی شہادت الیہا، اس میں سے ایک اس کے ساتھ یہ جرح کیے کہ یہ بائٹ سوی، مصولیابی کر چکا تو برابر پر دونوں کی شہادت قاطع قبول ہوئی کہ ان پر دونوں شہاد مقبول ہیں اور ایک شہادت اس کیے ہو کہ یہ بائٹ سوی مصولیابی نہ کر چکا تھا، اہمیت اور قوی اعتبار قرار دینے کا اس واسطے کہ اس میں اس کی شہادت مستعمل نہ ہوگی۔ نہ شہادت میں کسی ایک سے اور ایک کی شہادت قاطع اور ایک نہیں ثابت اور دوسرے بھی اس کے مطابق شہادت دینے پر قاطع قبول ہو گئی۔

واقعا شہد شاہد ان رفقا (ظہر) اور خود شاہد قرعہ کے قتل کے متعلق یہ شہادت دیں کہ وہ حلفاً حکمران میں قتل کیا گیا اور اس کے برعکس مقام قتل سے انصاف کرتے ہوئے دو گواہ یہ شہادت دیں کہ وہ حکمران میں نہیں کوئی قتل کیا گیا اور بقرعہ کے قتل میں قتل پر چاروں متفق ہوں صرف جگہ میں اختلاف ہے اور یہ سب شاہد حاکم کے سامنے شہادت دیں تو اس صورت میں حاکم ان گواہوں کو کما قتل قبول قرار دے گا۔ اس واسطے کہ ایک شخص دوبارہ و مضافات پر قتل نہیں کیا جاسکتا اور اس صورت میں ایک شہادت کو خلاصہ اور مجموعہ اور انجلی ہے مگر ان دونوں میں وجہ ترجیح موجود نہیں۔ پس ان دونوں کے ماکمل اعتبار نہ کرنے کا حکم کیا جائے گا۔ اور اگر گواہ سو گمان دونوں میں ایک کی کوئی اول پیش ہوگی جو اس کی جگہ پر حاکم نے فیصلہ کر دیا ہو اور بعد فیصلہ دوسری شہادت سامنے آئے تو یہ دوسری شہادت کما قتل قبول ہوگی کہ کچھ شہادت کا بھی فیصلہ حاکم راجع ہوگا اور کچھ نہ ہوگا۔

ولا بسمع القاضي السجادة رحمہ فرماتے ہیں کہ ایسی شہادت قابل قبول نہ ہوگی جس کا مقصود بھلے کسی پر جرح ہو اور اس جرح سے اللہ تعالیٰ کا حق یا اللہ کا حق ثابت کرنا غلط نہ ہو۔

ولا يجوز للشاهد ان يشهد سني^۱ اقليم^۲ كى چیز کے بارے میں شہادت دینا کہ خود سنی جس ذمہ آیت خود مشاہدہ نہ کیا اور اسے خود دیکھا نہ ہو۔ مختلف خواص و سب کے لئے ایک ہی علم ہے۔ السنۃ جو چیزیں ہیں لیکن پھر ان پر شہادت احادیث کے لئے صرفہ قاضی احتکار تخصیص اور بجز وہ دارمفس کی اطلاع و بیان پر درست قرار دی گئی۔ مثلاً نسب اور موت اور نکاح اور ہجرت اور ولایت قاضی کی شہادت غلط و نواقص تھیں کی اطلاع پر صحیح قرار دی جائے گی۔ اس کا سبب وراصل یہ ہے کہ ان اشیا اور امور میں موجود کوشش و سعی دوتے ہیں لہذا اگر مشاہدہ اور خود دیکھنے کے مفروضہ کا مدد کے مطابق ان سے ناقص یا انوکھا کی اطلاع پر شہادت قابل قبول نہ ہو تو حکام میں غلط واقع ہوگا اور قصہ حرم خود شہادی کا سامنا ہوگا۔ شرعاً اس طرح غلطی اور حرج عظیم سے بچنا اسیا پر مشاغل مسئلہ ہے۔

وَالشَّهَادَةُ عَلَى الْمَشْهَدَةِ جَائِزَةٌ فِي كُلِّ حَتَّى لَا يَنْسِفَ بِالشَّهْنَةِ وَلَا تَقْلُ فِي الْحُدُودِ وَالْقَصَاصِ
اور گواہ پر کوئی دینا جائز ہے حتی کہ جو نہ ہو اور حدود اور قصاص میں (شہادت میں شہادت) خیال نہ ہوگی
وَيَجُوزُ شَهَادَةُ شَاهِدَيْنِ عَلَى شَهَادَةِ شَاهِدٍ وَلَا تَقْلُ شَهَادَةُ وَاحِدٍ عَلَى شَهَادَةِ وَاحِدٍ
اور دو گواہوں کا گواہی دینا دو گواہوں کی گواہی پر جائز ہے اور ایک کی گواہی ایک کی گواہی پر قبول نہیں
وَصَفَةُ الْإِشْهَادِ أَنْ يَقُولَ شَاهِدٌ لِشَهِدِ الْقَرْعِ إِشْهَدُ عَلَى شَهَادَتِي أَنِّي أَشْهَدُ أَنَّ
اور گواہ ہونے کا طریقہ یہ ہے کہ شہد اصل شہد قراے سے کہے کہ تو میری گواہی پر گواہ ہو جا میں گواہی دیتا ہوں
فَلَا تَقُولُ أَشْهَدُ بَكذَا وَأَشْهَدُ بِي عَلَى نَفْسِي وَإِنْ لَمْ يَقُلْ أَشْهَدُ بِي عَلَى نَفْسِي جَازٍ
کہ وہ اس میں فلاں نے میرے یہ بڑا سچ کا قرار دیا ہے اور مجھے اپنی ذمہ داری ہے اور اگر شہد نے علی نفسہ نہ کہے تو بھی جائز ہے
وَيَقُولُ شَاهِدُ الْقَرْعِ عِنْدَ الْإِدْبَارِ أَشْهَدُ أَنْ فَلَانًا أَقْرَأَ بَعْدَهُ بَكذَا وَقَالَ لِي إِشْهَدُ عَلَى شَهَادَتِي
اور شہد قراے کے وقت کہے میں گواہی دیتا ہوں کہ فلاں نے اس کے پاس اسے کا قرا لہ لیا ہے اور مجھ سے کہا ہے کہ تو میری گواہی پر اس پر کہ
بذلك فلاناً أَشْهَدُ بِذلك وَلَا تَقْلُ شَهَادَةُ شَهْوَدِ الْقَرْعِ إِلَّا أَنْ يَمُوتَ شَهْوَدُ الْأَصْلِ أَوْ
گواہی دے میں میں اس پر کہ گواہی دیتا ہوں شہد قراے کی گواہی قبول نہیں کی جاتی مگر یہ کہ شہد اصل پر یا میں یا
يَمُوتُوا فَمِنْهُ ثَلَاثَةُ أَشْهُادٍ أَوْ مَرَضًا لَا يَسْتَطِيعُونَ مَعَهُ خُصُورُ مَجْلِسِ الْبُحَاكِمِ
میں وہ یا میں ہے ورنہ کی موت پر یا میں ہونا یا میں اسے چاہوں کہ اس کی جگہ سے حاکم کی مجلس میں نہ حاضر نہ ہو سکتے ہوں

تشریح و توضیح:

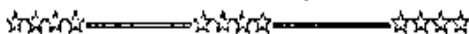
[illegible]

وان جمع شہود الاصل والاولیٰ المستفیض علیہ اور اگر ایہ ہو کہ میں شہادہ شہادت سے جو فرم کرتے ہوئے یہ کہتے ہوں کہ ہم نے اپنی کتاب پر فرما کر گواہ نہیں بنائے تو اس صورت میں اصل کو کہوں پر حمان نہیں آئے گا۔ اس لئے کہ اختلاف ان گواہوں کی جانب سے نہیں ہوا۔ علاوہ انہیں قریب کے گواہوں پر بھی حمان نہیں آئے گا۔ اس لئے کہ جو فرما علیہ شہادۃ کے مرتکب نہیں ہوتے۔ اور اگر اصل شہادہ فرما کے شہادہ اس کے بارے میں کسی مصروف کے ساتھ کرنا کہوں نے ان کو شہادہ بنا دیا ہے تب بھی ان کو ہم لوگوں سے عقلی جوئی تو ان پر حمان لازم آئے گا۔ انہیں جو کہ اصل پر قریب ہے اس صورت میں مشہور دلیل کو یہ حق ہوگا کہ وہ اذعان اصل شہادہ سے وصول کرے۔ یا فرما سے۔

واقعا شہید اربعہ جالوفا فتح اگر مرنے کے چار شہیدوں میں سے دو شہید تھے تو یہ اور دوسرے دو شہید اس کی شہادت دینے کے ذریعہ تھے۔ اس کے بعد احسان کی کوکھیں دینے والے اس سے رجوع کر لیں تو ان پر نشان لازم نہ ہوگا۔ اس لئے کہ کھن جو تاج و تہنہ ساری کا سبب نہیں بلکہ جم کا سبب ارتقا ہے نہ ذات۔

[illegible]

وَلَا تُعْجِزْ شَاهِدَانِ بِالْبَيِّنَاتِ لَنُحْكُمَ بَيْنَهُمَا بِحُكْمِ اللَّهِ وَبِأَمْرِ الْأَمِيرِ وَتَمَّ إِلَهُكُمْ اللَّهُ يَوْمَ يُخْرَجُ الْأَشْقَىٰ مِنَ الْأَدَمِ وَمِنْ الْأَرْضِ وَمِنْ الْجِبَالِ وَهُمْ أُولَئِكَ السَّامِعَاتُ الْغَائِبَاتِ بِغَايِبَاتِ الْإِلَهِ إِنَّهُمْ يَحْمِلُونَ أَسْرَارَهُمْ لَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّا كُنَّا نَسْمَعُ حَافِظِينَ عَنِ اللَّهِ وَإِنَّا لَا نَتْلُو إِلَّا مَا يُؤْتَيْنَا وَإِنَّهُمْ لَفِي شَكٍّ مِمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ



کتاب اَدَابُ الْقَاضِی

قاضی کے آداب کے بیان میں

لا نصح ولاية القاضي حتى يجمع إلى المولى شرائط الشهادة ويكون من
كائن عدل في نفسه بلان كما في مانع مانع في شهادة کی شرطیں جمع ہوں اور وہ اہل
اعمال الاحیاء ولا بأس بالاحوال بل انقصه لمن يثق بنفسه انه يؤذي فاحذر المذخور فيه
احذر من ہے اور عدلی ہے جس کے لئے کہ جس میں کفر کا شق قلعہ کی تمام دوسری میں خود راسخ ہوا اور اس کے لئے قمر

لَنْ يُخَالِفَ الْعَصْرَ غَدَهُ وَلَا يَأْمَنُ عَلَى نَفْسِهِ الْخَيْفَ إِلَيْهِ وَلَا يَنْهَى أَنْ يَطْلُبَ الْوَلَايَةَ وَلَا يَسْأَلُهَا
 ہے جس دن سے جائز ہوئے لاکھ پڑے ہو، اور اسے ظلم سے بچے، مطمئن نہ ہو اور ہمہ وقت طلب کرنا عورت کی درخواست کرنا مناسب نہیں
 تشریح و توضیح:

ولا تصح ولایة القاصی الخ۔ اگر کوئی شخص محض شرعاً شہادت کا حامل نہ ہو اور اس میں اس اعتبار سے کمی ہو تو وہ منصب قضاء
 کے لائق اور قاضی بننے کے قابل نہیں۔ اور با قاضی کا مجتہد ہو: اور اجتہاد کی اہلیت تو وہ مطمئن ہے مگر اس کا درجہ ضروری کا نہیں کہ غیر مجتہد
 قاضی یا نہ بن سکے۔ ظاہر روایہ کے مطابق یکساں ہے اور وہی کو درست قرار دیا گیا۔ امام، نائب، امام شافعی اور امام احمدیہ کے اہل
 ہونے کو اس سے کم تر ہونے کی شرط قرار دیتے ہیں۔ علامہ قرطبی کی کتاب میں ذکر کردہ عورت سے بھی یہی واضح ہوا ہے۔ علاوہ انہی
 حضرت امام غزالی معروف کتاب "اصل" میں فرماتے ہیں کہ مقلد کا منصب فقہ، پرہیزگار ہونا درست نہیں۔ مگر درست و ناراض یہاں قول ہے کہ
 قاضی کا مجتہد ہونا منصب ہے ضروری نہیں ہے۔

ولا یأمن بالمدخول علی العشاء الخ۔ ایسا شخص جسے خود پر یہ مجتہد ہو کہ وہ منصب قضاء کے فرائض کس قدر اہل انہ مدینے
 کی اہلیت رکھتا ہے اور اس سے کون کتنا قیامت ہوگی تو اسے اس منصب کا قبول کرنا درست ہے۔ اور اگر اس کے علاوہ اہل اور کس میں عظیم
 منصب لائق ہو جو نہ ہوا تو اس صورت میں قبول کرنا فرض ہو جائے گا۔ اور دوسرا موجود ہونے کی صورت میں اس کا درجہ فرض کفایہ ہو جائے
 گا۔ اور اگر اسے یہ قوی ظہر ہو کہ وہ انصاف سے کام نہ لے سکے گا اور ظلم پر آمراۓ گا تو یہ قبول کرنا عورتی ہوگا اور غالب گمان ہونے کی
 صورت میں منصب افتاء دوسرا کرنا حرام ہوگا اور اگر اس طرح کا کوئی خطرونہ اور خوفناک اور اعتماد نہ کہ انصاف کے تقاضے جتنی اہل کانچ ہو رہے
 کرے گا تو یہ منصب قبول کرنا درست ہے۔

ولا ینہی ان یطلب الولاية الخ۔ یہ کسی طرح کے فرد میں کہ خود اس عظیم منصب یعنی منصب قضاء کا منصب ہو۔ خود طلب
 کرنے اور اس کی خواہش سے حدیث شریف میں منع فرمایا گیا ہے کہ وہ منصب کرنے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے خبر کی دہلیش ہوگی
 اور اسے اس کی ذمہ سے حلال کر دیا جاتا ہے۔ اس طرح خود طلب منصب کی کسوٹی نماز بونی ہے اور اگر بطریق اہل اس کے ساتھ منصب
 قضاء سے روکیا جائے۔ یہ تو خطاب انسان کی مدد ہوئی ہے، اور قیاسی خبر کا ظہور اس طرح ہوتا ہے کہ کسی کے لئے فرض کا نازل ہوتا ہے جو وہ راہ
 مستقیم پر قائم رکھتا ہے اور اس کے قدم صراط مستقیم سے ہٹنے نہیں پاتے۔ یہ بغیر رائے کے۔ لیکن اگر خبر ہوتا ہے۔

وَمَنْ قَبِلَ الْقَضَاءَ سَلَّمَ إِلَيْهِ فَيُؤْتَى الْقَاضِي الَّذِي كَانَ قَلْبُهُ رَازِقًا فِي خَالِ الْمُصْطَوْبِينَ لَمْ يَ
 اور جسے مدد قضاء دیا جائے تو اس کے حوالے کیا جائے اس قاضی کا اثر جو اس سے ہے یہ خطاب اوقافہ جوں کے حالات میں ضرور کرے بلکہ
 اعتراف میں یعنی الزامہ ایفاء ومن أنكر له بغير قول المعزول عليه إلا بينة فإن لم تقم
 ان میں سے جو کسی کا اثر کرے تو اس پر وہ الزامہ کر دے اور جواب دے کہ تو اس بارے میں معزول قاضی کی بات... نے گریز کے ساتھ اور اگر بینہ قائم
 بنے لہذا لم يفعل بغيره حتى ينادي عليه ويستظهر في أمره وينظر في الأوضاع والارتفاع والوقوف
 نہ ہوتا ہے مگر اسے میں بھولی نہ کرے یہی حکم کہ اس کی مدد کی کرے اور اس کی بات اختیار کرے اور وہ اپنی رائے کا فیصلہ میں ضرور کرے
 فَيُعْمَلُ عَلَى حَسَبِ مَا تَقَوُّمُ بِهِ الْبَيِّنَةُ أَوْ يَتَصَرَّفُ بِهِ مَنْ فَوَّيَ بِهِ وَلَا يَخْلُفُ قَوْلَ الْمُعْزُولِ
 جس کے مطابق عمل کرے جس پر بینہ قائم ہو یا وہ محض الزام کرے جس کے بغیر میں یہ چیزیں ہیں۔ اور اہل قاضی کی بات نہ مانے

[illegible]

و مجلس شعلک جومنا طاهره العظمیٰ کا شہر کو چاہئے کہ فیصلہ طاهرہ میں بیٹا کرے یا وہ اپنے مکان میں بہتر کرے اور
 کہ طاهرہ نے کانڈن عاصمہ سے حضرت امیر علی احمدی طاهرہ میں بیٹے کو اہد کر کے قرار دے دیا ہے۔ اس کے کو طہ فیصلہ
 طاهرہ میں بھی حاضر ہوگا اور ان کو کہیں بھی قریب یا دور اسی طرح وہ خود سمجھتا ہے کہ طاهرہ میں ہی اہد کرے۔

مختلف فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی جائے عکاف میں ہر اسی صرت غلطہ مراشدین و رفوہان مجہم انھیں دینے و مقدمات کے قبیلہ کی خاطر میں بھی بیٹھا کرتے تھے اور یہ آپ کریمہ اللہ تعالیٰ عنہ غلو محسن سے اعتدال و توازن اور صحت کلمہ کی راہ راست سے کسی سبب اعتقادی مقصود سے بالاتر ہی نہیں بلکہ ماحضہ و باطنی سے رہا کرتے تھے کہ وہ کسی اور فاضلی سے دے دیتے یہ کچھ تک آئے گا۔

ولا یقبل ہدیۃ الا من وی رحم معہ الخ۔ اور اگر کوئی شخص کا فاضلی کو بدینہ تجویز کرے تو اسے دیا جائے کہ فاضل نے اسے اور صاف طور سے انکار کر دیا۔ البتہ اگر یہ دینے والا اس کا کوئی ذی رحم و رحم اور دینا فوری و مستلزم اور دوسرے جس نے عشق پر ہر سے کسی خصوصیت و دوستی کا تعلق انکار کیا یا جانتا تو اس سے لینے میں تردد نہیں۔ اسی طرح آپ فاضل بدینہ فاضلی نے لینے کے بعد کچھ عرض کر دیا جو اس کے فاضلی بننے سے کچھ بھی بدینہ و بخار و اقامت کا بدینہ بھی قبول کرنے میں ترحم نہیں اور خصوصاً اہمیت میں بھی شراکت سے مستزاد کر دیا۔ خصوصاً رحمت کا مطالبہ یہ ہے کہ اگر کوئی فاضلی کی ذات سے خاص شخص کو اس کی رعایت سے بہت کر دے کہ وہ اسے کرنے والے کو فاضلی کے لئے آنے کا یہ جملہ جملے دے اور اسے سے دوستی نہ کرے۔ البتہ یہ وہ وہاں میں فاضلی کا شریک ہونا مراد ہے۔ اسی طریقہ سے وہ جزا و مشرک بھی نہ ضرر ہو اور عرضیوں کی رعایت بھی نہ کرے۔

[illegible]

فَاذْكُفْ اَنْتَ وَبَنُو امِّكَ الْفَكِرَۃَ اِنَّ اَكْثَرَكُمْ فَاكِرٌ ۝۱۰۰

در امرایک دعویٰ کرنے والے کا حق اس طرح کا ذیہ ہو جو کہ عرض مال ہو یا اس کا زور کسی عقد کے واسطے سے ہو اور مثلاً بیعت کی قیمت پر مال قرض و غیرہ کا گناہت کا قاضی مدعی غایب کیا جائے۔

ولا یجوز بحیثہ فیما سجد ذلک الخ۔ اور اگر دعویٰ کرنے والے کا حق اس ذکر کردہ چار چیزوں کے سوا ہو مثلاً ۱۱۱ والی ہنایت اور بیعت کا عقد وغیرہ اور دعویٰ کیا گیا شخص یہ کہتا ہو کہ دھتکار و غلط ہے اور مدعی اس کی اور بیعت پر کار نہیں تو اس صورت میں قاضی اسے قید میں ڈالے سے احتراز کرے۔ اس لئے کہ ہر ایک کے حق میں عقلی کی حیثیت اس لئے ہے کہ ہر ایک پر واجب ہے کہ اس مال کے لئے شہادت دے اور دعویٰ کرنے والے کا دعویٰ صریح عارض۔ مدعی سے متعلق ہے تو اس کے اس دعوے کو کوئی کے حق پر قتل قبول قرار نہ دیا جائے گا۔ بلکہ اگر دعویٰ کرنے والا اس کے مال دار ہونے کا ثبوت پیش کر دے تو اس صورت میں دو تین مہینے جتنی مدت تک اس کی نظر میں جو اس دھتکار صاحب ہو قید میں ڈالے رکھے۔ اور اس درمیان میں لوگوں سے اس کے بارے میں معلومات کرے کہ واقعی یا اپنے پاس یہ مال رکھتا ہے یا نہیں؟ کس اگر دعویٰ کا کوئی رد مستحکم ثابت نہ ہو اور اس کا مال دار ہو کسی طرح نہ پایا ہو تو اسے رد ہائی مطلق کرے اس لئے کہ اب اللہ اور ہونے اور صاحب مال ہونے تک اس کا تحقیق ہو گیا کہ سبقت دی جائے۔

ولا یجوز فیضا و بین غیر عاقل الخ۔ اگر قرض خود معروض کا پچھان پھوڑیں اور اس کا عقد قیام کرتے رہتا چاہتے ہوں تو حضرت امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ قاضی انہیں سنا سے نہ روکے اس واسطے کہ اس عقلی کو اللہ اور ہونے کی طرف رجوع کی اور انہیں پر قیام ہو۔ یہ تک پہنچنے کی تھی اور ہر وقت اس کا امکان ہے کہ وہ اس پر کار ہو جائے اس واسطے کہ قیام میں رہیں کہ وہ مال کو کچھ پوچھ نہ کرے۔ نام ابو یوسف اور امام محمد اس سے متفق نہیں۔

و یجوز للرجل فی غفۃ و وجہ الخ۔ اگر عاقل مرد زوجہ کے عقد کی ادائیگی نہ کرے تو اسے اس کی خاطر قید میں ڈال دیا جائے گا۔ کیونکہ وہ عدم ادائیگی عقلی کی بنا پر جو کہ شرعاً اس پر واجب ہے ظالم قرار پاتا ہے اور ظلم کا عارض ہے۔ یہ کہ قید میں ڈال دیا جائے۔ اور اگر عاقل مرد و لڑکا قرض والد پر ہوتا ہے قید میں نہیں ڈالا جائے گا اس لئے کہ قید ایک طرح کی سزا ہے جو قرآن کریم کی سزا موت کے بعد ہی ملتا ہے اب کوئی کہنے لگے یعنی ادائیگی زوجہ کی ایذا رسائی کی بھی عہد ہوتا ہے جس تو نہیں اس کی وجہ سے قید کی سزا ایسی دی جا سکتی ہے۔ البتہ اگر والد قرض والا وادارے کے بلکہ و لڑکا بالغ اور عقل مند ہو تو اس کی وجہ سے اسے قید میں ڈال دیا جائے گا۔ اس واسطے کہ اس صورت میں ان کے ہلاک و تکلیف ہو جانے کا خطرہ ہے اور اس سے ان کو بچانا ضروری ہے۔

و یجوز قصۃ الغرق الخ۔ فرماتے ہیں کہ عہد امور قصاص کو سختی کر کے اس میں قیام و عمرت کا قاضی نہیں ہو سکتی، بانی دوسرے حقوق میں اس کا قاضی ضرور مست ہے۔ اس واسطے کہ اس میں ہر حال کو اس کی حیثیت موجود ہے اور اس سے قیام یہ بات ذکر کی کہ جس میں کوئی کی اہلیت ہو وہ قاضی بنے گا بھی اہل ہوتا ہے۔ البتہ حدیث شریف کی رو سے مگر قاضی عاقل پختہ ہونا چاہیے اور اسے صاحب قیام پیر کرنے والا کہہ کر شمار ہوگا۔

وَقَبِلَ كِتَابَ الْقَاضِي إِلَى الْخَفِيِّ إِذَا شَهِدَ بِهِ عَيْنُهُ فَإِنْ شَهِدُوا عَلَى خَصْمٍ
در ایک قاضی کا عہد دوسرے قاضی کے نام تو اس میں متحمل ہے جب اس کے سامنے عہد کی کوئی دلیل ہو اگر مدعی علیہ کے سامنے
خارجہ شکم بالشہادۃ وَ كِتَابَ يَخْتَصِمُ وَإِنْ شَهِدُوا بِغَيْرِ خُصْمَةٍ خَصَّمَهُ لَمْ يَخْتَصِمْ وَ كِتَابَ
کوئی دین تو قاضی اس پر غم نہ کرے اور اپنا حکم لکھ دے اور اگر مدعی علیہ کی غیر موجودگی میں کوئی دلیل ہو تو حکم نہ لکھ کوئی
بِالشَّهَادَةِ يَخْتَصِمُ بِهَا الْمَكْتُوبُ بِلَيْهِ وَلَا يَقْبَلُ الْكِتَابَ إِلَّا بِشَهَادَةِ زَوْجَتَيْنِ أَوْ زَوْجِيٍّ وَ امْرَأَتَيْنِ
کہو دے تاکہ مستحب یہ قاضی اس پر حکم لکھے اور حد متجاوز نہ ہو کہ دو مردوں و ایک مرد اور دو عورتوں کی کوئی سے

حُكْمُهُ فِي دَمِ الْحَتَمِ فَلْيَضْحَكُوا خَلَّيْكُمْ عَظِيمُ الْخَافَةِ بِالْثَبَاطِ ثُمَّ يَنْقُضُ خُكْمَهُ وَيُجَوِّدُ أَنْ يُسَمِّعَ
وَهُنَا كَيْفَ تَدْرِكُ دَمَ الْحَتَمِ بِمَنْ يَحْكُمُ مَعَهُ دِينَ كَيْفَ تَدْرِكُ دَمَ الْحَتَمِ بِمَنْ يَحْكُمُ مَعَهُ دِينَ كَيْفَ تَدْرِكُ دَمَ الْحَتَمِ بِمَنْ يَحْكُمُ مَعَهُ دِينَ
الْبَيْتِ وَيَنْقُضُ بِالْمُكُونِ وَخُكْمُ الْخَافَةِ لَا يُؤْتِيهِ زَوْلُهُ وَزَوْلُهُ بِمَنْ يَحْكُمُ مَعَهُ دِينَ
حُكْمُ يَدْرِكُ دَمَ الْحَتَمِ بِمَنْ يَحْكُمُ مَعَهُ دِينَ كَيْفَ تَدْرِكُ دَمَ الْحَتَمِ بِمَنْ يَحْكُمُ مَعَهُ دِينَ كَيْفَ تَدْرِكُ دَمَ الْحَتَمِ بِمَنْ يَحْكُمُ مَعَهُ دِينَ

تشریح و توضیح: حکم مقرر کرنے کا ذکر

وَإِذَا خُكْمُ زُلْخَانٍ لَمْ يَدْرِكْ دَمَ الْحَتَمِ بِمَنْ يَحْكُمُ مَعَهُ دِينَ كَيْفَ تَدْرِكُ دَمَ الْحَتَمِ بِمَنْ يَحْكُمُ مَعَهُ دِينَ كَيْفَ تَدْرِكُ دَمَ الْحَتَمِ بِمَنْ يَحْكُمُ مَعَهُ دِينَ
کرنے والا کہ یہاں کی بنیاد پر اس کے درمیان کوئی فیصلہ کرے تو اسے درست قرار دیا جائے گا۔ روایت میں آتا ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض گزار ہوئے کہ وہ اللہ کے رسول میری قوم کی بات میں خدا کے وقت میرے پاس آتی ہے اور میں ان
کے درمیان فیصلہ کرتا ہوں اور دونوں فریق میرے فیصلہ پر رضامندی کا اظہار کرتے ہیں۔ آنحضرتؐ فرمادے گا کہ یہ تو میری بات ہے۔
اذا كان بصفة العاقل والرجح، فلم اياهم مقرر کیا جائے جس میں قدامت کی اہمیت پوری طرح موجود ہو۔ یعنی حکم مقرر کرنے کا طریقہ
مسلم ہے اور ان دونوں سے مستثنیٰ والا درست ہے عدالت ہو۔ ان اوصاف سے اس کا تشعب ہوا اور قدوسی ہے۔ لہذا حکم نہ کا کر مقرر کرنا
درست ہے نہ غلط بلکہ وہاں فی الواقع اللہ تعالیٰ کا حق اور جبر کو

وَالْأَمْرُ بِالْحُكْمِ عَلَى الْخَلْقِ وَالْقَضَاءِ لَمْ يَدْرِكْ دَمَ الْحَتَمِ بِمَنْ يَحْكُمُ مَعَهُ دِينَ كَيْفَ تَدْرِكُ دَمَ الْحَتَمِ بِمَنْ يَحْكُمُ مَعَهُ دِينَ
کرنے والا اصل یہ ہے کہ حکم کا جواز ہر ایک چیز میں درست ہے جس کے انجام دینے کا حکمیت کو مل جائے اور بواسطہ صحیح یہ درست ہو جائے۔ اور
بواسطہ صحیح درست نہ ہو سکے اس میں حکم مقرر کرنا بھی درست نہ ہوگا لہذا مثال کے طور پر بیان کی جاتی ہے مثلاً اگر اس سوال وغیرہ میں حکم مقرر کرنا
درست ہے اور اس کے برعکس نہ ہوگا۔ پھر یہی کی حد جو بہت کی حد اور اسی طرح تاوان میں افعال اور قصہ میں کسی کو حکم مقرر کرنا درست نہیں۔
وَأَنْ حُكْمُهُ فِي دَمِ الْحَتَمِ لَمْ يَدْرِكْ دَمَ الْحَتَمِ بِمَنْ يَحْكُمُ مَعَهُ دِينَ كَيْفَ تَدْرِكُ دَمَ الْحَتَمِ بِمَنْ يَحْكُمُ مَعَهُ دِينَ كَيْفَ تَدْرِكُ دَمَ الْحَتَمِ بِمَنْ يَحْكُمُ مَعَهُ دِينَ
نہاں حکم مقرر کرنے کا یہ فیصلہ کا فیصلہ نہ ہوگا۔ اس لئے کہ عدالت کی جانب سے یہ حکم مقرر نہیں کیا گیا کہ اس کا یہ فیصلہ ان پر
اثر انداز نہیں نہ ہوگا۔

☆☆☆☆☆ ————— ☆☆☆☆☆

کتاب القسمة

تقسیم کے احکام کے بیان میں

يُسْمَى - فَلْيَضْحَكُوا خَلَّيْكُمْ عَظِيمُ الْخَافَةِ بِالْثَبَاطِ ثُمَّ يَنْقُضُ خُكْمَهُ وَيُجَوِّدُ أَنْ يُسَمِّعَ
ام کو کہتے ہیں کہ ایک حکم مقرر کرنا جس کو بیت المال سے اخراج دے تاکہ وہ عوام کے
الْبَيْتِ وَيَنْقُضُ بِالْمُكُونِ وَخُكْمُ الْخَافَةِ لَا يُؤْتِيهِ زَوْلُهُ وَزَوْلُهُ بِمَنْ يَحْكُمُ مَعَهُ دِينَ
درمیان میں نہ ہو کہ اس میں اگر یہ نہ کرے تو ایسا حکم مقرر کرے اور اگر یہ نہ کرے تو ایسا حکم مقرر کرے اور اگر یہ نہ کرے تو ایسا حکم مقرر کرے
عَالِمًا بِالْقِسْمَةِ وَلَا يُجَبِّرُ الْقَاضِي النَّاسَ عَلَى قِسْمِهِمْ وَأَمَّا وَلَا يَتْرُكُ الْقِسْمَ يُشْرِكُونَ
اور تقسیم کا فعل ہو جائے والا اور قاضی لوگوں کو ایک ہی قسم پر مجبور نہ کرے اور قاضی کو شرارت میں نہ مجبور نہ کرے

وَأَخْرَجَهُ الْقِسَامَ عَلَى غَدَدٍ وَرُؤْسِهِمْ بَعْدَ إِبْنِ خَيْفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ وَفَلَا رَحِمَهُمَا اللَّهُ عَلَى قَلْبِ
تقسیم کنندگان کی اجرت نام صاحب کے ہاں حصہ داروں کی تعداد کے حساب سے ہر ایک کو سا میں فرماتے ہیں کہ حصوں کے حساب
الانصاف، وَإِذَا خُضِرَ الشَّرْكَاءُ عِنْدَ الْفَاجِسِ وَلَمْ يَلْبِثْهُمْ دَلِيلًا صَافِيَةً وَدَعَاؤُهُمْ أَنَّهُمْ
سے ہوں اور جب حصہ داران فاجس کے پاس حاضر ہوں اور ان کے ہاتھ میں مکان یا زمین ہو اور وہ دعویٰ کریں کہ وہ علی غلاب سے
وَرَفَعُوا عَنْ فُلَانٍ لَمْ يَفْسُمْهَا الْفَاجِسُ بَعْدَ إِبْنِ خَيْفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ خَلِي يَكْفُوا: الْفَيْتَةُ
دارت ہوئے ہیں تو نام صاحب کے ہاں قاضی اسے تسلیم نہ کرے بشار تک کہ وہ ان کے حصے
عَلَى حَوْبِهِ وَغَدَدٍ وَرُؤْسِهِمْ وَفَلَا رَحِمَهُمَا اللَّهُ بِفُسْطُهَا بِغَيْرِهَا هِيَ كِتَاب
پر اور درجہ کی تعداد پر مشتمل قائم کریں اور حاجی فرماتے ہیں کہ ان کے اقارب پر تقسیم کرنا وہ اور تقسیم کے
الْمُسْتَمِةِ أَنَّهُ قَسَمَهَا بِفَرِيقَيْنِ خِيَمَةٍ وَذُنْ كَانَ الْمَدَنُ الْمَشْرُوكَ بِمَا سَوَى الْفَقَارِ وَدَعَا
رجع میں نہ رہے کہ ان کے کتبہ پر تقسیم کرنا ہے اور اگر مشترک بلا داشت کے علاوہ ہو اور وہ دعویٰ کریں
تَنَّهُ مَيَّوَاتٌ قَسَمْتُهَا فِي قَوْلِهِمْ خِيَمَةٍ وَذُنْ دَعَا فِي الْبَطْنِ أَنَّهُمْ الشُّعْرُوفُ
کی بیعت ہے (نہ) کے قول میں سے تقسیم کرنا ہے اور اگر وہ زمین یا بیعت یہ دعویٰ کرنا کہ انہوں نے اسے خریدا ہے تو اسے
قَسَمْتُهَا بَيْنَهُمْ وَإِنْ دَعَا: الْهَلَكُ وَنَمْ يَلْذَكْرُوا كُتِفَ انْقَضَ الْبَيْتُ قَسَمْتُهَا بَيْنَهُمْ
میں نے انہیں تقسیم کرنا ہے اور اگر وہ ایک کا دعویٰ کریں اور یہ کہ نہ کریں کہ کسی ایک کی طرف نصیب ہوئی ہوگی اب ان کے درمیان اسے تقسیم کرنا ہے
تشریح و توضیح

بعضی للاغلام لزم فرماتے ہیں کہ ہم بڑے تقسیم کا تعلق رکھتا ہے ایک شخص کا تقرر کرنا چاہئے اور اس کی بخیریت نہ نکالنے سے دلی
چاہئے کہ اگر کسی کا ہاں نہ ہو تو لوگوں کے درمیان جائیداد وغیرہ کی تقسیم کا کام انجام دے سکے۔ ان کے کہ تقسیم کا شمار سورۃ القدر کی ہی نہیں
سے اس معنی کے اعتبار سے ہوتا ہے کہ کھن غور پر اس وقت کا ارتقا بعد تقسیم ہی ہوتا ہے۔ لہذا تقسیم نہ کرنے کا سزا دہرہ و عینہ کا معنی سے مشابہت
دیکھتا ہے یہاں جس طریقہ سے ولیدہ قاضی بیت المال سے مقرر کرنا ہے تو یہ ایک اہل حرم اس کا تقرر کرنا بہت امان سے ہوگا۔

وَأَجْرَةُ الْقِسْمَةِ عَلَى غَدَدٍ وَرُؤْسِهِمْ لَمْ حضرت امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ تقسیم کنندہ کا معاوضہ خود دہرہ و عینہ داران
کے ہونا ہے۔ حضرت امام ابو یوسف اور حضرت امام محمد و حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد فرماتے ہیں کہ تقسیم کنندہ کا معاوضہ محمول
کے اعتبار سے ہوگا کہ جس کا جس قدر حصہ ہو گا اسی کے اعتبار سے اسی قدر دہرہ و عینہ دیا جائے گا۔

وَأَمَّا حَضَرُ الشَّرْكَاءِ وَلَمْ يَلْبِثْهُمْ دَلِيلًا صَافِيَةً بعضی ایک زمین کے بارے میں دعویٰ اولیٰ کہ یہ انہیں فساد شخص کی جانب
سے دہرہ دلی ہے اور وہ چاہیں کہ زمین یا بیعت دی جائے تو حضرت امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ جس وقت تک وہ دہرہ و عینہ کو ان غلاب شخص کے
انفصال اور تعداد اور کاموت پیش نہ کر دیں ان کے دعوے کی تہذیب و برز میں باقی نہیں جائے گی۔ حضرت امام ابو یوسف اور حضرت امام محمد اور
حضرت امام شافعی کے نزدیک یہ وہ کے اقارب پر بیعت دی جائے گی۔ حضرت امام احمد بھی ایک تو اس کے مطابق یہی کہتے ہیں۔ حضرت
امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ تقسیم کا جہاں تک عقل ہے اس کی حیثیت تھا و علی المیت ہی ہے اور شخص امیر یا کسی جہت ہے کہ جس کا بیعت
ہو شخص اور کرنا والے تک عی ہے۔ جس کو ان کے ہونے کو تا زیر قرار دیا جائے گا تا ان کے اقرار کو بیعت کے خلاف بیعت نہایا
جاسکے۔ علاوہ ازیں زمین تو اپنی ذات سے محفوظ ہے۔ ان واسطے اسے ہانٹنے کی احتیاج نہیں۔ اس کے برعکس عقل ہونے والی اشیاء کو ان

[illegible]

وان کا تو اعتقاد ہے کہ یہ قسم مع غیبی احکام الہیہ اگر ایسا ہو کہ یہ تقسیم کی جائے گے والے مشتری اور زمین ان کو کوئی کی بات فرستے بواسطہ فریادی ہوئی ہو، بلکہ وہ واقعہ نہیں اور ان کو کس میں سے آپس میں کس وقت حاضر نہ ہو تو موجود ہیں کی تقسیم کی جائے گی۔ اس واسطے کہ بواسطہ فریادی کے منہ سے اُن کے والی ملکیت کی حیثیت ملکیت بدلے گی۔ لہذا اس وقت فریک فر موجود فریک کی طرف سے قصور فریادیں آجائیں گے۔ اس سے بڑھ کر اس وقت کا معاملہ ہے کہ اس میں جاب مورث کیست کی جو تمام ملکان ہوتی ہے۔

وان کان العقار فیہ یلحق الوارث الہیہ اگر ایسا ہو کہ زمین پر غیر موجود وارث کا بعض ہو ایسا ہو کہ دوا سے اس سے صلہ ایک ہی وارث حاضر ہو اور اس صورت میں تقسیم نہیں کی جائے گی۔ صورت کوئی میں تو اس واسطے کہ اس میں تضاد علی الغائب کا اثر ہو رہا ہے، جو اپنی جگہ درست نہیں۔ اور صورت غائبہ اس بنا پر کہ یہ ممکن نہیں کہ ایک ہی آدمی تمام زمینیں قرار دیا جائے اور غائبہ میں (عدلی میں) اور وہ عادلہ بھی کوئی طرف سے ایک شخص کا تمام اور تمام زمینیں ملکی نہیں۔

[illegible][illegible]

اور اگر میں شریک ہیں اور انہیں ان شریک میں نہیں۔ پس درہمیں کو اہل تقسیم قرار نہیں دیا جائے گا۔

فان قسم بینہم ولا ضمہم معہم (یعنی اگر کسی مشترک گھر کی تقسیم نہ ہو ایک شریک کے ہائی کی تالی اور اوپر دست کار سے دوسرے شریک کے حصہ میں واقع ہو جائے جبکہ اندرون شریک مشترک نہ ہوگی تو یہ دیکھا جائے گا کہ اگر اس کا رستہ اور تالی خارج دکان نہیں ہو تو رستہ بدل دیا جائے گا اور اس مشترک کو دور کر دیا جائے گا۔ اور اگر یہ چیز علی ممکن نہ ہو تو اس صورت میں تقسیم از سر نو ہوگی اور سابق تقسیم ختم کر دی جائے گی تاکہ ہر طرح کی ناگہانی و چو پالی سے حفاظت رہے۔

و اذا كان مغلّباً بغيره (یعنی اگر ایسا ہو کہ گھر کے نیچے کے حصہ میں دو شریک ہوں اور گھر کا بالائی حصہ کسی دوسرے کا ہو یا بالائی حصہ میں دو شریک ہوں اور نیچے کا حصہ کسی دوسرے کا ہو یا ایسا ہو کہ گھر نیچے اور اوپر کا حصہ دو کے درمیان مشترک ہو تو اس طرح تقسیم میں کو اس طرح مشترک گھر کو اولیٰ الیٰہ فیست لکے ہوئے یا بنا جائے گا۔ امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ اس کی تقسیم چنانچہ کے اعتبار سے کی جائے گی کہ تقسیم میں جہاں جہاں حق ہے۔ ملاو دارین کے شرکاء و ذریعہ میں شریک ہیں قیمت کے اندر نہیں۔ مگر مغلّب پر حضرت امام احمد کا قول ہے اس واسطے کہ گھر کا نیچا حصہ غائبانہ ہو اور مغلّب وغیرہ دیکھنے کی اہلیت رکھتا ہے اور اوپر کے حصہ میں برابریت نہیں ہوتی۔ لہذا اگر دو حصوں کے درجہ میں ہو گئے۔ پس شریکوں میں حصص میں مساوات۔ لہذا قیمت ہی ممکن ہے۔

و اذا اختلف المتعاضون (یعنی اگر تقسیم کی تخیل کے بعد کوئی شریک یہ کہے کہ تم کو میرا مکمل حق ملے گا اور اس کے خلاف وہ تقسیم کرنے والے مکمل ملی بیچنے کی شہادت دے تو امام ابوحنیفہ و امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ یہ شہادت قابل قبول ہوگی اور امام احمد امام مالک امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک قابل قبول نہ ہوگی۔ اس واسطے کہ اس کی یہ شہادت اپنے فعل سے متعلق ہے جس میں معصم ہونے کا امکان ہے۔ امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک کیونکہ حق کے فعل کا قطع تقسیم سے ہے اور شہادت کا تعلق حق پر ہونے سے ہے جو دوسرے شخص کا فعل ہے اس لئے قابل قبول ہوگی۔

وان ادعی احدہما للقطب (یعنی اگر شریکوں میں سے ایک شریک یہ کہے کہ تقسیم صحیح نہیں ہوئی اور میرے کچھ حصہ پر دوسرا حصہ وار قابض ہے جبکہ وہ اس سے قبل اس کا افراد کر چکا ہو کہ اس نے اپنا حصہ وصول کر لیا ہے تو شہادت کے بغیر اس کا قول قابل قبول نہ ہوگا۔ اس واسطے کہ اس کا دعویٰ تقسیم عمل ہونے کے بعد ہے۔

وان قال اضاعنی الذی موضع (یعنی کوئی حصہ دار اپنے عمل حصہ کی دوسری پالی کے متعارف سے قبل کے کھلاں مقام تک میرا حصہ بیٹھا ہے اور اس جگہ تک مجھے حصہ نہیں ملا اور دوسرا حصہ دار اس کے قول کو غلط قرار دے تو اس صورت میں یہ دونوں حلف کریں گے اور تقسیم صحیح قرار دی جائے گی۔ اس واسطے کہ حاصل شدہ کی مقدار کے اندر اختلاف کے باعث متفکر تخیل نہیں ہو سکتی۔

وان استحق بعضی نصیب احدہما (یعنی اگر ایسا ہو کہ تقسیم ہو چکے ہو تو ایک شریک کے کچھ حصہ میں کسی اور شخص کا اشتقاق آگئے تو امام ابوحنیفہ اور امام احمد کے نزدیک اس کو حق حاصل ہوگا کہ وہ ملو و اشتقاق کی مقدار شریک سے لے لے اور خواہ باقی رہا ہو ان کو اس قدر از سر نو کسی تقسیم کرانے۔ امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ میرے شریک کے گل آئے اور اس کے دھانہ نہ ہونے کی بناء پر تقسیم از سر نو نہیں ہوگی۔

[illegible]

وہ انکار علیٰ اہل یافکنی نظر۔ اگر کسی شخص کو اس بات پر مجبور کیا کہ اسے کھڑا دیکھنا یا اس پر تنبیہ دینا چاہئے کہ وہ شراب
مستی کرے اور یا نہ کرنے کی صورت میں یہ مکمل دینی جوئے کو قید میں ڈال دیا جائے گا یا اپنا جانے کا حق اس کے ہاتھ سے ہٹا کر رکھا جائے
شراب پر یا عدلیہ نہ ہوگا۔ البتہ اگر بات صرف قید میں ڈالنے یا ریٹ نہ سمجھو نہ دے بلکہ اس سے بڑھ کر یہ تعلیم بخیر ہو کہ نہ مانتے اور انکار
کرنے کی صورت میں یہ قہر جائے گا یا اعتناء میں سے کوئی شخص اس کی پاداش میں تکلیف کرا جائے گا تو پھر بوجہ تنبیہ کی اس پر
عمل کی محنت نہیں ہوتی نہ اس کی بخشش میں اگر نہ کھائے پیے اور میرے کام لینے ہو مگر جانے تو نہ ہوگا اور یاد دیا جائے گا کہ اسے جان کا پھانسا
ضروری تھا حضرت امام ابو یوسفؒ حضرت امام شافعیؒ اور ایک سے اہل بیت کے مطابق حضرت امام احمدؒ یہ فرماتے ہیں کہ وہ گناہ کو ترک کر دے یا جانے
گا۔ جس لئے کہ ایسی صورت حال میں کھانے کی فرصت ہے اور نہ کھانا اور عمل عزیت ہے۔ اس کا جواب یہ دیا گیا کہ تمام اونے نے حکم سے
امطاری حالت کا استنہاد کیا کہ اگر بارش اور پانی ہے اور وہ فضل لکھ ما عزم غلبکم الا ما عضر وسم اللہ (الآیہ) تمام چیز سے
جس کا استنہاد کیا گیا وہ طلال ہے اور طلال چیز دکھانے سے ہے نہ نہ ہواں کرا رہا ہے۔

مجاہدین: مجتہدین کی جماعت۔ مجتہدین: جب تک کہ ملکہ کی ہمارے ہر پھر چھٹکے کی مشین۔ شوق فانی: بہت زیادہ بڑھا۔

تشریح و توضیح:

الجهاد فرض علی الکفاۃ الخ۔ جہاد حق اللہ ہے۔ بشرطہ اس کا اقبال وین حق کی طرف بلانے اور حق حق قبول نہ کرنے والے سے قرآن کے لئے ہوتا ہے۔ جہاد کی فعلیت بکثرت احادیث میں موجود ہے۔ رسول اکرم ﷺ کو اولاً تلقین اور اعراض عن الشریکین کے لئے مامور فرمایا گیا۔ ارشاد باری ہے: "لا تصدع بما قومہ و اعرض عن المشرکین" پھر جہاد کا حکم ہوا ارشاد باری ہے: "ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والوعظۃ الحسنۃ و جادلہم بالمعنی ہی احسن" پھر قرآن کی ہدایت و معارف نامی گئی۔ ارشاد خدا تعالیٰ ہے: "اذن للذین یقاتلون" جس سے اکثر نسخہ کی "شرح السیر النکیر" میں اسی طرح ہے۔ سلف سے اس طرف اشارہ ہے کہ فرض کیا یہ ہر ایک پر فرض ہوتا ہے۔ لیکن اگر بعض اسے انجام دینے میں قصور متعذر کے باعث باقی کے ذمہ سے ساقط ہو جاتا ہے۔

ولا یجب الجہاد علی صبی ذلیخ۔ بچہ غلام و عورت پر جہاد فرض نہیں۔ عورتیں بعض نذرات میں جہاد بھی نہیں تو ان کا کام ہمارے حق کی خدمت کرنا ہوتا ہے خود شریک جہاد نہ ہوتی تھیں۔ عادی شریف وغیرہ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرما میں شریف نے جہاد تو آپ کے ساتھ بعض عورتیں ہوتی تھیں اور وہ پانچویں کی خدمت کر رہی اور زمینوں کی سرزمین پر کیا کرتی تھیں۔ اسی طرح پانچویں اور محذوروں پر جہاد فرض نہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "تس علی الاعنی حوج ولا علی الاعرج حوج ولا علی البصر مضح" فان جہم العدو علی بلد ذلیخ۔ اگر لڑیا ہو کہ کسی شہر پر اپنا کب ڈھن ملے اور ہوجائے تو جہاد امتیاز سے مسلمانوں پر جہاد فرض ہو گا۔ ایسے موقع پر جہاد جہاد خود عورت شریک جہاد ہو جائے گی اور آسانی کی ہدایت کے بغیر ایسی شریک جہاد ہو جائے گا۔

واذا دخل المسلمون دار العرب الخ۔ اگر ایسے ہو کہ مسلمانوں نے دار الحرب میں پہنچ کر کفار کا شہر یا قلعہ گھیر لیا ہو تو جنگ سے پہلے ایسے مسلمان کی طرف بلائیں۔ اس واسطے کہ رسول اللہ ﷺ کا معمول یہی تھا کہ اگر وہ لوگ اسلام قبول کر لیں تو جہاد اور اگر دوزخ اسلام میں داخل ہوں تو دوسرے نمبر پر ان سے جزیہ کی نوازش کے واسطے کہا جاتے۔ مگر وہ جزیہ دینے کو تسلیم کر لیں تو ان کے ساتھ وہی معاملہ ہو گا جو مسلمانوں سے ہوتا ہے۔ یعنی ان کے مظلوم ہونے کی شکل میں ان کے ساتھ ٹھیک اسی طرح انصاف کیا جائے گا جس طرح مسلمانوں سے کیا جاتا ہے۔ اور ظالم ہونے پر ان سے بالکل اسی طریق سے انتقام لیں گے جس طرح کہ مسلمانوں سے لیتے ہیں۔ اگر وہ جزیہ کی پیشکش قبول نہ کرتے بڑے انکار کریں، پھر اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرتے ہوئے ان کے ساتھ جنگ کریں، نتیجتاً لُصِب کہ کسان پر سنگباری کریں ان کے گھروں اور داروں پر پھر چھٹکیں۔ ان کے گھروں اور جانوں کو ڈراؤ لیں کہ ان کی عورت اور ذاتی اوقات کو بار بار یاد کریں۔ اصل اس بارے میں یاد دہانی ہوتی ہے: "ما قطعتم من لبتہ أو ترکتموها فاعلم علی اصولہا فلیاخذن اللہ ولی حوزی العاصمین" (آل بقرہ ۱۹۰) اور درود میں اور ان کے حق نے طہارت میں روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے طائف کے حصار سے واپس لوٹنے پر نصیب فرمائے۔ اور صحابہ میں سے ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے جو کسیسہ جو یہود کا قبیلہ تھا ان کے گھارے کے درخت ان کو کہہ بد سے جلاؤ ان کرتے ہوئے قطع فرمائے اور درود و شریعت کہ جہاد دینے والے کو لوگ نظر پر بھروسہ ہو جائیں۔

ان لا یقتلوا الخ۔ اگر وہ سے مراد عہد شکنی ہے۔ یعنی وہ عہد جو مسلمانوں اور کفار کے درمیان ہو۔ اور اگر وہ ذی و سنی میں روایت ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ابی ہریرہ کے درمیان عہد تھا۔ حضرت معاویہ ان کے جہاد کی طرف چلے کہ عہد عہد پوری ہو جائے تو ابی ہریرہ سے جہاد کریں۔ پس ایک شخص گھوڑے پر سوار اللہ اکبر اللہ اکبر" عہد پورا کرتا ہے۔ عہد شکنی نہیں" کہتا ہوا آیا۔ لوگوں نے

ولا یقسم عیمة فی دار الحرب الزمر فرماتے ہیں کہ مالِ ثمرت کا جس تک تعلق ہے وہ دارِ اعراب میں ہائیکلارست نہیں لہذا اس کی تقسیم والا اسلام میں منے کے بعد ہونی چاہیے۔ حضرت امام شافعی کے نزدیک جب تک کہ کوئی قسمت ہوئے اور اس کی قوت پاس ہو جائے تو دار الحرب میں بھی اس کی تقسیم بوقتِ صلح نہیں مضر ہے، امام مالک کے نزدیک تقسیم میں سختی قائم ہوتے تو دار الحرب ہی میں اس کی تقسیم ہو جاتی ہے، البتہ میرا دارالاسلام میں تقسیم نہ ہو گیا ہے اس خلاف کی بغیر اور صلح نہ ہونے کے متناظر اسلامائے مابین قسمت کے اندر حق مجہدین کے ہر دارالاسلام میں انکو ہونچنے کے بعد ہی ہوتا ہے اور وہ اسے حضرت کے نزدیک بھی مالِ ارباب آجوتے کے بعد حق مالکین مالِ ثمرت ہے ہونا چاہیے۔

وَدِّ لِحَقِّهِمُ الْعَدَدُ ثَمَّ : دارالغرب میں چھوٹی ہے۔ کہ ہاں جو ذرا بطور گنہگاروں کی ہیں ان کا حق بھی مارا نہیں ہے میں دوسرے بوجہ ہیں کہ سزاؤں پر لگاؤ : اور یہی، مگر جو بوجہ ہے کہ سزاؤں میں شرعیہ تسلیم کے یہ کرنے کے لیکن اہل فتنہ میں جو اہل باطل ہیں، کہ ان کا اعتقاد تھا جس میں اس میں شریک قرار نہیں دیا جائے گا۔ البتہ ان میں سے ذرا تو کالوں سے قرار گئے ہیں شریک ہیں کہ وہ بھی شرکا کے زمرہ میں ہیں، فعل کے جائز کے اور انہیں بھی اہل نیست سے عدوت گار۔

[illegible]

وَأَمَّا الْفِتْنَةُ فَجَلَّ لَكُمْ، اُنرا یہاں کہ کسی حربی کاغزو پر، وہاں فرسید و تعدد لوگوں یا شہر والوں کو کسی مسلمان کو نہ کہنے پر جان اس میں عطا کر دیا۔ اس سے قطع نظر کہ وہ مراد، باجموعہ عوام کی کفایت کو حاصل کر لیا اور دست بردار رہا، نہ کہ انہی میں سے کسی کو ہتھیار کی بجائی سلطان کے لیے یہ درست نہ ہوگا۔ اس میں سے کسی کو کسی کر ڈالے، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ تم میں سے ایک شخص بھی جاننا دے نہ کہ ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہما کے ابوہاشم کی گمان دھارنے پر وہ انہی ﷺ سے دوسرے قادیان سے یہاں کا اہل ایمان حربی ہے کہ یہ ان پر ہیں اور اہل ایمان حضرت زب نے کہ شہر بھی تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اہل ایمان سے یہ وعدہ لیا کہ تم میں سے کچھ کو نہ کہنے کو منع فرمایا۔ ابوہاشم نے کہہ کر کہ انہی ﷺ سے وعدہ چاہا کہ ان کی اجازت دے دی اور صاف حرا دی آپ کے پاس یہ ہے کہ اہل ایمان مکہ میں تھیں، لیکن کہ سے قبل اہل ایمان بغرض جو مدت تمام رہا ان کے شہر سے واپسی میں مسلمانوں کو ایک دوسرے کی اور ان سے تمام مایہ امتحان نہ کہ کر دیا۔ ابوہاشم چھپ کر نہ کہ حضرت زب نے کہ پاس نہ پایا۔ رسول اللہ ﷺ جب کسی شہر کے لیے کو قیافہ لکھ کر حضرت زب نے نسبت نے عورتوں کے چہرے سے آؤ نہ کہی کہ اسے لوگوں میں سے ابوہاشم کو نہ دہی ہے، رسول اللہ ﷺ نے نماز سے فارغ ہو کر فرمایا خوب سمجھو کہ مسلمانوں میں سے وہی سے لوگوں کو ہاتھ سے نہ کہیں چاہیے۔

خبر کے بجائے "الغنائم" کہہ دینا ضرور حقیقت کی تصویر پیش کرتا ہے۔

فان ظهر عليها المسلمون (۱) اگر عربی کفار اور مسلمین دارالحرب لے کر آئیں۔ اس کے بعد مسلمان ان پر غلبہ حاصل کر لیں اور قسبہ سے قبل کسی مسلمان کو اپنی کوئی شے سے قتل اس کا سختی ہو گا۔ اور بعد قسیم ملے کر صورت میں اسے قتل لینے کا حق ہو گا اور اگر کسی خارجی نے یہ دارالحرب فتح کر کر یہی دارالحرب اسلام لے آیا تو: جرئی اور کدویت دے کر لے سکتا ہے۔

وذلك عليهم جميع فذلك لهم دراصل مسلمانوں اور کفار میں اس فرق کا سبب یہ ہے کہ غالب آنے سے شریعت ملکیت مال مباح پر برکات ہے اور آزاد شخص کا مال مباح میں نہیں آتا اور کفار کے یہ درو کاتب مسلمانوں کے واسطے مباح ہوتے ہیں اور مباح پر غالب آنے سے جو ملکیت کا سبب ہے مسلمان، ملک شدہ ہیں۔

واذا اتى عبد المسلم (۲) اگر کسی مسلمان یا غلام فرار ہو کر دارالحرب چلا جائے اور کفار نے اسے پکڑ لیا تو تمام اہل بیت کے نزدیک انہیں اس پر ملکیت حاصل نہ ہوگی۔ امام ابوہریرہؓ نے درامہ جہ کے نزدیک اس صورت میں کفار کو اس پر ملکیت حاصل ہوگی اور اگر مسلمان کو کوئی دولت ہو کر دارالحرب فتح کیا ہو اور وہ اس سے اسے پکڑ لیا تو وہ ملک شدہ ہو جائے۔

واذا تم لیکن للإمام خذولة یجوز علیها الغنائم قسمتها بین الغنیمین قسمة یذاع لیجملوها اور جب امام کے پاس ایسا جو غور ہو کر جس پر مال قسمت ہوا ہے تو اس کو غازیوں میں بطور امانت قسیم کر دے تاکہ وہ اسے دارالسلام یعنی دارالاسلام میں ترجیحاً منہم قسمتها ولا یجوز بیع الغنائم قبل القسمة فی دار الحرب کی طرف آخرا لائیں مگر اس سے وہ اس کے لئے اور اسے قسیم کرے اور مال قسمت کو قسبہ سے پہلے دارالحرب میں بیچ جائے نہیں ومن مات من الغنیمین فی دار الحرب فلا حق له فی القسمة ومن مات من الغنیمین بعد خروجها الی دارالاسلام اور غازیوں میں سے ہر شخص دارالحرب میں جائے تو قسیم میں اس کا کوئی حق نہیں اور غازیوں میں سے ہر شخص قسمت دارالسلام کی طرف لے جانے کے بعد جائے

فصبته لزوجیه ولا یمن بان یقتل الإمام فی حال القتال ویخیر من یقتل علی القتال فیقول تو اس کا حصہ اس کے دروہ کا ہو گا اور اس میں کوئی حرج نہیں کہ امام جنگ کے وقت شہید ہو اور غنائم کے دروہ لال پر آباد ہو۔ اور کہے من لقتل فیهما للہ سنة او یقول بشریة قد جعلت لکم الذیع بقصد الشخصی

کہ جو جس کو قتل کرے گا تو حصول کا سارا مال اس کا ہے یا کسی دوسرے کے کہ جس نے قس کے بعد پڑھائی تمہارے لئے کر دی ہے اور ولا یقتل فقد یخرج الغنیمۃ الی جن الشخصی واذا تم یخیر الشب للقتل فلیو من جملة الغنیمۃ قیمت میں کرنے کے بعد غلام نہ دے مگر جس سے اور جب حصول کا سالانہ مال کے لئے یہ کیا ہو تو وہ جملہ قیمت کے دروہ

والقتل وغیرہ وغیرہ منہ مناة والشب ما علی المقتول من ذیابہ وسلاحہ اور قتال وغیرہ اس میں برابر سوا کے اور شب وہ ہے جو حصول پر اس کے گزروں، تنہا میں ومن تجبہ واذا خرج المسلمون من دار الحرب فتم یخیر ان یلقوا من الغنیمۃ و

اور ساری سے ہے اور جب مسلمان دارالحرب سے نکل چکیں تو (اب) ہاتھ نہیں کو وہ قیمت سے چارہ نکالیں اور نہ کہ وہ لا یا کلوا منها شیبنا ومن فضل فقد علف او طعموا وذا الی الغنیمۃ خود اس میں سے کچھ کھاؤں اور جس کے پاس کچھ چارہ یا کھانا ہو جائے تو اس کو قیمت کی طرف لوٹا دے

نکات کی وضاحت: حصونہ، برجہا، لے لے جانے، الغنائم، قیمت کی بیع، الغنیمین، مجاہدین۔

یصل: یا عاقلان! بعرضہ ترمیم دتا۔ احرار: اکھا کرنا۔ مرکب: سودا، ہاتھور۔ فضل: باقی انہوں

تشریح و توضیح: مالی قیمت کے کچھ اور احکام

وَاذْلَمَ بَنِي لَاحِمٍ مَخْمُولَةً لِّحِمٍّ. یعنی اگر ایسا نہ کرنا نام المسلمین کے پاس بوجہ اٹھانے والے جانور موجودت ہوں کہ وہ مالی قیمت رکھ دے اور الاسلام لائیں تو گھر اس کی صورت پر کرے کہ سارا مالی قیمت لانا مجاہدین کو دے کہ وہ اسے دار الاسلام کے آئیں اور وہاں لانے کے بعد مجاہدین اسے لوٹا دیں۔ اس کے بعد وہاں اس کی تقسیم مجاہدین کے درمیان کر دے۔ لیکن قیمت کی تقسیم سے قبل یہ ہرگز درست نہیں کہ وہاں الحرب میں فروخت کر دیا جائے۔

وَبَعْرَضَ بِالطُّغْلِ عَلَى الطُّغْلَانِ. امام المسلمین کے لئے حسب موقع یہ درست ہے کہ وہ لوگوں کو قتال کی ترغیب اور مزید انہیں جماعت اور جذبہ پیدا کرنے کی خاطر انعام کا وعدہ و اعلان کرے ہوئے یہ کیجے کہ جس نے اس کا فکریہ موت کے گھاٹ اتار دیں تو اس کا سارا سامان اسی کا ہوگا، یا کسی درجہ لشکر کو قتال کی ترغیب دیتے ہوئے کہے کہ بعد غرض مالی قیمت کا چرقلی تمہارا ہوگا۔ اس طرح کی ترغیب واجب و احتساب ہے۔ لیکن اگر اس کی جانب سے اس طرح کا کوئی وعدہ اور اعلان نہ ہو تو پھر قتال کا یہ سامان بھی مالی قیمت میں شامل کر لیا جائے گا اور مقتول کا مالگ سے سامان مقتول میں کوئی حصہ نہ ہوگا۔

وَيُخْتَصِمُ الْإِنْعَامُ الْفَيْضُ فَيُخْرِجُ خَصْمُهَا وَيُخْتَصِمُ الْأَرْبَعَةُ الْأَخْعَامُ بَيْنَ الْعَالِيَيْنِ بِالْفَارِسِ
اور امام قیمت کو تقسیم کرے بھی (ارافہ) اس کا ٹکس لگائے اور چار ٹکس غازیوں میں تقسیم کرے نام صاحب کے نزدیک سوار کے لئے
مُهْمَانٍ وَالزَّجَاجِلِ مِنْهُمْ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ زَيْفَةُ اللَّهِ وَقَالَ زَيْفَةُ اللَّهِ بِالْفَارِسِ ثَلَاثَةُ أَسْهُمٍ
بدھے اور پیادہ پا کے لئے دو صاحبین فرماتے ہیں کہ سوار کے لئے بھی دھے ہیں
وَلَا مِنْهُمْ إِلَّا الْفَرَسُ وَاجِدٌ وَالزَّجَاجِلُ وَالْبَنَاتِيُّ وَالْبَنَاتِيُّ سَوَاءٌ وَلَا مِنْهُمْ إِلَّا زَيْفَةُ وَلَا يَجْلِي وَمَنْ
اور حصہ نہ لگائے مگر ایک ہی کھڑے کا اور دوسری کھڑے سے برابر ہیں اور پادشہ اور فیر کا حصہ نہ لگائے اور جو شخص
دُخِلَ قَاتِلُ الْغَزْوِ فَارِسًا فَفَرَسًا اسْتَحَقَّ مِنْهُمْ فَارِسٌ وَمَنْ دُخِلَ زَاجِلًا فَزَاجِلٌ فَاثْنَاوِي فَرَسًا
اور الحرب میں سوار ہو کر داخل جاکر اس کا کھڑا کر گیا تو سوار کے حصہ کا حقدار ہوگا اور جو پیادہ داخل ہوا پھر اس کے کھڑا کر دیا
اِسْتَحَقَّ مِنْهُمْ زَاجِلٌ وَلَا مِنْهُمْ لِمَمْلُوكٍ وَلَا لِمَرْأَةٍ وَلَا بَنِي وَلَا عَصِي وَلَكِنْ يُؤَخَّضُ لَهُمْ عَلَى
تو پیادہ پا کے حصہ کا حقدار ہوگا اور غلام، عورت، بیوی اور بچہ کا حصہ نہ لگایا جائے لیکن (امام) ہیں کہ کچھ دینے
حَسَبَ مَا يَزِي الْإِنْعَامُ وَأَمَّا الْخُمْسُ فَيُخْتَصِمُ عَلَى ثَلَاثَةِ أَسْهُمٍ مِنْهُمْ الْبَنَاتِيُّ وَمِنْهُمْ لِلْمَتَاكِينِ
جنا امام صاحب کہے۔ رہا جس سو اس کو بھی حصوں میں تقسیم کرے، ایک حصہ عیسویوں کے لئے، ایک حصہ مسیحیوں کے لئے
وَمِنْهُمْ لِأَنْبَاءِ الشَّيْلِ وَيَدْخُلُ لِقَرْنِ كَرِي الْقَرْنِي لَهُمْ وَيَمْلِكُونَ وَلَا يُدْفَعُ إِلَيْهِمْ أَغْنِيَانَهُمْ
اور ایک حصہ ساقیوں کے لئے اور ذلک القرنی کے خیر و امانی میں داخل ہوں گے اور ان کو حقدار کیا جائے گا اور ان کے مالہ دوسرا کو کچھ نہ
خَنَا فَإِنَّمَا تَذَكَّرُ اللَّهُ تَعَالَى لِنَفْسِهِ لِي يَجْتَهِبَ مِنَ الْخُمْسِ فَأَيُّهَا هُوَ لَا يَفْضَحُ الْكَلَامَ سَرَّكَ بِأَمْرِهِ
دیا جائے اور جس میں سے جو حصہ اللہ نے قرآن میں اپنے لئے ذکر کیا ہے سو وہ شرعاً کلام میں اس کے نام سے ترک حاصل کرنے
فَعَالِي وَمِنْهُمْ الشَّقِ عَلَيْهِ السَّلَامُ سَقَطَ بِعَوْنِهِ مَعْنَا سَقَطَ الْعَطِيَّ وَمِنْهُمْ كَرِي الْقَرْنِي تَخْلَوُا بِسَبْحِ حَقَّقَتِهِ فِي
کے لئے اور حضور ﷺ کا حصہ اور آپ کی وفات سے سابقہ ہو گیا ہے جیسے علی سابقہ ہو گیا اور ذلک القرنی کا حصہ سو اس کے حضور ﷺ

گیا تو میں چڑھ گیا۔ دم نہ دیا جائے گا۔ اس کے بعد بھی آنکھوں میں آنسو آ رہا تھا۔ وہاں سے جڑی لے کر اسے فوجی غلاما جانے کا۔ اور اب سے دارالحرب داخل کی جا رہی تھی۔ اس پر نسبت کا سبب یہ ہے کہ اس کا تیرہویں قیام تھا۔ یہاں تک کہ وہاں قیام کر کے مسلسل فوجوں نے دروازوں سے داخل ہوئے۔ ان کے لئے پہلے ضروری سکنے کے اجراء اور فوجی کام کا کام انجام دینے کے لئے وہاں ہجرت کی۔ بعد میں سماعت میں معلوم ہوئے کہ یہاں آکر درخت برقرار ہوئے اور جوتہ، اندر دھیر دھیر دلی آکر درخت سے فائدہ اٹھایا جاتا تھا۔

[illegible][illegible]

اصح: اراضی عشری و خراجی کا ذکر

وَأَرْضُ الْعُرَبِ كُلُّهَا أَرْضُ عَشِيرَةِ نَجْدٍ. عرب کی مادی زمین مشرقی ترند کی جاتی ہے۔ عذائف اور اسی طرح میں، تہہ و بالا جھل سے زمین عرب تصور ہے۔ نجد، بالائی زمین کو کہہ کر تاہم لفظ کے نام سے وہ زمین تعبیر کی جاتی ہے جس کا تعلق عذائف و تہہ و بالا کے زمین سے۔

والفسد و کلہا ارض عروج الخیم۔ عروج الخیم سرکاری زمین خراج شمار ہوتی ہے۔ حذیب و اصل عرب کے ایک قبیلہ تھیں۔
 کا ایک بڑا قبیلہ تھا۔ چونکہ اسے ایک عرب کی مسافت پر ہے۔ حذیب کا اختتام ہوا ہے اور یہیں سے سوار اترنے کا آغاز ہوا
 ہے۔ ارض عرب (زمین عرب) اور یہ جو حذیب کے درمیان الفضا ہے جو تک و میر ہے ہم تمام کہ ہے۔ اور عراقی عرب وہو ملحق ہے جو
 حذیب سے ملحقہ طوس تک چلا گیا ہے۔ یعنی عرب سے مصر و یہ ہے کہ ان چیزوں کو ذکر کرنا جو اپنے بنی پر مشرور ہیں کہ قرآن و احادیث ہے۔
 یعنی عرب یہ صرف مشرقی اہلباب ہوا خراج نہیں۔ اس کے کہہ میں عرب سے خراج بعد رسول کریم ﷺ اور عائشہ زہراؓ میں رضی اللہ عنہم
 سے ثابت نہیں کہ ملی عرب سے اسلام، بلکہ اسے علاوہ مذکورہ نہیں کیا گیا۔ اور ان کے لئے جو چیزیں قرآن کی زمین پر خراج مقرر ہوگا۔

[illegible]

سارے صحابہ رضی اللہ عنہم کے اتفاق پر اسے زراعت کا دوسرا نام ہے کہ حضرت ابی ابراہیم رضی اللہ عنہ نے سرزمین سواد میں
صوفان و کابیر کے درمیان زمین کی قسم کی مراد سے فرمادی تھی۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے فرات کے کنارے پر جو زمین لڑی تو حضرت
فادق اعظم رضی اللہ عنہ نے اسے کاظم سواد فرمایا۔

وَتُكَلِّفُ الْأَرْضَ أَنْتَلِمَ عَلَيْهَا أَوْ تَبْحَثَ عِنْدَهُ وَتَقْسَمُ بَيْنَ الْغَنَائِمِ فَهِيَ أَرْضٌ غَشِيرَةٌ كُلُّ أَرْضٍ
اور سرزمین جس سے باشندے عادم لے سکیں اور بار بار فتح کر لیں اور وہیں میں قسم کر لیں تو وہ غشیری زمین ہے اور سرزمین جو
تَبْحَثُ غَنَوَةً فَافْرَغَتْ عَلَيْهَا فَهِيَ أَرْضٌ خَرَّاجَةٌ وَأَرْضٌ أَخْيَا أَرْضًا مُؤَاثِقَةً فَهِيَ عِنْدَ
بڑا بار بار فتح کی گئی اور اس کے باشندوں کو وہیں تمنا کیا تو وہ غشیری زمین ہے اور میں سرزمین کو زخم دیا تو وہ عادم اور چھوٹے
أَرْضٌ يُؤَسِّفُ مَغْشَرَةً بِغَيْرِهَا فَإِنْ كَانَتْ مِنْ خَيْرٍ أَرْضُ الْخَرَاجِ فَهِيَ عَرَابِجِيَّةٌ وَإِنْ كَانَتْ مِنْ خَيْرٍ أَرْضُ
نزدیک اس کے بار بار زمین کے ساتھ ساتھ ہے یا سرزمین غشیری زمین کے بار بار سرزمین غشیری زمین کے بار بار
الْمَغْشَرُ فَهِيَ غَشِيرَةٌ وَالْبَصْرَةُ جَنَابُ غَشِيرَةٍ بِالْخِصَابِ وَالصَّخَابِ وَقَالَ مُجَهَّدٌ رَجَعَهُ اللَّهُ
برقرار دے گا۔ یعنی اگر سرزمین غشیری کے ساتھ ساتھ ہے یا سرزمین غشیری کے ساتھ ساتھ ہے یا سرزمین غشیری کے ساتھ ساتھ ہے
إِنْ أَتَاهَا بَسْرٌ حَفَرَهَا أَوْ بَعِثَ بِشَخُونِهَا أَوْ بَعَا وَخَلَّةٌ أَوْ اقْرَابٌ أَوْ أَتَاهَا الْعِظَامُ النَّبِيُّ
کہ اگر اس کو کھودا گیا تو وہ غشیری زمین ہے اور اگر اس کو کھودا گیا تو وہ غشیری زمین ہے اور اگر اس کو کھودا گیا تو وہ غشیری زمین ہے
لَا يَنْتَلِمُهَا أَحَدٌ فَهِيَ غَشِيرَةٌ وَإِنْ أَتَاهَا بَسْرٌ أَوْ أَتَاهَا النَّبِيُّ اخْتَصَرَهَا لِأَعْيُنِهِمْ كَقَهْرِ الْمَلِكِ
کوئی ایک نہیں، زخم کیا تو وہ غشیری زمین ہے اور اگر اس کو کھودا گیا تو وہ غشیری زمین ہے اور اگر اس کو کھودا گیا تو وہ غشیری زمین ہے
وَنَهْرٌ يَزِيدُ حُرْدَ فَهِيَ خَرَّاجِيَّةٌ وَالْخَرَاجُ الَّذِي وَضَعَهُ غَمْرٌ رَاطِنِي اللَّهُ عَنْهُ عَلَى أَهْلِ السَّوَادِ
اور نہ بڑھاتا تو وہ غشیری زمین ہے اور جو خراج معبرت قرار دے ان سوار کے مقرر کرے تو
مِنْ كُلِّ جَرِيبٍ يَلْفُفُهُ الْخَاءُ وَتَضْمِغُ لِلزَّرْعِ قَبِيرٌ فَالْمَسِيٌّ وَهُوَ الصَّاعِقُ وَذَوْنُهُمْ وَمِنْ جَرِيبٍ
اور ہر اس جریب سے جسے دو چھوٹے ہو اور قتل و زنا سے ایک ضمیر ہائی ہے یعنی ایک سوار اور دوسرا اور تھکریں
الْمُؤَقَّبَةُ حَسَنَةٌ ذَرَاهِمُ وَمِنْ جَرِيبٍ الْكُزْمُ الْفُتَيْلُ وَالْخُلُ الْفُتَيْلُ غَشِيرَةٌ ذَرَاهِمُ وَمِنْ سَوِيٍّ
کے ایک جریب میں پانی دوسرے میں اور فصل بگڑا اور گھوڑے کے ایک جریب میں دس دوسرے میں اور اس کے علاوہ
ذَلِكَ مِنْ الْأَصْنَافِ يَوْضَعُ عَلَيْهَا بَعْضُ الطَّائِفَةِ فَإِنْ لَمْ تَطْلُقْ مَا وَضَعَ عَلَيْهَا فَغَضِبَ الْإِمَامُ
اور حکم دینا میں اس کی مراد کے مطابق غشیری زمین ہے کہ اس کو زراعت دوسری جو اس پر غشیری زمین ہے کہ اس کو زراعت
وَإِنْ غَلَبَ عَلَى أَرْضِ الْخَرَاجِ الْخَاءُ أَوْ تَطْلُقُ عَلَيْهَا أَوْ غَضِبَ الْإِمَامُ فَالْزَّرْعُ الْفَلَا خَرَاجٌ عَلَيْهِمْ وَ
اور اگر غشیری زمین پر پانی غالب آجائے یا نہ ہو جسے یا نہ ہو کوئی آفت بار کہے تو ان کا شمار اس خراج نہ ہوگا
إِنْ غَضِبَ صَاحِبُهَا لَعْنَةُ الْخَرَاجِ وَمِنْ أَهْلِ الْخَرَاجِ أَجَلٌ مِنَ الْبَرَاجِ عَلَى خَالِهِ
اور اگر زمین والا اسے بگاڑ دے تو اس پر زراعت ہوگا اور اگر زمین والا اسے بگاڑ دے تو اس سے اس طرح غشیری زمین ہے کہ
وَيَجُوزُ أَنْ يُقْسَمَ مِنَ النَّبِيِّ أَرْضُ الْخَرَاجِ وَبِزَحْفَةٍ مِنَ الْخَرَاجِ وَلَا غَشِيرَ فِي الْخَرَاجِ مِنْ أَرْضِ الْخَرَاجِ
اور یہ جو کہ سلطان زراعت میں غشیری زمین ہے اور اس سے غشیری زمین ہے کہ اس کو زراعت دوسری جو اس پر غشیری زمین ہے کہ اس کو زراعت

لغات کی وضاحت:

عندہ - ہزار ہاتھ سے مل کر مواء: ناقط کا شیت زمین۔ الا علاجہم: ٹھیک کی جمع۔ غیر عرب۔ انرضہ: تہ کا رتی بہرہ۔
تشریح: دو صبح:

وکل ارض مسلم اعلھا فتح۔ فرماتے ہیں کہ وہ زمین جہاں کے رہنے والے اور اسلام میں داخل ہو گئے ہوں یا یہاں تک
ہفت ہفت و سات مسلمانوں نے فتح کی ہو وہ فتحیاب ہونے کے بعد عبادین کے وہ زمین زمین یا نہ دینی جوتو یہ عبادی میں عسری آبادی
ہو گئی۔ اور اسلام میں داخل ہونے والے عرب قبیلوں کی زمینیں ہا: انہیں کی ملکیت جس کی توں پر تہ اور دینی تھی۔ اور اسی طرح عبادین
کے درمیان باقی باقی والی مشہور و نامعلوم ہر جہ پر زمین کی ملکیت ہوئی تھی۔ ان میں سے کسی زمین پر کسی طرح کا خراج مقرر نہ ہوا۔ اہل ان
سے ہونے والی یہ ہمارا کہ مشرک یا نہ مشرک یا نہیں ہر جہ ہاتھ دینیں۔ ہر طرح سے خراج سے نکل تھیں۔

فاقر اعلھا عنہا فتح۔ اسی زمین میں اہل اسلام نے قوت و شوکت کئے۔ تو فتح تو کہہ کر فتحیاب ہو کر ان زمینوں کو ان
اسلمین نے عبادین کے درمیان تقسیم نہیں کیا بلکہ جیسے کہ سابق باشندوں کو ان پر قرار رکھ کر وہ زمینیں انہیں کی توڑ میں ہیں۔ اس طرح
کی ساری زمینوں کو خراجی قرار دیا گیا۔

ومن احبا اور خدا مولا فتح۔ انصار کا قاطب کا شیت زمین کو اس نے منید اور تہ کا شیت۔ اہل عرب کے عسری پر خراج ہونے کا
تسم برابری زمین کے کاغذ سے دکھا۔ اور اگر اس سے متعین زمین نہ رہتی ہوتو اسے بھی خراجی قرار دیا جائے گا اور اس سے متعین زمین عسری ہوتو
وہ بھی عسری قرار دیتی۔ اسی طرح تمام فتح فرماتے ہیں کہ اس غیر زمین کو عسری قرار دے دیا جائے گا جسے کسی کو نہ ہا: جیسے کالے یا اور یا
دوسرے فرائض وغیرہ کی ضرورتوں کے ذریعہ یہ اس کرنے کو قیل کا شیت دیا گیا ہو۔

والصواع الفی وضعہ عمر فتح۔ امیر المومنین حضرت عمرؓ نے اپنے درخیزات میں اہل عراق کی یہ عسری قاطب کا شیت
زمین پر جسے ہائی و کھایا گیا ہوا دینی پر جب ایک باغی تھیں اس سے مراد وہ ایک صاحب ہے۔ اور ایک وہ زمین خراج مقرر کیا اور جو اس کا گائے
وان تھوڑی زمینوں پر بی بی باغی و زمین خراج مقرر فرمایا۔ اور انھوں نے دیکھ کر اسے متعین و گنجان و موقوف پر بی بی باغی و زمین خراج مقرر فرمایا اور
اس کے علاوہ دیگر زمینوں پر خراج ان کی صلاحیت و طاقت و درآمد کے اعتبار سے مقرر فرمایا۔

فلن لم نطلق ما وضع علیہا فتح۔ لیکن اگر اتفاقاً خراج زمین کی طاقت اور آگائے کی قوت کے اعتبار سے کچھ زیادہ لگ گیا کہ جی مقدار میں
خران کی ادائیگی سے زمین سے وغیرہ ہو تو اسلام اس میں نظر کرتے ہوئے مقرر کر دینا جس کی سرکار اور ہا: طاقت خراج لگاسکا ہے۔

وال غلب علی ارض الصواع فتح۔ اگر یہاں ہو کہ خراج زمین میں ادب کر دیت۔ بلکہ باہر ہا: یہاں کی یہاں کی
گناہ پرانی نہ مٹے کی باہر پستی کھت ہو گئے اور کسی آفت کی وجہ سے کھنچ رہ ہو گئی ہو تو ان میں سے کسی میں کا شیت کرنے والوں سے کوئی
خراج نہیں لیا جائے گا اسلین اگر کوئی اپنی کالی و غفلت کے باعث زمین سے لاکھ لاکھ اٹھائے اور اسے زیادہ چھوڑے۔ کچھ تو جس سے خراج لیا
جائے گا کہ اس میں اس کا قصور ہے۔

ومن مسلم من اهل الصواع فتح۔ ان خراج میں سے ان کوئی داند اسلام میں داخل ہوئے تو اس کی وجہ سے اس کی خراج
زمین عسری نہیں کہنے کی کہ اس سے حسب سابق خراج ہی لیا جائے گا۔

ولا علیہ علی الصواع من ارض الصواع فتح۔ ایسی زمین جو نہ خراجی ہو تو اس کی یہ اور سے مقرر نہیں لیا جائے گا جیسی ایسا

تشریح و توضیح: جزئیہ کے بارے میں تفصیل

والجزمہ علیٰ ضرورہ الخ۔ جزویہ قسموں پر مشتمل ہے۔ تاریکی ایک قسم تو ہے کہ روشاد و روشنی بطور مصالحت اس کی مقدار معین و مقرر ہو جائے تو اس کی پابندی لازم ہے۔ اس کی حد بندی کا شروع غلطی میں ہوگا جس کی شرعاً جائز ہے جیسے اس سے جو صورت آخر کا منظر ہے۔ اور جزویہ دوسری قسم یہ ہے کہ امام المسلمین کفار کے مطلب ہونے اور مسلمانوں کے ان پر غالب آنے کے بعد ان کی افکار پر مشورہ کے پاس باقی رکھ کر ان پر بیڑیہ مقرر کر دے۔ اس میں کفار کے دل و دماغ وسط و بیچ کے مال اور مفلس ہونے کے اعتبار سے فرق ہے۔ یعنی جن کا شراد و انداز میں ہونا ہے ان سے پورے سال میں ملا جلیاں گئے۔ یعنی ہر مہینہ دو درہم۔ اور ان میں جو مفلس مگر کمانے کے لائق ہوں اس سے سال میں چوبیس بار درہم وصول کئے جائیں گے۔ یعنی ہر مہینہ صرف ایک درہم۔ حضرت امام شافعی فرماتے ہیں کہ ان میں سے ہر ایک سے غزوہ و مال کے اعتبار سے کسی درجہ کا ہو ایک درجہ وصول کیا جائے گا۔ کیونکہ زندگی و غیرہ کی روایات سے رسول اللہ ﷺ کا حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے چار شافریہ ۱۴ ثابت ہوا ہے کہ ہر ریح مراد سے ایک درہم اور

احول فرماتے ہیں کہ ابوذر رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ و ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت عثمان و امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ علیہم السلام سے جزویہ کی ذکر کیا۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی روایت تو اسے بطریق مصالحت لینے پر معمول کیا جائے گا۔

و توضیح اچھی علیٰ اہل الکتاب الخ۔ فرماتے ہیں کہ اہل کتاب اور اہل فسخ آتش پرستوں اور اہل کفر کے بت پرستوں سے جزویہ لیا جائے گا۔ رسول اکرم ﷺ کا نگران کے نصاریٰ سے جزویہ کا لینا صحیح روایات سے ثابت ہے۔ ۹۹ میں نگران کے نصاریٰ کا ایک وفد آپ کی خدمت میں آیا۔ آنحضرت ﷺ نے ان کے معائنہ کی غرض سے ان پر واضح فرمایا اور ان پر اسلام پیش کیا تو وہ کہنے لگے کہ ہم پہلے قرآن سے مسلم ہیں۔ آپ نے فرمایا تمہارا اسلام مجھے صحیح ہو سکتا ہے جبکہ تمہارے کہنے کے لئے بنا جو یہ کرتے ہو اور صلیب کی پرستش کرتے ہو اور خیر رکھتے ہو۔ نگران کے نصاریٰ نے کہا کہ آپ حضرت نوح علیہ السلام سے کہتے ہیں۔ کیا آپ نے حضرت مسیح علیہ السلام کی کوئی کھانا بنا رکھا ہے۔ اس پر اہل قرآن کی آیات "انہ علیٰ حسیٰ هذا للہ کمش آدم" سے "ثم جعل لعدا اللہ علی الکلمین" تک نازل ہوئیں۔ ان آیات کے نازل ہونے کے بعد آپ مقابلہ کے لئے تیار ہو گئے مگر خدا کی سزا کے لئے نذرانی چروں کو کچھ کر مر جواب ہو گئے اور بالآخر مرہلہ سے گریز کرتے ہوئے مالا نہ جزویہ کا منظور کیا۔ جو عہدہ کہ آپ نے ان سے لئے تیار کر دیا اس میں یہ بھی خاک کی نذران کو سالانہ و ہزار ملے اور کرتے ہوئے۔ ایک ہزار درہم میں اور ایک ہزار درہم میں اور ہر مل کی قیمت ایک اوقیہ یعنی چالیس درہم ہوئی۔

حضرت امام ابوحنیفہؒ حضرت امام مالکؒ اور حضرت امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ قرآن کی پرستش کرنے والوں سے بھی جزویہ لیا جائے۔ حضرت امام شافعیؒ ان سے پہلے کے لئے فرماتے ہیں۔ اس واسطے کہ قرآن کریم میں جزویہ اہل کتاب کے ساتھ عقیدہ ہے اور رسول اللہ ﷺ نے جزویہ فقہ اہل کتاب سے لیا۔ اس کا جواب یہ کیا کہ کسی پرستش کرنے والوں اور جن کی پرستش کرنے والوں کے درمیان کسی طرح کا فرق نہیں بلکہ بعض اعتبار سے تو قرآن پرست جن کی پرستش کرنے والوں سے بھی زیادہ ہے ہیں۔ بخلاف آتش پرست خیر اور شرک الگ الگ مبالغہ عظیم کرتے ہیں۔ نیز اپنی وحی و معجزہ سے نکاح بھی فرمادیتے ہیں۔ جن کی پرستش کرنے والوں کے یہاں اب نہیں اور ان باتوں کے باوجود آتش پرست کو جزویہ دے کر پہنچا جب پرہیزگار رہنے کی اوجہ ای گئی۔ وہ باتوں کی پرستش کرنے والوں سے رسول اللہ ﷺ کا جزویہ لینا قرآن کا صریح اور اہل یہ کہے کہ قرآن حکم جزویہ سے قبل قریب قریب جن کی پرستش کرتے والے۔ قرآن ہی میں نہیں بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں نہ

اور حاف ان یسعی والخصی فی النظر الی اشیاء کالخصی ولا یخوز للمملوک ان یظفر من سیدہ
مگر جب اسے ثبوت کا تحریر ہے اور خصی آدمی اسے موت کو دیکھے جس مرد کی طرف سے اور خاص کے لئے اپنی ایک علی حکم کو تھا مگر نہیں
بالا الی ما یخوز للانیسی النظر الیہ منها ینقو عن آفتہ بغير اذنها ولا یقول عن زوجها الا بما یدہا
اسے دیکھنے کے لئے کہ اس کے لئے یہاں سے اپنی اس کی صحت کا تحفیق کی ہے اور اپنی بی بی سے اور اس کے مگر کوئی بدت سے
ان کی کی وضاحت:

معہ: ام: محرم کی جمع و غیر نمبر جن سے نلاج کی بھی وقت پانزہ ہوں۔ العضشیں: عہد کی جمع ہاڑو۔

بعضی: حلال یعنی پوشش اقبال، دیو متوہ بہاؤ نما۔

تشریح و توضیح:

ولا يجوز ان ينظر امر علي من الاحصاء لاني فرماتے ہیں کہ غیر عزم صورت کے بارے میں کوئی ہر عملی سرچسپا کر دیا گیا اور مرد کے واسطے اسے دیکھنا ناجائز ہے۔ البتہ چہرہ اور تنہیں اس سرے کے علم سے مستثنیٰ ہیں کہ انہی ضرورتوں کیلئے یہ اجازت ہے۔ اگر شہوت سے یہ امر کی طرح ظاہر ہو اور کسی قسم کا غریبہ شہوت سے جو تو بد ضرورت تھی دیکھنے کی گنجائش ہے ہر دستہ بھر احتیاج سے دیکھنے سے اجازت لازم ہے۔ ناخوش رو بہات میں حجب ضرورت کے دیکھنے سے مستثنیٰ ہیں تحت و علیہ کی واراز۔

دیکھو، ناقص نتائج، یعنی کاشمی کے واسطے بدروست ہے کہ کسی صورت کے بارے میں کوئی فیصلہ نہ کرے گا اور دونوں اس کا جہزہ لکھے۔ خداوندینہ شہوت ہی کا یہ ہے۔ اسی طریقے سے استاد جوگی عورت کے منتقل شدہ ہے۔ اب راجا واس کے واسطے بدروست ہے کہ اس کا جہزہ لکھے اگرچہ شہوت کا نظارہ ہے۔ اسی غریب طیب کے واسطے بدروست ہے کہ عورت کے عوض کچھ دے گا۔ یہ کہ عیب کا پورا کھانا بھی ضرورت میں داخل ہے اور کما رفت کے عام حکم سے مستثنیٰ ہے۔

وینظر المجلد من الرجبی الثانی، ایک مرد کا دوسرے مرد کے ساتھ بدن کو یکجا درست ہے۔ البتہ مرد کا بھی ناف سے گھٹے تک کا حصہ سر میں دھنسا ہے اور اس کا زینہ دوسرے مرد کے لئے بھی جائز نہیں۔

زمعوز للمعروف الخ. فرماتے ہیں کہ حکومت کے لئے اور مری حکومت کا اس قدر بعد اپنا دیکھنا درست ہے فقہ احمدی بن مردکا کے واسطے درست ہے۔

وہ نظر الہی جن میں خواتین معاشرہ تھے۔ وہی اپنی ذہنی کمزوری اور جوتوں کے چرے اور سینے، ہڈیاں اور بازوؤں کی مسکائی ہوئی صورتیں کی پشت پر شکوہ کیا۔ ان کے لئے اس سے اعتراف لازم ہے کہ ان طرح کا ناگہم یا باغی کا زور جو کسی دوسرے کی انگوٹھوں کو کڑی دھم دھم عورت کی طرح اس کی پشت پر غلام اور ان کی اور کچھ دیکھنا درست نہ تھا۔ ان کی رنج و مرہم کی اور سے نکلیا جاتا ہے کہ جن کے تھ بڑی طور پر ان کی غلام نہ تھا۔ یہاں سے ہر صفت نسب کے باعث جو عورتیں کا سبب رسالت کا مہر پرست ہو۔

وَلَا يَحْزَنُوا لِلشَّيْءِ الْكَافِرِ (۱۰)۔ یعنی کسی کافر کے لئے یہ سوگھڑیں نہ کرو اور اپنی امانت کے گم نہ کیجئے۔ البتہ وہ بھی صرف اتنی قدر حصہ ملے گا جتنے حصہ دین کے لئے رکھے گئے ہیں۔ جس شخص کے لئے حق تعالیٰ نے جو حصہ چاہا، وہاں اقسام کیا۔

ويعزل عن العمل ثم عزل اے کہ جو شخص اپنی صورت کے ساتھ مجسمہ دوبارہ اناس کے وقت تک قائل نکال کر
انہ سے توبہ نہ کرو۔ یہ اب خارج ہے کہ اگر اس شخص نے جو بعض صواب طاعت امام غفرلہ کو لفظ ممنوع قرار دیتے ہیں، اس لئے کہ

یہ جامد کراہت ہے، کہ یہ اہل شریعت کے متعالیٰ کا حسبِ عافہ اور انرا اس مقام کے بجاغی کسی روز کی جہد سے لے کر عیش کراہت نہیں۔

ولا یتقی للمظالم ان یفسدوا الخ. فرماتے ہیں کہ مظلوم کے واسطے یہ سوزاں نہیں کہ وہ جو مقررہ جہیں کرتے۔ نہ اپنے کو بغیر وہ ایات سے کہ نہ کسی گناہی کے باعث ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے بھلا مقرر فرما دینے کی درخواست کی تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو فرمایا کہ نہ یہ مقررہ کندہ اور روز قیامت اور باطل و ظالمی ذات بدی ہے۔ البتہ اگر ایسا ہو کہ مقررہ ہی کرنے والے نہ سے نہ کہ قدرت نے لکھیں اور گناہی کو کھڑے سے جدا دی تو اس صورت میں۔ مظالم کو بخیر و امان سے ختم فرما دینا چاہئے۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ نے بھی جہیں بھلا مقرر کرنے سے جو وجہ کے کمال ہیں۔

وَمِنْكُمْ مَعَ السَّلَاحِ رُفُوحٌ۔ دورانِ فتنہ، دُکھی ایسے فقیح کھنکھارے بچا کر، اور شرعہ مذہب سے ہنسی۔ کہ بارے میں یہ ہے جو کہ وہ لہجہ میں اور تہذیب پر کر کے والوں میں سے ہے۔ اسی واسطے کہ یہ دانشور کو نقصان پہنچا کر اور مسلمانوں کو ہلاکت فراہم کرتا ہے اور شرع پر ہتھ کوڑتا ہے اور خود پر غرور کرتا ہے۔ گامِ شرافت پر دروازہ اسلام کا غیر مسلم ہائے فتنہ پرست ہو یا اور کوئی اسی طرح کا آدمی ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں کہ اس کو شرفِ محرم بھی جائے۔ اس لئے کہ سمیت کا تعلق اصل میں یعنی شرفِ محرم سے نہیں بلکہ بغیر تہذیب و ہنر سے۔

☆☆☆☆ ————— ☆☆☆☆ ————— ☆☆☆☆

كِتَابُ الْوَصَايَا

وصیتوں کے احکام کا بیان

[illegible]

ولا يعود فان حصة نفل الاربع (الرحمۃ) بخاری و مسلم میں حضرت امین عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کسی مسلمان کے لئے یہ سب نہیں کہ اس کے پاس چھل بہت کوئی چیز ہو اور وہ ہوا آتش یا کھانسی سال میں تیار کرے کہ اسیت بھیجی ہو۔

تو اس ارشاد سے تصور حاصل وصیت کی ترکیب ہے جو کہ پہلے کا مسک اس میں وصیت کے منسوب و مستحب ہونے کا ہے۔ حضرت امام شافعی فرماتے ہیں کہ لازم اعتقاد مسلم کا تھا وصیت کہ وصیت اس کے پاس لکھی ہوئی ہو۔ اور اذکار پر بھی وغیرہ اسباب جو اہل حدیث کی بنیاد پر وصیت کو واجب قرار دیتے ہیں۔ علماء اہل حق فرماتے ہیں کہ اس حدیث شریف سے ادب و احترام نہیں اوتا اور فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص مقررہ طریقہ پر با کسی کی ناست اس کے پاس ہونے کی وصیت اس پر لازم ہوگی۔ اور اس میں بخت اراستہ کہہ نہ لیا اور اس پر گواہ جانے مستحب ہے۔ جو وصیت میں اس کا خلیفہ ضروری ہے۔ رہائی سے بڑھ کر کہ تھاں سے بڑھ کر وصیت درست نہیں۔ البتہ اگر وارے درکار امام پر رضہ ہو۔ انہیں بشرطیکہ سب عاقل بالغ ہوں تو درست ہے۔ ترمذی شریف میں حضرت سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میری عیادت فرمائی اور میں سر پڑھتا تھا۔ حضور ﷺ نے دو ہفتہ فرما دیا کہ تم نے وصیت کی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے روایت فرمایا کہ تم نے عرض کیا فی سبیل اللہ درست ہے۔ لیکن ارشاد ہوا کہ تم نے اپنی امانت کے لئے کیا مجھ کو؟ میں نے عرض کیا وہ ہاں ہے۔ حضرت سعد نے جب دوہیں مصلیٰ وصیت کرنا ہوں تو آئیں گے کہ اہل حق فرماتے ہیں۔ یہاں تک کہ ارشاد ہوا کہ تمہارا حق کی وصیت نہ لیا اور یہ بھی صحیح ہے۔

ولا تحوز الوصیۃ لبقول الذم عندا اختلاف یہ درست نہیں کہ کسی شخص کے واسطے وصیت کی جائے۔ حضرت امام شافعی اسے درست قرار دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اس کی حیثیت مرنے والے کے لئے ایک ایسی شخص کی ہے جو کسی طریقہ سے دوسرے وصیت کرنے والے وصیت درست ہے۔ بشرطیکہ اس شریف سے اس کے واسطے صحیح درست ہوگی۔

وَالْمُضْطَرُّ بِمَا يَنْفَعُكَ بِالْقَوْلِ إِلَّا فِي مَسْئَلَةٍ وَاحِدَةٍ وَهِيَ أَنْ يَمُوتَ الْمُضْطَرُّ ثُمَّ يَمُوتَ
اور مضطرب کہ قائل ہے کہ اس سے ہی ملک و جاں ہے مگر ایک مسئلہ میں اور وہ یہ کہ مومن مر جائے مگر مومن نہ
الْمُضْطَرُّ لَهُ قَوْلُ الْقَوْلِ فَيَدْخُلُ الْمُضْطَرُّ بِمَا يَنْفَعُكَ وَهِيَ أَنْ يَمُوتَ الْمُضْطَرُّ ثُمَّ يَمُوتَ الْمُضْطَرُّ إِلَى حَيْدٍ أَوْ
قول کرنے سے پہلے مر جائے تو مومن یہ مومن کہے وہاں کی ملک میں داخل ہو جائے گی اور جس نے غلام یا غریب
تکافر أو فاسق أَخْرَجَهُمُ الْقَضِيَّةُ مِنَ الْوَصِيَّةِ وَفَضَّلَ عَلَيْهِمْ وَهِيَ أَوْضَعُ إِلَى عَيْدٍ نَفْسِهِ
فاتیق کہ وصیت کی تو اس کو قاضی وصیت سے خارج کر دے اور اس کے علاوہ اگر مرنے والے اور جس نے غلام کو وصیت کی
وَهِيَ الْوَصِيَّةُ كَيْدًا ثُمَّ فَضَّلَ الْوَصِيَّةُ وَهِيَ أَوْضَعُ إِلَى مَنْ يَلْجَأُ إِلَى الْقِيَامِ بِالْوَصِيَّةِ حَتَّى يَنْهَى
عالمہ کہ وہ میں باقی بالغ ہو جو جس کو وصیت کی ہوگی اور جس نے ایسے ایسی کو وصیت کی جو وصیت انجام دینے سے عاجز ہے تو قاضی
الْقَضِيَّةُ غَيْرُهُ وَهِيَ أَوْضَعُ إِلَى الشَّيْنِ لَمْ يَخْزُ لِمَا خَدَعَهُ أَنْ يَصْرِفَ عَنْهُ نَفْسَ خَيْفَتِهِ وَمُخْمَدُ
کسی اور کس کے ساتھ شامل نہ ہو۔ جس نے وہ وصیت کی تو طرفین کے ہاں اس میں سے ایک کے لئے یہ کا نہیں کہ دوسرے کے
رَحِمَهُمَا اللَّهُ ذَوْنُ صَاحِبِهِ إِلَّا هِيَ شَرٌّ كَفَى التَّمَتُّ وَنَهَيْتُهُ وَطَعْمُ الْوَلَادَةِ الْقَضِيَّةُ وَ
بشر صرف کہ مگر کس میت کی زبانی اور اس کی جھجک دیکھیں اور اس کے پھوٹے بچان کے کھانے اور اس کی
كَسْبِهِمْ وَرَدُّ وَتَبْعُهُ بِغَيْرِهَا وَتَقْبُلُ وَصِيَّةَ بَعْضِهَا وَهِيَ غَنَمٌ يَتْبَعُهُ وَقَضَاءُ الْكُفْرَانِ
پیشاک اور حید امانت کی دکانی اور مسجد وصیت کے ہاتھ کرنے پر جس غلام کے آزاد کرنے اور خرم کے ادا کرنے
وَالْمُضْطَرُّ فِي خَلْقٍ أَمْنٍ وَهِيَ أَوْضَعُ لِمَنْ يَلْجَأُ إِلَى مَالِهِ وَيُلْجَأُ بِمَالِهِ وَنَمَّ نَجْمُ
وصیت کے حقوق میں باقی کرنے میں اور جس نے ایک کے لئے تھاں کی اور دوسرے کے لئے تھاں تھاں کی وصیت کی اور وہاں

[illegible]

شرح و توضیح

روضہ ذہنی و غلبہ فانی لکھو۔ اگر کوئی شخص سمجھتا ہے کہ اس کا دھرم ہے تو قرآن مجید کو قرآن سمجھ لے۔ قرآن مجید کو اس صورت میں اس کی سمجھت صرف اتنی صورت میں سمجھت قرار دینی چاہئے کہ یہ قرآن ان لوگوں کے لئے ہے جو قرآن سے کوئی فائدہ نہیں لے سکتے۔ قرآن مجید کو اس صورت میں سمجھ لے۔

وَمَنْ أَوْحَىٰ بَعْضُ الْأَنْبِيَاءِ أَنَّمَا الْغَنَاءُ حِلٌّ لِّرَبِّهِ ۖ وَوَحَّىٰ إِلَيْنَا أَنَّهُ حِلٌّ لِّرَبِّكَ ۚ وَكَذَٰلِكَ تُبَيِّنُ لِقَوْمٍ يُفَكِّهُونَ

اور سے کہ جس کی نصیحت قرآنی جاننے کی تھو باطل ہوئی۔ اس لئے کہ ”اے محمد! وہ جو غنا کو اس لئے حلال کے بعد پائے گا۔ اور اگر یہ نصیحت کرے کہ اس کا معاشرہ میرے لئے حلال ہے۔ تو یہ نصیحت درست ہو جائے گی۔ ہر لئے کہ انتہائے اصل نے سے الگ ہوتا ہے۔ اس نصیحت کی صورت میں اگر وہی کے دلائل سے وہ تو اس صورت میں جس کے دلائل کی گئی اسے ٹھٹھا گا۔

ومن اعطى حبله لظلم۔ اور جو شخص مرض الموت میں غلام کو کھانا نکالے اسے آزادی عطا کرے یا گرفتار کرے یا اس نے غلامت کی یا اس نے پیدا کیا تو یہ تمام درست ہوں گے۔ لیکن اس کے مرض الموت میں ہوئے گئے وہ غلام ہی رہے گا۔ اور ثبات مال میں نہیں سمیٹا کر دیا جائے گا۔

فان حرمی لم یعتنی لکنی خرامتہ میں نہ آیا، چار اہل عبادت کے لئے مثلاً چار سو قیامت والے غلام کو رو میں بیچ دے۔ اسی کے بعد یہاں غلام کسی کی قیمت دو سو سو حلقہ ٹھاکا سے آرا کر دے، اعلیٰ یہ تہائی، بل ان دونوں تعمرات کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اس صورت میں

صورت میں اگر باندھی اور من کے پچھڑا ٹکٹ مال سے ٹکانا ممکن ہو تو اس دونوں کو ہنسنے لگا کر زور دیا جائے گا۔ اور اگر ٹکٹ مال اس کا ٹکڑا ہنسنے نہ ہو تو امام جو سوئے والا مچھو کر، تے ہیں کراس صورت میں، ان کی قیمت، بچہ اگر انہیں حاصل کر لیا جائے گا۔ اس کے بعد دونوں کی قیمت۔ مسامی طور پر پینے، بونے، دھو، صر، لاکھنا، کریں گے۔ اور حضرت امام ابوحنیفہ کے نزدیک اس ٹکٹ مال یا باندھی کی قیمت سے مکمل کریں گے۔ اور اس سے مکمل نہ ہو سکتا ہے چھٹی قیمت میں سے لیں گے۔ حضرت امام ابوحنیفہ اور حضرت امام ابو یوسف و حضرت امام محمد کے مابین اختلاف نہ دئے ہوئے اور وہ ان اہل فریقہ سے نقل کیا گیا ہے۔

[illegible]

۱۔ من اوصی لزید وغیرہ نقلت ما لا یلزم۔ اگر کوئی شخص زید اور عمرو کے واسطے وصیت کرے جبکہ مراد اس کی "فرضی" میری سوچاؤ تو اس صورت میں نہ۔ بلکہ مال کے لئے امتحان زید کا ہوگا۔ اس واسطے کہ جس کا انتقال ہو چکا ہو، کو وصی لانا بیجا محسوس نہیں ہوگا۔ یا میراث شخص کے لئے قابل نہیں ہو سکتا۔ حضرت دوم جو پوسف سے مراد ہے، چنانچہ وصیت کرنے والا عمر کے امتحان سے قضا کا نہ ہو تو اس صورت میں ثلث مال میں قرضے کا مستحق رہے تو وہ گواہوں کے واسطے کہ وصیت کرنے والا نے عمر کا زید کو وصیت کی، اس کے خیال کے مطابق عمر کے قرضے کو اٹھنے وصیت کرنا صحیح ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ میراث کا حصہ نہ ہو بلکہ مال کا حصہ نہ ہو چنانچہ اس کے برعکس جبکہ اسے عمر کے انتقال کا علم ہو اور یہ کہ مراد کے واسطے وصیت نہ کرے چنانچہ اس سے ظاہر ہوا کہ اس کی مرضی چند میراث کو کسی ثلث مال دینے کی تھی۔

[illegible]

وہو لکل شہن فصحاء الخ اگر میت کے وہ یا وہ سے زیادہ خلیائی بھائی یا وہ یا وہ سے زیادہ اہلیائی بیٹیں ہو تو انوں میں سے پہلے بھائی کے شہن لکھ کے مستحق ہوں گے۔

والسلسل الخ میت کے ترکہ میں سے سب سے پہلی جگہ عصر کے مستحق صہ اہل مات افراد ہوتے ہیں۔ میت کے مال یا باپ میں سے کوئی بڑا وصیت کا کوئی لڑکا یا بیٹا بھی ان کے بعد ہو تو اس کا باپ کے بعد اس کا شہن لکھا جائے گا اگر میت کی ماں ہو اور اس کے علاوہ میت کے بھائی بھی موجود ہوں تو وہ سب کی مستحق ہوگی۔ میت کی وادی یا وادہ اس کے ساتھ لڑکا یا بیٹا بھی موجود ہو تو وادی یا وادہ اس کے مستحق ہوں گے۔ میت کی پوتیاں نہیں اور ان کے ساتھ لڑکی بھی موجود ہو تو پوتیاں سب کی مستحق ہوں گی۔ میت کی علاتی بہنوں کے ساتھ ایک خلیائی بہن بھی موجود ہو تو علاتی بیٹیں سب کی مستحق ہوں گی۔

ونسقط العذات بالام والجد والاعوان والاعوان مآلک ونسقط ولہ الام بالزناجہ اور جدات میں سے اور وادہ اور بھائی اور بیٹیں باپ کی جگہ سے ساتھ ہو جائے ہیں اور بیٹیں بیٹی ہیں جو۔ وادوں کی جگہ بالولید وولید الام والجد والاعوان والاعوان مآلک ونسقط ولہ الام بالزناجہ سے ساتھ ہو جائے ہیں یعنی باپ اور وادہ کی جگہ سے اور جب بیٹیاں پروردہ تھیں تو بیٹیاں ساتھ ہو جائیں ہیں الا ان یکنوا بالزناجہ او امثل منہن ابن لہ فینسقطن واذا استكمل الاعوان لآب الا یہ ان کے بالذیل ان سے پہلے یا ہو کہ وہ ان کو صہ کر دے یا وہ سے اور جب خلیائی نہیں ہوں یا وہ بیٹوں کے لکھ کر علاتی نہیں ساتھ ہو جائیں تو الا یہ کہ ان کے ساتھ ان کا بیٹا ہو کہ وہ ان کو صہ کر دیتا ہے

تشریح و توضیح:

ونسقط العذات بالام الخ لہذا ہے کہ جدات خواہ والدہ کی جانب سے ہوں یا والدہ کی طرف سے یعنی ماں یا بیٹیں میت کی والدہ کی موجودگی میں ان کی وراثت سے بچھٹ گئے گا اور اس کے ترکہ سے بھر دیا جائے گا۔

والجد والاعوان الخ مرنے والے کے والد اگر بیٹہ حیات ہوں تو وادہ اور والدہ کے بھائی میت کے ترکہ سے بھر دیا جائے گا۔ اور ان کے از روئے وراثت بچھٹ گئے گا۔ دینے والے کا باپ یا وادہ یا لڑکا یا بیٹا ہوتے ہوئے حضرت امام ابوحنیفہ کے نزدیک میت کی بہنوں کو بچھٹ گئے گا اور دیگر میت کے ترکہ سے بھر دیا جائے گا۔ حضرت امام ابوحنیفہ اور حضرت امام مالک کے نزدیک اگر والدہ موجود ہو تو بیٹیں محرم نہ ہوں گی۔ لیکن یہاں علیٰ حضرت امام ابوحنیفہ کا قول ہے۔

ونسقط ولہ الام الخ اگر میت کا لڑکا محرم ہو یا لڑکا نہ ہو مگر پوتا یا سرے والے کا باپ یا وادہ موجود ہو تو ان میں سے کسی ایک کے ہوتے ہوئے خلیائی بہن بھائی میت کے ترکہ سے بھر دیا جائے گا۔

واذا استکملت العذات الخ اگر ایسا نہ کرنے والے کی لڑکیوں کو بیٹھو رافق محرم و بیٹھ ترکہ میں سے بچھٹا لڑکیاں وادہ میں یا اس سے زیادہ ہوں یا اس سے کم ہوں شہن لکھ کے ساتھ لڑکا یا بیٹا کو بیٹوں کو ترکہ میں سے بچھٹ گئے گا۔ البتہ اگر ان بیٹوں کے ساتھ یا ان بیٹوں سے نیچے کوئی بیٹا ہو تو اس کی جگہ سے بیٹوں کی جگہ صہ بن جائے گی اور بیٹھیت صہ بن کر کہ میں سے باقی رہے گی۔

واذا استکمل الاعوان لآب وام الخ اگر یہ نہ کرنے والے کی بیٹی بیٹوں کی تعداد یا وادہ سے زیادہ ہو اور ان میں سے مکمل وراثت ترکہ یا بیٹوں کو اس صورت میں علاتی بیٹوں کو ترکہ سے بچھٹ گئے گا اور وادہ لکھ محرم ہو جائے گی۔ البتہ اگر علاتی بیٹوں کے

تشریح و توضیح:

وینحجب الام لرجل۔ اوردے اہلعت جب کے معنی مانع ہونے، حائل ہونے کے آئے ہیں اور اصطلاحاً وہ شخص کہلا تا ہے جس کے باعث دوسرا میراث سے یا ذکیر یا عورت کو ہوجائے یا آزادی طور پر بھی کسی کی وجہ سے ملنے والے ترکہ میں کسی کو حق ہو جائے۔ اگر جڑی غریب ہو تو اس کی تعمیر جب نقصان نہ لے جاتی ہے۔ اور مکمل غریب ہو تو اسے جب لڑکا یا لڑکی پیدا ہوتا ہے یہاں فریضے میں اگر کسی کے لئے ۱۰ روپیہ میں اس کے طہارہ کا یا حج یا زیارہاں ہوں تو اس کو ملنے والا حصہ جہان کے نہ ہونے پر ٹکٹ ہو کتاب ان کی وجہ سے کم ہو کر سدس رہ جائے گا اور عیسائی کل ترکہ کے تہائی کو دے چھ حصہ کی مستحق ہوگی۔ یہ صورت جب نقصان کی ہے۔ اور اگر چنانچہ حصہ دینے کے بعد جو ترکہ باقی بچے گا وہ ان کے درمیان تقسیم کر دے۔ "اللہ کھو مثل حبیب الانصیب" میں ذکر کروہ کا بعد کے مطابق تقسیم ہو جائے گا۔

ان شرکب الطرک ذوینا لرجل۔ اگر یا سوداگر کرنے والی عورت اپنے درجہ میں عائد اور اس یا بعد از حقیقی بھائی اور بعض ماں شریک بھائی چھوڑ دے تو اب ترکہ کی تقسیم اس طرح ہوگی کہ کل ترکہ کا آدھا ترکہ خاندان کو ملے گا اور یا بعد از چھ حصہ کی مستحق ہوگی اور اس شریک بھائی ترکہ کے ٹکٹ کے مستحق ہوں گے اور حقیقی بھائی عروم، پیرا کے۔ مغربہ امام شافعی کے نزدیک ماں شریک بھائی اور حقیقی بھائی یکساں فرمودے جائیں گے اور یہ آدھے آدھے کے مستحق ہوں گے۔

ادمانہ کا: استدلال یہ ہے کہ اہل خدائی نے بحیثیت ذوی الفروض عائدہ ماں، ماں، شریک بھائیوں کے حصے مقرر فرمادیے۔ یعنی خاندان کا کل ترکہ میں سے آدھا اور ماں، کل ترکہ میں سے چھٹا اور ماں شریک بھائیوں کو ٹکٹ۔ اور سارا حصہ ان کی تقسیم ان ذکر کروہ حصص میں ہو جائی ہے اور ترکہ کوئی حصہ ان کے حصصات تک پہنچے۔ البتہ عروم ہوں گے۔

بَابُ الرَّثَّةِ

رد کے احکام کے بیان میں

وَالْفَاضِلُ عَنْ فَرَسٍ قَوَى السَّهْمِ إِذَا لَمْ تَكُنْ غَضَةً مُرَكَّزَةً عَلَيْهِمْ بِقَدَرِ سَهَابِهِمْ
اور ذوی الفروض کے حصوں سے بچا ہوا مال جب کوئی حصہ نہ ہو تو ذوی الفروض پر (ی) اس کے حصوں کے موافق لکھایا جائے گا
إِلَّا عَلَى الزَّوْجَيْنِ وَالْأَبْنَاءِ مِنَ الْمَقْتُولِ وَالْكَفْرُ بِلَهٍّ وَاحِدَةٍ يُخَوِّلُ لَهُ الْهَلْهَلُ وَالْأَبْنَاءُ مِنَ الْمُسْلِمِ
مگر زوجین پر اور قاتل مظلوم کا وارث نہیں ہوتا اور (ہر قسم کا) شرک یا کسی چیز پر (لہ) کا لڑا وارث ہوگا دوسرے کا اور مسلمان کا لڑکا
الْكَافِرُ وَلَا الْكَافِرُ الْمُسْلِمِ وَمَنْ لَمْ يَزِدْهُ الْمُسْلِمِينَ وَمَا اخْتَصَمَ بَيْنَ خَالٍ وَخَلِيلٍ فِيمَا وَارِثًا غَرَفَ
وارث نہیں ہوگا لہذا کافر مسلمان کا وارث نہ ہوگا اور مسلمان کا حصہ اس کے مسلم وارثوں کے حصوں میں بٹا دیا جائے گا اور جب کچھ
جَمَاعَةً أَوْ سَفِطَ عَلَيْهِمْ خَائِفٌ لَمْ يَكُنْ مِنْ ثَمَاتٍ مِنْهُمْ أَوْ لَا فَخَالٌ كُلٌّ وَاحِدٌ مِنْهُمْ لِلْأَخْيَارِ مِنَ زَوْجِهِ
آپ کی ذرا بچا ہوا مال یا لڑکا ہو جائے تو یہ معلوم ہو کہ ان میں سے پہلے کون سا وارث تھا جس سے ہر ایک کا مال اس کے لئے اور اس کے لئے ہے

لغات کی وضاحت:

الرد: لوہا، روپیہ، کرنا۔ الفاضل: بانی اہل و عیال۔ السہام: شہری کی جمع۔

دوبی انٹرویو: دورہ نامی نے مجھے کہہ کرپ ہفتہ میں مضمین لکھنے پر مجھے - صفحہ ہدایہ۔

تشریح و توضیح

والفواصل عن لوجھ نظر یعنی اگر باقی القروض نے حصص کی تقسیم حسب حصص شدنی کرنے سے جدوجہد کر کے جاتے اور باقی القرض کے بعد استحقاق کئے والے حصص حسبیت میں سے کوئی بھی حصہ کا نہ ہو تو اس صورت میں یہ باقی ماندہ کو کبھی انھیں باقی القرض یا حسب حصص شدنی قسمنوں پر دے گا۔ واضح رہے کہ یہ باقی ماندہ باقی القرض سے نہ ہو انھیں باقی القرض میں دے دینا چاہئے نہ شہدہ زبیر کے باقی عدم شہدہ دیا جائے۔ لیکن ان کا شہرہ کسی باقی القرض میں نہیں دیا جائے گا۔ امام رضوان ائمہ عظیم الشان کی اکثریت اس پر یہ ہے۔ امام ابی القاسم رحمہ اللہ تو اس میں ہے حضرت ابی بن ذریب جو صحابہ میں مسلمان ہر سنت میں خاص طور پر ممتاز ہیں، فرماتے ہیں کہ باقی القرض کو کسی بھی حالت میں باقی اندازہ نہیں دیا جائے گا۔ بلکہ یہ باقی ماندہ بین المائیں کے لئے ہوگا۔ حضرت امام مالک حضرت امام شافعی وغیرہ کا قصہ یہ کہ باقی ماندہ بھی ملے گا۔

الاعلیٰ الروحانیہ میں امتداد میں سے متعلق تو وہ تو حق ہے جس پر کفر کا یہ ناکارہ ہے۔ لیکن اس بات پر غور میں سے
 شہید اور جن کو کفر کے لئے کفر کا نشانہ بنایا گیا ہے کہ جب تک کہ یہ کفر کا نشانہ بنایا گیا ہے اور اس کا کفر کا
 نہ تو اس صورت میں ہے کہ وہ کفر کا نشانہ بنایا گیا ہے کہ وہ کفر کا نشانہ بنایا گیا ہے کہ وہ کفر کا نشانہ بنایا گیا ہے۔
 علامہ ابن عربی رحمہ اللہ علیہ نے بھی یہی کہہ دیا ہے کہ وہ کفر کا نشانہ بنایا گیا ہے کہ وہ کفر کا نشانہ بنایا گیا ہے۔
 وہ بھی حصارِ حق میں ہے کہ وہ کفر کا نشانہ بنایا گیا ہے کہ وہ کفر کا نشانہ بنایا گیا ہے کہ وہ کفر کا نشانہ بنایا گیا ہے۔
 قیامت اور یہ کہ وہ کفر کا نشانہ بنایا گیا ہے کہ وہ کفر کا نشانہ بنایا گیا ہے کہ وہ کفر کا نشانہ بنایا گیا ہے۔
 یہ کفر کا نشانہ بنایا گیا ہے کہ وہ کفر کا نشانہ بنایا گیا ہے کہ وہ کفر کا نشانہ بنایا گیا ہے کہ وہ کفر کا نشانہ بنایا گیا ہے۔
 یہ کفر کا نشانہ بنایا گیا ہے کہ وہ کفر کا نشانہ بنایا گیا ہے کہ وہ کفر کا نشانہ بنایا گیا ہے کہ وہ کفر کا نشانہ بنایا گیا ہے۔
 یہ کفر کا نشانہ بنایا گیا ہے کہ وہ کفر کا نشانہ بنایا گیا ہے کہ وہ کفر کا نشانہ بنایا گیا ہے کہ وہ کفر کا نشانہ بنایا گیا ہے۔

وَاِذَا اخْتَلَعُ لِلْمَعْرُوسَةِ فَرَاتَانِ لَوْنُفَرَتَا فِيْ صُخْرِيْهِ وَرِثَ اخَذَهُمَا مَعَ الْاَسْحَرِ وَرِثَ
اِسْرَابَ عَرِيْ وَ اَسَى وَ قَرَاتِيْجَ بَرِيْ كِي اَلْوَدَّ وَ اَقْصِيْ مِيْ قَرَاتِيْ جَرَانِيْ اَنْدَ اَلْوَدَّ كَا دَارَتُ بَرَّةَ قَرَاتِيْ مِيْ اَسَى كِي اَسَى
بِهِمَا وَلَا رِثَ الْمَعْرُوسِ بِالْاَنْكِحَةِ الْخَاسِدَةِ الَّتِيْ يَسْتَحْيُوْنَهَا فِيْ دِيْنِهِمْ وَغَضَبُهُ وَبَدَ الْوَدَّ
سے وارث ہونا اور کئی دُک الٹے دھارے سے لے کر اپنے دین میں وہ اعمال لکھتے ہیں اور وارث ہونے کے بعد وہ ان کے وارثوں
وَوَلَدَ الْمَلَأْنَةَ نَوَاتِيْ اُفْهِمَا وَفِيْ مَاتِ وَ تَرَكَ حَصْلًا وَقَفَّ مَالُهُ حَتَّى تَصْحَ اُفْرَاتُهُ خَمْلُهُ مِي
مصر میں ان کے وارثوں نے اور جو بھی مر گیا ہو اس کے مال بھڑا کر ان کا مال نام نہاد ہے کہل میں موقوف ہے کہ یہ ایک کسان کی وصیت
قَوْلِيْ اِنِّيْ حَبِيْبَةُ رُحْمَةِ اللّٰهِ وَالْحَدِّ اَزَلِيْ بِالْعَمَرَاتِ مِّنْ الْاِخْوَةِ عَبْدِ اَبِيْ حَبِيْبَةَ وَرُحْمَةُ اللّٰهِ وَقَالَ يُوْلُوفُفَ وَمُخَمَّدَ
اپنا مال ہے اور والا امام صاحب کے اس میراث کا زیادہ قدر ہے بھائیوں کے تباہ ہیں اور صاحبوں پر آتے ہیں
وَحَمِيْلُهُمُ اللّٰهُ تَقَاسَمُوْهُمْ اَلَا لِيْ تَقْصُصَ الْقَدَسَةَ مِّنْ اَنْتَلْتُ وَ اِذَا اخْتَلَعُ الْوَحْدَاتِ وَالْمُسْتَقِلِّ
اور وہ بھائیوں کے ہیں دیکھ کر ان کے مال پر اور تقسیم کرنے میں سے کہی ہے کہ تم بیٹے اور صاحب جو تم سے ہیں اور بیٹا تم

لَا تُقْرَبُوا رِجَالَهُمْ فَتَخْذَلُوهُمْ وَلَا يَرْكَبُكُمْ أَمْ أَبْنَاءُ اللَّهِ أَنْ لَا يَخْذَلَهُمْ الْكَافِرُ إِذَا ظَهَرَ لَكَ الْبَغْيُ وَقُلْ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا رَبِّي أَرْحَمُ مِنْكُمْ إِنْ لَمْ يَنْصَرُوا بِكُمْ فِي الْأَمْرِ فَلَا خِيَارَ لَهُمْ مِنْ عِندِ رَبِّي أَلَمْ تَأْمُرُوا بِالْعَدْلِ وَالْإِيمَانِ أَتُلْقُونَ بِالنَّاسِ فِي الْغَيْبِ وَقُلْ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا رَبِّي أَرْحَمُ مِنْكُمْ إِنْ لَمْ يَنْصَرُوا بِكُمْ فِي الْأَمْرِ فَلَا خِيَارَ لَهُمْ مِنْ عِندِ رَبِّي أَلَمْ تَأْمُرُوا بِالْعَدْلِ وَالْإِيمَانِ أَتُلْقُونَ بِالنَّاسِ فِي الْغَيْبِ

والہذا اجمع للمحسوس۔ نیز فرماتے ہیں کہ اگر کسی فاضل پرست میں دہتر تئیس اسی طرف کی انھیں جو جانیں کہ مرادو
بفرض روحانی میں میرا ایک گنہگار بنی جائے گا تو اس قدر کہ میں نے اپنے اور سے فداوارت کر پاؤ تو اس صورت میں اس کا
قرارداروں کے منع ہونے کی خاطر یہاں رہنوں کے باعث فاضل پرست بھی مارے اور دیا جائے گا۔
ولا یرت المحسوس۔ نیز فرماتے ہیں کہ اگر کسی فاضل پرست میں دہتر تئیس اسی طرف کی انھیں جو جانیں کہ مرادو
بفرض روحانی میں میرا ایک گنہگار بنی جائے گا تو اس قدر کہ میں نے اپنے اور سے فداوارت کر پاؤ تو اس صورت میں اس کا
قرارداروں کے منع ہونے کی خاطر یہاں رہنوں کے باعث فاضل پرست بھی مارے اور دیا جائے گا۔

ومن عانت وتمر تک حملاً ثلاثاً، اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو حاملہ کیوز کرنا اٹھل کر بچا، تو اس صورت میں اس کے عذر کوئی تقسیم نہیں ہوگی۔ اگر وہ اسے شخص حمل تک وقف کرکے کاٹے ہوگا، لیکن حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ یہ غیر اس شخص میں ہوگا جبکہ بچہ حمل کے موت، کوئی امبری ولا امروجن ہوں اور اس کی اولاد نہ ملے کی صورت میں نہ تو نہ تو کہ بچہ کی ان حصہ اور عورت کے لئے نہیں ہے۔ نہ دینے کا حکم کیا جائے گا اور اپنی حصص ملوانے رکھے گا، لیکن اسے حضرت ابوامروہؓ فرماتے ہیں کہ اسے کو آدھ کر کے دیں گے۔ حضرت ابوامرہؓ کہلا دیے کا حکم فرماتے ہیں، البتہ یہ ہے کہ عورت کی حالت کے اعتبار سے ایسا ممکن ہے یا نہ ہے، بڑھ کر بچوں کا حکم نہیں دیتی، لیکن اس وقت سوجرد کے کہلائے گا، اگرچہ حق ہوگا۔ حضرت امام ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ایسا نہیں ہے، عورت کے خلاف صورت ایک ہی چیز کو حکم دیتی ہے۔ البتہ وہ جوڑے کو تھا، کیا جائے گا، حضرت امام ابوہریرہؓ نے فرمایا وہ سب زیادہ پر رنجوں کو خود سے نکلتی ہے۔ البتہ اس اعتبار سے فیما بین کہ حمل میں چاروں کے سونکھنے میں سوجرد کے کہلائے گا، لیکن اس کا اعتقاد ہوگا اور ان کو نہیں کا، اعتقاد ہوگا، مگر یہاں یعنی بقرہ میں حضرت امام ابوہریرہؓ کا ہے۔

بَابُ ذَوِي الْأَرْحَامِ

ذوقی الرحمہ کا بیان

وَأَمَّا لَمْ يَكُنْ فَلَقَبَتْ غَصَّةً وَلِأَنَّهُمْ وَرَثَةٌ فَذَوُو الْأَرْحَامِ وَلَهُمْ
 وَرِثَةٌ بِسَبَبِ مَوْتِ كَامِرٍ كَوْنُ لَمْ يَكُنْ أَوَّلِي الْأَرْحَامِ لَمْ يَكُنْ وَرَثَةً لَمْ يَكُنْ
 غَصَّةً وَنَدَى الْجَنَّتِ زَوْلاً الْأَخِ وَنَدَى الْغَمِّ وَالْجَنَّتِ وَالْجَنَّتِ وَالْجَنَّتِ وَالْجَنَّتِ
 لَمْ يَكُنْ لَمْ يَكُنْ لَمْ يَكُنْ لَمْ يَكُنْ لَمْ يَكُنْ لَمْ يَكُنْ لَمْ يَكُنْ لَمْ يَكُنْ
 لَمْ يَكُنْ لَمْ يَكُنْ لَمْ يَكُنْ لَمْ يَكُنْ لَمْ يَكُنْ لَمْ يَكُنْ لَمْ يَكُنْ لَمْ يَكُنْ
 لَمْ يَكُنْ لَمْ يَكُنْ لَمْ يَكُنْ لَمْ يَكُنْ لَمْ يَكُنْ لَمْ يَكُنْ لَمْ يَكُنْ لَمْ يَكُنْ

مِنْ ثَمَانٍ مَعَ ثَلَاثٍ نَفْسٍ أَوْ بَعْضُهَا نَفْسٌ وَتَعُولُ إِلَى مِثْلِهِ وَثَمَانِيَةٍ وَنِصْفٍ وَعَشْرٍ
 آٹھ سے ہوگا اور اگر سترہ سے نصف اور ٹکٹ یا نصف اور سترہ سے تو اصل مسئلہ جو ہے سو گیارہ سات، آٹھ نو اور دس کی طرف متحول کرے

تشریح و توضیح:

باب حساب الفرائض: صاحب کتاب نے بیڑاں فرائض کے بخارج ذکر فرمائے ہیں اور اس واسطے بکھر طور پر دس ضابطہ
 سے آمجہ ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں من فرض مصلوں کو اگر بفرمایا ہے ان کی و قسمیں ہیں۔ ان میں سے تین ثواب یک قسم کہ
 تیرا اور نصف دینی اور تین ہیں اور تھیں قسم دوم کے اور دو ٹکٹ اٹھان، سترہ جب دینی ان کے بخارج کی تفصیل دو نہایت تو وہاں طریقہ
 پر ہے کہ نصف کے اٹھانے کا قدر مقرر ہے اور بخارج کے واسطے چار اور پرا تین آٹھ اور ٹکٹ اٹھان، کہ اس میں چار اور پرا تین آٹھ
 مقرر ہے اب اگر دینا اور کئی مسئلہ کے اور نصف کی آٹھ اور دو ہیں، مثال کے طور پر میت نے ورثہ میں دو نہاد و حقیقی یا باپ شریک ہیں کو
 چھوڑا، اس نے ایک تو نصف اور باقی ماندہ کو چھوڑا مثال کے طور پر خاوند اور بھائی کو چھوڑا تو اس صورت میں اصل مسئلہ تقسیم دو سے ہوگی
 اور توں کو برسرہ اصل جائے گا تو ٹکٹ باقی ماندہ ہونے پر مثال کے طور پر ورثہ میں والدہ اور حقیقی بھائی سوں یا ظن اور باقی ماندہ ہو۔
 مثال کے طور پر ورثہ میں والدہ اور بھائی کو چھوڑا اور بھائی کو تو اس صورت میں اصل مسئلہ تقسیم تین سے ہوگی اور بخارج و باقی ماندہ ہونے پر مثال
 کے طور پر خاوند اور لڑکا جو بخارج نصف ہونے پر مثال کے طور پر ورثہ میں خاوند اور لڑکی دو تو اصل مسئلہ تقسیم چار سے ہوگی اور تین باقی ماندہ
 ہونے پر مثال کے طور پر دو بھائی اور لڑکا ورثہ میں ہوں یا تین و نصف ہونے پر مثال کے طور پر چھوڑا اور لڑکی ورثہ میں ہوں تو اصل مسئلہ تقسیم
 آٹھ سے ہوگی۔ اور نصف و ٹکٹ ہونے پر مثال کے طور پر دو بیہ میں والدہ اور حقیقی یا ظن بھائی یا نصف سترہ ہونے پر مثال کے طور پر
 والدہ بزرگى ہو تو اس صورت میں اصل مسئلہ تقسیم چھ سے ہوگی۔

وتعول الى مائة ذمى باعتبار ان كل من سب ذمى مائة (۱) بجانب علم راض بونا (۲) جانب (۳) بجانب
 اصطلاحی طور پر مول سے بیٹا تیسرے شخص مراد لئے جاتے ہیں۔ مول کی تعریف کہ ہم نے اس مسئلہ میں لکھی ہے وہ چاروں کی صورت میں بخارج پر
 کچھ زیادتی کر لی جاتی ہے۔ مثال کے طور پر سترہ اگر چہ ہے تو اس کا مول سات ہے اس تک ہو سکتا ہے خواہ سات تک مول سے کام چل
 جائے یا آٹھ یا نو یا دس تک مول کے ذریعہ بعض حکام میں ذیل میں ملاحظہ فرمائیں:

الشمس	نمبر	الشمس	نمبر
زواج	اخت و	زواج	اخت و
الشمس	نمبر	الشمس	نمبر
زواج	اخت و	زواج	اخت و

وَإِنْ كَانَ مَعَ الثَّمَانِ ثَلَاثُ أَوْ ثَمَانِ فَأَصْلُهُ مِنْ أَفْتَى عَشْرٍ وَتَعُولُ إِلَى ثَلَاثَةِ عَشْرٍ وَخَمْسَةِ عَشْرٍ
 اور اگر بخارج کے ساتھ ٹکٹ یا سترہ ہو تو اصل مسئلہ دو سے ہوگا اور تیرہ اور پندرہ اور سترہ کی طرف
 متحول ہوگا اور اگر تین یا چھ یا سترہ یا دو ٹکٹ ہو تو اصل مسئلہ دو سے ہوگا اور

ہے اس کے تین حصے میں ضرب ہے تین حصے میں ضرب ۱۸۰ اور اسے کل مسئلہ میں ضرب ہے پانچ حصے میں ضرب ۱۰۰۔ ۳۳۰۔

فان تسدوت الاعداد اعزاً اخذها عن الآخرى كذا في النسخ وأصولها فاضرب اثنين في اقل
اكر هذا ايام مساوي دون تاكلين كذا في كل من ضرب في ضرب من كل واحد في واحد ودرجہ ہر دو کہ اصل مسئلہ میں
المسئلة وان كان احد العددين جزءاً من الآخر انصاع الاكثر غير الاقل كذا في ربع بسوفا
مربوبہ اور اگر ایک ضربی ۴ عدد پر دوسرے ضربی کے عدد ۱ جزو ہو تو اولیٰ کے کثرت کرے کا بیسے چار ہوں
واصولی انما ضمنت الازعة الجزاء عن الآخران والحق احد العددين الاخر ضمنت
اور یہاں کہ جب تین ضرب دے تو دوسرے کے کثرت کرے کا اور اگر ایک ضربی ۱۰۰ اور دوسرے کے مساوی ہو تو
والحق اخذها في جميع الاحوال فاصنع في اقل المسئلة كذا في ربع بسوفا واحب ومنه انصاع
ایک کے دینے اور دوسرے کے کل میں ضرب دے پھر دوسرے ضرب دے کل میں ضرب دے چار ہوں اور ایک میں اور پھر یکا
فالمسئلة فوالحق الازعة بالانصاف وضرب نصف اخذها في جميع الاحوال فاصنع في اقل
پھر نصف میں پار کے دینے اور دوسرے کے کثرت کرے کا اور اگر ایک میں ضرب دے پھر دوسرے ضرب دے کل میں
المسئلة تكون لقابله والربعين ومنها تصح المسئلة فاذا صنعت المسئلة وضرب بسوفا
میں ضرب دے اور ۴ حصے میں ہوں گے اور دوسرے مسئلہ کے ہوا بھی جب مسئلہ کے چار حصے ہوں گے اور دوسرے کے تمام
کل وارث فی التركة لثلاثة اقسام فاصنع في اقل المسئلة فاصنع في اقل المسئلة فاصنع في اقل المسئلة
کو کہ ایک میں ضرب دے پھر حاصل ضرب کو اس عدد پر تقسیم کر جس سے مسئلہ کے چار حصے ہوں گے اور دوسرے کے کل میں
تشریح و توضیح:

فان تسدوت الاعداد (الم)۔ انہ میں کہ فریقین کے عدد برابر ہوئے کی صورت میں ممکن ہے کہ کافہ ہوگا یا اصل میں
ضرب دے دی جائے اور ضرب دے کر ضرب کی ضرورت نہ ہوگی۔ مثال کے طور پر اگر میریت کے عدد میں دو درجہ اور دو ہجائی ہوں تو اس
صورت میں مسئلہ چار حصے ہوگا اور اصل مسئلہ میں چار حصے ضرب دی جائے تو سہائی کی تعداد آٹھ ہوجائے گی۔ ان میں دو سہائی سے ایک
ایک ہجڑوں پر دیں گے گا۔ باقی چھ سہائی ہوں گے۔ دسویں کو اس میں سے ایک ہجڑوں پر دیں گے اور اگر یہ صورت ہو کہ فریقین میں سے
ایک کا عدد فریق دوم کے عدد کا جزو ہو تو پانچ حصے ہوں گے اور اگر ایک کا ضرب دے گا۔ باقی چار حصے ہوں گے اور دوسرے کے کل میں
تو ممکن ہوگا کہ چاروں ضرب دے دی جائے۔

فان والحق احد العددين (الم) فریقین کے عدد کے برابر نہ آئیں تو صورت میں ان میں سے ایک کے تین حصے اور دوسرے فریق
کے کل میں ضرب دی جائے گی اور پھر جو اصل ضرب ہوگا اس کی جس مسئلہ میں ضرب دی جائے گی۔
مثان کے طور پر چار درجہ ایک ہجڑوں اور چھ ہجڑوں میں دو درجہ اور چار ہجڑوں پر دیں تو اقل نصف ہونے کی بنا پر ان
دو حصوں میں سے نصف کے دوسرے حصے کے کل میں ضرب دی جائے گی اور پھر چار حاصل ضرب ہوگا اسے اصل مسئلہ میں ضرب دی
گے اور اس طرح ضرب دینے پر ۴ حصے ہوں گے اور دوسرے کے کل میں ضرب دی جائے گی۔

فاذا صنعت المسئلة (الم)۔ میرے کے ترکہ کو دو حصوں میں تقسیم کرنے کی ممکن میں مسئلہ کے چار حصے ایک وارث میں تقسیم
دیا جائے اور دوسرے ترکہ میں ضرب دے کر جو حاصل ضرب ہوگا اسے اس پر تقسیم کریں گے جس سے مسئلہ کے چار حصے ہوں گے اور پھر چار حصے

